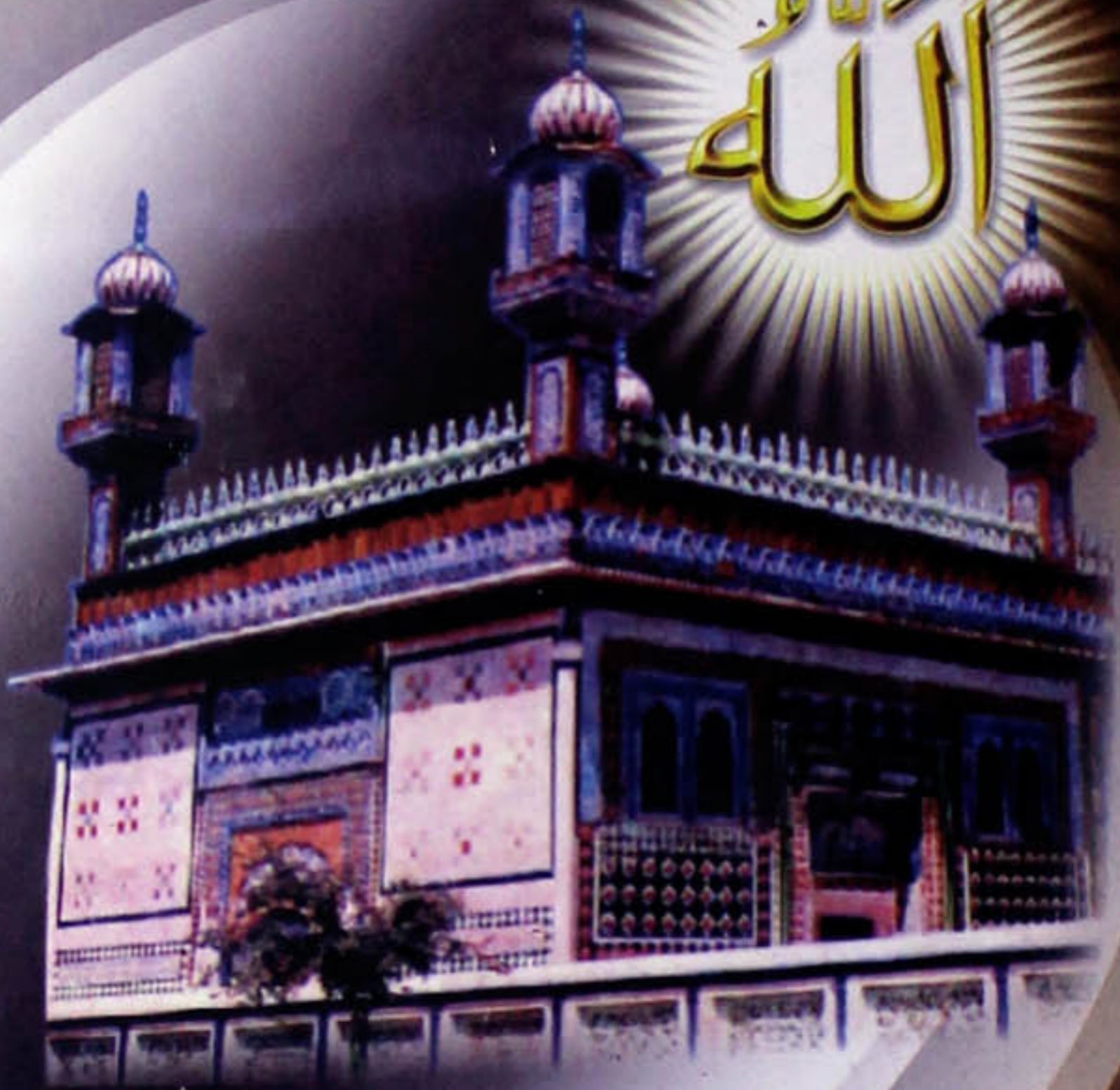


الله



# محبتي آخر زمانى

تصنيف لطيف

خادم سلطان الفقر  
حضرت سخي سلطان محمد نجيب الرحمن  
مد ظله الاقدس



اللّٰهُ



# مجتبیٰ آخر زمانی

== تصنیف لطیف ==

خادم سلطان الفقر

حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمن مدظلہ الاقدس

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

© All Copy Rights reserved with  
SULTAN-UL-FAQR PUBLICATIONS (Regd.)  
Lahore-Pakistan

نام کتاب مجتبیٰ آخر زمانی

تصنیف لطیف  
خادم سلطان الفقر  
حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمن مدظلہ الاقدس

ناشر سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور

پرینٹر آر۔ ٹی پرنٹرز لاہور

باراؤل جنوری 2013ء

تعداد 1000

قیمت 700 روپے

ISBN: 978-969-9795-07-7

سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور



سلطان الفقر ہاؤس

4/A- ایسٹیشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 54790

Ph: 042-35436600, 0322-4722766

www.tehreek-dawat-e-faqr.com www.sultan-ul-faqr.com

E-mail: sultanulfaqr@tehreekdawatefaqr.com

Marfat.com  
Marfat.com  
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بصد عجز و محبت و عشق اور عقیدت کے ساتھ یہ خادم اور غلام اس کتاب

# مجستی آخر زمانی

کو اپنے مرشد پاک

سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ

اور مشائخ سروری قادری

سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ،

سلطان الصابریں حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ،

شہباز عارفان حضرت سخی سلطان سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اور

سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

کے وسیلہ سے

## سُلْطَانُ الْعَارِفِیْنَ

### حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ

کی بارگاہ عالیہ میں پیش کرتا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مہربانی اور فیض سے امید کامل ہے کہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف اسے منظور فرمائیں گے بلکہ اپنے دفتر فقر کی مہر خاص سے مزین فرما

کر اسے عام فرمائیں گے کیونکہ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نائبین کا تذکرہ ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



## فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
13	مقدمہ	
23	باب اوّل سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	
24	سلسلہ نسب	فصل 1
33	حضرت سخی سلطان باھو <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کے اجداد	
33	والدین	
40	ولادت باسعادت	فصل 2
41	آپ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا فیض بچپن سے جاری ہو گیا	
43	حصولِ علم ظاہری	
44	تلاشِ حق - بیعت	فصل 3
45	ظاہری دستِ بیعت	
50	اورنگ زیب عالمگیر سے ملاقاتیں	
51	سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کی سوانح حیات پر کامل تحقیق	
59	سوانح حیات سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	
65	سلطان العارفين <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کی ظاہری بیعت کے بارے میں اختلافات	
74	تعلیم و تلقین	فصل 4
76	آپ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا لقب سلطان العارفين اور مرتبہ سلطان الفقر	فصل 5



صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
90	مصطفیٰ ثانی مجتبیٰ آخر زمانی	فصل 6
93	تصانیف	فصل 7
96	تعلیمات	فصل 8
96	اسم اللہ ذات	
123	تصور اسم محمد ﷺ	
130	مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ	
140	فقہی مسلک اور سلسلہ فقر	فصل 9
156	سلسلہ ازواج اور اولاد پاک	فصل 10
159	کرامات	فصل 11
167	منتقلی امانت الہیہ اور خلفاء	فصل 12
175	حضرت سخی سلطان باہو <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کے چند مشہور خلفاء	
182	وصال مبارک	فصل 13
187	سجادہ نشین دربار عالیہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	
188	عرس مبارک	
189	باب دوم سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	
190	سلسلہ نسب	1



صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
191	آباد اجداد اور والدین	2
192	ولادت باسعادت	3
194	تلاش حق	4
196	سفر حق	5
197	منتقلی امانت الہیہ۔ امانت فقر	6
198	احمد پور شرقیہ ریاست بہاولپور آمد	7
198	نواب بہاول خاں سوئم کی آپ ﷺ سے محبت اور عقیدت	8
199	آپ ﷺ کا لقب	9
200	حلیہ اور لباس مبارک	10
201	آپ ﷺ کا سلسلہ فقر	11
201	فقہی مسلک	12
201	کرامات	13
206	تلاش محرم راز	14
207	ازواج اور اولاد	15
209	وصال اور مزار مبارک	16
211	عرس مبارک	17
211	سجادہ نشین	18
212	سید محمد عبداللہ شاہؒ کے بارے میں چند غلط روایات اور اصل حقائق	19
216	سجادہ نشینی یا جائیداد کا تنازعہ (1986ء۔ 1993ء)	20



صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
221	باب سوم سلطان الصابرين حضرت سخی سلطان پير محمد عبدالغفور شاہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	
222	ولادت باسعادت	1
222	سلسلہ نسب	2
222	ولادت کی بشارت	3
223	بچپن اور شباب	4
223	بیعت	5
225	سلسلہ چشتی میں آپ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کی بیعت اور خلافت کی غلط روایت اور اس کے خلاف قوی دلائل اور اصل حقیقت	6
231	عشقی مرشد	7
241	مرشد کے ساتھ سفر	8
241	مرشد کا وصال	9
242	جنگل نوردی	10
242	شورکوٹ آمد اور قیام	11
245	فرمودات	12
247	آپ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا لقب	13
248	آپ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا فقہی مسلک اور سلسلہ فقر	14
248	ازواج اور اولاد	15
249	مرشد کے مزار کی تیاری	16

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
249	خلفاء	17
249	منتقلی امانت فقر	18
250	وصال مبارک	19
250	مزار مبارک	20
250	عرس پاک	21
250	سجادہ نشین	22
251	باب چہارم شہباز عارفان حضرت سخی سلطان پیر سید بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	
252	سلسلہ نسب	1
253	ولادت باسعادت	2
253	حصول علم ظاہری اور دربار سلطان العارفین <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> پر قیام	3
255	دربار سلطان العارفین <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> پر قیام کے دوران فرائض	4
256	ظاہری دست بیعت	5
257	ملازم دفتر دفرمایا ذات سخی سلطانی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	6
258	آپ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا لقب	7
258	فقر آپ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کی بارگاہ سے عطا ہوتا ہے	8
259	فیض اسم اللہ ذات	9
259	ازدواجی زندگی اور اولاد	10



صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
259	حُسن و جمال اور لباس	11
260	ہجرت	12
261	منتقلی امانت الہیہ۔ امانت فقر	13
263	کرامات	14
265	عارفانہ کلام	15
287	آپ ﷺ کا فقہی مسلک اور سلسلہ فقر	16
287	وصال مبارک	17
288	عرس مبارک	18
288	سجادہ نشین	19
289	باب پنجم سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز علیہ السلام	
290	سلسلہ نسب	1
291	ولادت باسعادت	2
291	پہلی نظر دیدار مرشد	3
291	بچپن اور شباب	4
292	ظاہری و باطنی تعلیم	5
292	بیعت	6
297	آپ ﷺ کا لقب	7
297	آپ ﷺ کا فقہی مسلک اور سلسلہ فقر	8

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
297	عشقِ مرشد	9
304	محبوبِ مرشد	10
305	ازدواجی زندگی اور اولاد	11
306	ہجرت	12
306	وظائف اور روزانہ مصروفیات	13
307	تلقین و ارشاد	14
308	حُسن اور صورت و سیرت	15
308	آپ ﷺ کے خلفاء	16
310	انتقالِ امانتِ نقر	17
311	کرامات	18
313	وصالِ مبارک	19
314	مزارِ مبارک	20
315	سجادہ نشین	21
315	عرسِ پاک	22
316	بابِ ششم سلطانِ الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رضی اللہ عنہ	
317	ولادت باسعادت	فصل 1
318	بچپن	



صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
318	تعلیم و تربیت	
319	عشقِ مرشد	فصل 2
324	منتقلی امانتِ فقر	فصل 3
326	مسند ارشاد	
334	مرشد کامل اکمل	فصل 4
340	فیض اسمِ اللہ ذات	فصل 5
344	دعوتِ فقر کے لیے جدوجہد اور مساعی	فصل 6
355	آپ ﷺ کا لقب اور مرتبہ سلطان الفقر	فصل 7
357	حُسن و جمال	فصل 8
365	سلطان الفقر (ششم) کی شخصیت قرآن و حدیث کی روشنی میں	فصل 9
367	محاسن و اخلاق	فصل 10
370	معمولات و مشاغل	فصل 11
373	فقہی، عرفانی مسلک اور سلسلہ فقر	فصل 12
377	گھوڑوں سے محبت	فصل 13
385	ازواج اور اولاد	فصل 14
388	خلفاء اصغر اور صاحبِ مجاز	فصل 15
392	تلاشِ محرم راز اور منتقلی امانتِ الہیہ۔ امانتِ فقر	فصل 16

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
402	عارفانہ کلام	فصل 17
411	فرمودات و تعلیمات	فصل 18
435	کرامات	فصل 19
453	متفرق	فصل 20
456	وصال مبارک	فصل 21
458	نمازِ جنازہ	
459	مزار مبارک	
459	عرس مبارک	
459	سجادہ نشین	



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# مقدمہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ  
وَأَصْحَابِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ أَجْمَعِينَ

فرمانِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:-

”مَنْ سَكَتَ عَنِ الْحَقِّ فَهُوَ شَيْطَانٌ أَخْرَسٌ“<sup>۱</sup>

ترجمہ: ”جو حق بات کہنے سے چپ رہا وہ گونگا شیطان ہے۔“

”صاحبِ لولاک“ میرے مرشدِ پاک سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ پر اب تک لکھی گئی واحد تصنیف ہے جو ایک پیشہ ور صحافی (Professional Journalist) جناب طارق اسماعیل ساگر صاحب سے تین ماہ کے عرصہ میں تحریر کروائی گئی۔ سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال مبارک 26 دسمبر 2003ء کو ہوا اور صاحبِ لولاک کا بارِ اول 13-12 اپریل 2004ء کے میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر شائع ہو کر شال پر موجود تھا۔ اب تک اس کتاب کے چار ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ بارِ اول اپریل 2004ء، بارِ دوم 2006ء، بارِ سوم نومبر 2008ء اور بارِ چہارم مارچ 2011ء میں شائع ہوئے۔ صاحبِ لولاک پر تبصرہ سے قبل دو باتوں کی وضاحت ضروری ہے۔

1۔ اپریل 2000ء میں ماہنامہ مرآة العارفین لاہور کی اشاعت کے آغاز سے قبل سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ مبارکہ کے علاوہ مشائخِ سروری قادری کے متعلق کوئی تحریر اور کتاب موجود نہ تھی۔ ماہنامہ مرآة العارفین لاہور نے اپنی اشاعت کے فوراً بعد اس پر کام شروع کیا اور شہباز عارفاں حضرت سخی

<sup>۱</sup> عین الفقیر باب ہفتم

سلطان پیر سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ، سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں روایات کو جمع کرنا شروع کیا اور یوں ماہنامہ مرآة العارفین لاہور تحریری شکل میں ان مشائخ کی سوانح حیات اور تعلیمات کو منظر عام پر لایا ان مشائخ کی سوانح حیات میں بعض روایات ابتدا میں درست نہ تھیں اور انہیں وقتاً فوقتاً سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ درست کرواتے رہے۔

2۔ طارق اسماعیل ساگر صاحب نہ تو سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے دست بیعت ہیں اور نہ ہی انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اسم اللہ ذات حاصل کیا ہے اور نہ ہی ان کے ساتھ زندگی کا کوئی لمحہ گزارا ہے۔ طارق اسماعیل ساگر صاحب کی سلطان الفقیر (ششم) رحمۃ اللہ علیہ سے صرف ایک ملاقات ہوئی جس کا دورانیہ صرف پانچ منٹ تھا۔ سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ دستور تھا کہ 12۔ 13۔ اپریل کے میلادِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے موقع پر 13۔ اپریل کو محفل کے اختتام پذیر ہونے پر اپنے کمرہ میں تشریف لے جاتے تھے جہاں لوگ ان سے ملاقات فرماتے۔ یہ عاجز اور غلام محفل میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہی ہوتا اور جیسے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے کمرے میں تشریف لاتے تو ساتھ ہی کمرہ میں آجاتا۔ طارق اسماعیل ساگر صاحب 13۔ اپریل 2002ء کو پہلی مرتبہ رانا تجل حسین صاحب کے ہمراہ دربار شریف پر میلادِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں شرکت کے لیے تشریف لائے اور محفل میں شرکت کے بعد سلطان الفقیر (ششم) رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے رانا تجل حسین صاحب کے ساتھ کمرے میں تشریف لائے اور پانچ منٹ ملاقات کے بعد واپس روانہ ہو گئے۔ دوسری دفعہ 13۔ اپریل 2003ء کو رانا تجل حسین صاحب کے ساتھ محفل میلادِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں شرکت کے لیے آخری لمحات میں تشریف لائے اور محفل سے ہی سلطان الفقیر (ششم) رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کیے بغیر واپس روانہ ہو گئے۔ انہوں نے سلطان الفقیر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ سے ملنا تک گوارا نہ کیا۔ اس کا اقرار وہ کتاب ”صاحب لولاک“ کے شروع میں ”پیش لفظ“ میں بھی کرتے ہیں کہ ان کی صرف ایک ہی ملاقات 2002ء میں ہوئی اور فرماتے ہیں کہ اس ملاقات میں ان پر اسم اللہ ذات کا ستر (راز) منکشف ہو گیا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اسم اللہ ذات کے ذکر و تصور کے بغیر اسم اللہ ذات کا راز منکشف ہونا ناممکن ہے۔ طارق اسماعیل ساگر صاحب نہ تو سلطان الفقیر (ششم) رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور نہ ہی بغیر بیعت کے ان سے ذکر و تصور اسم اللہ ذات حاصل کیا تو پھر ان پر اسم اللہ ذات کا راز کیسے منکشف ہو گیا۔ اگر یہ بات مان بھی لی جائے کہ ان پر اسم اللہ ذات کا راز کھل گیا تھا تو راہِ فقر کے سالک جانتے ہیں کہ

اگر اسم اللہ ذات کاراز کھل جائے تو عشق حقیقی کی آگ چین نہیں لینے دیتی لیکن طارق اسماعیل ساگر صاحب پر کیسا اسم اللہ ذات کاراز کھلا کہ عشق کی آگ نے انہیں 2002ء سے لے کر 2003ء تک سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے قرب و فیض سے روکے رکھا۔ اس عرصے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ مہینے میں دو بار لاہور تشریف لاتے رہے اور لوگوں سے ملاقات فرماتے رہے لیکن طارق اسماعیل ساگر صاحب نے ایک بار بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی زحمت گوارا نہ کی حالانکہ ساگر صاحب کی رہائش لاہور میں ہی تھی۔ اگر 13۔ اپریل 2003ء کو تشریف لائے بھی تو ملاقات کرنا بھی گوارا نہ کیا۔ ہم کیسے سمجھ جائیں کہ عشق کا سزا ان پر عیاں ہو گیا تھا، راہ فقر کے راہی اس امر سے خوب واقف ہیں ان کو ساگر صاحب دھوکہ نہ دیں سچی اور حق بات کریں۔

اب طارق اسماعیل ساگر صاحب کی تصنیف ”صاحب لولاک“ کا تنقیدی جائزہ لیتے ہیں جس سے آپ کو پتہ چل جائے گا کہ یہ کتاب نہ تو علم الیقین، نہ عین الیقین اور نہ ہی حق الیقین پر مبنی ہے بلکہ اس کا 90 فیصد حصہ نقل شدہ ہے۔ طارق اسماعیل ساگر صاحب نے اس تصنیف کو ابواب کی بجائے عنوانات میں تقسیم کیا ہے اور ہم ان کی تصنیف کے ہر باب کا اسی طرح عنوانات کے تحت ہی جائزہ لیتے ہیں۔

### 1۔ پیش لفظ

اس میں انہوں نے کتاب کی غرض تصنیف پر روشنی ڈالی ہے اور کافی مبالغہ آرائی سے کام لیا ہے۔ اگر وہ یہ نہ کرتے تو شاید ان کا ”صاحب لولاک“ لکھنا کسی کی سمجھ میں نہ آتا جیسا کہ پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس میں انہوں نے سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی ایک پانچ منٹ کی ملاقات کا تذکرہ فرمایا ہے۔ یہ باب اب تک شائع ہونے والے چاروں ایڈیشنوں میں شامل چلا آ رہا ہے۔

### 2۔ شکریہ

اس میں طارق اسماعیل ساگر صاحب نے سلطان الفقیر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے ان مریدین کا تذکرہ فرمایا ہے جن کی تحریروں اور گفتگو سے انہوں نے اپنی کتاب ”صاحب لولاک“ کی تیاری کے سلسلہ میں استفادہ کیا۔ بار اول (اپریل 2004ء) میں اس عاجز کا نام بھی ان ناموں میں شامل تھا جس سے انہوں نے کبھی ملاقات کا اہتمام ہی نہیں کیا تھا حالانکہ انہیں معلوم تھا کہ یہ عاجز سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے قرب خاص میں رہا ہے اور ساگر صاحب سے پہلے ماہنامہ مرآة العارفین لاہور



اور مکتبہ العارفین لاہور کا انچارج رہا ہے۔ ہاں انہوں نے میری تحریروں سے ضرور استفادہ کیا جن کا تذکرہ آگے آرہا ہے لیکن بار دوم، بار سوم اور بار چہارم میں اس عاجز کا نام ہی ”شکریہ“ سے خارج کر دیا گیا۔

### 3- صاحبِ لولاک

اسی باب کے نام پر کتاب کا نام ”صاحبِ لولاک“ منتخب کیا گیا ہے اور یہ باب ماہنامہ مراۃ العارفین لاہور کے ماہ ستمبر 2000ء کے شمارہ کے صفحہ 17 تا 28 پر شائع ہونے والا مضمون ”سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ“ ہے، جسے ہو بہو نقل کر دیا گیا ہے۔ اس مضمون میں سلطان محمد عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کی کچھ روایات غلط شائع ہو گئی تھیں جسے بعد میں سلطان الفقیر ششم رحمۃ اللہ علیہ نے درست کروایا تھا لیکن ساگر صاحب نے ماہنامہ مراۃ العارفین کے آئندہ مہینوں اور سالوں کے شمارے دیکھنے گوارا ہی نہیں کیے اور ”صاحبِ لولاک“ کے بار سوم تک ہو بہو ہی غلطیوں والا مضمون شائع ہوتا رہا۔ بار چہارم میں اس میں سے سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ خارج کر دیا گیا ہے۔ یہ مضمون پہلی بار مختلف روایات اور تحقیق کے بعد اس عاجز نے ترتیب دیا تھا معاونین میں ڈاکٹر محمد ایوب خان اور محمد ذیشان رضا شامل تھے۔ یہ مشائخ سروری قادری پر ابتدائی تحقیق تھی۔ بعد ازاں مزید تحقیق سے بہت سے حقائق اور روایات کی تصحیح ہوئی۔

### 4- شہبازِ عارفاں سلطان الاولیاء سلطان سید محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

یہ باب ماہنامہ مراۃ العارفین لاہور کے شمارہ فروری 2001ء کے صفحہ 10 تا 14 پر شائع ہونے والے مضمون ”شہبازِ عارفاں سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ“ پر مشتمل ہے۔ اس مضمون کے لیے تحقیق صاحبزادہ سلطان محمد معظم علی صاحب نے کی اور ترتیب ڈاکٹر محمد ایوب صاحب نے دیا، ہو بہو نقل کر دیا گیا ہے۔

### 5- تعلیماتِ باطنی کا احیاء

اس باب کا کچھ حصہ اس عاجز کی کتاب ”حقیقتِ اسمِ اللہ ذات“ سے لیا گیا ہے۔ یہ کتاب پہلی بار اپریل 2002ء میں مکتبہ العارفین سے شائع ہوئی اور اب تک مسلسل شائع ہو رہی ہے۔ اس کو ایم اے شاکر راجن

۱۔ مکتبہ العارفین سے علیحدگی کے بعد اسے شعبہ نشر و اشاعت سلسلہ سروری قادری لاہور نے شائع کیا اور اب سلطان الفقیر پبلیکیشنز 2005ء سے مسلسل شائع کر رہا ہے۔

پور والے نے سرقہ کر کے ”چنے دی بوٹی اسم اللہ ذات“ کے عنوان اور اپنے نام کے ساتھ العارفین پبلیکیشنز سے شائع کیا ہے۔ اس باب کا دوسرا حصہ سید امیر خان نیازی مرحوم و مغفور کے کتابچہ ”اصلاحی جماعت کی ضرورت کیوں“ کی ہو بہو نقل ہے۔

### 6- سلطان الفقر (ششم) کی گھوڑوں سے محبت

یہ اس عاجز کے مضمون ”حدیث دل“ کا ایک حصہ ہے۔ ”حدیث دل“ جولائی 2003ء کے ماہنامہ مرآة العارفین لاہور کے صفحہ 22 تا 29 پر شائع ہوا جس میں ”میرے مرشد پاک کی گھوڑوں سے محبت“ کے ذیلی عنوان سے یہ حصہ صفحہ 25 تا 28 پر شائع ہوا۔ اس باب میں اس حصہ کو ہو بہو نقل کر دیا گیا ہے۔

### 7- معرفت الہی کیسے ممکن ہے

ابتدائی دو صفحات کے علاوہ تمام باب حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ”کشف المحجوب“ سے نقل کیا گیا ہے۔

### 8- طریقت

مکتبہ العارفین 4/A- ایڈیشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور نے 2003ء میں ڈاکٹر محمد ایوب خان کا ایک رسالہ ”طریقت کیا ہے؟“ شائع کیا تھا اس باب میں اسے ہو بہو نقل کر دیا گیا ہے۔

### 9- اسلام اور تصوف

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیمات کو نہ تو تصوف اور نہ ہی طریقت بلکہ فقر کا نام دیا ہے اور میرے مرشد پاک سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی تعلیمات کو فقر ہی فرمایا کرتے تھے۔ بہر حال یہ باب ”اسلام اور تصوف“ پیر کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کا مقالہ ہے اور ساگر صاحب نے اس میں صرف ابتدائی تین لائنیں خود لکھی ہیں اور باقی تمام باب میں پیر کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کے مقالہ کو نقل کر دیا گیا ہے۔

### 10- طریق تبلیغ

تصوف کی مشہور زمانہ کتب سے تصوف کے بارے میں معلومات پر مشتمل ہے۔

## 11۔ مرشد کیوں اور کیسا ہونا چاہیے؟

اگست 2002ء میں مکتبہ العارفین 4/A۔ ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور نے ڈاکٹر محمد ایوب کی کتاب ”مرشدِ کامل“ شائع کی تھی جسے اب العارفین پبلیکیشنز شائع کر رہا ہے۔ یہ باب زیادہ تر اس کتاب کے باب 3 ”مرشد کے کہتے ہیں“ پر مشتمل ہے اور کچھ حصہ اس عاجز کے مضمون ”سلطان الفقر“ جو تاہنامہ مراۃ العارفین لاہور کے شمارہ اگست 2002ء میں صفحہ 17 تا 23 پر شائع ہوا تھا، سے لیا گیا ہے اور بقیہ حصہ حضرت عبدالقادر عیسیٰ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”تصوف کے روشن حقائق“ سے نقل کیا گیا ہے۔

## 12۔ اسمِ اللہ ذات

جیسا کہ ”باب نمبر 5 باطنی تعلیمات کے احیاء“ کے بیان میں اس عاجز کی کتاب ”حقیقتِ اسمِ اللہ ذات“ کا ذکر ہو چکا ہے اس باب نمبر 12 میں بھی کتاب ”حقیقتِ اسمِ اللہ ذات“ کے بارِ چہارم رحمۃ اللہ علیہ اگست 2004ء کے صفحہ 4 تا 18 کو ہو بہو نقل کر دیا گیا ہے۔ صاحبِ لولاک کے بارِ اول (اپریل 2004ء) میں اس باب کے آخر میں اس عاجز کا نام اور کتاب کا حوالہ بھی موجود تھا جسے بارِ دوم، سوم اور چہارم سے ختم کر دیا گیا ہے۔ اور اس طرح ساگر صاحب نے اس تحریر کو اپنا بنا لیا ہے۔ کیا ایک نامور صحافی، جو صحافت کے اخلاقی اصولوں سے یقیناً واقف ہوگا، سے یہ توقع کی جاسکتی ہے؟ بارِ چہارم (مارچ 2011ء) میں اس باب میں صرف ایک شعر کا اضافہ اپنی طرف سے کیا ہے، وہ یہ ہے:

جنہاں نوں تقویٰ رب تے انہاں نوں رزق ہمیش  
پلے خرچ نہیں بندھے پنچھی تے درویش

اور باقی باب اسی طرح ہے۔

## 1۔ کہتی ہے تجھ کو خلقِ خدا غائبانہ کیا!

نصف باب سلطان احمد علی صاحب کے رسالہ ”جعلی پیر اور مرشدِ کامل“ سے ہو بہو لگا دیا گیا ہے اور باقی نصف لے یہ مضمون بعد میں اپریل 2003ء اور اگست 2003ء کے شمارہ میں بھی شائع ہوا۔ مترجم محمد اکرم الازہری سال اشاعت 2003ء ناشر مکتبہ زاویہ لاہور سے حقیقتِ اسمِ اللہ ذات کے بارِ چہارم کو اگست 2004ء میں مکتبہ العارفین 4/A۔ ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور نے شائع کیا تھا اور اس عاجز کی کتاب ”گلدستہ ایات و تعلیمات حضرت سخی سلطان باحور رحمۃ اللہ علیہ“ کا بارِ اول اگست 2002ء اور بارِ دوم اپریل 2004ء مکتبہ العارفین 4/A۔ ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور نے شائع کیا اور ”اسمِ اللہ ذات“ کا یہ باب اس کتاب کے بارِ دوم کے صفحہ 51 تا 70 پر بھی موجود ہے۔



باب طارق اسماعیل ساگر صاحب کا تحریر کردہ ہے جس میں کچھ مریدین کی بیان کردہ سلطان الفقیر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات ہیں۔

14- صحبتِ یارِ آخِ رشَد

اس باب میں سلطان الفقیر (ششم) رحمۃ اللہ علیہ کے آخری لمحات کا ذکر ہے جو صاحبزادگان اور مریدین نے روایت کی ہیں۔ یعنی پوری کتاب میں 13 نمبر باب میں (کہتی ہے تجھ کو خلقِ خدا غائبانہ کیا) نصف اور 14 نمبر مکمل باب اور یوں گل ملا کر صرف  $1\frac{1}{2}$  باب طارق اسماعیل ساگر صاحب کا اپنا تحریر کردہ ہے اور اس میں بھی ان کا کوئی اپنا چشم دید واقعہ نہیں ہے۔ صاحب لولاک کے اس چودھویں باب کے بار اول (اپریل 2004ء) کے صفحہ 273 تا 274 پر سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ خالد کی زبانی ایک روایت درج کی گئی تھی جو بار دوم، سوم اور چہارم سے خارج کر دی گئی۔ روایت اس عاجز کے بارے میں ہے اور اس طرح سے ہے:

”آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آخری لمحات میں لاہور میں ہمارے ساتھی نجیب الرحمن سے ”اسم اللہ ذات“ کے متعلق پوچھا جو لاہور میں سونے کے اسم اللہ ذات تیار کرواتے تھے۔ ان دنوں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو گھر سے اپنے والد مرشد کے زمانے کے دو پرانے اسم اللہ ذات ملے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نجیب الرحمن صاحب سے کہا کہ اسی طرح کے اسم اللہ ذات ہمارے لیے بھی تیار کروائیں۔ پھر پوچھا کتنے دن لگیں گے؟ پھر کہا جلدی پہنچاؤ ہمیں ضرورت ہے۔“

اس باب میں دوسرا اہم واقعہ سلطان محمد علی مدظلہ القدس اور سلطان محمد شریف مدظلہ القدس کی بیعتِ خلافت کا ہے جو 14۔ اپریل 2003ء کو دربار سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ پر ہوئی۔ ساگر صاحب بار سوم تک بضد رہے اور یہی تحریر کرتے رہے کہ بیعت 16۔ اپریل 2003ء کو ہوئی تھی۔ ہم نے ماہنامہ سلطان الفقیر لاہور میں کئی بار اور سید امیر خان نیازی صاحب نے ماہنامہ مرآة العارفین لاہور میں ہمیشہ بیعت کی تاریخ 14۔ اپریل درج کی۔ اب بار چہارم میں انہوں نے بھی اس باب میں بیعت کی تاریخ 14۔ اپریل 2003ء درج کر دی ہے۔

حاصل بحث یہ ہے کہ طارق اسماعیل ساگر نے اپنی کتاب کا زیادہ تر مواد ماہنامہ مرآة العارفین لاہور اور مکتبہ العارفین 4/A۔ ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور کی شائع کردہ کتب سے لیا ہے اور یہ کتاب تصوف کے موضوع پر زیادہ اور سلطان الفقیر (ششم) رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات کم لگتی ہے۔ نہ ہی ان کی ذاتِ مبارکہ، عادات و خصائل،

فضائل و مقامات کے متعلق کچھ تفصیل بیان کی گئی ہے اور نہ ہی دین حنیف کے احیاء کے لیے کی گئی ان کی انتھک کاوشوں پر کچھ روشنی ڈالی گئی ہے۔ صرف آپ ﷺ کی چند کرامات بیان کر دینا آپ ﷺ کے عالی شان مقام کی قطعاً وضاحت نہیں کرتا۔ مزید یہ کہ آپ ﷺ کی دینی کاوشوں کو نظر انداز کر دینا آپ ﷺ کے مشن کے ساتھ سراسر زیادتی ہے۔

سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی ﷺ کے وصال کے فوراً بعد اس عاجز کو عملی طور پر اور اگست 2004ء میں باقاعدہ طور پر ماہنامہ مرآة العارفین اور مکتبہ العارفین سے علیحدہ کر دیا گیا تھا اس لیے طارق اسماعیل ساگر صاحب نے مجھے جیسے عاجز انسان سے ملاقات کرنا گوارا نہ کیا۔ اگر وہ مجھ سے رابطہ کرتے تو میں ضرور اپنے مرشد کی شان کا حقہ طور پر بیان کرنے کی کوشش کرتا تا کہ میرے مرشد پاک پہ لکھی گئی اولین کتاب یوں ادھوری اور بے اثر نہ رہے۔ پھر طارق اسماعیل ساگر صاحب کی کتاب میں ان کا ایک بھی چشم دید واقعہ یا روایت شامل نہیں ہے جو اس مقدمہ کے آغاز میں تحریر کی گئی ہماری بات کو سچ ثابت کرتی ہے کہ ان کی اپنی زندگی میں سلطان الفقر (ششم) ﷺ سے صرف ایک ملاقات ہے اور وہ بھی صرف پانچ منٹ کی اور لوگوں کے ہجوم میں۔ اس پانچ منٹ کی ملاقات میں نہ وہ میرے مرشد کی شان کو سمجھ سکے اور نہ ہی بعد میں کتاب ”صاحب لولاک“ میں بیان کر سکے۔ حق بات تو یہ ہے کہ ساگر صاحب کو اس عظیم الشان ہستی کو جانے اور سمجھے بغیر اس پر قلم اٹھانے کی جسارت ہی نہ کرنی چاہیے تھی۔

اس عاجز نے جب اگست 2006ء میں ماہنامہ سلطان الفقر لاہور کی اشاعت کا آغاز کیا تو پہلے ہی شمارہ میں سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی ﷺ کی حیات و تعلیمات کو شائع کیا۔ صدقِ دل سے نیت یہ تھی کہ ساگر صاحب ان کو ”صاحب لولاک“ کے آئندہ ایڈیشن میں شامل اشاعت کر لیں تاکہ ایک مدلل کتاب وجود میں آسکے اور عوام پر میرے مرشد پاک کی شان اور مقام سلطان الفقر مزید واضح ہو سکے لیکن جب کافی عرصہ انتظار کرنے کے بعد رابطہ نہ ہوا تو عاجز نے ”مجتبیٰ آخر زمانی“ کی تصنیف کا آغاز کیا۔ شروع میں خیال تھا کہ صرف اپنے مرشد پاک سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی ﷺ کی حیات و تعلیمات قلمبند کروں لیکن دورانِ تالیف خیال آیا کہ کیوں نہ اس میں (سلطان الفقر پنجم) سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو ﷺ سے لے کر سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی ﷺ تک کے تمام مشائخ سروری قادری کی سوانح حیات بھی شامل کی جائیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی ﷺ تک ”امانت فقر“ کس طرح پہنچی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، سلطان العارفین حضرت سخی سلطان

باہو رضی اللہ عنہ، اپنے مرشد کریم سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے مشائخ سروری قادری کی باطنی مہربانیوں سے یہ تصنیف سات سال میں مکمل ہوئی۔

مجتبیٰ آخر زمانی کی تالیف کا ایک اور اہم مقصد سلسلہ سروری قادری کے حقیقی مشائخ کی حیات طیبہ پر پڑے اسرار کے پردوں کو ہٹانا اور ان کی عظمت سے عوام الناس کو روشناس کرانا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصل دین حنیف کو زندہ رکھنے کے لیے ان مشائخ نے انتہائی گراں قدر خدمات سر انجام دی ہیں۔ اپنی حیات کے ہر لمحے کو دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے وقف کر دیا۔ ظاہر و باطن میں انتہائی کٹھن آزمائشوں سے گزرتے ہوئے اس مقام پر پہنچے جہاں انہیں امانت فقر کا وارث بنایا گیا اور پھر انہوں نے طالبان مولیٰ کی راہ حق پر بے مثال راہنمائی کی اور آج تک کر رہے ہیں لیکن خود کو ہمیشہ دنیا کی نظروں سے پوشیدہ رکھا کیونکہ ان کی طلب بس اللہ ماسویٰ اللہ ہوس تک محدود ہے۔ خواہش شہرت و عز و جاہ سے یہ لوگ ہمیشہ دور رہے اس لیے آج کے دور میں انہیں کوئی نہیں جانتا سوائے طالبان مولیٰ کے۔ مولانا روم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ اپنی امانت ایسے شخص کے دل میں ودیعت کرتا ہے جس کی زیادہ شہرت نہ ہو۔ یہ لوگ اس حدیث قدسی کے مصداق ہوتے ہیں اِنَّا اَوْلِيَايَ تَحْتَ قَبَائِي لَا يَغْرِفُهُمْ غَيْرِي (ترجمہ: میرے وہ اولیاء بھی ہیں جو میری قبا کے نیچے چھپے رہتے ہیں انہیں میرے سوا کوئی نہیں جانتا)۔“

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”تمام بندوں میں اللہ کے نزدیک وہ زیادہ محبوب ہیں جو اہل تقویٰ ہیں اور ”پوشیدہ“ ہیں۔ اگر وہ غائب ہوں تو انہیں کوئی تلاش نہ کرے، گواہی دیں تو پہچانے نہ جائیں یہی لوگ ہدایت کے امام اور علم کے چراغ ہیں۔“ (طبرانی، حاکم)

لیکن اب وہ دور آنے کو ہے جب فقر کو عام ہونا ہے جیسا کہ حضرت سخی سلطان باہو رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ ”جب گمراہی عام ہو جائے گی، باطل حق کو ڈھانپ لے گا، فرقوں اور گروہوں کی بھرمار ہوگی، ہر فرقہ خود کو حق پر اور دوسروں کو گمراہ سمجھے گا اور گمراہ فرقوں اور لوگوں کے خلاف بات کرتے ہوئے لوگ گھبرائیں گے اور علم باطن کا دعویٰ کرنے والے اپنے چہروں پر ولایت کا نقاب چڑھا کر درباروں اور گدیوں پر بیٹھ کر لوگوں کو لوٹ کر اپنے خزانے اور جیبیں بھر رہے ہوں گے تو اس وقت میرے مزار سے نور کے فوارے پھوٹ پڑیں گے۔“ یعنی اس پر فتن دور میں اگر امت مسلمہ کو ہدایت کی راہ نصیب ہوگی تو حضرت سخی سلطان باہو رضی اللہ عنہ کے سلسلہ یعنی سلسلہ فقر کے ذریعے ہوگی۔ نور کے فواروں سے مراد ان کی تعلیمات فقر کی روشنی ہے جو اس دور کے لوگوں کو ظلمت سے ہدایت کی طرف لے آئے گی۔ اقبال رضی اللہ عنہ کی بھی پیش گوئی ہے کہ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



اب تیرا دور بھی آنے کو ہے اے فقرِ غیور

چنانچہ مناسب سمجھا گیا کہ سب سے پہلے سروری قادری سلسلہ کے حقیقی مشائخ کی سوانح حیات اور دینِ حنیف کے لیے کی گئی ان کی کاوشوں اور ان کی تعلیمات کو عوام الناس تک پہنچایا جائے تاکہ وہ ان مشائخ کی عظمت و مقامِ قربِ الہی کو سمجھ سکیں اور ان کی تعلیمات کے مطابق فقر کے مقام کو بھی سمجھ سکیں اور اس عظیم راہِ حق کو اختیار کرنے کی جستجو کریں۔

اسی مقصد کے پیش نظر پہلی بار سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے بعد کے مشائخ سروری قادری سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، سلطان الصابریں حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ، شہباز عارفاں حضرت سخی سلطان سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ، سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور خاص طور پر میرے مرشد کریم سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ اور تعلیمات پر وہ اخفاء سے منظرِ عام پر لائی جا رہی ہیں۔ یہ اس عاجز پر عنایت اور کرمِ خاص ہے اور سلسلہ سروری قادری کے لوگوں کے لیے ایک خاص تحفہ ہے جو اس عاجز کی وساطت سے ظہور پذیر ہوا۔ پس ”اللہ جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے“۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو طالبانِ مولیٰ کے لیے راہنما بنائے۔ (آمین)

عاجز اور خادم سلطان الفقیر

سلطان محمد نجیب الرحمن سروری قادری



Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

## فصل 1

## سلسلہ نسب

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ اعوان قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور اعوانوں کا شجرہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جا ملتا ہے۔ اعوان حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی غیر فاطمی اولاد ہیں۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور کے دوسرے مصنفین کی طرح یہ طریقہ اختیار کیا کہ اپنی تصانیف کے شروع میں پیش لفظ کے طور پر اپنے متعلق صرف تعارفی سطور رقم فرماتے ہیں اور پھر کتاب یا رسالے کی غرض تصنیف پر روشنی ڈالتے ہیں۔ انہوں نے جہاں کہیں بھی کسی تصنیف کے پیش لفظ میں اپنا ذکر فرمایا ہے وہاں اپنے نام کے ساتھ اعوان ضرور لکھا ہے۔ جیسے نور الہدیٰ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”سچ کہتا ہے مصنف تصنیف سروری قادری فقیر باھو، فنا فی اللہ ولد بازید محمد عرف اعوان ساکن قلعہ شور (اللہ تعالیٰ اسے ہر قسم کے فتنوں اور ظلم و ستم سے محفوظ رکھے)۔“

اسی طرح کی عبارت تھوڑی سی رد و بدل کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہر تصنیف کے آغاز میں ملتی ہے جس سے یہ بات پایہ تکمیل تک پہنچتی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق اعوان قبیلہ ہی سے تھا۔ اعوان کون ہیں؟ اور کہاں سے آئے ہیں؟ اس سلسلہ میں سلطان حامد علی مصنف مناقب سلطانی رقم طراز ہیں کہ اعوان حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسل



پاک سے ہیں۔ جب ساداتِ عظام نے مختلف مصیبتوں اور پریشانیوں کی وجہ سے وطن چھوڑا اور ایران اور ترکستان کے مختلف حصوں میں بودوباش اختیار کی، قبیلہ اعموان چونکہ سادات کرام کا قریبی اور نسبتی تھا اس لیے اس مصیبت اور کٹھن دور میں وہ سادات کے رفیق و معاون بنے اس وجہ سے ان کی نسبت اعموان میں تبدیل ہو گئی یعنی سادات بنی فاطمہ کی مدد کرنے والے۔ علویت اور ہاشمیت کا لقب بدل کر اعموان بن گیا۔ ساداتِ عجم میں آ کر بدستور یادِ الہی میں مشغول رہے لیکن قبیلہ اعموان نے جنگ و جدل اور معرکہ آرائی جاری رکھی اور ہرات پر قبضہ کر لیا اور قطب شاہ نے ہرات کے تخت پر ہی وفات پائی۔ شاہ کا لقب سادات اور قریش کے ناموں کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے لیکن اعموان بھی اپنے نام کے ساتھ شاہ کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ جب سادات خراسان سے بسبب تفرقہ مصیبت اور پریشانی ہجرت کر کے ہندوستان میں داخل ہوئے تو قبیلہ اعموان اس سفر اور ہجرت میں ان کے رفیق سفر بنے اور کالا باغ کے پہاڑوں، دریائے انک یا دریائے سندھ کے راستے پنجاب میں داخل ہوئے۔ سادات کرام حسب معمول دنیاوی جاہ و حشمت کو چھوڑ کر عبادتِ الہی میں مشغول ہو گئے اور گوشہ نشینی اختیار کی چنانچہ اوج شریف میں بخاری، بھوٹ مبارک میں گیلانی، چوہان سیدن شاہ میں شیرازی، دندا شاہ بلاول میں ہمدانی سادات، خلق خدا کی رہبری اور فیض رسانی کا ذریعہ بنے۔ لیکن اعموان قبیلہ نے کالا باغ پر قبضہ کر کے دریائے انک کے مشرقی کنارہ کے راستہ سے جلد ہی ہندوؤں کے مضبوط قلعوں، ملک دھنی و پوٹھوہار، کوہ پکھر، وادی سون سکیسر، کوہ پتاؤ، کوہ تاواہ، کوہ کھون وغیرہ پر قبضہ کر لیا اور ان علاقوں میں آباد ہو گئے۔ یہاں کے ہندوؤں نے اعموان قبیلہ کے غلبہ اور اسلام کے زور کی وجہ سے اسلام قبول کر لیا۔ آج اعموان ان علاقوں میں کثرت سے آباد ہیں۔

✽ پروفیسر احمد سعید ہمدانی لکھتے ہیں:

”سلطان محمود غزنوی جب سومات پر حملہ کرنے کے لیے ہندوستان روانہ ہوا تو اس کے ساتھ علویوں کے ایک دستے نے ہمراہی کی اجازت چاہی جس کی قیادت میر قطب شاہ یا میر قطب حیدر کر رہے تھے۔ سلطان محمود غزنوی نے بخوشی اجازت دے دی اور اس دستے کو ”اعموان“ کا خطاب دیا بعد ازاں اس قبیلے کے لوگ اسی لقب سے موسوم ہوئے۔“

”اعموانوں نے سومات کی لڑائی میں بہادری کے جوہر دکھائے اور سلطان محمود غزنوی ان سے بہت خوش ہوا۔ جب لشکر واپس ہونے لگا تو میر قطب شاہ یا میر قطب حیدر نے سلطان سے درخواست کی کہ انہیں اور ان کے ساتھیوں کو ملک کے دوسرے علاقوں میں حکمران راجپوت سرداروں اور جاگیرداروں کی سرکوبی کے لیے مامور

کیا جائے۔ سلطان نے یہ درخواست قبول کی۔ چنانچہ میر قطب حیدر اعوانوں کے لشکر کو لے کر موجودہ پوٹھوہار کے گردونواح اور کوہستان نمک کے علاقوں میں برسرِ اقتدار جنجوعہ اور چوہان راجپوتوں پر حملہ آور ہوئے اور ان کو پسپا کر کے انہیں پہاڑوں سے نیچے دھکیل دیا اور اعوان قبائل ان پہاڑوں کی خوبصورت وادیوں پر قابض ہو کر ان میں آباد ہو گئے۔ اب یہ قطب شاہی اعوان کہلائے۔ (احوال و مقامات سلطان باھو)

اردو دائرہ المعارف اسلامیہ کا مقالہ نگار لکھتا ہے ”سلطان العارفين حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد عرب سے ہندوستان تشریف لائے۔ پہلے یہ بزرگ پنڈ دادخان ضلع جہلم میں آباد ہوئے اور وہاں کے ہندوؤں کو مشرف بہ اسلام کیا بعد ازاں شورکوٹ ضلع جھنگ میں منتقل ہو گئے۔“

## میر قطب شاہ

یہ وہی ہستی ہیں جن کی سرپرستی میں اعوان سلطان محمود غزنوی کی فوج میں شامل ہوئے اور وادی سون سیکسر اور پوٹھوہار میں قیام پذیر ہوئے۔ پروفیسر احمد سعید ہمدانی لکھتے ہیں ”میر قطب شاہ کا شجرہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے صاحبزادے حضرت امام محمد بن حنفیہ سے ملتا ہے۔ ان کے آباؤ اجداد ساداتِ فاطمی کی حمایت میں حکمرانوں سے لڑتے ہوئے اور سادات کو اپنی حفاظت میں لیے ہوئے افغانستان چلے آئے تھے اور ہرات میں آباد ہوئے بعد ازاں سلطان محمود غزنوی کے زمانے میں اس کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ پوٹھوہار کے علاقے میں میر قطب شاہ کی اولاد خوب پھلی پھولی اور انہوں نے شکست خوردہ راجاؤں کی بیٹیوں سے شادیاں بھی کیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور ان سے اولادیں بھی ہوئیں۔ میر قطب شاہ کے ساتھ آنے والے قبائل اور نو مسلم باشندوں کے درمیان ددھیال، ننھیال کے لحاظ سے مناکحت اور اولاد کا باہمی سلسلہ شروع ہوا تو چونکہ ان کی معروف نسبی پہچان کے لیے میر قطب شاہ ہی مقتدر اور مشہور شخصیت تھے لہذا انہی سے منسوب ہوئے۔ اب بھی یہ لوگ کہیں بھی ہوں خود کو قطب شاہی اعوان ہی کہتے ہیں۔ لیکن یہ بات قابلِ غور ہے کہ جناب قطب شاہ وادی سون (انگلہ) میں اقامت پذیر رہے البتہ جائے قیام اور عرصہ قیام و وفات آمد کا سن و وفات کا سن اور مزار یا قبر کے بارے میں تذکرہ نویس خاموش ہیں۔“

۱۔ وادی سون سیکسر تحصیل نوشہرہ ضلع خوشاب صوبہ پنجاب

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

سلطان حامد علی رحمۃ اللہ علیہ نے مناقب سلطانی میں کالا باغ کے اعوان رئیسوں کے کتب خانہ میں کسی کتاب سے حاصل کردہ حوالہ کی رو سے حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کا شجرہ نسب نقل کیا ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت بازید محمد بن سخی سلطان فتح محمد بن سخی اللہ دتہ بن سخی محمد تمیم بن سخی محمد منان بن سخی محمد موغلا بن سخی محمد پیدا بن سخی محمد سکھرا بن سخی محمد انون بن سخی محمد سلا بن سخی محمد بہاری بن سخی محمد جیمون بن سخی محمد ہرگن بن سخی انور شاہ بن سخی امیر شاہ بن سخی قطب شاہ بن حضرت امان شاہ بن حضرت سلطان حسین شاہ بن حضرت فیروز شاہ بن حضرت محمود شاہ بن حضرت شیخ فرطک شاہ بن حضرت شیخ نواب شاہ بن حضرت شیخ دراب شاہ بن حضرت ادھم شاہ بن حضرت شیخ عیق شاہ بن حضرت شیخ سکندر شاہ بن حضرت شیخ احمد شاہ بن حضرت حجر شاہ بن حضرت امیر زبیر بن اسد اللہ الغالب امام امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم بن ابی طالب۔

سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب میر قطب شاہ تک بالکل درست اور صحیح ہے میر قطب شاہ یا میر قطب حیدر کے بعد اعوانوں کے نسب نامہ میں اختلافات شروع ہوتے ہیں جیسا کہ قبیلہ اعوان کا ایک نسب نامہ اور بھی دستیاب ہے جو کہ کالا باغ خاندان کے ہی ایک فرد ملک شیر محمد نے اپنی کتاب ”تاریخ الاعوان“ میں درج کیا ہے۔ مناقب سلطانی کے بیان کردہ نسب نامے اور تاریخ الاعوان کے مصنف ملک شیر محمد کے بیان کردہ نسب نامے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ سلطان حامد کے نزدیک حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک نسب کا سلسلہ ان کے بیٹے امیر زبیر کے ذریعے پہنچتا ہے جبکہ ملک شیر محمد کے نزدیک سلسلہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک ان کے بیٹے محمد بن حنفیہ کے ذریعے پہنچتا ہے۔ ملک شیر محمد تاریخ الاعوان کا شجرہ نسب ملاحظہ ہو:

میر قطب شاہ بن شاہ عطاء اللہ غازی بن شاہ طاہر بن شاہ طیب غازی بن شاہ محمد غازی بن شاہ عمر غازی بن شاہ ملک آصف غازی بن شاہ بطل غازی بن عبدالمنان غازی بن محمد بن حنفیہ بن علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ بن ابی طالب۔

”مناقب سلطانی“ کے مصنف سلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ نے جو شجرہ نسب دیا ہے اس میں لکھا ہے کہ سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ اٹھائیس واسطوں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فرزند امیر زبیر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تھے اور امیر زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام میمنہ درج کیا ہے جو رستم پہلوان کی اولاد سے تھیں۔ مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زبیر نام کے کسی بیٹے کا ذکر نسب کی کسی مشہور کتاب (معارف ابن قتیبہ، تاریخ طبری وغیرہ) میں نہیں کیا گیا اور نہ ہی حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے کسی پوتے کا نام ”حجر شاہ“ منقول ہے۔ بعض لوگوں نے اس مشکل کو یوں حل کرنے کی کوشش کی ہے کہ ان کے علم کے مطابق حضرت محمد بن حنفیہ

رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو زبیر تھی۔ اس لیے صرف زبیر بھی لکھ دیا گیا۔ صرف ”انیس الواعظین“ کے مصنف شیخ ابو بکر سندھی نے حضرت امیر زبیر رضی اللہ عنہ کا مختصر اذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ: ”حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر سے امیر زبیر رضی اللہ عنہ باہر آئے اس وقت امیر المؤمنین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ تین بھائی موجود تھے زبیر علی، طلحہ علی، جعفر علی، جبکہ یہ زبیر رضی اللہ عنہ ماں کے اکلوتے فرزند تھے۔ جب باہر آئے تو امیر المؤمنین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا! ”اے بھائی تو ماں کا ایمان مت جلا کیونکہ اس کا تو کوئی فرزند ہی نہیں ہے۔“ ماں نے وہاں سے ہی زوردار آواز دی اور کہا! ”اے حسین رضی اللہ عنہ یہ بات مت کہو! میری جان اور میرے بیٹے کی جان آپ رضی اللہ عنہ پر قربان ہو جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بغیر ہماری زندگی کس کام کی۔“ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو سینے سے لگایا اور زار و قطار رونے لگے۔ صاحب انیس الواعظین لکھتے ہیں کہ اس کے بعد زبیر رضی اللہ عنہ نے زوردار حملہ کیا اور شہید ہو گئے۔

✽ محمد سرور خان اعوان ان دونوں شجروں سے اختلاف کرتے ہوئے ”وادی سون سیکس“ (تاریخ، تہذیب، ثقافت) میں لکھتے ہیں:

”یہ بات تاریخی طور پر ثابت ہے کہ اعوان قوم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک ان کا سلسلہ نسب آپ کے فرزند حضرت عباس علمدار رضی اللہ عنہ کی وساطت سے ملتا ہے۔ بعض مورخین یا تذکرہ نویسوں نے ان تاریخی شواہد کو نظر انداز کرتے ہوئے محض ظن و تخمین سے کام لے کر اعوانوں کو حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کی اولاد ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جس سے (اعوانوں کی) قومی تاریخ پر شکوک و شبہات کے سائے پڑ گئے ہیں۔ ذیل میں ان حوالہ جات کا ذکر کیا جاتا ہے جن سے ثابت ہوگا کہ اعوان قوم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں اور اس کے مورث اعلیٰ قطب شاہ بغدادی ہیں نہ کہ ملک قطب حیدر۔ مورخین کی تصریحات کے مطابق حضرت علیؑ کے صرف پانچ بیٹوں سے نسل چلی ہے باقی فرزند یا تو لا ولد فوت ہوئے یا شادی سے پہلے فوت یا کسی معرکہ میں شہید ہو گئے تھے۔ چنانچہ کتاب ”روضۃ الشهداء“ فارسی مطبوعہ نول کشور فصل ماتم کے صفحہ 377 پر مرقوم ہے ”از پنج پسران امیر عقب ماند حسن و حسین و محمد اکبر کہ محمد حنفیہ گویند و عباس شہید و عمر اطرف انتھی۔“

1- صنایع الجوبین فارسی مطبوعہ محمدی ذکر حضرت علیؑ (صفحہ 11) پر ہے۔ ”واما نسل علی المرتضیٰ از پنج پسران باقی ماند یعنی امام حسن و حسین و محمد بن حنفیہ و محمد ابوالفضل عباس و عمر اطرف۔“

2- کتاب نسب الاقوام عربی مطبوعہ ایران و کتاب ذکر العباس اور کتاب مراۃ الاسرار کے مطابق حضرت



علی کرم اللہ وجہہ کے ان پانچ فرزندوں سے نسل چلی امام حسن و حسینؑ، عباس علمدارؑ، محمد بن حنفیہ اور عمر اطرفؑ۔

مندرجہ بالا حوالہ جات کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ان پانچ صاحبزادوں سے اولاد چلی ہے اور کتاب التحفید کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کے پانچوں فرزندوں کی اولاد کو علوی کہا جاتا ہے تاہم دیار ہند میں ایک امتیاز ہے کہ حسنین کریمینؑ کی اولاد کو سید اور باقی فرزندوں کی اولاد کو علوی کہا جاتا ہے۔

کتاب میزان ہاشمی و میزان قطبی و خلاصۃ الانساب کے مطابق اعوانوں کے مورث اعلیٰ قطب شاہ اولاد عباس بن علیؑ ہیں۔ چنانچہ کتب مذکورہ کی اصل عبارت اس طرح ہے۔

﴿ومن العلویین الاعوان و شجرتہم هذا﴾ عون بن لعلی بن حمزہ بن طیار بن قاسم بن علی بن جعفر بن حمزہ بن حسن بن عبداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب ہاشمی القریشی و عون بن لعلی المشہور لعلی قاسم و عبدالعلی و عبدالرحمن و ابراہیم و قطب شاہ کال من البغداد ما فرالی الہند و قام فصاد اولادہ اکثرہم المشہورون بالعلویین و لبقیتہم بالاعوان۔

ترجمہ: علویوں سے اعوان ہیں اور ان کا شجرہ نسب اس طرح ہے عون بن علی بن حمزہ بن طیار بن قاسم بن علی بن جعفر بن حمزہ بن حسن بن عبداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب ہاشمی قریشی۔ عون بن علی جو علی بن قاسم عبدالعلی عبدالرحمن ابراہیم اور قطب شاہ کے نام سے بھی معروف ہیں بغداد کے رہنے والے تھے انہوں نے اور ان کی اولاد نے یہاں سے ہند کا سفر کیا اور وہاں پر کچھ عرصہ قیام کیا۔ ان کی اولاد میں کچھ لوگ علوی اور کچھ اعوان مشہور ہو گئے۔

## قطب شاہ کے حالات زندگی

میزان ہاشمی کی فارسی عبارت کا ترجمہ درج ذیل ہے جس سے قطب شاہ صاحب کے حالات زندگی پر کافی روشنی پڑتی ہے:

”نام مبارک عونؑ ہے اور عباس بن علیؑ کی اولاد ہیں۔ ان کی زوجہ محترمہ عائشہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی غوث الاعظمؑ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا کی حقیقی بہن تھیں۔ جناب عونؑ پہلے امامیہ عقائد رکھتے تھے۔ جب ان کا بیٹا گوہر علی پیدا ہوا تو ان کے دل میں شیعہ مذہب کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا ہو گئے انہوں نے ماہر علماء سے ان کے بارے میں کافی بحث و تمحیص کی لیکن کہیں سے تسلی

نہ ہوئی پھر امامیہ عقائد کے مطابق علماء شیعہ سے اپنے شکوک و شبہات کو اہل سنت کی طرف منسوب کر کے جوابات طلب کیے لیکن ان جوابوں سے ان کی ذہنی پراگندگی اور قلبی خلجان میں اور اضافہ ہوا یہاں تک کہ 471ھ میں ان کی زوجہ کی ہمیشہ حضرت فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا کی گود میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ جلوہ فگن ہوئے۔ ایک دن جناب عون رضی اللہ عنہ اپنی اہلیہ عائشہ کے ہمراہ ان کی بہن کے گھر کسی کام کی غرض سے گئے تو ان کی نظر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے جمال پر پڑی تو ان کے دل سے امامیہ عقائد جڑ سے نکل گئے۔ اسی دن اہل سنت کے طریقہ پر نماز ادا کی اور ہمیشہ اسی طریقہ پر نماز ادا کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی غوثیت کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بجنے لگا اور لوگ اطراف و اکناف سے حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہونے لگے۔ جناب عون رضی اللہ عنہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے لیکن اس بات کو اپنے ساتھیوں سے پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ وہ قطب مدار کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ اپنے بڑے فرزند گوہر علی کو اس راز سے آگاہ کر کے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر کیا اور وہ بھی بیعت کے شرف سے مشرف ہوئے۔ کچھ دنوں کے بعد مذہب اہل سنت کو اعلانیہ اختیار کر لیا اور لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ جناب عون رضی اللہ عنہ اور ان کا سارا خاندان شیعیت عقائد سے تائب ہو کر غوث پاک رضی اللہ عنہ کا حلقہ بگوش بن چکا ہے۔ اب جناب عون رضی اللہ عنہ اپنے تمام اقارب و رشتہ داروں کو ساتھ لے کر بارگاہِ غوثیت میں حاضر ہو گئے۔ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے بعض کو بغداد میں ٹھہرنے اور بعض کو ہند کی طرف سفر کرنے کا حکم صادر فرمایا چنانچہ حسب ارشاد عون رضی اللہ عنہ اپنے بیٹوں عبداللہ اور محمد کو لے کر ہندوستان روانہ ہوئے اور کچھ لوگوں کو غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں چھوڑا۔ عون رضی اللہ عنہ نے چند سال ہندوستان میں قیام کر کے سلسلہ قادری کی خوب اشاعت کی وہ ہند میں قطب شاہ کے لقب سے مشہور ہوئے کیونکہ وہ قطب مدار کے مرتبہ پر فائز تھے۔ اسی وجہ سے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مرید انہیں قطب کہتے تھے اور ہندوستانیوں نے اس کے ساتھ لفظ ”شاہ“ کا اضافہ کر دیا۔ پھر قطب شاہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے فرمان پر واپس بغداد پہنچے اور پہنچتے ہی مرض اسہال میں مبتلا ہو کر صاحب فراش ہو گئے۔ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے یہاں تک کہ شب جمعہ 3 رمضان 506ھ کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مقبرہ قریش میں مدفون ہوئے۔ تعزیتی رسومات سے فارغ ہو کر ہر کوئی اپنے کاروبار میں لگ گیا۔ اس وقت

۱۔ محمد سرور اعوان نے قطب شاہ کا سال وصال 506ھ درج کیا ہے۔ لیکن یہ درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے 506ھ میں ابھی مسند تلقین و ارشاد نہیں سنجالی تھی جبکہ ذاکر حسین عبدالجید سندھی نے سال وصال 552ھ درج کیا ہے جو درست معلوم ہوتا ہے۔

آپ کے بیٹے گوہر علی کی اولاد سے چار افراد تھے۔ ”گوہر علی عرف گولڑہ“ حضرت غوث الاعظم ربنا کے فرمان کے مطابق اپنی اولاد کے ہمراہ ہند میں اقامت پذیر ہو گئے۔ ان کی اولاد ابھی تک ہندوستان میں موجود ہے۔ ہندوستان میں غوث الاعظم ربنا کے عقیدت مندوں کی کثرت کی وجہ یہی ہے کہ عون ربنا اور ان کی اولاد نے ہند میں سلسلہ قادریہ کی اشاعت کے لیے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ عون ربنا نے حضرت غوث الاعظم کی اولاد سے پہلے کچھ عرصہ ہرات میں قیام کیا۔ ان دنوں ہرات میں قبیلہ ہرانہ کے اکثر لوگ موجود تھے۔ ان کے بیٹے گوہر علی کی ولادت بھی یہاں ہوئی۔

میزان قطبی، میزان شاہی اور خلاصۃ النسب کے مطابق قطب شاہ حضرت عباس عملدار رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں، بغداد میں پیدا ہوئے۔ وہاں سے ہند اور ہرات کا سفر کیا۔ واپس بغداد پہنچ کر وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ ان کی اولاد آج بھی ہند میں موجود ہے۔ اس نظریے کے برعکس کچھ اعوان تذکرہ نویسوں نے محض سنی سنائی بے سرو پا روایات کی بنیاد پر نظریہ قائم کرنے کی کوشش کی کہ اعوان حضرت محمد بن حنفیہ کی اولاد ہیں اور اعوان کا لقب انہیں سلطان محمود غزنوی نے فوجی خدمات کے صلہ میں دیا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے مستند تاریخی کتب سے کوئی حوالہ پیش نہیں کیا۔ بلکہ داستان گو اور قصہ گو لوگوں کی مبالغہ آمیز باتوں پر اپنے نظریے کی بنیاد رکھی۔<sup>۱</sup>

ڈاکٹر مبین عبد المجید سندھی ”پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ سید قطب شاہ بغدادی غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ربنا کے خلیفہ ہیں اور انہوں نے براہ راست سیدنا غوث الاعظم ربنا سے خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔ پھر مزید تفصیل اس طرح سے تحریر فرماتے ہیں:

”حضرت سید عون قطب شاہ ربنا علوی بغدادی کئی ناموں سے مشہور ہیں مثلاً علی، عون، عبدالرحمن، عبدالعلی، ابراہیم، قطب شاہ وغیرہ۔ شجرہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اس طرح ملتا ہے: سید عون ربنا بن قاسم بن حمزہ ثانی بن طیار بن قاسم بن علی بن حمزہ الاکبر بن حسن بن عبداللہ مدنی بن عباس علمدار بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ حضرت قطب شاہ ربنا سنہ 419ھ (1028ء) میں تولد ہوئے اور 3۔ رمضان 552ھ (1161ء) میں فوت ہوئے اور مقبرہ قریش میں مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد عرب، ایران اور برصغیر پاک و ہند میں کثیر تعداد میں موجود ہے۔ پاکستان میں اعوان خود کو آپ کی اولاد ظاہر کرتے ہیں۔ (صفحہ 78)

غلام محمد ولد خلیفہ منظور احمد اوج شریف کے پاس حضرت قطب شاہ ربنا کا شجرہ نسب اس طرح سے

<sup>۱</sup> دادی سون سیکسر (تاریخ، تہذیب و ثقافت) ملک محمد سرور اعوان، ناشر لوک ورثہ کا قومی ادارہ اسلام آباد اور الفیصل ناشران اردو بازار لاہور

محفوظ ہے:

حضرت عون شاہ رضی اللہ عنہ المعروف قطب شاہ بن علی شاہ بن حضرت حمزہ شاہ بن حضرت طیار شاہ بن حضرت قاسم شاہ بن حضرت علی شاہ بن حضرت جعفر شاہ بن حضرت حمزہ شاہ بن حضرت حسن شاہ بن حضرت عبد اللہ بن حضرت عباس علمدار رضی اللہ عنہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

✽ صاحب مرآت سلطانی نے نسب نامہ اس طرح درج فرمایا ہے:

عون رضی اللہ عنہ لیلیٰ ملقب قطب شاہ بن امیر طیار بن امیر قاسم بن امیر علی بن امیر ابراہیم بن امیر جعفر بن امیر حمزہ بن امیر حسن بن امیر عبد اللہ بن امیر عباس بن حضرت علی (کرم اللہ وجہہ الکریم)

ہم نے اعوانوں کے تمام شجروں کو درج کر دیا ہے۔ اصل مقصد یہ ہے کہ حقائق کو سامنے لایا جائے لیکن اس بات کو بھی مد نظر رکھیں کہ مناقب سلطانی حضرت نخی سلطان باهو رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی پر اولین کتاب ہے جو آپ رضی اللہ عنہ کی ساتویں پشت میں سلطان حامد علی نے تحریر کی اور اعوانوں کا شجرہ نسب کالا باغ کے رئیسوں کے کتب خانہ کی کسی کتاب سے نقل کیا ہے اور دوسرا شجرہ نسب جس کو ملک شیر محمد اعوان نے اپنی کتاب ”تاریخ الاعوان“ میں درج کیا ہے ان کا تعلق بھی کالا باغ سے ہے اور یہ دونوں شجرے تحقیق سے خالی ہیں اور محض کتب میں درج کر دیئے گئے ہیں لیکن محمد سرور خان اعوان کا شجرہ تحقیق سے پر ہے اور انہوں نے اسے ثابت بھی کیا ہے۔ اہل تحقیق کے لیے دروازے اب بھی کھلے ہیں۔

اعوانوں کے نسب نامے میں اس الجھاؤ اور اختلاف کے باوجود جو حقائق مصدقہ اور مسلمہ ہیں وہ یہ ہیں کہ اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ تمام شجروں کا اختتام قطب شاہ رضی اللہ عنہ پر ہوتا ہے جن کی شخصیت پر کسی کو اختلاف نہیں اور اعوان جہاں بھی ہوں اپنا شجرہ نسب میر قطب شاہ سے ہی ملاتے ہیں اور اس بات میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ اعوان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی غیر فاطمی اولاد ہیں۔ لیکن جہاں تک حضرت نخی سلطان باهو رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے وہ نسلی تفاخر کے قائل نہیں اور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب میں کہیں بھی اعوان قوم کی برتری کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہی کہیں اپنی فضیلت آل علی کے حوالے سے بیان کی ہے بلکہ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

✽ فقیری سید یا قریش ہونے پر موقوف نہیں یہ عرفان سے حاصل ہوتی ہے۔ (نور الہدیٰ خورد)

✽ فقر سات پشتی میراث نہیں کہ کسی کو وراثت میں مل جائے۔ (عین الفقر)

✽ اگر سید اور سردار بننا چاہتا ہے تو اپنے جد امجد کے نقش قدم پر چلے۔ (نور الہدیٰ کمان)

✽ معرفت الہی (راہ فقر) کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کا فیض و فضل اور بخشش و عطا ہے وہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا



ہے اس کا تعلق حسب نسب اور عزفیت سے نہیں بلکہ درِ دل سے ہے۔ اس کا تعلق ہمت اور صدق سے ہے نہ کہ نسبت سیدی و قریشی سے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

## حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے اجداد

سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے اجداد وادی سون سیکسر (تخصیل نوشہرہ ضلع خوشاب) کے گاؤں انگہ میں رہائش پذیر رہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد کے مزارات اور متعلقہ مقامات کے آثار اب تک انگہ اور اس کے گرد و نواح میں موجود ہیں۔ انگہ کے قبرستان میں سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے دادا حضرت سلطان فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ یہاں پر میرے مرشد پاک سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ ہر سال ستمبر کے اوائل میں عرس منعقد فرمایا کرتے تھے۔ یہ مزار گٹھیے کے مریضوں کی شفاء کے لیے مشہور ہے اس مزار پر گٹھیے کے مریض آتے ہیں اور حاضری کے بعد شفا یاب ہو کر واپس جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کی دادی محترمہ کا مزار مبارک بھی ہے۔ اس قبرستان سے ذرا آگے درمیان میں سڑک ہے اور اس سڑک کے ساتھ ہی پرانا قبرستان ہے جہاں پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نانا کی تربت مبارک موجود ہے۔

## والدین

سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم کا اسم گرامی حضرت سلطان بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتب کے شروع میں اپنا تعارف جن الفاظ سے کراتے ہیں اس سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے یعنی ”تصنیف فقیر باھو ولد بازید محمد عرف اعوان“۔

حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ پیشہ ور سپاہی تھے اور شاہجہان کے لشکر میں ایک ممتاز عہدے پر فائز تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ شروع ہی سے ایک صالح شریعت کے پابند حافظ قرآن فقیہ شخص تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جوانی لشکر کے ساتھ بسر کی اور تمام جوانی جہاد کی نذر کر دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد نہیں تھی۔

ڈھلتی عمر میں شاہی دربار چھوڑ کر چپ چاپ واپس اپنے علاقے میں چلے آئے اور ایک رشتہ دار ہم کفو خاتون حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا سے نکاح فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا عارفہ کاملہ تھیں اور پاکیزگی اور پارسائی میں اپنے خاندان میں معروف تھیں۔ اکثر ذکر اور عبادت میں مشغول رہتی تھیں۔

وادی سون سیکسر کے گاؤں انگہ میں وہ جگہ اب تک معروف و محفوظ ہے جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہا ایک پہاڑی کے دامن میں چشمہ کے کنارے ذکر اسم اللہ ذات میں محور ہا کرتی تھیں۔

سلطان العارفين حضرت نبي سلطان باهو ۷۷ اپنی تصانیف میں اپنی والدہ محترمہ سے اپنی عقیدت و محبت کا بارہا اظہار فرماتے ہیں۔ ”مائی راستی صاحبہ (رحمۃ اللہ علیہا) کی روح پر اللہ تعالیٰ کی صد بار رحمت ہو کہ انہوں نے میرا نام باھو رکھا۔“ آپ ۷۷ فرماتے ہیں:-

راستی از راستی آراستی رحمت و غفران بود بر راستی

ترجمہ: راستی راستی (حق) سے آراستہ ہے۔ اللہ کی رحمت و مغفرت ہو راستی پر۔

آپ ۷۷ کی والدہ کا پایہ فقر میں بہت بلند تھا۔ اور اپنے بچے کا نام باھو رکھا تو اس بناء پر کہ وہ فانی ہو کے مرتبہ پر تھیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہا کو بارگاہ حق تعالیٰ سے سلطان العارفين حضرت سلطان باهو ۷۷ کی ولادت اور بلند مرتبہ کی اطلاع مل چکی تھی اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہا نے حکم الہی کے تابع آپ ۷۷ کا نام باھو رکھا۔ سلطان العارفين حضرت نبي سلطان باهو ۷۷ رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی تربیت بی بی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے کی اور آپ ۷۷ نے اپنی والدہ سے ہی ابتدائی باطنی تربیت بھی حاصل کی۔

✽ محاکم الفقر (کلاں) میں آپ ۷۷ فرماتے ہیں: ”میری والدہ کو ایسا ذکر حاصل تھا کہ آنکھوں سے خون نکلتا تھا۔ یہ حال مجھ پر بھی وارد ہوا۔ اس کو ”حضور حق“ کہتے ہیں۔“

حضرت سلطان بازید محمد ۷۷ نکاح کے بعد جب اپنی اہلیہ محترمہ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کے ساتھ رہنے لگے تو ان کی پارسائی اور عبادت گزاری سے بہت متاثر ہوئے۔ اب وہ خود عمر کے اس مرحلے پر تھے جب آدمی اپنے اندر تجزیے میں مصروف ہوتا ہے کہ زندگی میں کیا کھویا، کیا پایا۔ کچھ فیض ازلی نے آپ کو متوجہ کیا تو آپ ۷۷ نے دنیا ترک کر دی اور طے کیا کہ آئندہ اسباب دنیا داری سے الگ رہ کر وہ بھی صرف یاد خدا میں زندگی بسر کریں گے۔ دل میں یہ قصد لے کر ایک دن آپ ۷۷ کسی کو بتائے بغیر گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور ملتان پہنچے۔ چونکہ آپ ۷۷ فوج چھوڑ کر گئے تھے اور سلطنتِ دہلی سے آپ ۷۷ کا حلیہ مشتہر کیا جا چکا تھا اس لیے سرکاری اہلکار آپ ۷۷ کی تلاش میں تھے۔ ملتان میں آپ ۷۷ پہچان لیے گئے اور حاکم ملتان کے سامنے پیش کیے گئے۔ جب ملتان کے حاکم نے حضرت بازید محمد ۷۷ کا چہرہ مبارک، لباس، آلات جنگ اور سواری کی گھوڑی (شیہن) دیکھی تو آپ ۷۷ سے بہت متاثر ہوا اور آپ ۷۷ کا دورِ دہلیہ یومیہ وظیفہ مقرر کیا۔ آپ ۷۷ ملتان میں ایک مکان کے اندر تنہائی میں یاد الہی میں مشغول ہو گئے اور بالآخر ولی اللہ اور بارگاہ الہی کے مقبول بندے ہوئے۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

”پس جس شخص کو ہادی مطلق ظاہری وسیلہ (یعنی سبب) کے بغیر خود فیض و فضل سے اپنے قرب کی طرف کھینچ لے اسے مجاہدات کی کیا ضرورت ہے اور وہاں دیر ہی کیا ہے۔ اس راہ میں عقل کا گھوڑا لنگڑا ہے۔ یہ فضل الہی ہے جسے چاہے عنایت کر دے اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔ (فرمان غوث الاعظم ۛ)۔

آپ ۛ کے ملتان میں قیام کے دوران حاکم ملتان اور راجہ مروٹ کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ چونکہ آپ ۛ تنہا ملازم تھے اس لیے اس خدمت کے لیے آپ ۛ کو کسی نے یاد نہیں کیا۔ آپ ۛ خود بخود گھوڑی پر ضروری اسباب باندھ کر اور ہتھیار لگا کر ملتان کے حاکم کی خدمت میں پہنچے اور کارِ خدمت کی درخواست کی۔ حاکم نے پوچھا کہ ”آپ ۛ لشکر میں کس برادری کے جتھے میں شریک ہو کر جنگ کریں گے؟“ عرض کیا۔ ”چونکہ میں اکیلا تنخواہ کھاتا رہا ہوں اب جو کچھ مجھ سے ہوگا اکیلا ہی خدمت کروں گا۔“ آپ ۛ کی یہ بات سن کر دربار کے تمام امراء مسکرا دیئے۔ حاکم نے کہا ”کوئی مضائقہ نہیں جس طرح یہ مرد کہے اسی طرح کرنا چاہیے۔“ پھر آپ ۛ نے عرض کی کہ ”ایک شخص راستہ کا واقف اور ایک تصویر راجہ مروٹ کی عنایت ہو۔“ چنانچہ دونوں چیزیں مہیا کر دی گئیں۔ آپ ۛ سلام کر کے روانہ ہوئے اور جب قلعہ مروٹ کے قریب پہنچے تو ساتھی کو رخصت کیا اور خود شہر کی راہ لی اور ایک ہی چھلانگ میں آپ ۛ کی گھوڑی قلعہ کی فصیل پار کر گئی۔ قدرت دیکھیے کہ آپ ۛ سیدھے راجہ مروٹ کی کچھری میں جا ٹھہرے اور سب درباریوں کی موجودگی میں راجہ کا سر کاٹ کر قریب سے لٹکے ہوئے تو بڑھ میں رکھ لیا۔ اس اچانک افتاد سے تمام درباریوں پر حالتِ سکتہ طاری ہو گئی اور کسی کو آپ ۛ کی طرف بڑھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ شہر کے تمام دروازے بند کر دیئے گئے تاکہ آپ ۛ فرار نہ ہو سکیں لیکن آپ ۛ کی شبین گھوڑی پھر ایک ہی چھلانگ میں قلعہ کی فصیل پھلانگ گئی۔

حضرت بازید محمد ۛ جب ملتان کے حاکم کے دربار میں راجہ مروٹ کا سرا کیلے لے کر داخل ہوئے تو آپ ۛ کی یہ کرامت دیکھ کر حاکم حیران رہ گیا۔ آپ ۛ کے اس کارنامے کی شہرت جب دہلی کے دربار تک پہنچی تو پہچان لیے گئے اور شاہجہان نے آپ ۛ کو واپس بلوایا۔ آپ ۛ نے معذرت کی اور کہا کہ باقی عمر یادِ خدا میں بسر کرنا چاہتا ہوں۔ لہذا ان کی سابقہ خدمات کے پیش نظر یہ درخواست نہ صرف منظور ہوئی بلکہ شور کوٹ کی جاگیر بھی انہیں عطا ہوئی جس کا رقبہ 25 ہزار ایکڑ زمین پر مشتمل تھا۔ آپ ۛ نے اپنی اہلیہ کے ساتھ انگہ کو چھوڑ کر شور کوٹ میں رہائش اختیار کر لی۔ تاریخ میں حضرت بازید محمد ۛ اور حضرت بی بی راسی رحمۃ اللہ علیہا کے سن وفات کا تذکرہ نہیں ملتا۔ مناقبِ سلطانی سے بس اتنا معلوم ہوا ہے کہ حضرت بازید محمد ۛ کا انتقال سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو ۛ کے بچپن میں ہی ہو گیا تھا۔ لیکن مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا اس وقت

بھی زندہ تھیں جب سلطان العارفين حضرت نخی سلطان باهو ۱۰۰۰ کی عمر مبارک 40 سال تھی۔ ل

سلطان العارفين حضرت نخی سلطان باهو ۱۰۰۰ کے والدین کے مزار مبارک شورکوٹ شہر میں ہیں اور مزار مبارک مائی باپ حضرت نخی سلطان باهو ۱۰۰۰ کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔

سلطان العارفين حضرت نخی سلطان باهو ۱۰۰۰ کے والدین کے مزارات، جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے، شورکوٹ ضلع جھنگ میں ہی ہیں لیکن مناقب سلطانی میں ایک سہو کی وجہ سے سلطان العارفين حضرت نخی سلطان باهو ۱۰۰۰ کی والدہ محترمہ بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کے مزار کی جگہ کے بارے میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ صاحب مناقب سلطانی کے نزدیک بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کا مزار مبارک ملتان میں ہے نہ کہ شورکوٹ میں۔ سلطان حامد تحریر کرتے ہیں ”جناب (سلطان باهو ۱۰۰۰) کے والد بزرگوار کا مزار قصبہ شورکوٹ میں ہے جو آنحضرت کی جائے پیدائش ہے۔ قصبہ مذکورہ کے شمال مغربی گوشہ میں قریشی صاحبان کی مسجد کے صحن میں شیخ طلحہ قریشی کی قبر کے پاس مزار اور خانقاہ ہے۔ جناب کی والدہ ماجدہ کے مزار کے بارے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ یہیں مسجد میں جو دو مزار ہیں آنحضرت کے والدین کے مزار مبارک ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ملتان کے گردونواح میں لطف آباد کے قریب بی بی پور کے سادات عظام کے قبرستان میں ہے جو کہ ”رانواں کلاں“ نامی گاؤں سلطنتِ دہلی کی طرف سے آنحضرت کے والد کو بطور جاگیر ملا تھا اور بود و باش بی بی پور مذکورہ میں نیک لوگوں، شریفوں اور سادات عظام کے پڑوس میں اختیار کی تھی وہیں وفات پائی اور سادات شریف کے مقبروں کے پاس جگہ پائی۔ (مناقب سلطانی۔ باب اول۔ فصل دوم)

✽ ”اولیائے جھنگ“ کے مصنف بلال زبیری بھی صاحب مناقب سلطانی سے متفق نظر آتے ہیں، لکھتے ہیں: ”اس پاک خاتون (بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا) کا انتقال شاہ جہان کے آخری سال حکومت 1068ھ میں ہوا آپ کا جسد قبرستان پبیاں ملتان میں سپرد خاک کیا گیا۔“

ل مصنف تذکرہ اولیائے جھنگ نے حضرت بازید محمد کی عمر ساٹھ سال بیان کی ہے اور ولادت کا سال 997ھ اور سال وصال 1056ھ درج فرمایا ہے۔ اس حساب سے آپ ۱۰۰۰ کے وصال کے وقت حضرت سلطان باهو ۱۰۰۰ کی عمر مبارک 17 سال بنتی ہے یہ کچھ درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ 17 سال کی عمر بچپن کی نہیں شباب کی ہوتی ہے جبکہ روایت کے مطابق آپ ۱۰۰۰ کا وصال سلطان العارفين حضرت نخی سلطان باهو ۱۰۰۰ کے بچپن میں ہی ہو گیا تھا۔

مصنف تذکرہ اولیائے جھنگ نے حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کا سن وصال 1068ھ درج فرمایا ہے یہ بھی درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا اس وقت زندہ تھیں جب سلطان العارفين حضرت نخی سلطان باهو ۱۰۰۰ رحمۃ اللہ علیہ ظاہری دست بیعت کے لیے دہلی تشریف لے گئے تھے اور اس وقت سلطان العارفين حضرت نخی سلطان باهو ۱۰۰۰ کی عمر مبارک تقریباً 40 سال تھی اور سن ہجری اس وقت 1078 تھا۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

جب اولیائے جھنگ کے پہلے دوسرے اور تیسرے ایڈیشن میں اس عبارت کی اشاعت پر بہت زیادہ تنقید اور اعتراضات ہوئے تو بلال زبیری صاحب نے چوتھے ایڈیشن میں ان اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے لکھا:

”حضرت سلطان العارفين سلطان محمد باھو رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ کے مزار کے بارے میں اختلاف پیدا ہوا۔ میری تالیف میں ان کا مدفن قبرستان پیمیاں ملتان میں مذکور ہے مگر بعض بزرگوں نے اسے غلط بتایا ہے۔ ان کی خدمت میں دست بستہ گزارش ہے کہ مزار کے متعلق واضح ترین سند کوئی نہیں ہے صرف کتاب مناقب سلطانی سے ہی مزار کے مقام کا تعین ہو سکتا ہے۔ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کے حالات کے تحت متذکرہ صدر کتاب کا پورا حوالہ موجود ہے جس سے غلط فہمی کا ازالہ ہو سکتا ہے۔“ (صفحہ 10۔ اشاعت چہارم)

اب ہم تحقیق کے مطابق اس اختلاف کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ صاحب مناقب سلطانی نے بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کے مزار مبارک کی جگہ ملتان میں کیوں تحریر کی۔ پہلے وہ منطقی دلائل تحریر کیے جاتے ہیں جو ہر صاحب تصنیف نے اپنی تصنیف میں اس لیے تحریر فرمائے ہیں کہ ثابت کیا جاسکے کہ آپ کے والدین پاک کے مزارات وہی ہیں جو شورکوٹ میں مزارات ”مائی باپ“ کے نام سے مشہور و معروف ہیں نہ کہ ملتان میں ہیں۔

1- سلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ مناقب سلطانی میں ہی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا انتقال تو بچپن میں ہی ہو گیا تھا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا اس وقت بھی حیات تھیں جب سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کی عمر 40 سال تھی یعنی 1078ھ تک سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ بقید حیات تھیں اور یہ اورنگ زیب کا دور حکومت ہے نہ کہ شاہ جہاں کا۔ پھر آپ جب سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کے لیے دہلی تشریف لے گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ اس وقت بھی زندہ تھیں اور شورکوٹ میں ہی قیام پذیر تھیں۔

2- کوئی ایسی روایت موجود نہیں ہے کہ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نگہ سے شورکوٹ منتقل ہونے کے بعد سے لے کر اپنے شوہر کی حیات میں یا وصال کے بعد شورکوٹ سے باہر تشریف لے گئی ہوں۔

3- سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے والد نے شورکوٹ میں ایک وسیع جاگیر چھوڑی تھی۔ سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ تو اس طرف توجہ نہیں دیتے تھے اس لیے تمام جاگیر کی دیکھ بھال بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کی ہی ذمہ داری تھی اس ذمہ داری کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہا کو کبھی شورکوٹ سے باہر نکلنے کی فرصت ہی نہیں ملی۔



4- والدہ محترمہ کے وصال کے وقت حضرت سلطان العارفين عليه السلام چالیس سال یا اس سے زائد عمر کے تھے اور بوقت وصال حیات بھی تھے اور موجود بھی تھے۔ انہوں نے یقیناً اپنی والدہ محترمہ کو اپنے آبائی شہر اور اپنے والد محترم کے پہلو میں ہی دفن کیا ہوگا نہ کہ کسی دور دراز علاقہ میں لے گئے ہوں گے۔

مندرجہ بالا تمام دلائل یہ حقانیت ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں کہ والدہ محترمہ سلطان باهو عليه السلام کا مزار مبارک شورکوٹ میں ہی ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ قبرستان پیمیاں جو اب ملتان شہر کے ریلوے سٹیشن کے جنوب میں واقع ہے اور بی بی پاک دامن یا پاک مائی کے قبرستان کے نام سے مشہور ہے اس میں ”بی بی راستی“ کا فیروزی رنگ کی کاشی کی خوبصورت اینٹوں کا تعمیر شدہ قدیم مزار مبارک موجود ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر سلطان العارفين حضرت نبي سلطان باهو رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا شورکوٹ میں مدفون ہیں تو یہ ”بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا“ کون ہیں جو یہاں مدفون ہیں؟ تحقیق کے مطابق حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا جو یہاں مدفون ہیں وہ فرغانہ کی شہزادی تھیں اور اپنے والد سلطان جمال الدین محمد الفرغانی کے ہمراہ سہروردی سلسلہ کے مشہور بزرگ حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے آئی تھیں۔ سلطان جمال الدین محمد الفرغانی نے حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کر لی اور ان کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے اور ان کی صاحبزادی شہزادی بی بی راستی کی شادی حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بڑے صاحبزادے حضرت صدر الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ سے کر دی اور عصمت مآب اور پاک دامن کا لقب عطا فرمایا اور آپ پاک مائی بی بی پاک دامن کے لقب سے مشہور ہوئیں اور انہی بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کے بطن مبارک سے حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ شہزادی بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کا وصال 695ھ میں ہوا اور قبرستان پیمیاں میں دفن ہوئیں۔

ڈاکٹر میمن عبد المجید سندھی ”پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں“ میں بی بی راستی کا تذکرہ کرتے ہوئے

۱۔ سید نجم الحسن فضلی نے اشراف عرب میں بی بی راستی بی بی پاک دامن رحمۃ اللہ علیہا کا شجرہ نسب یوں درج فرمایا ہے:

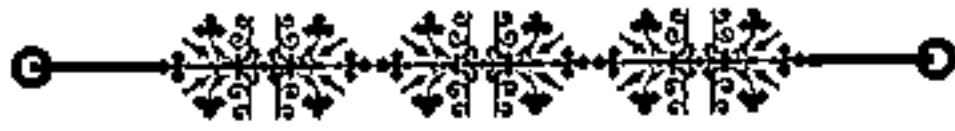
بی بی راستی الملقب بی بی پاک دامن بنت شیخ جمال الدین محمد الفرغانی بن سلطان عبد الرحیم احمد بن سلطان عبد الخالق محمود بن سلطان عبد الرزاق خالد بن سلطان عبد الطیف عمر بن سلطان عبد الحمید قاسم بن سلطان عبد الصمد یحییٰ بن سلطان عبد القادر زکریا بن عبد الروف تاج الدین علی بن عبد الستار محمود بن عبد الغنی محمود بن عبد الرحیم زین العابدین بن ابوالنور علی بن ابوالقاسم محمد بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔

فرماتے ہیں:

”حضرت رکن الدین ابوالفتح عظیم المرتبت پیر طریقت تھے..... حضرت صدر الدین عارف کے فرزند اور حضرت غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے پوتے تھے آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی راستی تھا جو زہد و تقویٰ کی وجہ سے اپنے وقت کی رابعہ بصری کہلاتی تھیں انہوں نے اپنے سر حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی و باطنی تعلیم و تربیت حاصل کی تھی قرآن مجید کی تلاوت سے انہیں خاص شغف تھا۔ روزانہ کلام مجید ختم کرتی تھیں۔“ (فصل پنجم صفحہ 389)

قبرستان پیمیاں (قبرستان بی بی پاک دامن یا پاک مائی) میں مدفون بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی بہو، حضرت صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ اور حضرت رکن الدین ابوالفتح رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ ہیں۔

یہ سہو صاحب مناقب سلطانی سلطان حامد صاحب سے کیونکر ہوا؟ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ مناقب سلطانی کی تصنیف کے دوران سلطان حامد ملتان تشریف لے گئے تھے اور بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کے مزار پر حاضری دی تھی جس کا ذکر انہوں نے مناقب سلطانی میں بھی فرمایا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ نام کی مماثلت کی وجہ سے ان سے یہ سہو ہو گیا ہو۔ حضرت سلطان العارفين ﷺ کے مستند سوانح نگار اس پر متفق ہیں کہ حضرت سلطان العارفين ﷺ کے والد اور والدہ محترمہ کے مزارات وہی ہیں جو شورکوٹ میں ”مائی باپ کے مزارات“ کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔



## فصل 2

## ولادت باسعادت

سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ یکم جمادی الثانی 1039ھ (17 جنوری 1630ء) بروز جمعرات بوقت فجر شاہجہان کے عہد حکومت میں قصبہ شورکوٹ ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے۔ صاحب مناقب سلطانی کے بیان کے مطابق حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا جب انگہ (دادی سون سیکس) سے شورکوٹ پہنچیں تو اُمید سے تھیں اور انہیں الہاماً و کشفاً معلوم ہو چکا تھا کہ یہ بچہ عارفين کا سلطان ہوگا اور اس کی ولادت وادی چناب میں ہوگی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا چونکہ پیدا ہونے والے بچے کے مقام سے آگاہ تھیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہا کو نام بھی بتا دیا گیا تھا اس لیے بحکم خداوندی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ”باھو“ رکھا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں:

✽ نام باھو مادر باھو نہاد زانکہ باھو دانگی باھو نہاد

(ترجمہ: باھو کی ماں نے نام باھو رکھا کیونکہ باھو ہمیشہ ہُو کے ساتھ رہا)

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے قبل تاریخ میں کسی بھی شخص کا نام باھو رحمۃ اللہ علیہ نہیں ہے۔ سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ اسم ہُو کے عین مظہر ہیں اور اپنی تمام کتب میں ہر جگہ اپنے آپ کو فقیر باھو فنا فی ہُو کہہ کر ذکر فرماتے ہیں اور جا بجا اپنی فنا اور بقا اسم ہُو میں بیان فرماتے ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں: ”اگر بائے بشریت حائل نبودے باھو عین یاھو است“ (اگر

بشریت کی "با" درمیان میں حائل نہ ہو تو باہو عین یاہو ہے۔)

صاحب مناقب سلطانی سلطان العارفين عليه السلام کا پورا نام "سلطان باهو عليه السلام" لکھتے ہیں اور آج کل کچھ مصنفین آپ عليه السلام کا نام محمد باهو عليه السلام یا سلطان محمد باهو عليه السلام بھی لکھ رہے ہیں حالانکہ آپ عليه السلام نے اپنی تمام تصانیف میں اپنا نام "باہو" تحریر فرمایا ہے۔ آپ عليه السلام فرماتے ہیں:

❖ "باہو کی والدہ نے اس کا نام باہو (عليه السلام) اس لیے رکھا کہ وہ ہر لمحہ ہُو کے ساتھ رہتا ہے۔" (محکم الفقراں)

❖ صد آفرین ہو باہو (عليه السلام) کی والدہ پر باہو (عليه السلام) جو بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کا بیٹا ہے ذکر یاہو میں

مسرور رہتا ہے۔ (محکم الفقراں)

جہاں تک "سلطان" کے آپ عليه السلام کے نام کا حصہ ہونے کا تعلق ہے تو انسانِ کامل کے بارے میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی عليه السلام فرماتے ہیں: "انسانِ کامل سے مراد قطبِ زماں ہے اور وہ اپنے وقت کا "سلطان" ہے۔" (شرح نصوص الحکم والایقان)

میرے مرشد پاک سلطان الفقیر حضرت نبی سلطان محمد اصغر علی عليه السلام کا فرمان ہے "ذکرِ ہُو سلطان الاذکار ہے اور جو ہُو میں فنا ہو کر ہُو ہو جائے وہی 'سلطان' ہے"۔ حضرت نبی سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ تو سلطانوں (عارفین) کے سلطان ہیں یعنی سلطان العارفين ہیں اور مرتبہ آپ عليه السلام کا سلطان الفقیر ہے اس لیے "سلطان" آپ عليه السلام کے نام کا حصہ بن گیا۔ اور بعد میں بعض مصنفین اور محققین نے عقیدت کے طور پر "محمد" آپ عليه السلام کے نام کے ساتھ لکھنا شروع کر دیا۔ عوام الناس آپ عليه السلام کو "حق باہو" کے نام سے پکارتے ہیں۔ رسالہ روحی شریف میں آپ عليه السلام فرماتے ہیں: الْمُلَقَّبُ مِنَ الْحَقِّ بِالْحَقِّ۔ ترجمہ: "حق کی طرف سے اُسے (باہو کو) یہ لقب ملا ہے کہ وہ (باہو) حق کے ساتھ ہے"۔ یعنی بارگاہِ حق تعالیٰ سے آپ عليه السلام کو "حق باہو" کا لقب عطا ہوا ہے۔ اسی نسبت سے عوام الناس میں آپ عليه السلام "حق باہو" کے نام سے مشہور ہو گئے۔

آپ عليه السلام کا فیض بچپن سے جاری ہو گیا

سلطان العارفين عليه السلام کی آنکھوں میں بچپن میں ہی ازلی نور چمک رہا تھا اور پیشانی نورِ حق سے منور تھی۔ یہ نور ازل زمانہ شیرخواری میں ہی اپنے جوہر دکھانے لگا۔ آپ عليه السلام کی والدہ ماجدہ عبادت یا ذکر و تصور اسم اللہ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

ذات میں محو ہوتیں تو اس یقین کے ساتھ کہ یہ معصوم بچہ ان کی عبادت میں حارج نہیں ہوگا اور آپ ﷺ کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ بھی محبوب سبحانی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی طرح رمضان المبارک کے دنوں میں دودھ نہیں پیتے تھے۔ آپ ﷺ کی شخصیت بچپن میں ہی اتنی پرکشش تھی کہ جس پر نظر ڈالتے اس کی زندگی کو ہی بدل دیتے اور وہ خود بخود بغیر کسی ترغیب اور تبلیغ کے کلمہ شہادت پڑھ کر دائرہ اسلام میں آجاتا۔ یہ ایک عجیب و غریب صورتحال تھی جس سے غیر مسلم حد درجہ خائف ہو گئے۔ چنانچہ انہوں نے باہمی صلاح مشورے کے بعد آپ ﷺ کے والد ماجد حضرت بازید محمد رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ جب بھی آپ ﷺ کا بچہ اکیلا یا کسی کے ساتھ گھر سے باہر نکلے تو براہ مہربانی منادی فرمادیا کریں تاکہ ہم خود کو اس بچے کی نظر سے دور رکھ سکیں۔ پھر شور کوٹ کی فضائیں عجیب منظر دیکھتیں کہ جب بھی آپ ﷺ کے باہر نکلنے کا اعلان ہوتا تو غیر مسلم اپنے گھروں، دکانوں اور فصلوں میں چھپ جاتے لیکن جس پر آپ ﷺ کی نظر پڑ جاتی وہ فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا۔ آپ ﷺ کی یہ کرامت آخری عمر تک جاری رہی کہ جس ہندو پر بھی حضرت نخی سلطان باهو رضی اللہ عنہ کی نظر پڑی وہ مسلمان ہو گیا۔ ایک دفعہ آپ ﷺ کی طبیعت بہت ناساز ہو گئی تو آپ ﷺ کے حکم سے برہمن طبیب سے علاج کے لیے رابطہ کیا گیا۔ برہمن طبیب نے جواب دیا میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں ان کی نگاہ کے سامنے گیا تو مسلمان ہو جاؤں گا۔ ان کا قارورہ (وہ برتن جس میں پیشاب ڈال کر حکیم مرض کی تشخیص کرتے ہیں) یہاں بھیج دو۔ جب آپ ﷺ کا قارورہ اس طبیب کے ہاں پہنچایا گیا تو طبیب اسے دیکھتے ہی مسلمان ہو گیا۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ صاحب مناقب سلطانی نے قارورہ کا ذکر کیا ہے لیکن سینہ بہ سینہ روایات کے مطابق اور میرے مرشد پاک حضرت نخی سلطان محمد اصغر علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ قارورہ کی بجائے آپ ﷺ کا کرتا بھجوایا گیا تھا۔

اوائل عمری میں ہی آپ ﷺ وارداتِ غیبی اور فتوحاتِ لاریبی میں مستغرق رہتے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ ایک راستہ میں لیٹے ہوئے تھے کہ ہندو سنیا سیوں کا ایک گروہ وہاں سے گزرا ان میں سے ایک نے بطور حقارت پاؤں کی ٹھوک سے آپ ﷺ کو اٹھا کر کہا ”ہمیں راستہ بتاؤ“ آپ نے اٹھتے ہی فرمایا ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“۔ سنیا سیوں کا یہ گروہ آپ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی کلمہ طیبہ کی ایک ضرب اور ایک نگاہ سے کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ اس گروہ کا بعد میں اولیاء اللہ میں شمار ہوا۔



## حصولِ علمِ ظاہری

آپ ﷺ نے کسی قسم کا کتابی اور ظاہری علم حاصل نہیں کیا۔  
 ✽ آپ ﷺ عین الفقر میں فرماتے ہیں: ”مجھے اور محمد عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ظاہری علم حاصل نہیں تھا لیکن وارداتِ غیبی کے سبب علمِ باطن کی فتوحات اس قدر تھیں کہ کئی دفتر درکار ہیں۔“  
 آپ ﷺ فرماتے ہیں:

گرچہ نیست ما را علمِ ظاہر ز علمِ باطنی جاں گشتہ طاہر  
 ترجمہ: اگرچہ ظاہری علم میں نے حاصل نہیں کیا تاہم علمِ باطن حاصل کر کے میں پاک و طاہر ہو گیا اس لئے جملہ  
 علوم میرے جسم میں سما گئے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں: ”ہمیں مکاشفات اور تجلیاتِ انوارِ ذاتی کے سبب علمِ  
 ظاہری کے حصول کا موقع نہیں ملا اور نہ ہی ہمیں ظاہری ورد و وظائف کی فرصت ملی ہے۔“ اس قدر استغراق  
 کے باوجود آپ ﷺ شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس قدر ثابت قدم  
 رہے کہ زندگی بھر آپ ﷺ سے ایک مستحب بھی فوت نہیں ہوا۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں:  
 ہر مراتب از شریعت یافتم پیشوائے خود شریعت ساختم  
 ترجمہ: میں نے شریعت پر عمل پیرا ہو کر ہر مرتبہ حاصل کیا اور اپنا پیشوا اور راہبر شریعت کو بنایا ہے۔



## فصل 3

## تلاش حق - بیعت

آپ ﷺ مادر زاد ولی تھے اور پھر علومِ باطنی کے حصول کے لئے والدہ محترمہ کا سایہ ہی کافی تھا کیونکہ حضرت بی بی راسی رحمۃ اللہ علیہا عارفہ کاملہ تھیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں تیس (30) سال تک مرشد کی تلاش میں سرگرداں رہا لیکن مجھے اپنے پائے کا مرشد نہیں مل سکا۔

ایک دن دیدارِ الہی میں مستغرق آپ ﷺ شور کوٹ کے نواح میں گھوم رہے تھے کہ اچانک ایک صاحبِ نور صاحبِ حشمت اور بارعب سوار نمودار ہوا جس نے اپنائیت سے پکڑ کر آپ ﷺ کو قریب کیا اور بڑے دلنشین انداز میں آگاہ کیا کہ میں علی ابن ابی طالب (ؑ) ہوں۔ آپ ﷺ کم عمر تھے، کم علم نہیں۔ آپ ﷺ نے مولا علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا تو قریب تھا کہ خود کو آپ ﷺ پر نثار کر دیتے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ ﷺ پر توجہ مرکوز کی اور فرمایا ”فرزند آج تم رسول اللہ ﷺ کے دربار میں طلب کیے گئے ہو۔“

پھر جیسے وقت تھم گیا ہر شے ساکت ہو گئی اور آپ ﷺ نے ایک لمحے میں خود کو آقا پاک ﷺ کی بارگاہ میں پایا۔ اس وقت اس بارگاہِ عالیہ میں حضرت صدیق اکبر (ؑ)، حضرت عمر (ؓ)، حضرت عثمان (ؓ) اور تمام اہل بیت (ؑ) حاضر تھے۔ آپ ﷺ کو دیکھتے ہی پہلے حضرت صدیق اکبر (ؑ) نے مجلس سے اٹھ کر آپ ﷺ سے ملاقات کی اور توجہ فرما کر رخصت ہوئے۔ بعد ازاں حضرت عمر فاروق (ؓ) اور حضرت عثمان (ؓ) بھی توجہ کے بعد مجلس سے رخصت ہو گئے تو مجلس میں صرف اہل بیت (ؑ) اور رسول مقبول ﷺ ہی رہ گئے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضور اکرم ﷺ میری بیعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد فرمائیں گے لیکن بظاہر خاموش تھے۔ مگر آنحضرت ﷺ نے اپنے دونوں دست مبارک میری طرف بڑھا کر فرمایا

”میرے ہاتھ پکڑو“ اور مجھے دونوں ہاتھوں سے بیعت فرمایا۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ”جب آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ تلقین فرمایا تو درجات اور مقامات کا کوئی حجاب نہ رہا۔ چنانچہ اول و آخر یکساں ہو گیا۔ جب آنحضرت ﷺ سے تلقین سے مشرف ہو تو خاتونِ جنت سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے مجھے فرمایا ”تو میرا فرزند ہے“۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں ”میں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے قدم چومے اور اپنے گلے میں ان کی غلامی کا حلقہ پہنا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ”مخلوقِ خدا کو خالقِ کائنات کی جانب بلاؤ اور انہیں تلقین و ہدایت کرو۔ تمہارا درجہ دن بدن بلکہ گھڑی بہ گھڑی ترقی پر ہوگا اور ابدالآباد تک ایسا ہوتا رہے گا کیونکہ یہ حکم سروری و سرمدی ہے“۔ بعد ازاں آپ ﷺ کو آقائے دو جہاں رضی اللہ عنہما نے غوث الاعظم، محبوب سبحانی پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا۔ حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو باطنی فیض سے مالا مال کرنے کے بعد خلقت کو تلقین و ارشاد کا حکم دیا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں ”جب فقر کے شاہسوار نے مجھ پر کرم کی نگاہ ڈالی تو ازل سے ابد تک کا تمام راستہ میں نے طے کر لیا“۔

آپ ﷺ حضور اکرم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضری کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”جو کچھ میں نے دیکھا ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا اور اس ظاہری بدن کے ساتھ دیکھا اور مشرف ہوا۔“

رسالہ روحی شریف میں آپ ﷺ فرماتے ہیں:-

دست بیعت کرد مارا مصطفیٰ خواندہ است فرزند مارا مجتبیٰ

شد اجازت باھو را از مصطفیٰ خلق را تلقین بکن بہر خدا

ترجمہ: مجھے حضرت محمد ﷺ نے دستِ بیعت فرمایا اور انہوں نے مجھے اپنا نوری حضور فرزند قرار دیا۔ مجھے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت دی کہ میں خلقِ خدا کو تلقین کروں۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں:-

فرزند خود خواندہ است مارا فاطمہ معرفت فقر است برمن خاتمہ

ترجمہ: حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے مجھے اپنا فرزند بنایا ہے۔ اس لیے معرفت فقر کی مجھ پر انتہا ہوگی۔

## ظاہری دستِ بیعت

اس باطنی مہربانی کے بعد جب آپ ﷺ واپس گھر پہنچے تو والدہ محترمہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور پورا ماجرہ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہا کے گوش گزار کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے سارا ماجرہ سن کر فرمایا اب تمہیں کسی مرشد کامل سے ظاہری دست بیعت کر لینی چاہیے۔ ”بیعت تو میں کر چکا ہوں“ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا ”اویسی طریقہ کے مطابق مجھے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہ راست فیضان حاصل ہوا ہے، حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے باطنی فیض سے مالا مال کیا ہے اور تلقین و ارشاد کی اجازت بھی عطا فرمائی ہے۔“

لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ نے فرمایا کہ یہ باطنی بیعت ہے راہ فقر میں ظاہری بیعت ضروری ہے اور اس کیلئے مرشد کامل تلاش کرو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے آپ ہی میری مرشد ہیں۔“

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ نے جواب دیا ”بیٹا عورتوں کو بیعت اور تلقین کرنے کا حکم نہیں۔ کیونکہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے بیعت و تلقین نہیں کی۔“ حضرت نخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ ”کہاں تلاش کروں؟“ فرمایا: ”روئے زمین پر ڈھونڈو اور اشارہ مشرق کی طرف فرمایا۔“ یوں آپ رحمۃ اللہ علیہ مرشد کامل کی تلاش میں ایک بار پھر گھر سے نکل پڑے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تجسس کی مسافت کے راستوں کو طے کرتے مختلف درویشوں اور فقیروں سے ملے لیکن کوئی بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طلب پوری نہ کر پا رہا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لاتعداد فقراء سے گڑھ بغداد (میاں چنوں ضلع خانیوال) راوی کے کنارے ایک گاؤں میں رہائش پذیر شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کا شہرہ سنا تو ان سے ملاقات کی خواہش دل میں پیدا ہوئی۔

۱۔ شاہ حبیب اللہ قادری حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک سے تھے اور شاہ جہان کے دور میں ہندوستان تشریف لا کر سید عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ سزا حبیب کے مطابق شاہ حبیب اللہ قادری کا شجرہ نسب اس طرح سے ہے۔ شاہ حبیب اللہ قادری بن سید فتح اللہ بن عبدالغنی بن عطاء اللہ بن جہاں عالم بن احمد ابدال الحق بن اسحاق بن حضرت محبوب رحمۃ اللہ علیہ اسرار بن محمد بن سلطان رحمن بن حضرت تاج الدین بن حضرت سید موسیٰ بن سید اسمعیل بن شہاب الدین بن حضرت محی الدین داؤد بن ابو نصر موسیٰ بن سید عبدالرزاق بن سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ۔

سید حبیب اللہ قادری کے بارے میں (Bale) نے Oriental Biographical Dictionary میں لکھا ہے کہ اس نام کے دو اشخاص ملتے ہیں ایک آگرہ کے شاعر اور دوسرے عربی کتاب بحر المنطق کے مصنف۔ Bale کی یہ دونوں باتیں درست نہیں ہیں۔ ہندوستانی مصنفین کی کتب ”آثار دہلی“، ”راہنمائے مقامات دہلی“ اور ”تاریخ مشائخ قادریہ جلد سوم“ کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں سلسلہ قادریہ کے مشہور بزرگ تھے 14 شوال 1068ھ (1656ء) میں آپ کا وصال ہوا۔ کڑھ عاقل شاہ جو کہ کڑھ گل شاہ (دہلی) کے نام سے مشہور ہے، میں مدفون ہوئے اور وہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ ”راہنمائے مزارات دہلی“ کے مصنف کے مطابق سید حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب حضرت امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد کا نام سید شاہ عبداللطیف قادری لاہوری ہے۔ لاہور میں رہ کر ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر و مرشد سے روحانی فیض حاصل کیا اور مرتبہ کمال کو پہنچے۔ 14 شوال المعتم کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس ہوتا ہے آپ کا مزار کڑھ گوگل شاہ بازار سیتارام دہلی 6 میں ہے۔ یہ سید حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ وہ نہیں ہیں جن سے سلطان العارفین حضرت نخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ہوئی تھی۔ جن سے حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ہوئی تھی وہ سید حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ وہی ہیں جن کا ذکر اوپر تفصیل سے ہو چکا ہے اور جن کا مزار دریائے راوی کے کنارے گڑھ بغداد عبدالکیم میاں چنوں ضلع خانیوال پاکستان میں ہے۔

چنانچہ حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کیلئے آپ گڑھ بغداد تشریف لے گئے۔ جیسے ہی خانقاہ میں داخل ہوئے تو دیکھا خانقاہ درویشوں، فقیروں اور خدام سے پُر ہے۔ لوگ جوق در جوق ایک جانب آگ پر رکھی پانی سے بھری دیگ میں ہاتھ ڈالتے جاتے ہیں اور مرادیں پاتے جاتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خاموشی سے یہ منظر دیکھا اور چپ چاپ ایک طرف بیٹھ گئے۔ دفعتاً شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی نظر آپ رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی تو انہوں نے حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ”تیری ظاہری حالت سے تو ایسا دکھائی دیتا ہے کہ تو طویل مسافت طے کر کے یہاں تک پہنچا ہے پھر اب خاموش اور علیحدہ کیوں بیٹھا ہے؟ اٹھ تو بھی دیگ میں ہاتھ ڈال کر اپنی مراد پا۔“ فقر کے شہسوار حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے خاموشی سے ان کی بات سنی اور ادب سے بولے۔ ”مجھے کشف و کرامت کے یہ کھلونے متاثر نہیں کرتے اور نہ میری مراد ایسی ہے جو اس طرح بر آئے۔“ حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے چونک کر آپ رحمۃ اللہ علیہ پر نظر ڈالی اور کہا ”بے شک تمہاری مراد اور طلب بلند تر ہے لیکن تو یہ بھی جانتا ہے کہ بلند آرزو کی تکمیل کیلئے کٹھن مراحل طے کرنا پڑتے ہیں۔“ ”بے شک“ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا ”اور میں نے یہ طویل مسافت بے سبب طے نہیں کی، آپ حکم دیجیے“ شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کچھ دیر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر نظریں جمائے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے رہے پھر بولے ”اچھانی الحال تو حوض میں پانی بھر۔“ یہ کہہ کر انہوں نے ایک خادم کو بلایا جس نے ایک مشکیزہ لا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کر دیا۔ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے وہ مشکیزہ اٹھایا اسے پانی سے بھرا اور لے جا کر حوض میں ڈالا حوض ایک ہی مشکیزہ پانی سے لبا لب بھر گیا۔ شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ سمیت تمام حاضرین نے حیرت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ پھر شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہوئے:

”کیا تو آزمائش کیلئے خود کو آمادہ پاتا ہے؟“ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً آمادگی ظاہر کی۔ شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا ”تیرے پاس کوئی دنیاوی مال و اسباب بھی ہے۔“ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اثبات میں سر ہلایا۔ شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ بر جستہ بولے ”درویش اور دنیاوی مال کا آپس میں کیا تعلق؟ ایک میان میں دو تلواریں کیسے رکھی جاسکتی ہیں۔ تو ایک دل میں دو محبتیں جمع کرنا چاہتا ہے۔“

یہ سن کر حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فوراً گھر کی طرف روانہ ہوئے گھر جا کر انہوں نے تمام مال اکٹھا کیا اور باہر پھینک دیا حتیٰ کہ پنگھوڑے میں سوئے ہوئے اپنے شیر خوار بچے کی انگلی سے سونے کی انگٹھی بھی اتار کر باہر اچھال دی۔ اگلی صبح طویل مسافت طے کر کے گڑھ بغداد پہنچے اور سیدھے شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش



ہو گئے۔ شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں دیکھتے ہی اٹھ کر ان کا استقبال کیا اور بولے ”بے شک تو نے دنیاوی مال سے تو نجات حاصل کر لی مگر ابھی عورتوں سے آزادی حاصل نہیں کر پائے۔ دونوں میں سے کس کا حق ادا کرنے کا ارادہ ہے؟ خدا کا یا بیویوں کا؟“

یہ سننا تھا کہ حضرت نخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کچھ کہے اور کچھ آرام کیے بغیر ایک بار پھر طویل سفر کیلئے تیار ہو گئے۔ ایک بار پھر گھر جا پہنچے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ الہانا جانتی تھیں کہ آج بیٹا کس غرض سے گھر واپس آیا ہے مگر انجان بنتے ہوئے بولیں ”کیوں باہو رحمۃ اللہ علیہ بیٹے اب کیسے آنا ہوا؟“ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نرمی سے سر جھکا کر مقصد بیان کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے قریب بٹھایا اور آہستگی سے مخاطب ہوئیں ”اے بیٹا باہو رحمۃ اللہ علیہ تمہاری بیویوں کے جو حقوق تم پر ہیں آج سے تم ان سے آزاد ہو اور تمہارے جو حقوق بیویوں کے ذمے ہیں وہ بدستور قائم رہیں گے۔ اگر تم حقیقی معرفت کے حصول میں کامیاب ہو گے تو بہتر ہے لیکن محض بیویوں کے حقوق پورے کرنے کی خاطر گھر آنے کی ضرورت نہیں۔ لہذا اب طلاق کا خیال بھی دل میں نہ لانا۔“

والدہ محترمہ کی یہ قابل قبول تجویز سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ پر سکون اور مطمئن انداز میں دوبارہ شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا پہنچے۔ شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا پر تپاک استقبال کیا اور نظر سے ان پر توجہ کی پھر پوچھا ”اے باہو مطمئن بھی ہو کچھ مشاہدہ بھی کیا؟“ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ادب سے سر جھکا کر کہا ”شیخ جو کچھ آج مجھ پر منکشف ہوا اس سے تو میں پنگھوڑے میں ہی آشنا ہو گیا تھا میری تمنا اس سے زیادہ کی ہے۔“ شیخ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب تو نہ دیا البتہ بیٹھے بیٹھے ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی خوب سمجھتے تھے کہ اس عمل کا مقصد امتحان ہی ہے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی جھٹ ان کے تعاقب میں پہنچے اور ایک کھیت میں ضعیف کاشتکار کی شکل میں شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو محنت مشقت کرتے پایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نزدیک جا کر فرمایا ”ضعیفی اور یہ مشقت؟ آپ آرام کریں میں کام کرتا ہوں۔“ شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اصل روپ میں آئے اور ہنس کر انہیں ساتھ لیا اور آگے بڑھے مگر چند قدم چلنے کے بعد پھر غائب ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کا تعاقب نہ چھوڑا اور اب کی مرتبہ انہیں ایک آبادی میں ایک بوڑھے برہمن پنڈت کی شکل میں لوگوں کو تلک لگاتا پایا۔ حضرت نخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ مسکرا کر نوجوان کی شکل میں ان کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے۔ ”بابا میرا تھا تو خالی ہے کیا یہ میرے بھاگ میں نہیں کہ میرے ماتھے پر بھی آپ تلک لگائیں۔“ دوسرے لمحے شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ پھر اپنی اصلی شکل میں حضرت نخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کھڑے مسکرا رہے تھے۔

انہوں نے حضرت نبي سلطان باهو رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ تھاما اور آگے بڑھ گئے مگر تیسری مرتبہ پھر وہی عمل کیا یعنی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے لیکن حضرت نبي سلطان باهو رحمۃ اللہ علیہ کہاں پیچھا چھوڑنے والے تھے۔ ان کے پیچھے لپکے اور ایک مسجد میں انہیں جا ڈھونڈا جہاں شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ ایک معمر امام مسجد کے روپ میں بچوں کو قرآن کی تعلیم دے رہے تھے۔ چنانچہ حضرت نبي سلطان باهو رحمۃ اللہ علیہ بھی جھٹ ایک بچے کے روپ میں قاعدہ پکڑے ان کے سامنے جا بیٹھے اور ایک حرف پرائنگی رکھتے ہوئے معصومیت سے پوچھنے لگے ”بابا یہ کیا ہے؟“ اس بار شیخ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ انہوں نے آب دیدہ ہو کر حضرت نبي سلطان باهو رحمۃ اللہ علیہ کو گلے سے لگایا اور کہنے لگے۔ ”بس باهو بہت ہو چکا“ لیکن سلطان باهو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حالت نہ بدلی۔ آپ بدستور اسی حرف پرائنگی جمائے پوچھنے لگے ”بابا بتاؤ یہ کیا ہے؟“ شیخ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ بیچارگی سے بولے ”سلطان میں تجھے کیا بتاؤں یہ تو میرے بس کا کام نہیں۔ تمہارا نصیب حضرت شیخ عبدالرحمن جیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہے جو دہلی میں ہیں۔“

ایک اور روایت کے مطابق غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کو باطنی تربیت کی تکمیل کے بعد سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی دست بیعت کا حکم دیا۔ سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ حکم ملتے ہی فوراً دہلی کی طرف روانہ ہو گئے۔ ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ دہلی سے دور ہی تھے کہ ایک شخص دوڑتا ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور آگے بڑھ کر حضرت سلطان باهو رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں عزت سے چھونے کے بعد عرض کیا کہ اس کو شیخ سید عبدالرحمن قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے استقبال کیلئے روانہ کیا ہے۔ 29 ذیقعد 1078ھ (11 مئی 1668ء) بروز جمعہ المبارک آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ سید عبدالرحمن جیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ جیسے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ سید عبدالرحمن قادری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچے وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پکڑ کر خلوت میں لے گئے۔ پس آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد کامل سے اپنا ازلی نصیب اسم اللہ ذات کی صورت میں ایک قدم میں ہی ایک دم میں پالیا۔ جو چاہتے تھے مل گیا اور اسی وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کو رخصت کیا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ استی فیض سے مستفیض، نعمت سے پُر اور فیض رسانی کے جذبات سے لبریز تھے۔ ہر خاص و عام پر توجہ کرنے لگے۔ خلق خدا کیلئے آپ نے فیض عام کر دیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارد گرد خلقت کا اس قدر ہجوم ہو گیا کہ راستے بند ہو گئے، شہر میں شور مچ گیا۔ حتیٰ کہ یہ معاملہ حضرت شیخ سید عبدالرحمن قادری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا گیا۔ حضرت شیخ سید عبدالرحمن قادری رحمۃ اللہ علیہ نے جواب طلبی فرمائی کہ ”ہم نے تجھے یہ خاص نعمت عنایت کی اور تو نے عام کر دی۔“ عرض کیا! ”یا پیرو مرشد جب بڑھیا عورت روٹی پکانے کا تو ا

بازار سے خریدتی ہے تو اسے ٹھونک بجا کر دیکھتی ہے کہ کیسا کام دے گا آیا درست ہے یا نہیں اور جب ایک لڑکا لکڑی کی کمان خریدتا ہے تو اسے کھینچ کر دیکھتا ہے کہ اس میں لچک کافی ہے کہ نہیں۔ پس آپ سے جو نعمتِ عظمیٰ حاصل کی میں نے بھی اس نعمت کی آزمائش کی کہ مجھے آپ ﷺ سے کس قدر نعمت حاصل ہوئی ہے۔ پس جس طرح حضرت سید المرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور سے مجھے حکم ہوا ہے کہ خلقِ خدا کو تلقین کروں اور فیض کو عام کروں انشاء اللہ قیامت تک یہ نعمت ترقی پر ہوگی۔“ حضرت شیخ سید عبدالرحمن قادری ﷺ یہ دلیل سن کر مسکرائے اور کہنے لگے ”باھو (ﷺ) میں تجھے منع نہیں کرتا مگر اس کا خیال رکھا کر کہ ہر شخص اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔“ اس کے بعد آپ ﷺ دہلی کی جامع مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور نگ زیب ارکانِ حکومت سمیت جمعہ کی نماز کی ادائیگی میں مشغول تھا۔ مسجد میں اس قدر بھڑتھی کہ تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی اس لئے حضرت نئی سلطان باھو ﷺ سب سے پیچھے جہاں جوتیاں رکھتے ہیں کھڑے ہو گئے اور جب آپ ﷺ نے توجہ کی تو تمام مسجد میں شور اور وجد برپا ہو گیا۔ یہاں تک کہ صرف تین آدمی اور نگ زیب قاضی اور کو تو ال جذبہ کی تاثیر اور نگاہ کے اثر سے مجبور رہے۔ جیسے ہی حضرت سلطان باھو ﷺ نے توجہ منقطع کی اور مجمع اپنی حالت میں واپس آیا تو وہ تینوں حضرت نئی سلطان باھو ﷺ کے پاس آئے اور پوچھنے لگے کہ ”ہمیں کیوں نعمت سے محروم رکھا گیا؟“ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”ہم نے توجہ یکساں کی تھی۔ تم پر اس واسطے اثر نہیں ہوا کہ تمہارے دل سخت تھے۔“ انہوں نے دست بستہ ہو کر فیض کیلئے التجا کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”اس کیلئے یہ شرائط ہیں کہ تم اور تمہاری اولاد ہماری اولاد اور پس ماندگان کیلئے دنیاوی مال و متاع سے مروت نہ کریں اور ہمارے مکان اور گھر نہ آئیں تاکہ تمہارے دنیاوی امور کے سبب ہماری عیال اور اولاد میں دنیاوی جھگڑے اور فساد نہ پڑ جائیں۔“

آپ ﷺ نے اور نگ زیب سے یہ اقرار لیکر اس پر توجہ کی اور خاص فیض تک پہنچایا۔ بعد ازاں جب وہاں سے روانگی کا ارادہ کیا تو اور نگ زیب نے آپ ﷺ سے یادگار کیلئے التجا کی تو آپ ﷺ نے وہیں کھڑے کھڑے کتاب ”اورنگ شاہی“ تصنیف فرمائی جسے شاہی محروں نے اسی وقت تحریر کر لیا۔

## اورنگ زیب عالمگیر سے ملاقاتیں

آپ ﷺ کی اورنگ زیب عالمگیر سے یہ تیسری ملاقات تھی جو 1078ھ میں سلطان العارفين ﷺ کی ظاہری دست بیعت کے بعد دہلی کی جامع مسجد میں ہوئی۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

تذکرہ اولیائے جھنگ اور تاریخ جھنگ کے مصنف کے مطابق اس سے قبل حضرت نبي سلطان باهو سيد کی دو دفعہ گڑھ مہاراجہ میں شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر سے ملاقات ہوئی۔ پہلی ملاقات تقریباً 1059ھ میں ہوئی جب شہزادہ عالمگیر قندھار کی جنگ سے لوٹ چکا تھا اور شاہجہاں نے ملتان، سندھ، بھکر اور سیوستان کی حکومت شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر کے حوالے کی ہوئی تھی۔ دوسری ملاقات تقریباً 1062ھ میں ہوئی جب شہزادہ عالمگیر قندھار فتح کرنے کے لیے گیا تو واپسی پر دریائے چناب سے گزرا۔ یہ دونوں ملاقاتیں شہزادہ عالمگیر کی تخت نشینی سے قبل شاہجہاں کے دور حکومت میں ہوئیں۔ یہ سلطان العارفين سيد کی عمر مبارک کے وہ ایام ہیں جب آپ سيد تلاش حق کے لیے سیر و سیاحت اور دعوتِ قبور میں مصروف رہا کرتے تھے۔

### سيد عبدالرحمن جیلانی دہلوی سيد کی سوانح حیات پر کامل تحقیق

سيد عبدالرحمن جیلانی دہلوی سيد سلطان العارفين حضرت نبي سلطان باهو سيد کے ظاہری مرشد ہیں۔ آپ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضي الله عنه کی اولاد پاک میں سے ہیں۔ آپ سيد کی ذات پاک پر اسرار کے وہی پردے پڑے ہوئے ہیں جو سروری قادری مشائخ کا خاصہ ہیں یعنی دنیا سے مخفی اور پوشیدہ رہنا۔ صاحب مناقب سلطانی کے مطابق ”سيد عبدالرحمن دہلوی سيد سلطنتِ دہلی میں منصب دار تھے اور شاہی خزانہ کے امانت دار اور کلید دار تھے جس کے باعث محفوظ اور مناسب عمارت کے ساتھ کئی مسلح سپاہی داروں کا انتظام آپ سيد کو حاصل تھا۔ آپ سيد جب مریدین سے ملاقات کے لیے تشریف لاتے تو چہرہ مبارک پر ایک نقاب ڈال لیتے تھے کیونکہ آپ سيد کے چہرہ مبارک پر جو جلال و جمال الہی کے انوار تاباں تھے لوگ ان کو دیکھنے کی تاب نہ رکھتے تھے۔ گویا آپ سيد فقر کے ساتھ ساتھ اعلیٰ دنیاوی منصب پر بھی فائز تھے۔“

مناقب سلطانی کی اس عبارت سے مندرجہ ذیل الجھنیں جنم لیتی ہیں:

1- چونکہ سيد عبدالرحمن جیلانی سيد فقر کے اعلیٰ مراتب پر فائز تھے اس لیے ادنیٰ و اعلیٰ طالبان مولیٰ فقر کی نعمت کے لیے آپ سيد تک پہنچتے ہوں گے اور آپ سيد کی صحبت عالیہ سے بھی مستفید ہوتے ہوں گے ہندوستانی مصنفین کے مطابق لاکھوں لوگوں نے آپ سيد سے فیض پایا، اگر آپ سيد اعلیٰ شاہی منصب پر فائز ہوتے تو ایسا ممکن نہ ہو پاتا کیونکہ پھر آپ سيد اپنے اس دنیاوی منصب کے فرائض کی ادائیگی میں زیادہ مصروف رہتے۔ پھر شاہی منصب دار کی حیثیت سے آپ سيد کا تذکرہ کسی مؤرخ نے نہیں کیا۔ ہندوستانی

۱۔ موجودہ بہون شریف (سندھ)

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



مصنفین نے بھی آپ ﷺ کا تذکرہ صرف آپ ﷺ کے مزار کے ضمن میں کیا ہے جو صرف چند سطروں پر مشتمل ہے۔ دوسری طرف اگر آپ ﷺ اعلیٰ دنیوی منصب پر فائز تھے اور شاہی خزانہ کے انچارج و نگران تھے تو شاہی خاندان کے ہر فرد اور دربار کے ہر ملازم کا آپ ﷺ سے واسطہ رہتا ہوگا۔ شاہجہان اور اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں درجنوں مورخین تاریخ کا ایک ایک لمحہ قلمبند کرنے پر مامور تھے لیکن کسی نے بھی آپ ﷺ کا تذکرہ نہیں کیا جو عجیب سی بات محسوس ہوتی ہے۔

2- جب سلطان العارفين حضرت نبي سلطان باهو ﷺ آپ ﷺ سے ملاقات کے بعد دہلی کی جامع مسجد میں تشریف لے گئے اور سب پر نگاہ فرمائی سب پر اس کا اثر ہوا لیکن اورنگ زیب عالمگیر اور کوتوال پر نہیں ہوا جس پر اورنگ زیب عالمگیر نے فیض کی درخواست کی اور آپ ﷺ نے ”رسالہ اورنگ شاہی“ تصنیف فرمایا۔ کیا اس ملاقات میں اورنگ زیب عالمگیر نے آپ ﷺ سے یہ سوال نہیں کیا ہوگا کہ آپ ﷺ دہلی کیسے تشریف لائے؟ اور جواب میں آپ ﷺ نے سید عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ فرمایا ہوگا، اگر سید عبدالرحمن دہلوی ﷺ شاہی ملازم ہوتے تو اورنگ زیب عالمگیر فوراً سید عبدالرحمن جیلانی ﷺ کو پہچان جاتا اور پھر سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی ﷺ سے مسلسل ملاقات رکھتا اور آپ ﷺ کو اپنے مشیروں میں شامل کرتا۔

3- پھر چہرے پر نقاب ڈالنا سروری قادری مشائخ کی خصوصیت نہیں ہے۔ اس طرح سے انسان زیادہ مشہور اور معروف ہوتا ہے اور اس کی شہرت جلد پھیلتی ہے جبکہ سروری قادری شیخ گننامی اور خمبول کو پسند کرتا ہے اور حکمرانوں سے دور بھاگتا ہے اور عوام میں رہتا ہے۔

4- آپ ﷺ کا مزار مبارک پرانی دہلی میں لاہوری دروازہ سے کافی فاصلے پر باہر واقع ہے اور ساتھ ہی مسجد شاہ عبدالرحمن بھی ہے اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ قلعہ کے اندر نہیں بلکہ باہر عوام الناس میں رہے اور عوام الناس ہی آپ ﷺ سے فیض یاب ہوتے رہے۔

مندرجہ بالا دلائل کی روشنی میں ثابت یہی ہوتا ہے کہ صاحب مناقب سلطانی نے تحقیق نہیں کی اور نہ ہی اس غرض سے دہلی کا سفر فرمایا۔ جو روایت خاندان میں کسی سے سنی درج فرمادی۔ 1934ء میں سید تجل شاہ نقوی اچوی کی کتاب ”باغ سادات“ شائع ہوئی۔ 1947ء میں بار سوم شائع ہوا۔ اب یہ کتاب نایاب ہے اس کتاب کا بار اول تو 1934ء ہی میں شائع ہوا کیونکہ ”شریف التواریخ“ جو 1934ء میں شائع ہوئی تھی، میں اس کتاب کا حوالہ موجود ہے۔ اس کتاب کے صفحہ 61 پر سید عبدالرحمن دہلوی ﷺ کا شجرہ نسب اس طرح درج

۱۔ مملوک غلام محمد ولد خلیفہ منظور احمد اوج شریف

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



کیا گیا ہے:

غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ

سید عبدالرزاق جیلانی ؒ

ابوصالح نصر

سید یسین

سید احمد شاہ

سید عبدالقادر

سید عبدالطیف

سید عبدالرحمن عرف بھولو شاہ مدفن دہلی پیشوا سلطان باھو ؒ

یہ شجرہ نسب آگے اس طرح چلتا ہے:

پیر حبیب شاہ

پیر رجب شاہ

عبداللہ

محمد شاہ

پیر اللہ بخش

پیر کریم شاہ

حضور شاہ

نور شاہ

زمان شاہ

ان کا مزار موضع تنگ عیسیٰ خیل ضلع میانوالی میں ہے (مزار ویران اور بے آباد ہے کوئی سجادہ نشین اور مجاور موجود نہیں ہے اور نہ ہی مقامی لوگوں کو ان کے بارے میں کچھ معلوم ہے)

زمان شاہ صاحب کے تین فرزند تھے (۱) غلام شاہ (۲) دولت شاہ (۳) نادر شاہ۔ باغ سادات کے بارہ سوم 1947 میں دیئے گئے ان تینوں بیٹوں کے شجروں کے مطابق ان کی بارہ پشتیں گزر چکی تھیں اور ظفر وال، ننگانہ صاحب، لیہ اور اس کے گرد و نواح میں آباد تھیں۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

اس نسب نامہ پر سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ سید عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا لقب کبھی بھی بھولو شاہ نہیں رہا۔ بھولو شاہ رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں 1200ھ میں ایک اور قادری بزرگ گزرے ہیں جن کا مزار سید عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار سے دو یا تین کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور ان کا تذکرہ ہندوستان کی موجودہ اور قدیم کتب میں ملتا ہے۔ ان کو تمام مصنفین نے بھولو شاہ رحمۃ اللہ علیہ، مگر غلام یحییٰ انجم نے تاریخ مشائخ قادریہ جلد سوم میں شاہ بہسن عرف بھولو شاہ لکھا ہے۔ بھولو شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک مجذوب قادری بزرگ تھے اور پنجاب سے ہجرت کر کے دہلی تشریف لے گئے تھے سلسلہ قادریہ میں آپ عبدالحمید کے مرید و خلیفہ تھے۔ ”واقعات دارالحکومت دہلی“ (جلد دوم) میں ہے:

”بھولو شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار 1201ھ۔ کابلی دروازہ تو اب نہیں رہا مگر اس کی جگہ سب کو معلوم ہے اسی کے پاس آپ کا مزار ہے۔ آپ سلسلہ قادریہ کے بزرگ تھے 1201ھ میں انتقال کیا، مست روز الست تاریخ وفات ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے برابر ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خاص مرید شاہ محمد حفیظ صاحب کا مزار ہے جن کے برابر ان کے صاحبزادے شاہ غلام محمد مدنون ہیں۔ 19 محرم کو بھولو شاہ صاحب کا عرس ہوتا ہے۔“ (صفحہ 473)

محمد عالم شاہ فریدی کی کتاب ”مزارات اولیاء دہلی“ اولین کتاب ہے جو 1927ء میں دہلی کے مزارات کے بارے میں شائع ہوئی اس کا دوسرا ایڈیشن 1930 میں طبع ہوا۔ 1947ء میں مصنف اور پبلیشر پاکستان ہجرت کر آئے۔ 2006ء میں ڈاکٹر حفیظ الرحمن صدیقی نے اضافہ و تصحیح کے ساتھ اسے دوبارہ دہلی سے شائع کیا ہے۔ اس میں درج ہے:

”بھولو شاہ رحمۃ اللہ علیہ 1789ء نزد کابلی دروازہ پرانی دہلی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پنجاب کے رہنے والے تھے سلسلہ قادریہ رزاقیہ میں شاہ عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں اور مولانا فخر الدین چشتی و شاہ نانو کے صحبت یافتہ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مجذوب سالک تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 20 محرم 1204ھ بمطابق 1789ء کو بعد شاہ عالم ثانی انتقال فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار کابلی دروازہ کے باہر ہے۔“ (صفحہ 157-158)

راہمائے مزارات دہلی میں ہے:

”آپ (حضرت بھولو شاہ رحمۃ اللہ علیہ) سلسلہ قادریہ رزاقیہ میں حضرت شاہ عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اصلی وطن پنجاب تھا اور حضرت شیخ نانو و حضرت شاہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہم کے صحبت یافتہ تھے۔ 20 محرم 1204ھ میں وفات پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مٹھائی پل پر داہنی طرف نیچے اتر کر ریلوے لائن کے پاس ہے (لاہوری گیٹ 4 پرانی دہلی 6) قریب میں مسجد بنی ہوئی ہے۔ حضرت شاہ حفیظ الرحمن رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ بھولو رحمۃ اللہ علیہ کے خاص مریدوں میں تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اکبر شاہ ثانی کے دور حکومت میں 30 ذیقعد

1236ھ میں وفات پائی اور اپنے مرشد کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ حضرت شاہ غلام محمد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اور خلیفہ تھے ان کا مزار اپنے مرشد والد کی پاننتی کی طرف ہے۔“ (صفحہ 284 تا 286)

غلام یحییٰ انجم تاریخ مشائخ قادریہ (جلد سوم) میں رقمطراز ہیں:

”حضرت شاہ بہمن عرف بھولو شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کا تعلق سلسلہ قادریہ رزاقیہ سے ہے اس سلسلہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ شاہ عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے مولانا فخر الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی فیض حاصل کیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کیفیت مجذوب سالک کی سی تھی 19 محرم 1204ھ (1789ء) کو وصال ہوا۔ مست روز الست تاریخ سنہ ولادت ہے۔ دہلی میں کابلی دروازہ سے متصل ”تکیہ بھولو شاہ“ میں دفن ہوئے مزار مقدس پر موسم بہار میں بسنت کا میلہ بڑی دھوم دھام سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مند مناتے ہیں۔“ (صفحہ 291)

ان تمام تحریروں سے واضح ہوتا ہے کہ صاحب باغ سادات نے سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا جو شجرہ نسب بھولو شاہ صاحب کے نام سے درج کیا ہے وہ سید عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نہیں بلکہ بھولو شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جن کا تعلق پنجاب سے تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ پنجاب سے ہجرت کر کے دہلی تشریف لے گئے اور شاہ عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ سے قادریہ سلسلہ کا فیض حاصل کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پنجاب میں ہی رہی اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ شاہ محمد حفیظ صاحب اور اس کے بعد ان کے صاحبزادے شاہ محمد صاحب سجادہ نشین ہوئے جن کے مزارات حضرت بھولو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہی ہیں۔ سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ان کے مزار سے تقریباً دو کلومیٹر کے فاصلے پر لاہوری گیٹ صدر بازار ریلوے سٹیشن ریلوے کالونی مسلم وقف بورڈ کوارٹرز پرانی دہلی 6 میں واقع ہے۔

### ہندوستانی کتب میں سید عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ

مزارات اولیاء دہلی میں ہے:

”آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے مستند اولیاء میں سے ہیں قادریہ خاندان میں سید عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں اور سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ پنجاب کے مشہور بزرگ کے پیر و مرشد ہیں۔ صاحب تصرف و کرامات تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ریلوے سٹیشن صدر بازار کے مسافر خانہ کے پیچھے ایک احاطہ میں ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال آخر زمانہ شاہجہاں یا شروع زمانہ عالمگیر میں ہوا سن وفات معلوم نہیں۔ (طبع اول 1927ء)۔

۔ اور اسی کتاب کے بعد شائع ہونے والی کتب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی اسی طرح نقل در نقل ہوتے چلے آ رہے ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

راہنمائے مقامات مقدس دہلی میں درگاہ سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں درج ہے:

”یہ درگاہ متصل صدر سٹیشن دہلی ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ اولاد سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہیں۔ اعظم اولیاء اللہ ہوئے ہیں۔ سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے اولیاء اللہ پنجاب میں مشہور ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے۔ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تصرف ولایت ہے کہ گورنمنٹ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کو سڑک اور ریل سے بچایا بلکہ اس کا احاطہ بہت پختہ ریختہ کا اور جنگلہ آہنی اور درگاہ شریف میں جانے کا راستہ بنوایا ہے۔“ (طبع 1914 دہلی)

ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم تاریخ مشائخ قادریہ جلد سوم میں تحریر فرماتے ہیں:

”حضرت سیدنا شیخ عبدالرحمن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار دہلی کے اہم مشائخ میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نسبی رشتہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہے۔ تقویٰ، تدوین اور زہد و ریاضت میں ممتاز تھے کشف و کرامات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا پایہ بہت بلند تھا۔ حضرت سید عبدالرحمن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلہ قادریہ کی دولت سید عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی تھی اس سلسلہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ انہی کے مرید و خلیفہ تھے۔ دہلی اور اس کے اطراف و نواح میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے سلسلہ قادریہ کو بے حد فروغ حاصل ہوا۔ بے شمار بندگان خدا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دامن ارادت سے وابستہ ہوئے اور کتنوں کو اجازت و خلافت کا منصب عطا ہوا۔ مشہور بزرگ حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے خلیفہ تھے۔“ (طبع دہلی 2006)

راہنمائے مزارات دہلی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے ضمن میں تذکرہ ہے:

”حضرت عبدالرحمن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ پنجاب کے مشہور بزرگ حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو مرشد ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ صاحب تصرف و کرامات اور خاندان قادریہ کے مستند بزرگ تھے۔“ (طبع دہلی 2007ء)

بیلی (Bale) نے اورینٹل بائیوگرافیکل ڈکشنری (Oriental Biographical Dictionary) میں تحریر کیا ہے کہ سید عبدالرحمن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ وہی ہیں جو عبدالعزیز نقشبندی کے فرزند تھے اور جن کی بیٹی کی شادی داراشکوہ کے بیٹے سلیمان شکوہ سے ہوئی۔ ڈاکٹر راما کرشنا کا بھی یہی موقف ہے لیکن یہ بات قیاس لگتی ہے کیونکہ ایک تو سید عبدالرحمن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نسبی جیلانی سادات ہیں اور دوسرے آپ سلسلہ فقر میں پشت ہاپشت سے قادری سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ ان کے والد نقشبندی سلسلہ سے ہوں اور یہ بات بھی حتمی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی ہند تشریف لائے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد نہیں آئے تھے اور پھر بیلی (Bale) کی اس رائے کو کسی نے بھی مستند نہیں سمجھا اور نہ ہی یہ سلسلہ سروری قادری یا قادری سلسلہ میں کوئی اہمیت رکھتی ہے۔ قدیم اور جدید مصنفین میں سے کسی نے اس کا تذکرہ تک نہیں کیا۔

سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمہ اللہ کے بارے میں ہندوستانی اور پاکستانی مصنفین کی تمام تحقیق ہم نے واضح طور پر بیان کر دی ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستانی مصنفین وہی درج کرتے چلے آ رہے ہیں جو 1914 میں آثارِ دہلی یا 1927 میں مزاراتِ اولیاءِ دہلی میں شائع ہو چکا ہے اور پاکستانی مصنف وہی درج کرتے چلے آ رہے ہیں جو مناقبِ سلطانی میں شائع ہو چکا ہے۔ تحقیق کرنا تو دور کی بات ہے کسی نے آپ رحمہ اللہ کے مزار مبارک تک جانے کی کوشش نہیں کی۔

سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمہ اللہ کے متعلق حقائق سے پردہ اٹھانے کے لیے ضرورت اس امر کی تھی کہ مزید تحقیق کی جاتی تاکہ سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمہ اللہ کی درست سوانحِ حیات مرتب کی جاسکے۔ اس سلسلہ میں سب سے مشکل کام ہندوستان آنے جانے اور وہاں تحقیق کرنے کا تھا۔ نومبر 2008 میں عاجز نے سلطان الفکر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمہ اللہ کے خاص مرید اور محبت محمد اسد خان سروری قادری سے اس سلسلے میں ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ میرے ایک دوست محمد عامر الیاس ہیں جن کی لاہور میں آٹو ورکشاپ ہے، ان کی شادی پرانی دہلی میں ہوئی ہے اور ان کے برادرِ نسبتی مجیب الرحمن اکثر پاکستان آتے جاتے رہتے ہیں اگر ان کے ذریعے کوشش کی جائے تو شاید کوئی حل نکل آئے۔ بھائی مجیب الرحمن سے بھائی محمد اسد خان نے فون پر بات کی تو انہوں نے حامی بھر لی۔ سب سے پہلا مرحلہ سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمہ اللہ کے دربارِ پاک کی تلاش کا تھا کیونکہ دہلی اب بہت پھیل چکی ہے۔ پہلے تو بھائی مجیب الرحمن نے کچھ کتب بھجوائیں اور انہیں مزار کا محل وقوع سمجھایا گیا لیکن اس کے باوجود دربار کی تلاش میں دو ماہ کا عرصہ لگ گیا۔ مزار مبارک کا پتہ چلا تو معلوم ہوا کہ اس علاقہ میں تو داخلہ مشکل ہے غیر مسلک کے لوگ آباد ہیں اور 1947 سے قبضہ گروپ دربار اور اس سے ملحقہ زمین پر قبضہ در قبضہ کرتا چلا آ رہا ہے۔ پھر وہ اپنی والدہ کو ساتھ لے کر گئے اور مزار مبارک سے ملحقہ مسجد شاہ عبدالرحمن میں چلے گئے۔ وہاں ان کی ملاقات سنی سید سلیم الزماں ہاشمی ولد حافظ قاری سید احسان اللہ ہاشمی ولد حکیم سید عبدالرحمن ہاشمی سے ہوئی جو کہ مسجد شاہ عبدالرحمن کی امامت اور دربار کی دیکھ بھال و خدمت رضا کارانہ طور پر سرانجام دیتے تھے۔ تفصیلاً مدعا ان کے گوش گزار کیا گیا اور موبائل پر بھائی محمد اسد خان کی بات بھی کروائی گئی۔ انہوں نے ایک تو یہ گلہ کیا کہ کوئی یہاں آ کر حالات کی تحقیق نہیں کرتا اور لوگ گھروں میں بیٹھ کر پرانی کتابیں دیکھ کر کتابیں لکھ دیتے ہیں۔ ان کو تازہ ترین کتاب راہنمائے مزاراتِ دہلی دکھائی گئی جو 2007ء میں طبع ہوئی تھی تو انہوں نے بتایا کہ کتاب میں سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمہ اللہ کی تربت مبارک



کی جو تصویر دی گئی ہے وہ چالیس سال پرانی ہے۔ خیر انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ اپنی خاندانی یادداشتیں اور کاغذات جو عربی یا فارسی میں ہیں، تلاش کریں گے اور پھر کچھ تحریر کر کے دے سکیں گے۔ اسی دوران ایک سال کا عرصہ گزر گیا انہوں نے موبائل پر تو بھائی محمد اسد خان کو سب کچھ بتا دیا تھا لیکن ابھی انہوں نے کچھ بھی تحریر کرنا شروع نہیں کیا تھا کہ 2009ء میں اُن پر فالج کا شدید حملہ ہوا اور اُن کے جسم کے دائیں حصہ نے کام کرنا بند کر دیا۔ اس دوران اُن کا علاج وغیرہ ہوتا رہا اور ہم لوگ اُن کے تندرست ہونے کا انتظار کرتے رہے۔ 2010ء کے اوائل میں انہوں نے بھائی مجیب الرحمن کو کہا کہ لگتا ہے میرا آخری وقت ہے میں نے جو کچھ تم لوگوں کو بتایا ہے خود لکھ لو۔ بھائی مجیب الرحمن کا مسئلہ یہ تھا کہ وہ اردو نہیں لکھ سکتے تھے صرف ہندی لکھ سکتے تھے۔ آخر فیصلہ یہ ہوا کہ تمام معلومات کو اردو میں کمپوز کروالیا جائے۔ بھائی مجیب الرحمن نے تمام معلومات کو ہندی میں لکھا اور فروری 2010ء میں پاکستان تشریف لے آئے۔ یہاں پر تمام معلومات کو اردو میں ٹائپ کروایا گیا اور سید عبدالرحمن دہلویؒ کے مزار مبارک کے لیے خصوصی طور پر تیار کروائی گئی چادر جس پر اسم اللہ ذات کندہ تھا، ان کے حوالہ کی گئی۔ بھائی مجیب الرحمن 21 فروری 2010ء کو یہ دونوں اشیاء لے کر انڈیا چلے گئے۔ اور 23 فروری 2010ء کو سید سلیم الزمان ہاشمی کے پاس پہنچے سید سلیم الزمان ہاشمی صاحب کو بڑی مشکل سے مزار تک لایا گیا۔ انہوں نے اپنے دست مبارک سے بڑی مشکل اور تکلیف سے دستخط انام لکھ کر یہ نسخہ اس وصیت کے ساتھ بھائی مجیب الرحمن کے حوالہ کیا کہ تحقیق کے لیے جو طلب کرے دے دینا۔ 25 فروری 2010ء کو سید سلیم الزمان ہاشمی صاحب کا انتقال ہو گیا۔ بھائی مجیب الرحمن نے نسخہ میں یہ لکھا ہے کہ شاید دو دن وہ یہ نسخہ میرے حوالہ کرنے کے لیے ہی زندہ تھے۔ 13 مئی 2010ء کو بھائی مجیب الرحمن لاہور تشریف لائے اور سید سلیم الزمان ہاشمی صاحب کا دستخط شدہ نسخہ گواہان کی موجودگی میں بھائی محمد اسد خان کے حوالے کیا اور اس نسخہ پر ہی وہ تمام حالات و واقعات جو اس نسخہ کو ترتیب دینے کے دوران پیش آئے تھے گواہان کے سامنے ہندی میں قلمبند کیے جن پر بھائی مجیب الرحمن نے تصدیق کے طور پر دستخط کیے اور اُن کی راہنمائی میں ہندی کی اس عبارت کا اردو ترجمہ بھی قلمبند کیا گیا۔ اب یہ نسخہ محمد اسد خان سروری قادری صاحب کے پاس محفوظ ہے۔ اس نسخہ کے مطابق سید عبدالرحمن جیلانی دہلویؒ کی سوانح حیات درج کی جا رہی ہے۔

## سوانح حیات سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

### سلسلہ نسب

سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پاک سے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب اس طرح حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے:

سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی بن سید عبدالقادر بن شرف الدین بن سید احمد بن علاؤ الدین ثانی بن سید شہاب الدین ثانی بن شرف الدین قاسم بن محی الدین یحییٰ بن بدر الدین حسین بن علاؤ الدین بن شمس الدین بن سیف الدین یحییٰ بن ظہیر الدین بن ابی نصر بن ابوصالح نصر بن سیدنا عبدالرزاق جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بن غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ل

### ولادت سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

سید عبدالرحمن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ شام کے شہر حمہ میں 1024ھ (1615ء) میں پیدا ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ درویش منش انسان اور ولی کامل تھے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد سے ہی حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ 35 سال کی عمر میں حمہ سے بغداد تشریف لائے اور جید امجد غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر معتکف ہو گئے۔ تین سال تک آپ رحمۃ اللہ علیہ مزار شریف پر معتکف رہے تین سال بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے باطنی حکم ملا کہ ہندوستان میں سید عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلے جاؤ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ 38 سال کی عمر میں شاہ جہاں کے دور حکومت میں 13۔ ذیقعد 1062ھ (15۔ اکتوبر 1652ء) بروز منگل براستہ ایران اور افغانستان ہندوستان تشریف لائے اور برہان پور، عادل پور یا دریائے سندھ کے کنارے مقیم سید عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ان کے دست مبارک پر 10۔ ذوالحجہ 1062ھ (10 نومبر 1652ء) بروز سوموار بیعت کی اور سید عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر آپ رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ اس شجرہ نسب کی تصدیق سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ (احمد پور شرقیہ) کے شجرہ نسب سے ہو جاتی ہے سید محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سید عبدالرحمن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پاک میں سے تھے ان کا شجرہ نسب سید عبدالرحمن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح ملتا ہے: سید محمد عبداللہ شاہ جیلانی بن سید عبدالرحیم بن سید محمد عبدالعزیز بن سید عبدالرحمن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

9 صفر 1063ھ (8 جنوری 1653ء) بروز بدھ دہلی تشریف لائے اور اب جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے، وہاں اپنا مکان اور خانقاہ تعمیر کرائی اور اردگرد کی زمین خرید کر سالکین کے لیے حجرے بنوائے اور ایک مسجد تعمیر کروائی جو اب بھی مسجد شاہ عبدالرحمن کے نام سے موجود ہے۔ موجودہ صدر سٹیشن پرانی دہلی اور مسلم وقف بورڈ کوارٹرز آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زمین پر بنائے گئے ہیں۔

### تلقین و ارشاد

سید عبدالرحمن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے خمول و گنہامی کی زندگی گزار کر شہرت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سخت نفرت تھی کبھی شاہی دربار اور درباری حکام سے ملاقات کے لیے نہیں گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ تصرف قادری فقیر تھے دہلی اور اس کے گرد و نواح میں لاکھوں لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فیض پایا اور لاکھوں لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دامنِ ارادت سے وابستہ ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ قائم مقام فقیر تھے یعنی وہ فقیر جو ایک ہی جگہ مقیم رہ کر فیض تقسیم کرتا ہے۔ اس بات کے کوئی شواہد نہیں ہیں کہ دہلی آمد کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کبھی دہلی سے باہر تشریف لے گئے ہوں۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دہلی آمد کے دو مقاصد تھے ایک تو سلسلہ کو ظاہری طور پر سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ کرنا تھا کیونکہ اس سلسلہ نے قیامت تک جاری رہنا تھا اور سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ سے اسے عروج حاصل ہونا تھا۔ دوسرے اورنگ زیب عالمگیر کی باطنی امداد کرنا تھا تاکہ اورنگ زیب عالمگیر کو برسرِ اقتدار لاکر شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ اور قائم کیا جاسکے۔ عالمگیر کو فتوحات دلانے اور اس دور میں رائج بدعات کو ختم کرنے کے پیچھے آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کی باطنی قوت کا فرما تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد یہ فریضہ سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ ہوا اور اورنگ زیب عالمگیر نے مغلیہ خاندان کی سب سے بڑی سلطنت قائم کی اور شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ اور قائم کیا۔

### حسن و جمال

سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا رنگ گندمی، قدمیانہ اور آنکھیں بہت خوبصورت تھیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر اتنا نور ہوتا تھا کہ طالبِ مولیٰ کے لیے زیادہ دیر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر نگاہیں جمائے رکھنا ممکن نہ تھا۔

### ازواج و اولاد

سید عبدالرحمن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے 6 جمادی الثانی 1065ھ (12 اپریل 1655ء) بروز سوموار دہلی میں

جیلانی سادات میں سیدہ زاہدہ خاتون سے نکاح فرمایا۔ 1070ھ (1660ء) میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پہلے فرزند سید تاج العارفين کی ولادت ہوئی جن کا 1075ھ (1665ء) میں مرض اسہال سے وصال ہو گیا۔ 1082ھ (1671ء) میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں دوسرے فرزند سید عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی۔ سید عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ سیدہ زاہدہ خاتون رحمۃ اللہ علیہا 10 سال حیات رہیں ان کا وصال 1098ھ (1687ء) میں ہوا۔

### آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ فقر

سید عبدالرحمن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ فقر حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ تک اس طرح پہنچتا ہے:  
 آپ مرید تھے سید عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ کے وہ مرید تھے سید عبدالبقا رحمۃ اللہ علیہ کے وہ مرید تھے سید عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ کے وہ مرید تھے سید عبدالفتاح رحمۃ اللہ علیہ کے وہ مرید تھے سید نجم الدین برہان پوروالے کے، وہ مرید تھے سید محمد صادق یحییٰ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے، وہ مرید تھے سید عبدالجبار بن ابوصالح نصر کے، وہ مرید تھے سید عبدالرزاق جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اور وہ مرید تھے سیدنا غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے۔

### خلفاء

سید عبدالرحمن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اکبر سلطان العارفين حضرت نبي سلطان باهو رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ خلفاء اصغر میں شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور دوسرے خلیفہ اصغر سید محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ تھے جو پہلے سجادہ نشین ہوئے اور لا ولد فوت ہوئے۔

### وصال مبارک

دور عالمگیری میں 21۔ رمضان المبارک 1088ھ (16 نومبر 1677ء) شب جمعہ وصال فرمایا اور اپنے حجرہ میں مدفون ہوئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ اول عمری میں ہی حجاز تشریف لے گئے اور مدینہ شریف میں مستقل سکونت اختیار کی۔ سید عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ سے ہند تشریف لائے اور سلطان العارفين حضرت نبي سلطان باهو رحمۃ اللہ علیہ سے امانت الہیہ حاصل کی اور ریاست بہاول پور کے شہر احمد پور شرقیہ میں سکونت اختیار کی۔ سید عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک احمد پور شرقیہ میں مرجع خلائق ہے۔ تفصیلی مطالعہ کے لیے ملاحظہ فرمائیں باب دوم۔

## عرس مبارک

آپ ﷺ کا عرس مبارک 21۔ رمضان المبارک کو ایک عرصہ تک بڑی شان و شوکت سے منعقد ہوتا رہا ہے اور اب بھی عقیدت مند ہر سال 21 رمضان المبارک کو آپ ﷺ کا عرس مبارک مناتے ہیں۔

## مزار مبارک

آپ ﷺ جس حجرہ میں رہائش پذیر تھے وصال کے بعد آپ ﷺ کو وہیں دفن کیا گیا آپ ﷺ کے خلیفہ سید محمد صدیق دربار کے متولی اور سجادہ نشین ہوئے لیکن دورِ عالمگیری میں ہی وہ لاؤلفوت ہو گئے۔ اُن کا کب وصال ہوا اور تربت مبارک کہاں ہے کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ برطانوی دورِ حکومت میں جب اس علاقہ سے سڑک اور ریل کی پٹری گزاری گئی اور صدر ریلوے سٹیشن بنایا گیا تو آپ ﷺ کے مزار کو محفوظ بنانے کے لیے پٹری کا رخ بدلا گیا اور ایک احاطہ بنا کر آپ ﷺ کے دربار کو اس نظام سے علیحدہ رکھا گیا۔

1947ء میں تقسیم ہند کے بعد پاکستان سے ہجرت کر کے آنے والے آہستہ آہستہ آپ ﷺ کی زمین پر مسلم وقف بورڈ کے عملہ کی ملی بھگت سے قابض ہوتے چلے گئے۔ یوں تو اُن کی دست برد سے کوئی بھی مزار اور خانقاہ محفوظ نہ رہی لیکن آپ ﷺ کے مزار کے ارد گرد کی وسیع زمین اُن لوگوں کے قبضہ میں چلی گئی۔ اب ایک مختصر کمرہ میں آپ ﷺ کا مزار اور تعمیر کردہ مسجد شاہ عبدالرحمن موجود ہے باقی تمام زمین ناجائز قابضین کے قبضہ میں جا چکی ہے۔ مزار سید عبدالرحمن دہلوی ﷺ کی تمام زمین پر اور دیگر مزارات اور مسلم املاک پر یہ لوگ کس طرح قابض ہوئے اس کا تذکرہ ہندوستانی کتب ہی سے کرتے ہیں۔

حضرت فرید الدین شاہ بلند شہریو۔ پی انڈیا ”راہنمائے مزاراتِ دہلی“ میں تحریر فرماتے ہیں:

”افسوس ہے کہ تقسیم وطن کے مضر اثرات سے عبادت گاہوں، خانقاہوں کا تقدس بھی محفوظ نہ رہ سکا۔ مسلمان کثیر تعداد میں پاکستان چلے گئے۔ ہزاروں درگاہوں اور موقوفہ جائیدادوں پر غاصبانہ قبضے ہو گئے اور اُن کی شکل و صورت بھی تبدیل کر دی گئی۔ رفتہ رفتہ ان کی صحیح تاریخ اور نام و نشان کو بھی اہل دنیا نے فراموش کر دیا۔“ (راہنمائے مزاراتِ دہلی طبع 2007 صفحہ 7)

ڈاکٹر محمد حفیظ الرحمن صدیقی مزاراتِ اولیاءِ دہلی میں بیان فرماتے ہیں:

”1947ء کے بعد دہلی میں جو افراتفری مچی تو زیادہ تر مسلمان پاکستان چلے گئے اور دہلی پر پاکستان



# حضرت سید عبدالرحمن چیلانی مدنی رحمۃ اللہ علیہ (مزار مبارک 2010ء)



(مسجد شاہ عبدالرحمن)



(مزار مبارک 2010ء)

سے آئے ہوئے پناہ گزینوں کا قبضہ ہو گیا۔ مسلمانوں کے مذہبی مقامات کا بہت برا حال ہوا اور ان کا کوئی پرسان حال نہ رہا۔ درگاہ قدم شریف، درگاہ شاہ مرداں اور چراغ دہلی اور قطب الدین بختیار کا کی مسجد کی درگاہ کی فصیل پر پاکستان سے آئے ہوئے پناہ گزینوں نے قبضہ کر لیا۔ کسی طرح سے حکومت نے ان درگاہوں کے خاص مقام کو خالی کر دیا، باقی پوری فصیل پر آج بھی ان ہی کا قبضہ ہے۔ باقی درگاہوں پر خود مسلمانوں نے قبضہ کر کے اپنے گھر بنا لیے ہیں۔ ان درگاہوں کی چار دیواریاں جو بہت وسیع تھیں اور ان میں بھی بڑے بڑے اولیاء کرام دفن تھے ان سبھی مزاروں پر لوگوں نے قبضہ کر کے گھر، مکان اور دکانیں بنالی ہیں۔ آج بھی شیخ صلاح الدین رحمہ اللہ کی درگاہ جو ساوتری نگر، شیخ سرائے میں ہے اس میں دکان چل رہی ہے۔ اسی جگہ ان کے خاندان کے ایک بزرگ کی درگاہ میں بڑھئی کا کام چل رہا ہے۔ درگاہ شیخ سلیمان دہلوی رحمہ اللہ ظفر محل پورب نند و فروٹ والے کے مکان کے سامنے ہے، اس میں دکان کھول دی گئی ہے اور قبر کا تعویز اکھاڑ دیا گیا ہے۔ اس کے قریب دو اور مزاروں پر گنبد تعمیر ہیں جو کسی ہندو کے قبضہ میں ہیں۔ اسی طرح حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ کی درگاہ کے چاروں طرف آرام فرما رہے صوفیاء کرام کے مزاروں پر مکان تعمیر ہو گئے ہیں۔

ان مزاروں اور درگاہوں کی اپنی الگ الگ چار دیواری اور وسیع زمین تھی جو قبرستان کے طور پر استعمال کے لیے تھی ان ساری زمینوں پر حکومت نے قبضہ کر لیا اور دہلی کے زیادہ تر مزاروں اور قبرستان کی زمینوں پر (دہلی کے محکموں) ڈی۔ ڈی۔ اے کا قبضہ ہے اور کچھ پرائیم۔ سی۔ ڈی نے قبضہ جمار کھا ہے اور باقی پر بڑے بڑے سرمایہ داروں کا قبضہ ہے۔ اور برائے ہوٹل (دہلی کا مشہور ہوٹل)، دہلی پبلک سکول یہ سب قبرستان کی زمین پر واقع ہیں۔ سید محمود نجا کیلوکھری رحمہ اللہ کی درگاہ کی زمین جو قبرستان کے استعمال کے لیے وقف تھی وہاں مزارات ختم کیے جا رہے ہیں جبکہ یہ وقف بورڈ کی نگرانی میں ہے۔ افسوس اب وقف بورڈ کی نگرانی میں بھی مزارات اور ان کی زمینیں محفوظ نہیں ہیں۔“ (مزارات اولیاء دہلی، طبع دہلی 2006ء)

اسی کتاب میں خواجہ سید اسلام الدین نظامی سجادہ نشین و امام خمینی مسجد دربار حضرت شیخ نظام الدین اولیاء تحریر فرماتے ہیں:

”دہلی کی زیادہ تر پرانی آبادی پاکستان چلی گئی اور دہلی کی درگاہوں، مزاروں اور دیگر مسلم عمارتوں پر پاکستان

۱۔ مسلم وقف بورڈ کو مسلمانوں کی مذہبی املاک، درگاہوں، مزارات، مساجد، قبرستانوں و دیگر املاک کی حفاظت اور انتظام کے لیے قائم کیا گیا تھا لیکن یہ بورڈ خود بہت بڑا مافیابن گیا اور اس کی زیر نگرانی مسلمانوں کی نشانیاں، مزارات، مساجد کی وقف جائیدادوں اور قبرستانوں تک پر قبضہ کرایا گیا اور انہیں مسمار کرایا گیا۔

سے آئے ہوئے مہاجرین کا قبضہ ہو گیا۔ بعد میں ان میں سے کچھ مقامات کو مولانا ابوالکلام آزاد نے خالی کرایا اس دوران زیادہ تر مزارات کے کتبے توڑ دیئے گئے جس کی وجہ سے ان بزرگوں کے مزاروں کو پہچاننا دشوار ہو گیا بہت سارے مزاروں پر قبضہ کر کے مکان بھی بنا لیے گئے۔ (9 مئی 2006ء)

ان عبارات سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ تقسیم برصغیر کے بعد ہندوستان میں مزارات کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔ مسلمانوں کی چھوڑی ہوئی زمینوں کی حفاظت کے لیے مسلم وقف بورڈ قائم کیا گیا جس پر مسلمانوں کے اس مذہبی طبقہ کا قبضہ تھا جس کا سیاسی تسلط اور غلبہ ہندوستان میں کانگریس کے اتحادی ہونے کی وجہ سے قائم تھا۔ یہ لوگ اپنے فکری اور اعتقادی نقطہ نگاہ سے تصوف و روحانیت سے نہ صرف نابلد تھے بلکہ ذہنی طور پر اس کے مخالف بھی تھے۔ انہوں نے اپنوں میں درگا ہوں اور مزارات کی زمینیں ڈیوٹیوں کی طرح تقسیم کیں اور یوں یہ طبقہ مسلم ورثہ کی تباہی کا باعث بنا۔ سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار سے مباحثہ بھی وسیع زمین تھی جہاں ناجائز قابضین نے اپنے مکانات کی تعمیرات شروع کر دیں۔ یوں یہ پورا علاقہ ”مسلم وقف بورڈ کوارٹرز دہلی نمبر 6“ کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک چھوٹا سا مزار اور مباحثہ مسجد عبدالرحمن ہے باقی تمام زمین ان قابضین کے قبضہ میں جا چکی ہے۔ اب مزار کی جگہ پر قبضہ کی کوششیں کی جا رہی ہیں مزار اب بھی مسلم وقف بورڈ کی تحویل میں ہے اور مزار کی نگرانی کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ سید سلیم الزمان ہاشمی خود مخطوطہ میں مختلف جگہوں پر لکھتے ہیں:

”یہ خادم سادات سید سلیم الزمان ہاشمی ولد حافظ قاری سید احسان اللہ ہاشمی جو کہ دربار سید عبدالرحمن جیلانی کے گرد و فواح میں رہائش پذیر ہے، اب تو یہ آٹھ اکیلا ہی فتنہ گروں کے درمیان اس دربار کی حفاظت پر مامور ہے کمزور اور ناتواں عمر کے اس حصہ میں فتنوں میں گھرا ہوا ہے۔ تقسیم ہند کے بعد اس علاقہ پر فتنہ گروں اور قبضہ گروپوں نے قبضہ کر لیا ہے اور ان کے ڈر کی وجہ سے کوئی یہاں نہیں آتا اور پھر کوئی سجادہ نشین بھی نہیں ہے جو لوگوں کو معلومات مہیا کر سکے۔ دربار پر فتنہ پرور قبضہ کرنے اور اسے ختم کرنے کی عرصہ سے کوشش کر رہے ہیں اور دربار کی کافی زمین پر قابض ہو چکے ہیں لیکن اللہ کے خاص فضل و کرم سے کسی کی نگرانی اور سجادگی کے نہ ہونے کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دربار محفوظ ہے۔“

مزار کا پتہ: پرانی دہلی 6۔ لاہوری دروازہ سے مشرق کی جانب نزد صدر ریلوے اسٹیشن ریلوے کالونی مسلم وقف بورڈ کوارٹرز دہلی 6۔

## سلطان العارفين ۛؓ کی ظاہری بیعت کے بارے میں اختلاف

سلطان العارفين حضرت نخی سلطان باھو ۛؓ کی حیات مبارکہ پر تحقیق کرنے والوں میں سب سے زیادہ اختلاف آپ ۛؓ کے سید عبدالرحمن دہلوی ۛؓ کے دست مبارک پر ظاہری بیعت کے معاملہ پر پایا جاتا ہے۔ اس معاملہ میں سب سے بڑی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ آپ ۛؓ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بیعت فرمایا اور آپ کو غوث الاعظم حضرت شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی ۛؓ کے سپرد فرمایا اور انہوں نے آپ ۛؓ کی تربیت فرمائی اور آپ ۛؓ نے اپنی کتب میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ۛؓ کو ہی ”شیخ ما“ فرمایا ہے، اس بات کا تذکرہ ہم بھی پچھلے صفحات میں کر چکے ہیں۔ دوسری دلیل یہ لوگ یہ لاتے ہیں کہ سلطان العارفين ۛؓ نے خود اپنی کسی کتاب میں بھی اس ظاہری بیعت کا تذکرہ نہیں کیا اور آپ ۛؓ سے یہ بات بعید از قیاس ہے کہ آپ ۛؓ کسی سے فیض حاصل کریں اور اس کا تذکرہ بھی نہ کریں۔ اگر ان لوگوں کی یہ بات درست تسلیم کر لی جائے تو سید حبیب اللہ قادری ۛؓ نے بھی اپنی کتاب ”سراج الحبيب“ میں کہیں بھی اپنے مرشد سید عبدالرحمن دہلوی ۛؓ کا تذکرہ نہیں فرمایا۔ سید عبدالرحمن دہلوی ۛؓ سے سلطان العارفين حضرت نخی سلطان باھو ۛؓ کی ظاہری بیعت کا ذکر صرف ”مناقب سلطانی“ میں شجرہ طریقت کے ساتھ مذکور ہے اور چونکہ سلطان العارفين ۛؓ کی حیات پر یہ اولین تصنیف ہے اس لیے اس پر یقین کرنا ہی پڑتا ہے اور اختلاف تو تب کیا جائے جب کوئی دوسری وجہ یا ثبوت موجود ہو۔ اب ہم اس سلسلہ میں اختلافات کا ذکر کرتے ہیں۔

✽ سب سے زیادہ حیرانگی ہمیں فقیر نور محمد کلاچوی صاحب پر ہے کہ وہ محض محقق نہیں تھے اور ان کے مطابق انہیں براہ راست فیض حضرت سلطان العارفين ۛؓ سے ملا اور ان کے بقول وہ حضرت سلطان العارفين ۛؓ کے روحانی وارث ہیں۔ اس سلسلہ میں اپنی کتب میں بہت سی روحانی ملاقاتوں کا ذکر بھی فرماتے ہیں اور کسی کتاب میں اپنی ظاہری بیعت کا ذکر نہیں کرتے لیکن ان کے صاحبزادے فقیر عبدالحمید سروی قادری ”حیات سروی“ میں فقیر نور محمد کلاچوی کی ظاہری بیعت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ابتداء میں آپ (فقیر نور محمد کلاچوی) نے سلطان العارفين ۛؓ کے سجادہ نشین سوم حضرت صالح محمد ۛؓ سے بیعت کی۔ ابھی آپ کم سن ہی تھے کہ آپ کے والد صاحب آپ کو دربار شریف لے گئے اور اپنے پیر و مرشد حضرت صالح محمد ۛؓ کے حضور پیش کر کے بیعت کرنے کی درخواست کی۔ حضرت صالح محمد ۛؓ نے بڑی شفقت سے آپ کو بیعت کیا۔ اس واقعہ کے کافی عرصہ بعد جب آپ کالج چھوڑ کر درویش کی صورت میں



دربار پر قیام پذیر ہوئے تو حضرت صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ وفات پا چکے تھے اور حضرت نور محمد رحمۃ اللہ علیہ صاحب سجادہ نشین تھے۔ حضرت نور محمد رحمۃ اللہ علیہ صاحب اکثر دورے پر دامان کے علاقے میں آیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ موضع مڈی تشریف لائے۔۔۔۔۔ فقیر نور محمد صاحب کلاچی سے زیارت کے لیے اپنے والد صاحب کے ہمراہ مڈی گئے اور وہیں آپ سے بیعت کی تجدید کر لی۔ (صفحہ 56)

اب اگر فقیر نور محمد کلاچی صاحب کو براہ راست فیض اویسی طریقہ سے حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ سے مل گیا تھا تو ان کو ظاہری بیعت، وہ بھی ایک دفعہ نہیں دو دفعہ، کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

❁ فقیر نور محمد کلاچی مخزن اسرار میں حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت کے متعلق لکھتے ہیں:

”حضرت سلطان العارفين قدس سرہ العزیز کی ظاہری بیعت کا کہیں سراغ نہیں ملتا اور ٹھیک پتہ معلوم نہیں ہوتا۔ (مخزن الاسرار صفحہ 259-260)

لیکن فقیر نور محمد کلاچی مرحوم ہی اپنی کتاب انوار سلطانی پنجابی شرح اشعار سلطانی میں صفحہ 8 پر سلسلہ سروری قادری کا شجرہ طریقت درج فرماتے ہیں اس میں حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک نام سے پہلے ”پیر رحمن“ (سید عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) کا نام موجود ہے۔ یعنی دوسری کتاب میں خود اپنی ہی بات کو رد فرما رہے ہیں۔

اور پھر فقیر نور محمد کلاچی صاحب کے صاحبزادے فقیر عبدالحمید سروری قادری (جو ان کے جانشین بھی ہیں) نے حیات سروری کے صفحہ 132، 133 اور 219 پر جو شجرہ طریقت قادریہ سروریہ دیا ہے اس میں سید عبدالرحمن دہلوی کا نام ”پیر رحمن“ کے نام سے موجود ہے۔ راہ سلوک کے مسافر جانتے ہیں کہ شجرہ طریقت بیعت کرتے وقت مرشد پڑھتا ہے۔ اب فقیر نور محمد کلاچی کی بات کو ان کے جانشین فرزند ہی رد فرما رہے ہیں۔

❁ ڈاکٹر سلطان الطاف علی جن کا تعلق خانوادہ سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ سے ہے ”دیوان باھو“ میں سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کو ظاہری مرشد سے بے نیاز فرماتے ہیں اور ”شرح ابیات باھو“ کے دیباچے میں فرماتے ہیں کہ حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ وہی تھے جن کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں جا بجا ”شیخ ما“ لکھا ہے یعنی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، لیکن اپنی کتاب مرآت سلطانی (باھو نامہ کامل) میں اپنی اس بات سے مراجعت فرماتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

”شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے فقیر تو جو کچھ چاہتا ہے میرے پاس نہیں۔ البتہ آپ رحمۃ اللہ علیہ میرے مرشد کے پاس دہلی چلے جائیں جن کا نام پیر سید عبدالرحمن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ جب دہلی پہنچے تو سید السادات حضرت پیر عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا منتظر پایا انہوں نے سلطان العارفين



ﷺ کو فوراً ہی فیض ازلی عطا فرما دیا۔“ (صفحہ 114)

پھر پروفیسر سلطان الطاف علی صاحب اسی کتاب کے صفحہ نمبر 120 اور 121 پر سلسلہ قادریہ کے جو شجرہ ہائے طریقت درج فرماتے ہیں اُن میں حضرت سلطان العارفين ﷺ کے نام مبارک سے پہلے سید عبدالرحمن دہلوی ﷺ کا نام درج کرتے ہیں۔ اس سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے ظاہری بیعت سید عبدالرحمن دہلوی ﷺ کے دست مبارک پر کی تھی۔

✽ اس سلسلہ میں سب سے سخت موقف پروفیسر احمد سعید ہمدانی صاحب کا ہے انہوں نے ”شیخ ما حضرت سلطان العارفين ﷺ کے مرشد“ کے عنوان سے اپنی کتاب سلطان العارفين حضرت سلطان باهو مصلیٰ (حیات و تعلیمات) میں تفصیلی بحث کی ہے۔ اس بحث سے پہلے انہوں نے مناقب سلطانی کی عبارت درج کی ہے۔ پہلے ”مناقب سلطانی“ کی عبارت درج کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”دریائے راوی کے کنارے واقع گڑھ بغداد میں ایک شیخ حضرت شاہ حبیب اللہ قادری ﷺ مشہور تھے۔ اُن کی خدمت میں آپ ﷺ حاضر ہوئے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے مختلف انداز سے حضرت سلطان العارفين ﷺ کو آزمانے کی کوشش کی مگر ہر بار حضرت سلطان العارفين ﷺ کو قوت و ہمت میں خود سے بڑھ کر پایا۔ آخر کو آپ ﷺ سے درخواست کی کہ میرے شیخ حضرت پیر سید عبدالرحمن قادری دہلوی (ﷺ) کی خدمت میں تشریف لے جائیے۔“ ”صاحب مناقب سلطانی“ کے بیان کے مطابق دہلی کے اس سفر میں بھکر کے ایک درویش سلطان حمید آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ وہ آپ ﷺ کے خلیفہ بھی تھے۔ آپ ﷺ حضرت پیر عبدالرحمن قادری ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو پیر صاحب آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر خلوت میں لے گئے۔۔۔ پس آپ ﷺ نے مرشدِ کامل سے اپنا ازلی نصیب ایک قدم سے ایک ہی دم میں پالیا۔ جو چاہتے تھے مل گیا۔“

پھر پروفیسر احمد سعید ہمدانی صاحب مناقب سلطانی سے اختلاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”مناقب سلطانی“ کے مصنف نے انہی عبدالرحمن قادری ﷺ کو حضرت سلطان العارفين ﷺ کا ظاہری مرشد مانا ہے اور ایک شجرہ طریقت بھی نقل کر دیا ہے مگر مذکورہ واقعہ بیان کرنے سے قبل انہوں نے حضرت سلطان باهو مصلیٰ کا ایک کشف بھی لکھا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت سلطان العارفين ﷺ کو سب مطلوبہ فیض اویسی طور پر مل چکا تھا اور بارگاہِ نبوی ﷺ سے بوسیہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہما خلقِ خدا کو ہدایت دینے کا حکم صادر ہو چکا تھا۔ کشف کا یہ واقعہ مصنف مناقب سلطانی حضرت سلطان حامد صاحب نے اپنے بزرگوں سے سینہ بہ سینہ سنا ہے۔ یہ کشف عین بیداری میں ہوا۔ آپ ﷺ ایک دن شور کوٹ

کے آس پاس کہیں کھڑے تھے کہ اچانک ایک صاحب نور صاحب حشمت اور بارعب سوار نمودار ہوا۔ جس نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے بٹھالیا۔۔۔۔۔ یہ حضرت امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ تھے۔۔۔۔۔ (بعد ازاں جو کچھ پیش آیا اس کی تفصیل گذشتہ سطور میں نقل کی جا چکی ہے۔) رسول کریم ﷺ کی مجلس میں حاضری اور صحابہ کبار اور اہل بیت (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی برکت سے مملو ہو کر آپ ﷺ کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیا گیا۔ ”رسالہ روحی شریف“ میں حضرت سلطان العارفين ﷺ جب ارواح سلطان الفقر کا ذکر کرتے ہیں تو غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) کے بارے میں فرماتے ہیں: ”یکے روح شیخ ما حقیقت الحق، نور مطلق، مشہود علی الحق، حضرت محبوب سبحانی“ (ایک روح ہمارے شیخ، حقیقت الحق، نور مطلق، مشہود علی الحق حضرت محبوب سبحانی ہیں) اب اگر اس کشف کے بیان اور پیر عبدالرحمن قادری ﷺ کی ملاقات کی روایت کا موازنہ کیا جائے تو تضاد ظاہر ہو جاتا ہے۔ جب اس ”فتح کبیر“ کے بعد حضرت سلطان العارفين ﷺ پر تجلیات ذاتی وارد ہونے لگیں اور خود ارواح جلیلہ نے آپ ﷺ کو رشد و ہدایت کی اجازت سے سرفراز کر دیا تھا پھر کسی پیر سے ”ازلی نصیبہ“ پالینے کا کیا سوال ہے؟ آپ تو خود ہی شروع سے مرشد کامل کے مقام پر فائز ہو چکے تھے۔“ اس کے بعد پروفیسر احمد سعید ہمدانی مزید لکھتے ہیں:

”مناقب سلطانی“ میں یہ بھی لکھا ہے کہ ”چونکہ حضرت سلطان العارفين قدس سرہ مادر زاد ولی تھے اس لیے روز پیدائش سے ہی صاحب اسرار تھے۔ نیز آپ خود فرماتے ہیں کہ مجھے انوار ذات کی تجلیات کے مکاشفات کے سبب ظاہری علم اور دروٹیفہ کے لیے فرصت نہیں۔ میں ہر وقت وحدانیت میں مستغرق اور سیرنی الذات میں رہتا ہوں۔ اگر ظاہری علم یا دروٹیفہ کی فرصت و ضرورت نہ تھی تو پھر ظاہری مرشدی کی ضرورت سے بھی آپ ﷺ اسی طرح بے نیاز تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ہمارے تہذیبی زوال کے دور میں مختلف حلقوں اور شعبوں کے متاخرین کے ہاں صرف ظاہری نظام کے قواعد کا التزام اور اس کی غیر ضروری تاکید ہی باقی رہ گئی تھی اسی طرح طریقت میں بھی روایت کی ظاہری صورت کی اہمیت کچھ زیادہ ہی بڑھادی گئی تھی۔ شاعری میں اگر کوئی کسی کو اپنا استاد ظاہر نہیں کر سکتا تھا تو اس کو بے استاد ہونے کا طعنہ دیا جاتا تھا اسی طرح طریقت میں جو اپنے تئیں کسی پیر سے منسلک ظاہر نہ کر سکتا تھا وہ بے پیر کہلاتا تھا۔ جہاں تک حضرت سلطان العارفين سلطان باهو مريد کا تعلق ہے انہوں نے تو اس کی ہرگز پرواہ نہیں کی اور اپنے رسائل و کتب میں کسی حبیب اللہ شاہ اور پیر سید عبدالرحمن قادری کا ذکر نہیں فرمایا اس کے برعکس اپنے ایسی فیض اور مذکورہ کشف کا اکثر

ذکر کیا ہے مگر شاید بعد میں آنے والوں نے ضروری سمجھا کہ اس دور کے مخصوص تہذیبی پس منظر میں اپنے جدا مجد کو کسی نہ کسی روایتی شجرہ طریقت سے منسلک دیکھیں اور دکھائیں۔ یوں ظاہری مرشد کا حوالہ اُن کے نزدیک لازمی ٹھہرا۔“ (صفحہ 46 تا 50)

✽ ممتاز بلوچ ”ٹھوڈے بیت“ میں فرماتے ہیں:

حضرت عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہوراں دے ہتھیں آپ رحمۃ اللہ علیہ دی بیعت دا تذکرہ محض قیاسی اے جیہدا حقیقت نال کوئی تعلق نہیں بن داتے نہ ای اجیہا کوئی تعلق نظر آندا اے۔ (صفحہ 61)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کا تذکرہ محض قیاس آرائی ہے جس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق بنتا ہوا نظر نہیں آتا اور نہ ہی ایسا ممکن دکھائی دیتا ہے۔

ممتاز بلوچ صاحب ایک تو صرف محقق ہیں اس لیے ان کی کتاب میں فقر کے بارے میں جو کچھ نظر آتا ہے وہ علم کی حد تک ہے پھر اس عبارت کے سلسلہ میں بھی انہوں نے فقیر نور محمد کلاچوی سلطان الطاف حسین اور پروفیسر احمد سعید ہمدانی صاحب کی اُن تحریروں کا سہارا لیا ہے جن میں وہ لوگ اس ظاہری بیعت کے مخالف نظر آتے ہیں۔

✽ مولوی محمد دین گجراتی نے سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ پر ایک رسالہ 1927 میں طبع کرایا تھا۔ شدید کوشش اور تلاش کے باوجود نمل سکا لیکن اس کی عبارت جس کی تلاش تھی وہ پروفیسر احمد سعید ہمدانی صاحب کی کتاب ”سلطان العارفين حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ حیات و تعلیمات“ کے صفحہ 49 پر مل گئی۔ وہیں سے ہو بہو نقل کر رہے ہیں اور یہی عبارت ہمارے موقف کی تائید کرتی ہے جس کی تفصیل ہم آگے بیان کریں گے۔

”مولوی محمد دین گجراتی نے پیر عبدالرحمن قادری رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کے تعلق کو محض ”بشارت“ دینے کی حد تک مانا ہے۔ انہوں نے روایت کی ہے کہ ”پیر عبدالرحمن قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑا اور حجرے کے اندر لے گئے اور فرمایا: تُو تو مالامال فیضانِ توحیدی سے ہے اور تیرے ہاتھ پر ہاتھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور حضرت پیران پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کا تو تربیت یافتہ ہے پس حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بشارت پا کر بازارِ دہلی میں تشریف لا کر بازار یوں پر توجہ فرمائی۔ پس دوکاندار خاص و عام کو ایک عالم جذب کا ظہور میں آیا۔“

✽ میرے مرشد پاک حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ جو صاحبِ مستثنیٰ اسم ذات مرشد امانت الہیہ خلافت الہیہ کے حامل اور سلطان الفقر کے مرتبہ پر فائز ہیں اور اُن کا تعلق بھی خانوادہ سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ

سے ہے فرمایا کرتے تھے:

”سلطان العارفين حضرت نبي سلطان باهو رحمۃ اللہ علیہ کی سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر ظاہری بیعت فقر کی ضروریات کی تکمیل تھی۔ پس آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک دن حاضر ہوئے بیعت کی اور واپس آگئے۔“ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانا تھا کہ فقر میں ظاہری بیعت ضروری ہے کیونکہ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ سید عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر ظاہری بیعت نہ کرتے تو سلسلہ سروری قادری کی کڑی جو غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سید عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتی تھی وہ ٹوٹ جاتی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ مرشد اقبال نہ رہتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سید محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو تمام فیض اور خزانہ فقر چالیس سال تک دربار حضرت سلطان باهو رحمۃ اللہ علیہ پر قیام کے دوران مل گیا پھر جب علوم باطنی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تکمیل ہو گئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حکم ہوا کہ ظاہری بیعت جا کر پیر محمد عبدالغفور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر کرو۔ اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے مرشد سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بغداد جا کر حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی آل کے ہاتھ پر بیعت ہونا چاہتے تھے اور سید پیر محمد بہادر علی شاہ کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں عرض بھی کی کہ حضور آپ کی آل ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی ان کو بیعت فرمائیں لیکن سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو سید بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت کا حکم دیا۔ فقر میں ظاہری بیعت اور مرشد ضروری ہے۔ پھر میرے مرشد پاک جو سلسلہ شریف بیعت کرتے وقت پڑھا کرتے تھے وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شروع ہو کر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے پھر کڑی در کڑی حضرت سید عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے پھر وہاں سے آگے چلتا ہوا ان کے مرشد سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا تھا۔ اس میں حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے سید عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام آتا ہے اور یہ عاجز بھی وہی سلسلہ پڑھتا ہے۔ صرف دو اشعار کا اضافہ کیا ہے جو میرے مرشد کے بارے میں ہیں۔

ہندوستان سے شائع ہونے والی تمام کتب آثار دہلی، راہ نمائے مزارات دہلی، مشائخ قادریہ، مزارات اولیاء دہلی اور بہت سی کتب میں جہاں سید عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ آیا ہے اس میں بھی یہ فقرہ موجود ہے کہ آپ (سید عبدالرحمن دہلوی) رحمۃ اللہ علیہ پنجاب کے مشہور صوفی حضرت سلطان باهو رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد ہیں۔

جن لوگوں نے حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت سے اختلاف کیا ہے یہ ان کی تحقیق ہے جو انہوں نے اپنے علم اور موجود کتب سے کی لیکن ہماری تحقیق کا مقصد ان کی مخالفت نہیں ہے بلکہ ان کے کام کو مزید آگے بڑھانا ہے۔ اس سلسلہ میں اتنا عرض ہے کہ محقق صرف تحقیق ہی کر سکتا ہے اور اس میں غلطی کا



امکان رد نہیں کیا جاسکتا۔ اصل مسئلہ راہِ فقر میں عملی طور پر کسی مرشدِ کاملِ اکمل صاحبِ مسٹھی کی راہبری میں تصورِ اسمِ اللہ ذات کے ذریعہ فقر کے سفر کو طے کرنا ہے۔ اصل حقیقت سفر کی تکمیل کے بعد سمجھ میں آتی ہیں جو صرف ظاہری علم سے نہیں آسکتی۔ یہ عاجز اپنی ایک مثال پیش کرتا ہے کہ جب یہ عاجز 1998ء میں بیعت ہوا تو عینِ الفقر کا پہلا صفحہ پڑھا تو کچھ اور سمجھ آیا لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا گیا یہ ایک صفحہ ہی نئے سے نئے معارف وا کرتا چلا گیا، باقی کتب کا تذکرہ تو چھوڑیں۔ اسی لیے سلطان العارفين ﷺ نے اسی صفحہ پر فرمایا ہے کہ ”یہ کتاب مبتدی اور منتہی دونوں کے لیے کامل راہبر ہے۔“ اس لیے عقل اور علم اس راہ میں لنگڑا گھوڑا ہے۔ اور صرف علم ہی راہِ فقر میں راز عطا کر دیا کرتا تو مرشد اور فقر کی ضرورت ہی نہیں تھی پھر ظاہری علم اور شریعت ہی کافی تھی۔

لیکن پھر بھی ان محققین کی بات علم کی حد تک درست ہے کیونکہ سلطان العارفين حضرت نخی سلطان باھو ﷺ فرماتے ہیں:

1. سروری قادری اسے کہتے ہیں جسے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیعت فرماتے ہیں۔ اس کے وجود سے بدخلتی کی خوب ختم ہو جاتی ہے اور اُسے شرع محمدی ﷺ کی راہ پر گامزن ہونے کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔ (محکم الفقر کلاں)

2. ایک اس (اعلیٰ) مرتبے کے سروری قادری ہوتے ہیں جنہیں خاتم النبیین رسول رب العالمین سرورد عالم ﷺ اپنی مہربانی سے نواز کر باطن میں حضرت محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے سپرد کر دیں اور حضرت پیر دستگیر رضویؒ بھی اُسے اس طرح نوازتے ہیں کہ اُسے ایک لمحہ بھی خود سے جدا ہونے نہیں دیتے۔ (محکم الفقر کلاں)

جنہوں نے ظاہری بیعت کو رد کیا ہے انہوں نے اویسی سلسلہ یا طریقہ کا سہارا لیا ہے۔ اویسی سلسلہ یا طریقہ موجود ہے اور ہم اس سے انکار نہیں کرتے۔ اویسی طریقہ وہ ہے جس میں فیض براہِ راست حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا کسی ولی کامل جو وصال پاچکا ہو سے ملتا ہے۔ اس میں تین طریقے ہیں:

1- جن عظیم ہستیوں کو تلقین و ارشاد کی مسند پر فائز کیا جاتا ہے ان کیلئے اویسی طریقہ سے براہِ راست حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فیض حاصل کرنے کے باوجود ظاہری بیعت ضروری ہے کیونکہ ان کا مرشدِ اتصال ہونا ضروری ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ پیرانِ پیر غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہم جن کا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے، جن کو معراج کے دوران حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیعت فرمایا، مادر زاد ولی ہیں اور جن کی مہربانی اور کرم کے بغیر کوئی فقر کی خوشبو تک کو نہیں پاسکتا، جن کو اویسی طریقہ سے سب کچھ عطا ہو چکا تھا جیسا کہ



ہمعوات میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں: ”حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بعد اولیاء کرام اور اصحاب طریقت کا سلسلہ چلتا ہے ان میں سب سے زیادہ قوی الاثر بزرگ جنہوں نے راہ جذب کو باحسن طے کر کے نسبتِ اویسی کی اصل کی طرف رجوع کیا اور اس میں نہایت کامیابی سے قدم رکھا وہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی ہے۔“ یعنی حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سب کچھ اویسی نسبت سے حاصل کیا اور سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ ان ہی کو اپنا مرشد مانتے ہیں اور ”شیخ ما“ فرماتے ہیں۔ اگر حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو سب کچھ اویسی طریقہ سے مل چکا تھا تو انہیں پھر ظاہری بیعت کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت شیخ مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ سے ظاہری بیعت مستند روایات کے ساتھ کتب سیر و تصوف میں منقول ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت اس طرح ہوئی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں گئے۔ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کھانا کھلایا، خرقہ پہنایا اور بات ختم ہو گئی۔ اسی دن سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تلقین و ارشاد کا سلسلہ شروع فرمادیا۔ سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت بھی اسی طرح ہے اور مولوی محمد دین گجراتی کی عبارت سے ہماری اس بات کی تصدیق ہوتی ہے اور ہمارا موقف بھی یہی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ظاہری مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے، بیعت کی اور تمام فیض یک دم پالیا کیونکہ فقر کی تمام منازل تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اویسی طریقے سے طے کر چکے تھے۔ اب سوال یہ ہے کہ تلقین و ارشاد کی مسند کے لیے ظاہری بیعت ہونی کیوں ضروری ہے تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ فقر میں سلاسل کا ایک نظام قائم کیا گیا ہے جو درجہ بدرجہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ ہر مرشد کامل کو ”شیخ اتصال“ ہونا چاہیے یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک شجرہ طریقت پہنچنے تک سلسلے کا کہیں ”انقطاع“ نہیں ہونا چاہیے اور شجرہ طریقت باب علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے گزر کر مدینۃ العلم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک سلسلہ پہنچنے تک درمیان سے کوئی کڑی ٹوٹنے نہ پائے ورنہ بڑے بڑے فتنوں کے وقوع پذیر ہونے کا خدشہ ہے۔ اگر لوگ نبوت اور جعلی مہدی ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں تو کوئی گمراہ کسی گدی پر بیٹھ کر یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ اُسے براہِ راست فیض حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا کسی ولی سے مل گیا ہے اور اسے ظاہری بیعت کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر کوئی ایسا ہے تو وہ گمراہ ہے اور اُسے جوتے مارو۔ آج کل گلی گلی جو جعلی پیر پھیلے ہوئے ہیں ان سب کا کہنا ہے کہ ان کو براہِ راست فیض ملا ہوا ہے اور ظاہری بیعت سے انکاری ہیں اور کچھ جدی اور پیدائشی پیر ہیں۔ حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت رسماً اسی نسبت سے ہے۔ اور تلقین و ارشاد کی مسند پر فائز ہونے کے لیے ظاہری بیعت ضروری ہے کیونکہ انہوں نے تلقین و ارشاد کے

فرائض ادا کرنے تھے اور ایک زمانے کو فیض پہنچانا تھا اور آپ ﷺ کے سلسلہ نے تاقیامت قائم رہنا ہے۔ دوسری وجہ آپ ﷺ کی ظاہری بیعت کی یہ ہے کہ مستقبل میں کوئی گمراہ آپ ﷺ جیسی ہستیوں کو مثال بنا کر ایسی طریقہ کا سہارا لے کر مسند تلقین و ارشاد پر نہ بیٹھ جائے۔ تاریخ میں ایک بھی مثال ایسی نہیں ہے کہ کوئی تلقین و ارشاد کی مسند پر فائز ہوا ہو اور مرشد اتصال نہ ہو اور ظاہری بیعت سے بے نیاز ہو۔ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”مشائخ عظام کہ جن کا سلسلہ فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک تسلسل کے ساتھ پہنچتا ہے باب علم (حضرت علی المرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ) سے گزر کر علم کے صدر مقام (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) تک پہنچتا ہے، لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف حکمت کے ذریعہ بلا تے ہیں“۔ (سر الاسرار فصل 5)

اس عبارت سے ہمارے موقف کی تائید ہوتی ہے کہ صاحب تلقین و ارشاد ہونے کے لیے ”مرشد اتصال“ ہونا ضروری ہے۔

2- دوسرا ایسی طریقہ وہ ہے جس میں تلقین و ارشاد کا کام نہیں لیا جاتا صرف دین کا کوئی کام لینا مقصود ہوتا ہے اس کی مثال علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جن کو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی روح سے ایسی طریقہ سے فیض ملا حالانکہ اوائل عمری میں آپ رحمۃ اللہ علیہ قادری سلسلہ میں ظاہری بیعت بھی کر چکے تھے لیکن اپنے کلام میں کہیں بھی ظاہری مرشد کا ذکر نہیں کرتے بلکہ مولانا روم کو ہی اپنا مرشد قرار دیتے ہیں۔

3- تیسرا ایسی طریقہ وہ ہے جس کے تحت ابتدائے حال میں کسی طالب کی راہ حق میں تربیت کی جاتی ہے۔ اب اس طالب کو اس کا علم ہو یا نہ ہو یہ ضروری نہیں۔ پھر ظاہری مرشد کی بارگاہ میں مکمل تربیت کے لیے بھیج دیا جاتا ہے۔

امید ہے اس تحریر سے حضرت سلطان العارفين حضرت نبي سلطان باهو رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت کے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں دور ہو گئی ہوں گی۔ اگر میری تحریر سے کسی کی دل آزاری ہوئی ہے تو معافی چاہتا ہوں لیکن کسی کی دل آزاری سے زیادہ حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے کسی بھی حصہ یا گوشہ کے بارے میں غلط فہمیوں کا ازالہ ضروری ہے۔



## فصل 4

## تعلیم و تلقین

ظاہری دست بیعت کے بعد دہلی سے واپس تشریف لا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رشد و ہدایت کا آغاز فرمایا۔ اس روز سے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر ذات الہی کے جذبات و انوار اس طرح متجلی ہونا شروع ہوئے کہ سینکڑوں لوگوں کو ایک ہی نگاہ سے ایک ہی قدم میں واصل باللہ کر دیتے۔

سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے رسمی پیر یا سجادہ نشین شیخ کے مقابلے میں آزاد فقیر کی تعریف یہ کی ہے ”آزاد فقیر مصلحتوں اور آداب و رسوم کی جکڑ بندیوں سے آزاد ہوتا ہے، آزاد فقیر ایک تو کسی جگہ کا پابند ہو کر رہنے پر مجبور نہیں ہوتا دوسرے اس کا فیض ہر حال اور ہر صورت جاری رہتا ہے عام طور پر وہ سیر و سفر میں رہتے ہوئے فقر کی نعمت لوگوں کے گھروں اور دروازوں پر لٹاتا پھرتا ہے۔“

حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ بھی لوگوں کو معرفت اور فقر کی تعلیم و تلقین کیلئے ہمیشہ سفر میں رہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ساری عمر گھوم پھر کر محبت اور معرفت الہی کا خزانہ بانٹتے رہے۔ یہ سب کچھ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا جیسا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

نفس را رسوا کنم بہر از خدا ہر ہر درے قدمے زخم بہر از خدا  
ترجمہ: میں رضائے الہی کی خاطر اپنے نفس کو رسوا کرتا ہوں اور رضائے الہی کی خاطر ہر درے سے

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

بھیک مانگتا ہوں۔ (نور الہدیٰ کلاں)

تلقینِ رشد و ہدایت کے لیے آپ ۛ نے زیادہ تر سفر وادی سون سیکسر، ملتان، ڈیرہ غازی خان، ڈیرہ اسماعیل خاں، سندھ اور بلوچستان کی طرف کیے۔ آپ ۛ کا تذکرہ کسی کتاب، مجموعہ یا ملفوظات میں اس لیے نہیں ملتا کہ آپ ۛ اس زمانہ کے تہذیب و ثقافت اور علوم کے مراکز سے دور رہے اور آپ ۛ کی ملاقات کسی صاحبِ تصنیف سے بھی نہیں ہوئی۔ دہلی جانے کا بھی ذکر ایک بار ہی ملتا ہے۔ آپ ۛ دیہاتوں کے سیدھے سادھے لوگوں میں اسم اللہ ذات کا خزانہ لٹاتے رہے اور پھر انہی دیہاتی لوگوں نے آپ ۛ کے کام کو آگے بڑھایا۔

سفر میں اکثر ایسا ہوتا کہ آپ ۛ کسی پر نگاہ فرماتے اور اسے خدا رسیدہ بنا دیتے۔ آپ ۛ کے والد حضرت بازید محمد ۛ کو شہنشاہ شاہ جہاں کی طرف سے ایک بہت بڑی جاگیر ملی ہوئی تھی جس میں ایک اینٹوں کا قلعہ اور کئی آباد کنویں بھی تھے۔ گو خاصی وسیع جاگیر تھی اور ہمہ وقت انتظام اور نگرانی کی متقاضی تھی لیکن حضرت سلطان العارفين ۛ کا یہ معمول تھا کہ جب جذبہ نے غلبہ کیا گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ مصنف مناقب سلطانی لکھتے ہیں کہ آپ ۛ نے عمر بھر کسی دنیاوی تعلق یا شغل سے دست مبارک کو آلودہ نہ فرمایا۔ ہاں دو دفعہ بیل لیکر اپنے ہاتھ سے اہل چلایا اور کھیتی باڑی کی لیکن دونوں مرتبہ عشقِ الہی کے جذبات کے سبب آپ ۛ نے بیلوں کو جتے جنائے کنویں پر چھوڑا اور خود تجلیات اور مکاشفات دیدار میں مست ہو کر پہاڑوں اور جنگلوں کی سیر کو نکل گئے۔

آپ ۛ مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ تھے اور مرشد کامل نور الہدیٰ سالک (طالب اللہ) کو تعلیم توجہ اور تلقین کے ذریعے عین العیان کے مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اسے ذکر، فکر و رد و وظائف کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔ آپ ۛ کی ساری زندگی شہر شہر قریہ قریہ گھوم پھر کر طالبانِ مولیٰ کو تلاش کرنے اور انہیں واصل باللہ کرنے میں گزری۔ اور خلقِ خدا کو تلقین کی یہ ذمہ داری آپ ۛ کو بارگاہِ نبوی ۛ سے عطا ہوئی تھی۔



## فصل 5

آپ ﷺ کا لقب  
سلطان العارفين  
اور  
مرتبہ سلطان الفقر

حضرت نبي سلطان باهو ﷺ کا لقب ”سلطان العارفين“ ہے اور آپ ﷺ مرتبہ ”سلطان الفقر“ پر فائز ہیں۔ مرتبہ سلطان الفقر کے بارے میں آپ ﷺ رسالہ روجی شریف میں فرماتے ہیں:

بدان کہ چوں نور احدی از جملہ تنہائی وحدت بر مظاهر کثرت ارادہ فرمود، حسن خود را جلوه بصفائی گرم بازاری نمود۔ بر شمع جمال پروانہ کو نین بسوزید و نقاب میم احمدی پوشیدہ صورت احمدی گرفت و از کثرت جذبات و ارادات، ہفت بار بر خود بجنید و از اں ہفت ارواح فقر باصفا، فنا فی اللہ بقا باللہ، کو خیالی ذات ہمہ مغزبے پوست پیش از آفرینش آدم علیہ السلام ہفتاد ہزار سال غرق بحر جمال بر شجر مرآة الیقین پیدا شدند۔ بجز ذات حق از ازل تا ابد چیزے نہ دیدند و ماسوی اللہ گاہے نشیندند، بحریم کبریا، دائم بحر الوصال لازوال گاہے جسد نوری پوشیدہ بہ تقدیس و تنزیہ می پوشیدند و گاہے قطرہ در بحر و گاہے بحر در قطرہ، و ردائے فیض عطا ”اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللَّهُ“، بر ایشان۔ پس بحیات ابدی و تاج عز سرمدی ”الْفَقْرُ لَا يَحْتَاجُ إِلَى رَبِّهِ وَلَا إِلَى غَيْرِهِ“ معزز و مکرم از آفرینش آدم علیہ السلام و قیام قیامت ہیچ آگاہی ندارند و قدم ایشان بر سر جملہ اولیاء و غوث و قطب۔ اگر آنہارا خدا خوانی بجا و اگر بندہ خدا دانی روا۔ عِلْمٌ مِّنْ عِلْمِهِ۔ مقام ایشان حریم ذات کبریا و از حق ماسوی



الحق چیزے نا طلبیدند و بدنیائے دنی و نعیم اُخروی، حور و قصور بہشت، بکر شمشہ و نظر ندیدند و ازاں یک لمعہ کہ موسیٰ علیہ السلام در سرا سیمگی رفتہ و بطور درہم شکستہ در ہر لمحہ و طرفتہ العین ہفتاد ہزار بار لمعاتِ جذباتِ انوارِ ذاتِ برایشاں وارد و دم نہ زدند و آہے نہ کشیدند و ہلّٰل من مَزید می گفتند وایشاں سلطان الفقر و سید الکونین اند۔ (رسالہ روح شریف) ترجمہ: جان لے جب نورِ احدی نے وحدت کے گوشہٴ تنہائی سے نکل کر کائنات (کثرت) میں ظہور کا ارادہ فرمایا، تو اپنے حسن کی تجلی سے رونق بخشی، اس کے حسن بے مثال اور شمع جمال پر دونوں جہان پروانہ وار جل اٹھے اور میم احمدی کا نقاب اوڑھ کر صورتِ احمدی ﷺ اختیار کی پھر جذبات اور ارادت کی کثرت سے سات بار جنبش فرمائی جس سے سات ارواح فقراء با صفا فتانی اللہ بقا باللہ تصورِ ذات میں محو تمام مغز بے پوست حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ستر ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ کے جمال کے سمندر میں غرق آئینہ یقین کے شجر پر رونما ہوئیں۔ انہوں نے ازل سے ابد تک ذاتِ حق کے سوا کسی چیز کی طرف نہ دیکھا اور نہ غیر حق کو کبھی سنا۔ وہ حریمِ کبریا میں ہمیشہ وصال کا ایسا سمندر بن کر رہیں جسے کوئی زوال نہیں کبھی نوری جسم کے ساتھ تقدیس و تنزیہ میں کوشاں رہیں اور کبھی قطرہ سمندر میں اور کبھی سمندر قطرہ میں اور اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ کے فیض کی چادران پر ہے۔ پس انہیں ابدی زندگی حاصل ہے اور وہ الْفَقْرُ لَا يَحْتَاجُ اِلَى رَبِّهِ وَلَا اِلَى غَيْرِهِ کی جاودانی عزت کے تاج سے معزز و مکرم ہیں۔ انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش اور قیام قیامت کی کچھ خبر نہیں۔ ان کا قدم تمام اولیاء اللہ غوث و قطب کے سر پر ہے۔ اگر انہیں خدا کہا جائے تو بجا ہے اور اگر بندہ خدا کہا جائے تو بھی روا ہے۔ اس راز کو جس نے جانا اس نے ان کو پہچانا۔ اُن کا مقام حریمِ ذاتِ کبریا ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سوائے اللہ تعالیٰ کے کچھ نہ مانگا حقیر دنیا اور آخرت کی نعمتوں، حور و قصور اور بہشت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا اور جس ایک تجلی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سرا سیمہ ہو گئے اور کوہ طور پھٹ گیا تھا ہر لمحہ ہر پل جذباتِ انوارِ ذات کی ویسی تجلیات ستر ہزار بار ان پر وارد ہوتی ہیں لیکن وہ نہ دم مارتے ہیں اور نہ آہیں بھرتے ہیں بلکہ مزید تجلیات کا تقاضا کرتے رہتے ہیں۔ وہ سلطان الفقر اور سید الکونین ہیں۔

یہ مبارک ارواح سات ہیں ان کے ناموں کا انکشاف کرتے ہوئے حضرت نخی سلطان باھو رحمة اللہ علیہ فرماتے ہیں:

۱۔ جہاں فقر کی تکمیل ہوتی ہے وہیں اللہ ہے۔ ۲۔ وہ نہ تو اپنے رب کے محتاج ہیں نہ ہی اس کے غیر کے۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

❁ یکے روح خاتون قیامت (رضی اللہ عنہا)، یکے روح خواجہ حسن بصری (رضی اللہ عنہ)، یکے روح شیخ ما حقیقت الحق، نور مطلق، مشہود علی الحق، حضرت سید محی الدین عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی (رضی اللہ عنہ) و یکے روح سلطان انوار سر السرمہ حضرت پیر عبدالرزاق فرزند حضرت پیر دستگیر (قدس سرہ العزیز) و یکے روح چشمہ و چشمانِ ہاھویت، سر اسرار ذات یاھو فنا فی ھو فقیر باھو (قدس اللہ سرہ) و دور روح دیگر اولیاء۔ بحرمتِ یمن ایشاں قیام دارین۔ تا آنکہ آں دور روح از آشیانہ وحدت بر مظاہر کثرت نخواہند پرید، قیام قیامت نخواہد شد۔ سر اسرار نظر ایشاں نور وحدت و کیمیائے عزت بہر کس پر تو عینقائے ایشاں افتاد، نور مطلق ساختند، احتیاجے بریاضت و ورد اور ادظاہری طالبانِ رانہ پرداختند۔ (رسالہ روحی شریف)

ترجمہ: ان میں ایک خاتون قیامت (فاطمہ الزہرا) رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روح مبارک ہے۔ ایک حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مبارک ہے۔ ایک ہمارے شیخ حقیقت حق، نور مطلق، مشہود علی الحق حضرت سید محی الدین عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی قدس سرہ العزیز کی روح مبارک ہے۔ اور ایک سلطان انوار سر السرمہ حضرت پیر عبدالرزاق فرزند حضرت پیر دستگیر (قدس سرہ العزیز) کی روح مبارک ہے ایک ہاھویت کی آنکھوں کا چشمہ سر اسرار ذات یاھو فنا فی ھو فقیر باھو (قدس سرہ العزیز) کی روح مبارک ہے۔ اور دو ارواح دیگر اولیاء کی ہیں۔ ان ارواح مقدسہ کی برکت و حرمت سے ہی دونوں جہان قائم ہیں۔ جب تک یہ دونوں ارواح وحدت کے آشیانہ سے نکل کر عالم کثرت میں نہیں آئیں گی قیامت قائم نہیں ہوگی۔ ان کی نظر سر اسرار نور وحدت اور کیمیائے عزت ہے۔ جس طالب پر ان کی نگاہ پڑ جاتی ہے وہ مشاہدہ ذات حق تعالیٰ ایسے کرنے لگتا ہے گویا اس کا سارا وجود مطلق نور بن گیا ہو۔ انہیں طالبوں کو ظاہری ورد و وظائف اور چلہ کشی کی مشقت میں ڈالنے کی حاجت نہیں ہے۔

## حقیقت سلطان الفقر

سلطان العارفين حضرت نخی سلطان باھو رضی اللہ عنہ سلطان الفقر کی حقیقت کے بارے میں فرماتے ہیں:

❁ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات حق تعالیٰ کے حضور میں سلطان الفقر سے ملاقات کی اور اس سے بغلیگر ہو کر سر سے پاؤں تک رو برو ہو کر فقر سے لپٹ گئے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود فقر میں بدل گیا۔ (جامع الاسرار)

✽ جب سرور کائنات ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو پہلے براق پر سوار ہوئے اور پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دونوں جہان اور اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق کو ہر طرح سے آراستہ و پیراستہ کر کے دکھایا لیکن آنحضرت ﷺ نے آنکھ اٹھا کر بھی ان کی طرف نہ دیکھا، ارشاد باری تعالیٰ ہے مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ (ترجمہ: آپ ﷺ کی آنکھ (دیدار الہی سے) نہ پھری اور نہ ہی (مقررہ) حد سے بڑھی)۔ یہ حالت ہر اعلیٰ اور ادنیٰ مقامات پر رہی اسی لیے حق تعالیٰ کے حضور قاب و قوسین کے مقام پر پہنچے اور دو کے مابین پیاز کے چھلکے کا سا پردہ رہ گیا۔ جب حبیب عین بعین ہوئے تو آواز آئی ”اے میرے حبیب (ﷺ) جب میں نے دونوں جہان تجھ پر قربان کر دیئے اور دونوں جہان اور اٹھارہ ہزار عالم کا نظارہ آپ کو کرادیا تو ان میں کیا چیز آپ کو پسند آئی جو آپ کو عطا کی جائے۔“ آنحضرت ﷺ نے عرض کی! ”اللہ تعالیٰ مجھے فقر عطا کیا جائے کیونکہ فقر کے برابر کسی کو قرب الہی اور فانی اللہ حاصل نہیں ہے اور ایسا قرب کسی اور چیز سے حاصل نہیں ہوتا۔“ یہی فقر ”سلطان الفقر“ ہے جو شخص ظاہر و باطن میں اس فقر کو دیکھتا ہے وہ صاحب اختیار ہو جاتا ہے اور مرتبہ محمدی ﷺ اس پر غالب آ جاتا ہے۔ (جامع الاسرار)

✽ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد (ﷺ)! میں نے سلطان الفقر کا مرتبہ آپ کو عطا کیا ہے اور آپ کے فقرا کو بھی اور آپ کے اہل بیت کو بھی اور آپ کے متقی اور صالح امتیوں کو بھی۔ آنحضرت ﷺ نے عرض کیا کہ ہزار ہزار شکر ہے۔ (جامع الاسرار)

## سلطان الفقر کی عظمت

سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ سلطان الفقر کی عظمت اور شان بیان کرتے ہوئے اپنی فارسی تصانیف میں فرماتے ہیں:

✽ سلطان الفقر کا نور آفتاب سے زیادہ روشن اور اس کی خوشبو کستوری و گلاب و عنبر و عطر کی خوشبو سے زیادہ فرحت بخش ہے۔ جو شخص دوران خواب سلطان الفقر کی زیارت کر لیتا ہے وہ ہر چیز سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس خوش نصیب کو باطن میں دسبت بیعت کر کے تلقین فرماتے ہیں میرا یہ قول میرے حال کے عین مطابق ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

✽ ہزاروں میں سے کوئی ایک طالب ہوتا ہے جو سلطان الفقر کی لازوال معرفت حاصل کرتا ہے۔ اور جسے عین جمال کا وصال حاصل ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے صرف فقر کا لباس

پہنا ہوا ہے۔ ہزار میں سے کوئی ایک ہوگا جو فقر کا انتہائی مقام حاصل کرتا ہوگا۔ فقر ایک نور ہے جس کا نام ”سلطان الفقر“ ہے۔ جسے یہ حاصل ہے اسے اللہ تعالیٰ کی حضوری حاصل رہتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہوتا ہے۔ (امیر لکونین)

✽ حضرت خضر علیہ السلام کی مجلس اُسے نصیب ہوتی ہے جس کی باطنی خضر سے ملاقات ہو جائے باطنی خضر ”سلطان الفقر“ کو کہتے ہیں۔ جس کی ملاقات باطنی خضر سے ہو جائے اُسے علم ظاہری بھول جاتا ہے کیونکہ اس کے باطن کو علم باطن، نور معرفت اور توحید الہی کی تجلیات اس قدر معمور کر دیتی ہیں کہ وہ ہر وقت قرب و وصال کی حضوری میں غرق رہتا ہے۔ (بحک الفقر کلاں)

✽ فقر کے مراتب سے وہی شخص واقف ہوتا ہے جو فقر تک پہنچا ہو اور جس نے فقر کی لذت چکھی ہو اور فقر اختیار کیا ہو اور ”سلطان الفقر“ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہو۔ (اسرار قادری)

✽ پس اس دیوسلمانی و بادشاہ شیطانی ”نفس“ کو زندانِ فنا فی اللہ میں قید کرنا اس کے گلے میں تفسیر، قرآن و حدیث و معرفتِ الہی اور روشن ضمیری کی زنجیر ڈال کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قید کرنا ”سلطان الفقر“ کا کام ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

✽ جو شخص چاہتا ہے کہ مجھے دریائے وحدتِ الہی تک رسائی اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائمی حضوری حاصل رہے اور سلطان الفقر (سلطان الفقر نور حق کی ایک فنا فی اللہ صورت ہے جسے اللہ تعالیٰ کا دائمی قرب و وصال اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے) کے ساتھ مجلس و ملاقات نصیب رہے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ کم و بیش تیس کروڑ تیس لاکھ بال آدمی کے جسم میں موجود ہیں اور ہر بال میں شیطان کا ایک گھر ہوا ہے نفس کا قلعہ اور حواسِ نفس کی جڑ ہوتی ہے۔ جو شخص اپنے دل سے دنیا کی محبت کو نہیں نکال دیتا وہ نہ تو قرب پا سکتا ہے اور نہ حضوری۔ (کلید التوحید کلاں)

✽ اسی طرح آپ دو اور مقامات پر طالبِ صادق کے متعلق فرماتے ہیں کہ ”جو طالب راہِ فقر پر چلتے ہوئے مقاماتِ ترک و توکل، تسلیم و رضا، تجرید و تفرید، فنا و بقا اور توحید کا مشاہدہ کرتا ہے تو اسے خواب میں انبیاء و اولیاء اور سلطان الفقر کی مجلس کی حضوری اور ملاقات نصیب ہوتی ہے۔“ (کلید التوحید کلاں)

✽ فنا فی اللہ فقر کا انتہائی مقام ہے جو نہ تو عقل اور چالاکی سے ہاتھ آتا ہے اور نہ ذکر، فکر اور مراقبہ سے مگر مرشدِ کامل چاہے تو طالب کو کبھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں، کبھی مقامِ فنا فی اللہ کی حضوری میں اور کبھی ”سلطان الفقر“ فنا فی اللہ کی صحبت میں لے جاتا ہے۔ جس شخص کے لیے یہ تینوں مراتب ایک

ہو جائیں وہ فقر کی تمامیت کو پہنچ جاتا ہے۔ (عقل بیدار)

✽ جب طالب مراتب رضا و قضا سے آگے بڑھ کر وحدت کبریا و لقائے خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے قرب اللہ حضور سے ایک صورت نور ظاہر ہوتی ہے جو حوران بہشت سے زیادہ حسین، انوار الہی سے منور اور مشاہدہ انوار دیدار اور معرفت و محبت میں سوختہ ہوتی ہے اس کا نام ”سلطان الفقر“ ہے۔ یہ صورت عاشق ہوشیار سے بغل گیر ہو کر ملتی ہے جس سے طالب اللہ سر سے قدم تک لایحتاج ہو جاتا ہے اور اس کے وجود سے دنیا و عقبیٰ کا کوئی غم باقی نہیں رہتا۔ (نور الہدیٰ کلاں)

✽ آدمی اس وقت تک مراتب فقر تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ باطن میں سزا الہی کی صورت خاص ”سلطان الفقر“ اُسے اپنے ساتھ بغل گیر کر کے زیارت اور تعلیم و تلقین سے مشرف نہیں کر لیتی۔ چاہے کوئی ریاضت کے پتھر سے سر ہی کیوں نہ پھوڑتا پھرے جب تک ”سلطان الفقر“ کی طرف سے اشارہ نہیں ہوگا وہ فقر کی خوشبو تک بھی نہیں پہنچ سکے گا کہ ”سلطان الفقر“ کی وہ باطنی صورت ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر رہتی ہے۔ (محکم الفقر کلاں)

✽ سلطان الفقر کی مجلس توحید باری تعالیٰ کا ایک دریا ہے جو کوئی اس دریا کے کنارے پر پہنچ جاتا ہے وہ باوصال ہو جاتا ہے۔ (محکم الفقر کلاں)

✽ (معراج کی رات جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر پہنچے تو وہاں صورت فقر کا مشاہدہ کیا اور مراتب ”سلطان الفقر“ کی لذت سے لطف اندوز ہوئے، فقر نور الہی سے باطن کو معمور فرمایا اور قاب و قوسین کے مقام پر اللہ تعالیٰ کے قرب و وصال سے مشرف ہو کر ذات حق تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے۔ (محکم الفقر کلاں)

✽ فقیر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استقامت و مضبوطی سے فقر فنا فی اللہ میں قدم رکھتا ہے کہ اس کے سر پر فقر کا نام ہے اور فقر کے سر پر اللہ کا نام ہے یعنی فقراء اسم اللہ سے فقیر بنتے ہیں اور اسم اللہ ہی سے شہباز بنتے ہیں۔ راہ فقر میں اگر کوئی ثابت قدم رہتا ہے تو وہ صاحب راز حقیقی بن جاتا ہے اگر کوئی فقر اور اسم اللہ سے برگشتہ ہو جاتا ہے اور ہمت و استقامت کو چھوڑ کر دنیا و اہل دنیا کی طرف مراجعت کرتا ہے (لوٹ جاتا ہے) تو وہ مرتبہ شہبازی فقر و راز سے منہ موڑتا ہے وہ گویا چیل ہے جس کی نظر مردار پر اٹکی ہوئی ہے اس لیے وہ دونوں جہان میں ذلیل و خوار ہے اس کا دل دنیا سے سیر نہیں ہوتا۔ اُس کی آنکھوں میں دنیا کی بھوک بھری رہتی ہے وہ فقر حقیقی اور ”سلطان الفقر حقیقی“ (سلطان الفقر کی حقیقت) تک نہیں پہنچ سکتا وہ طالب دنیا بلکہ زندیق ہے۔ (محکم الفقر کلاں)

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



✽ جاننا چاہیے کہ سلطان الفقر کی ابتدا غیر مخلوق نور ایمان ہے اور اس کی انتہا غیر مخلوق نور ذاتِ رحمن ہے۔ (قرب دیدار)

✽ جو آدمی باطن میں سلطان الفقر کے چہرے کی زیارت کر لیتا ہے وہ لایحاج ہو کر صاحب لفظ ہو جاتا ہے۔ (حک الفقر کلاں)

✽ جاننا چاہیے کہ معرفت فقر کے مختلف مراتب کے لیے انبیاء، صحابہ اور اولیاء اللہ میں سے ہر ایک نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی لیکن ماسویٰ حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی بھی فقر کی تمامیت کو نہیں پہنچا اور کسی نے سلطان الفقر کی انتہا پر قدم نہیں رکھا مگر حکیم الہی اور بہ اجازت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شاہ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقر کے ابتدائی اور انتہائی مراتب اور سلطان الفقر کو عمل، قبض اور اپنے تصرف میں لائے۔ (توفیق الہدایت)

## ایک غلط فہمی کا ازالہ

اس سلسلہ میں سب سے بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ رسالہ روحی شریف میں دنیا کے تمام اولیاء کرام میں سے صرف سات اولیائے کرام کو سلطان الفقر اور سید الکونین کے جلیل القدر لقب سے یاد کیا گیا ہے اور ان میں صحابہ کرام، آئمہ و مجتہدین اور دیگر اولیائے مقربین میں سے کسی کو بھی شامل نہیں کیا گیا۔ پہلے اس مسئلہ کو منطق اور دلائل سے سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جیسا کہ ظاہر میں مختلف فنون اور کمالات ہیں، ایک ہنر اور کمال دوسرے ہنر اور کمال سے کوئی لگاؤ نہیں رکھتا۔ مثلاً کوئی معاشیات اور اکاؤنٹنگ میں ماہر ہے تو کوئی فزکس کیمسٹری، بیالوجی اور باٹنی میں یدِ طولیٰ رکھتا ہے۔ کسی کو کرکٹ اور کسی کو ہاکی میں کمال حاصل ہے تو کوئی صحافت، خوش نویسی اور دوسرے شعبوں میں ماہر ہے۔ یعنی ہر فن میں خاص صاحب کمال انسان ہوتے ہیں اور ہر انسان کے لئے ایک خاص فن ہوتا ہے۔ سو مختلف فنون میں ماہر لوگوں کی آپس میں نہ تو کوئی نسبت قائم کی جاسکتی ہے اور نہ ہی مقابلہ۔ مثلاً یہ نہیں کہا جاسکتا کہ فلاں ڈاکٹر اور کھلاڑی میں کون بہتر ہے۔ اسی طرح باطنی دنیا کے مراتب، کمالات اور فنون کے مختلف شعبے اور قسمیں ہیں یعنی بعض اولیاء صدق میں، بعض عدل و محاسبہ نفس میں، بعض حیا میں، بعض زہد میں، بعض ترک میں، بعض ریاضت میں، بعض صبر میں، بعض شکر میں، بعض جود و سخا میں مشہور زمانہ ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس طرح انبیاء علیہم السلام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام زاہد البشر اور حضرت داؤد علیہ السلام عبد البشر اور حضرت ایوب علیہ السلام اصبر البشر ہوئے یعنی ہر نبی کسی خاص باطنی صفت اور مرتبہ میں صاحب کمال ہوا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

”اسی طرح ”فقر“ ایک خاص باطنی مرتبہ اور کمال ہے اس کے مقابلہ میں باطن میں نہ کوئی کمال ہے اور نہ مرتبہ اور یہ خزانہ تمام انبیائے کرام میں سے بدرجہ اتم ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا (جس کا بیان حقیقت سلطان الفقر کے عنوان میں گزر چکا ہے) جس میں نہ کوئی نبی اور نہ کوئی رسول آپ کے ہمسر اور برابر ہو سکتا ہے اور اسی پر آپ ﷺ نے فخر فرمایا ہے اور فقر کی بدولت آپ ﷺ تمام انبیاء اور مرسلین کے درمیان سر بلند اور ممتاز ہیں۔ مقام غور بات یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام ظاہری اور باطنی کمالات کے جامع ہیں لیکن آپ ﷺ نے کسی کمال پر فخر نہیں فرمایا یعنی نہ شجاعت پر نہ سخاوت پر نہ تقویٰ و صبر پر نہ ترک و توکل پر اور نہ فصاحت و بلاغت پر لیکن آپ نے ”فقر“ پر فخر کا اظہار فرمایا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فقر ہی آپ ﷺ کا اصل ترکہ اور ورثہ ہے۔ غرض باطن میں صدق و وفا، عدل و محاسبہ نفس، حیا، صحابیت، امامت، شہادت، فقہ، اجتہاد، ولایت، غوثیت، قطبیت، صدیقیت، تقویٰ، زہد، صبر، شکر، تسلیم، رضا، خوف، رجا، جود و کرم، علم، شجاعت اور شفقت وغیرہ کے بے شمار الگ الگ منصب اور مراتب ہیں لیکن فقر ان سب سے اعلیٰ اور افضل مرتبہ ہے۔

اب آتے ہیں اعتراضات کی طرف۔ اس عاجز کو اپنی زندگی میں کچھ بے بصیرت لوگوں سے ”مرتبہ سلطان الفقر“ پر جن اعتراضات کا سامنا کرنا پڑا وہ مندرجہ ذیل ہیں:

- (1) ان سات ہستیوں میں باب فقر، امام الفقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم جو سلاسل قادری، چشتی اور سہروردی کے امام ہیں اور یہ سلاسل ان ہی کے وسیلہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچتے ہیں، کا نام شامل نہیں ہے۔ کیا ان کو وراثت فقر منتقل نہیں ہوئی؟
- (2) کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یار غار، امام صدیقین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جن سے سلسلہ نقشبندیہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچتا ہے، کو فقر منتقل نہیں ہوا؟
- (3) کیا دیگر دو خلفاء راشدین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو فقر منتقل نہیں ہوا؟
- (4) کیا امامین پاک حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ورثہ فقر نہیں ملا؟
- (5) کیا صحابہ کرام جو تمام امت کا سب سے اعلیٰ ترین طبقہ ہے، کو فقر نہیں ملا؟
- (6) کیا تمام مجتہدین اور امت میں دوسرے اولیاء کرام کو فقر نہیں ملا؟

## فقراور شیخین رضی اللہ عنہم

ان تمام اعتراضات کا جواب سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ خود اپنی تصانیف میں فرما چکے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”پیر چار ہیں۔“

صدق صدیق و عدل عمر پُر حیا عثمانؓ بود گوئے فقرش از محمد شاہِ مرداں می ربود

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدق، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عدل، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فقر پایا۔ (عین الفقر، بحک الفقر کاں)

✽ چار پیروں کو شناخت کر لو کہ اول صدیقوں کے پیر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، دوم عادلوں کے پیر حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ، تیسرے اہل حیا کے پیر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور فقراء کے پیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ (جامع الاسرار)

سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ اس عبارت میں فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وراثت اور متاع یعنی فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو منتقل ہوئی۔ آپ باب فقر اور ورثہ فقر کو منتقل کرنے والے ہیں اس لیے یہ اعتراض قابل توجہ نہیں ہے۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدق حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عدل اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حیا کے مراتب نصیب ہوئے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں طالبِ مولیٰ کو صدق میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح، عدل میں (محاسبہ نفس میں) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح اور شرم و حیا میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فقر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرح ہونا چاہیے یہ چاروں مراتب یکساں نہ ہوں تو فقر کا کامل مرتبہ حاصل نہیں ہوتا۔

سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ”چار پیر“ فرمایا ہے کیونکہ چاروں کی ”توجہ“ سے باطن میں فقر کی تکمیل ہوتی ہے لیکن ”باب فقر“ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہی ہیں۔ سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کے بیعت کے واقعہ سے اس بات کی تصدیق ہو جائے گی کہ ان ”چار پیر“ کی ”توجہ“ سے کیا مراد ہے۔

”ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ (سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو) شور کوٹ میں اس کے گرد و

نواح میں کھڑے تھے کہ اچانک ایک صاحب نور صاحب حشمت اور بارعب گھڑ سوار نمودار ہوا جس نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو پیچھے بٹھالیا۔ آپ نے ڈرے کانپے اور پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ پہلے ”توجہ“ کی اور بعد ازاں فرمایا کہ میں علی ابن طالب ہوں۔ پھر آپ نے عرض کی کہ مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟ فرمایا حسب الارشاد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پر نور میں لیے جاتا ہوں۔ اسی وقت لے جا کر مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں حاضر کر دیا اس وقت حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی مجلس اہل بیت میں حاضر تھے۔ آپ کو دیکھتے ہی پہلے پہل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجلس منور سے اٹھ کر آپ سے ملاقات کی اور ”توجہ“ فرما کر مجلس سے رخصت ہوئے۔ بعد ازاں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، باری باری اٹھے اور ”توجہ“ اور ملاقات کے بعد مجلس شریف سے رخصت ہو گئے تو مجلس شریف میں صرف اہل بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام رہ گئے۔ سلطان العارفين حضرت نبي سلطان باهو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چہرہ مبارک سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری بیعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد فرمائیں گے لیکن بظاہر خاموش تھے، چونکہ امیر المؤمنین اسد اللہ الغالب حضرت علی مرتضیٰ ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ میرے پہلے وسیلہ اور اکمل ہادی تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں دست مبارک میری طرف بڑھا کر فرمایا ”میرے ہاتھ پکڑو“ اور مجھے دونوں ہاتھوں سے بیعت اور تلقین فرمایا۔ مجھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ تلقین فرمایا تو درجات اور مقامات کا کوئی حجاب نہ رہا۔ چنانچہ اول و آخر یکساں ہو گیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تلقین سے مشرف ہوا تو خاتون جنت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے فرمایا ”تو میرا فرزند ہے“ میں نے امین پاک حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم مبارک چومے اور اپنے گلے میں غلامی کا حلقہ پہنا۔ (مناقب سلطانی)

اس عاجز کے خیال میں سلطان العارفين رحمتہ اللہ علیہ کی اس عبارت سے یہ اعتراض کہ جناب شیخین کا ذکر مرتبہ سلطان الفقر میں نہیں ہے، دور ہو جانا چاہیے اور چاروں پیروں کی ”توجہ“ کی بات بھی سمجھ میں آ جانی چاہیے کہ ان ”چار پیروں“ کی ”توجہ“ کے بغیر فقر کامل نہیں ہوتا۔

## فقر اور اہل بیت علیہم السلام

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ سے وصل اور وصال کے دو طریقے اور راستے ہیں۔ ایک نبوت کا طریقہ اور راستہ ہے اس طریق سے اصلی طور پر واصل اور موصل محض انبیاء علیہم السلام ہیں اور یہ سلسلہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی پر ختم ہوا۔ دوسرا طریقہ ولایت کا ہے اس طریق والے واسطے (وسیلہ) کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے واصل اور موصل ہوتے ہیں۔ یہ گروہ اقطاب، اوتاد، ابدال، نجباء وغیرہ اور عام اولیاء پر مشتمل ہے اور اس طریقے کا راستہ اور وسیلہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی ذات گرامی ہے اور یہ منصب عالی آپ رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی سے متعلق ہے۔ اس مقام میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قدم مبارک حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کے سر پر ہے اور حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم اس مقام پر سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ شامل اور مشترک ہیں۔ ل

سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ اس حقیقت کو یوں بیان فرماتے ہیں:

✽ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فقر پایا۔ (عین الفقر، بحک الفقر کلاں)

✽ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عطا فرمایا۔ (جامع الاسرار)

✽ فقراء کے پیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ (جامع الاسرار)

حدیث پاک اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا كَا اهل علم اس طرح ترجمہ کرتے ہیں ”میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ“ لیکن سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو اس مفہوم میں بیان فرماتے ہیں کہ میں فقر کا شہر (مرکز) ہوں اور علی اس کا دروازہ (باب)۔ اس لیے فقراء حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ”باب فقر“ کے لقب سے بھی یاد کرتے ہیں۔

سیدہ کائنات حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے بارے میں تو پہلے ہی بیان ہو چکا ہے کہ وہ سلطان الفقر ہیں۔ سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ جامع الاسرار میں فرماتے ہیں:

✽ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا فقر کی پٹی ہوئی تھیں اور انہیں فقر حاصل تھا جو شخص فقر تک پہنچتا ہے ان ہی کے وسیلہ سے پہنچتا ہے۔

حسین کریمین رضی اللہ عنہم کے بارے میں سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مکتوبات امام ربانی، مکتوب 123 بنام نور محمد تہاری

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



❖ الْفَقْرُ فَخْرِي (فقر) میں کمال اما میں پاک حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو نصیب ہوا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خاتونِ جنت حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ (بحک الفقر کلاں)

مندرجہ بالا عبارت سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ فقر کے کمال فنا فی اللہ بقا باللہ کے مقام اور مرتبہ پر یہ چاروں ہستیاں یکتا اور متحد ہیں اور ان میں کوئی فرق نہیں ہے جب تک ان چاروں ہستیوں کے مقام اور مرتبہ کے بارے میں طالبِ مولیٰ بھی یکتا نہیں ہو جاتا فقر کی خوشبو تک کو نہیں پاسکتا۔

## فقر اور صحابہ رضی اللہ عنہم

❖ کیا تمام اصحابِ کبار رضی اللہ عنہم کو فقر کی نعمت ملی؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:  
یاد رہے ”اصحابِ پاک رضی اللہ عنہم کے بعد“ (لفظ ”اصحابِ پاک کے بعد“ پر غور فرمائیں اس کا مطلب ہے اصحابِ پاک کو فقر کی نعمت ملی) فقر کی نعمت و دولت دو حضرات نے پائی ایک غوثِ اعظم محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرت امام ابوحنیفہ کوئی رحمۃ اللہ علیہ جو ایک تارکِ دنیا صوفی تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ستر سال تک نہ کوئی نماز قضا کی نہ روزہ۔ اور ایسا ہی کمال (الفقر فخری میں) صالح و ساجدہ ولیہ حضرت بی بی رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کو نصیب ہوا۔ (بحک الفقر کلاں)

مندرجہ بالا عبارت سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اصحابِ پاک رضی اللہ عنہم نے مراتب بہ مراتب فقر کی نعمت پائی اور اس کے بعد غوثِ الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ، حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کو یہ نعمت نصیب ہوئی۔ اور یہ اعتراض کہ اصحابِ پاک اور اس کے بعد کسی ولی یا مجتہد کو فقر ملا یا نہیں، سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کی اس تحریر سے دور ہو جاتا ہے لیکن پھر بھی ایک اور تحریر حاضر ہے۔

❖ سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کا جو عقیدہ ہے اُسے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کلید التوحید کلاں میں بیان فرمایا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”جان لے مندرجہ ذیل مراتب تک کوئی نہیں پہنچ سکتا اگر کوئی ان مراتب تک پہنچنے کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ کاذب و ساحر و صاحبِ استدراج مرشد ہے وہ خاص الخاص چھ مراتب یہ ہیں:

(1) یہ کہ آیاتِ قرآن مجید حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی اور پر نازل نہیں ہوئیں۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

- (2) یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین ہیں اُن کے بعد کسی اور پر وحی نازل نہیں ہو سکتی۔
- (3) یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا اور کوئی شخص معرفتِ الہیہ کے انتہائی مراتب تک نہیں پہنچ سکتا۔
- (4) یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کوئی اور شخص مراتبِ قابِ قوسین پر پہنچ کر چشمِ ظاہر سے معراج نہیں کر سکتا۔

- (5) یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحابِ پاک کے سوا کوئی اور شخص اصحابِ صفہ، اصحابِ بدر، اصحابِ کبار اور جملہ صحابہ کرام کے مراتب تک نہیں پہنچ سکتا۔
- (6) یہ کہ علمِ روایت کے چار اجتہادی مذاہب کے مجتہدِ امامین (حضرت امام ابو حنیفہؒ، حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام مالکؒ، حضرت امام احمد بن حنبلؒ) کے مرتبہ اجتہاد پر سوائے اُن چاروں اماموں کے اور کوئی نہیں پہنچ سکتا اور یہ کہ چاروں اجتہادی مذاہب برحق ہیں۔

مندرجہ بالا چھ مراتب جو سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائے ہیں ان پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک ایک مرتبہ صاف اور واضح طور پر بیان کیا گیا ہے اور خاص کر اصحابِ پاک کے مرتبہ کی جو وضاحت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے اس کے بعد تو کسی قسم کے اعتراض کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔

معتزین کے مرتبہ سلطان الفقیر پر چھ اعتراضات جو اس عاجز نے درج فرمائے تھے اُن اعتراضات کو سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف سے ہی دور کر دیا گیا ہے۔

بناتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی فضیلت فقر کی وجہ سے ہے آپ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اصل وراثت فقر محمدی ﷺ حاصل کی اسی وراثت کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہا کی اولاد آلِ نبی ہوئی اس لیے آپ رضی اللہ عنہا پہلی سلطان الفقیر ہوئیں تاکہ دنیا کو آپ کی فضیلت معلوم ہو سکے ورنہ آپ نے تلقین و ارشاد کا فریضہ تو سرانجام ہی نہیں دیا۔ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تو ہیں ہی باب فقر کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ورثہ فقر امت کو آپ کرم اللہ وجہہ کے وسیلہ سے منتقل ہوا۔ دوسرے سلطان الفقیر حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ جن کو ورثہ فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منتقل ہوا، اس حقانیت کو ثابت کرتا ہے کہ ورثہ فقر موروثی نہیں ہے ورنہ امامین پاک حسنین کریمین ﷺ فقر کے کمال پر ہیں اور سلطان الفقیر دوم حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ اور سلطان الفقیر پنجم سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو علیہ السلام کی غلامی پر فخر محسوس کرتے ہیں۔

المختصر فقر کی یہ نعمتِ عظمیٰ معراج کی رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوئی اور آپ ﷺ کے طفیل

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں یہ مرتبہ عالی جناب خاتونِ جنت سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراء کو عطاء ہوا اور بابِ فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خرقہ فقر پہنایا گیا اور آپ کرم اللہ وجہہ سے ہی فقر امت کو منتقل ہوا۔ پھر حسنین کریمین علیہم السلام اور صحابہ کرام نے فقر پایا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے چھ اور ایسی ہستیوں کا انتخاب کیا گیا جن کو بعض پر فضیلت عطا کی گئی اور ان کو فقر میں ایک خاص مرتبہ ”سلطان الفقر“ کا تاج پہنایا گیا۔ ان کی نشانی یہ بیان فرمائی گئی:

”ان کی نظر سر اسر نور و وحدت اور کیمیائے عزت ہے جس طالب پر ان کی نگاہ پڑ جاتی ہے وہ مشاہدہ ذاتِ حق تعالیٰ ایسے کرنے لگتا ہے گویا اس کا سارا وجود مطلق نور بن گیا ہو۔ انہیں طالبوں کو ظاہری درد و وظائف اور چلہ کشی کی مشقت میں ڈالنے کی حاجت نہیں ہے۔ (رسالہ روحی شریف)

یعنی یہ طالبانِ مولیٰ کو درد و وظائف چلہ کشی اور مشقت میں نہیں ڈالتے بلکہ ان کی نظر ہی نور ہے جن پر پڑ جاتی ہے وہ بھی نور بن جاتا ہے۔ اس عاجز کو یہ طویل بحث اس لیے کرنا پڑی کہ عاجز کو ان سوالات سے اکثر واسطہ پڑتا رہا ہے اور لوگوں کے ذہن میں یہ سوالات جنم لیتے رہتے ہیں اور خاص کر وہ جن کا تعلق طبقہ ظاہر سے ہے۔ امید ہے اس بحث سے بہت سے شکوک و شبہات رفع ہو گئے ہوں گے۔ لیکن ایک بات ذہن میں رہے کہ ”فقر کے مختار کل“ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور فقر ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اصل وراثت ہے اور اہل بیت اس وراثت کے وارث اور اس کو منتقل کرنے والے ہیں۔

رسالہ روحی شریف میں حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے جن سات سلطان الفقر اور سید الکونین ہستیوں کا ذکر فرمایا ہے ان میں سے پانچ ارواح کے ناموں کا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انکشاف فرما دیا تھا جو دنیا میں جلوہ گر ہو کر اپنے اپنے زمانہ کے لوگوں کے لئے رحمت اور فیض کا موجب بنے۔ لیکن مستقبل میں آنے والی دو ارواح کے ناموں کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پردہ اخفا میں رکھا تھا۔ ان میں سے ایک روح اور ہستی دنیا میں ظاہر ہو چکی ہے جس کی غلامی اور زیارت کا شرف اس زمانہ کے لوگوں کو حاصل ہوا۔ ان کا نام سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ ہے جن کا تذکرہ باب ششم میں ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

## فصل 6

## مصطفیٰ ثانی مجتبیٰ آخرومانی

جس طرح غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے دورانِ وعظ، حکیم خداوندی یہ اعلان فرمایا: **قَدْ مَسَىٰ هَذِهِ عَلَيَّ رَقَبَةٌ كَلَّ وَلِيَّ اللَّهُ** (میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے) اسی طرح سلطان العارفين حضرت نبي سلطان باهو برهه نے اعلان فرمایا ہے:-

تا آنکہ از لطفِ ازلی سرفرازی عینِ عنایت حق الحق حاصل شدہ و از حضور فائض النور اکرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حکم ارشادِ خلق شدہ، چہ مسلم، چہ کافر، چہ بانصیب، چہ بے نصیب، چہ زندہ و چہ مردہ۔ بزبانِ گوہر فشاں مصطفیٰ ثانی و مجتبیٰ آخرومانی فرمودہ۔ (رسالہ روحی شریف)

ترجمہ: جب سے لطفِ ازلی کے باعث حقیقتِ حق کی عین نوازش سے سر بلندی حاصل ہوئی ہے اور حضور فائض النور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تمام خلقت، کیا مسلم، کیا کافر، کیا بانصیب، کیا بے نصیب، کیا زندہ اور کیا مردہ سب کو ہدایت کا حکم ملا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبانِ گوہر فشاں سے مجھے مصطفیٰ ثانی اور مجتبیٰ آخرومانی فرمایا ہے۔

دو نوں کے لغوی معانی چنا ہوا، انتخاب کیا ہوا، پسندیدہ اور برگزیدہ کے ہیں، لیکن یہ **مصطفیٰ اور مجتبیٰ** دو نوں القاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے خاص ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو

مصطفیٰ ثانی اور مجتبیٰ آخر زمانی فرمایا ہے اس سے مراد ہے کہ آخری زمانہ میں جب گمراہی عام ہوگی تو آپ ﷺ کی تعلیمات روشنی کا مینار ہوں گی اور آپ ﷺ کی تعلیمات کو لے کر کھڑا ہونے والا کوئی فرد لوگوں کی ہدایت کا موجب بنے گا اور اس کو آپ ﷺ کی روحانی راہنمائی حاصل ہوگی کیونکہ آپ ﷺ کا تو وصال ہوئے تین سو تیس سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ آپ ﷺ کا یہ ارشاد بھی سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا آیا ہے کہ ”جب گمراہی عام ہو جائے گی، باطل حق کو ڈھانپ لے گا، فرقوں اور گروہوں کی بھرمار ہوگی ہر فرقہ خود کو حق پر اور دوسروں کو گمراہ سمجھے گا اور گمراہ فرقوں اور گروہوں کے خلاف بات کرتے ہوئے لوگ گھبرائیں گے اور علم باطن کا دعویٰ کرنے والے اپنے چہروں پر ولایت کا نقاب چڑھا کر درباروں اور گدیوں پر بیٹھ کر لوگوں کو لوٹ کر اپنے خزانے اور جیبیں بھر رہے ہوں گے تو اس وقت میرے مزار سے نور کے فوارے پھوٹ پڑیں گے۔“

اس قول سے مراد بھی یہی ہے کہ گمراہی کے دور میں آپ ﷺ کا کوئی غلام آپ ﷺ کی روحانی راہنمائی میں آپ ﷺ کی روحانی تعلیمات حق کو لے کر کھڑا ہوگا، گمراہی کو ختم کرے گا، دین حق کا بول بالا کرے گا اور دین حنیف پھر سے زندہ ہو جائے گا۔

سلطان العارفين ﷺ نے اپنے پنجابی ابیات کے ذیل کے مصرعوں میں اسی طرف اشارہ فرمایا ہے:

چڑھ چناں تے کر رُشنائی، ذکر کریندے تارے ھو  
گلیاں دے وِج پھرن نمانے، لعلاندے وِنجارے ھو

ترجمہ: اے میرے فقر کے چاند تو جلد طلوع ہو اور اپنی نگاہ کامل سے اس دنیا کو جو ظلمت و تاریکی میں ڈوب چکی ہے، نورِ الہی سے منور کر دے اور طالبانِ مولیٰ جو حق تعالیٰ کی طلب میں اس گمراہ دور میں بھٹک رہے ہیں اور تیرے جیسے ہادی کا انتظار کر رہے ہیں اور تیرے منتظر یہ طالبانِ مولیٰ جو معرفتِ الہی کے غواص اور جو ہر شناس ہیں در بدر تیری تلاش اور جستجو میں پھر رہے ہیں (یعنی حق کی تلاش میں کسی راہنما کی پیروی کرتے ہیں تو کچھ عرصہ بعد ہی وہ دھوکہ باز اور جعل ساز نکل آتا ہے یعنی ہے تو لومڑی لیکن شیر کی کھال پہن کر نکلی شیر بنا ہوا ہے اس لیے ہر شخص تیرے جیسے ہادی یا راہنما کا انتظار کر رہا ہے جو اُمت کی کشتی کو پار لگا دے)۔

چڑھ چناں تے کر رُشنائی، تارے ذکر کریندے تیرا ھو  
تیرے جیسے جن کئی سے چڑھدے، سانوں بچناں باجھ ہنیرا ھو  
جنتے جن اساڈا چڑھدا، اوتھے قدر نہیں کجھ تیرا ھو

اے فقر کے چاند (انسانِ کامل، فقیرِ کامل) تو جلد طلوع (ظاہر) ہو کر اس ظلمت کدہ کو اللہ کے نور سے



متور کر دے۔ طالبانِ مولیٰ اور مومنین تیرا ہی انتظار کر رہے ہیں۔ سینکڑوں مصنوعی چاند تیرا روپ دھار کر طلوع ہو چکے ہیں اور اُمت کو دھوکہ دے چکے ہیں لیکن تیرے بغیر اے محبوب دنیا ظلمت کدہ ہے۔ جہاں ہمارا چاند (محبوب) طلوع ہوگا وہاں دوسرے (مصنوعی) چاندوں کی روشنی جو اصل میں ظلمت ہے، ختم ہو جائے گی اور یہ جو دھوکہ باز راہنما بن کر اُمت کو دھوکہ دے رہے ہیں، بھاگ جائیں گے۔

دوسری شرح ان القاب کی یہ ہے کہ آپ ﷺ کے دربارِ پاک سے لاکھوں لوگ فیض حاصل کر چکے ہیں اور آپ ﷺ کے دربار سے ہر لمحہ فیضِ فقر جاری ہے۔



# فصل 7

## تصانیف

سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باهو میند نے ظاہری علم حاصل نہیں کیا اس کے باوجود آپ میند کی تصانیف کی تعداد 140 ہے۔ ابیات باهو میند جو کہ پنجابی میں ہے، کے علاوہ تمام تصانیف فارسی زبان میں ہیں۔

شرح ابیات باهو میند اور مرآت سلطانی (باہونا نامہ کامل) کے مؤلف ڈاکٹر سلطان الطاف علی جن کا تعلق خانوادہ سلطان باهو میند سے ہے، نے دونوں کتب میں یہ عبارت تحریر کی ہے کہ اُن کو سلطان العارفين میند کے دست مبارک سے لکھا ہوا کسی کتاب کا کوئی نسخہ دستیاب نہیں ہوا۔ صرف خلفاء اور درویشوں کے نسخہ جات ہی ملے ہیں۔ یہی بات سلطان العارفين میند کی کتب کے مترجم سید امیر خان نیازی نے آپ میند کی کتاب اسرار القادری کا ترجمہ کرتے ہوئے پیش لفظ میں لکھی ہے۔ لکھتے ہیں ”ایک مترجم کی حیثیت سے میرے لیے سب سے بڑی پریشانی یہی ہے کہ قلمی نسخہ جات میسر نہیں ہو پاتے تاکہ تقابلی جائزے کے بعد صحیح فارسی متن اخذ کر کے ترجمے کا صحیح حق ادا کیا جاسکے۔ اگر سلطان باهو رحمتہ اللہ علیہ کے اپنے ہاتھ مبارک کا لکھا ہوا ایک بھی نسخہ مل جائے تو باقیوں کی ضرورت ترجمے کے لیے نہیں رہتی۔ بد قسمتی سے کسی ایک کتاب کا نسخہ بھی آپ میند کے ہاتھ کا لکھا ہوا موجود نہیں۔ وہ بھی اس طرح ضائع ہو گئے کہ خلفائے عظام نے انہیں عام کرنے کی بجائے اپنے صندوقوں میں محفوظ کر دیا۔“ (صفحہ 40)

قارئین آپ گذشتہ صفحات میں حضرت سخی سلطان باهو میند کا یہ فرمان پڑھ چکے ہیں کہ آپ میند نے اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہری علم حاصل نہیں کیا یعنی آپ میند بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح امتی تھے اور

لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے۔ جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی لکھی ہوئی کوئی آیت، حدیث یا تحریر دستیاب نہیں ہے اسی طرح حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک کی بھی کوئی تحریر دستیاب نہیں ہو سکتی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جو کچھ مکاشفات الہیہ سے بیان فرماتے درویش یا خلفاء اسے قلم بند کر لیتے تھے اور وہی نسخہ جات دستیاب ہیں۔ اس لیے اگر سلطان الطاف علی صاحب یا صاحب مناقب سلطانی یا کسی دوسرے صاحب کو سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک سے لکھا ہوا کسی کتاب کا کوئی نسخہ نہیں ملا تو اس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں ہے۔ جن کتب کے تراجم ہوئے ہیں ان کے نسخہ جات خانوادہ سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے ورثہ سے ہی مترجمین تک پہنچے ہیں پھر اکثر مترجمین نے ایک ہی کتاب کے مختلف نسخہ جات کا تقابل کر کے ہی ان کا ترجمہ کیا ہے اس لیے تقریباً دستیاب تمام تراجم میں تعلیمات کے لحاظ سے کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔

حضرت سلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ نے ”مناقب سلطانی“ میں کتب کی جو فہرست دی ہے وہ بہت کم ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ”مناقب سلطانی“ کی تصنیف کے وقت ہی اکثر و بیشتر کتب زمانہ کی دست برد کی نذر ہو چکی تھیں یا ان کے پاس موجود نہ تھیں۔ اس کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علوم اور کتب کی اشاعت کیلئے کوئی ادارہ قائم نہ ہو سکا جس کی وجہ سے ان کتب کی وسیع پیمانہ پر اشاعت ممکن نہ ہو سکی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کی اشاعت کے سلسلہ میں جتنی بھی کوششیں ہوئیں وہ انفرادی تھیں۔ یا پھر ان کتب کے لمبا عرصہ تک پردہ اخفا میں رہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ ”کیمیائے گنج“ نااہلوں سے دور رکھنا چاہتے ہوں یا پھر ان کے ظاہر ہونے کا ایک خاص وقت اور زمانہ مقرر ہو۔ اسی لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آخری زمانہ کی ہدایت کیلئے مصطفیٰ ثانی اور مجتبیٰ آخر زمانی کا لقب عطا فرمایا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب علم لدنی کا شاہکار ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان مبارک ہے کہ جس کو کوئی مرشد کامل اکمل نہ ملتا ہو وہ میری کتب کو وسیلہ بنائے۔ رسالہ روحی شریف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”اگر کوئی ولی واصل عالم روحانی یا عالم قدس شہود میں رجعت کھا کر اپنے مرتبے سے گر گیا ہو تو وہ اس رسالہ کو وسیلہ بنائے تو یہ رسالہ اس کیلئے مرشد کامل ثابت ہوگا اگر وہ اسے وسیلہ نہ بنائے تو اسے قسم ہے اور اگر ہم اسے اس کے مرتبے پر بحال نہ کریں تو ہمیں قسم ہے۔“

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اعلان آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہر کتاب میں کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے۔ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی عبارت بہت سادہ اور سلیس ہے جسے عام اور معمولی تعلیم یافتہ آدمی بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی عبارت میں ایسی روانی اور تاثیر ہے جو دوران مطالعہ قاری کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔ ان کتب کو اگر باادب اور باوضو پڑھا جائے تو فیض کا ایک سمندر کتب سے قازی کے اندر

منتقل ہوتا ہے۔ اگر قاری صدق دل سے مطالعہ جاری رکھے تو آپ رضي الله عنه کے حقیقی روحانی وارث سروری قادری مرشد تک راہنمائی ہو جاتی ہے۔ آپ رضي الله عنه نے اپنی کتب میں ضرورت کے مطابق آیات قرآنی، احادیث مبارکہ اور احادیث قدسی کا استعمال فرمایا ہے۔ ان کتب میں جہاں کہیں بھی عبارت میں سے اگر ان کو نکال دیا جائے جہاں ان کا ذکر ہے تو پھر معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس جگہ آیات قرآنی یا احادیث کو درج نہ کیا جاتا تو مطلب مکمل نہ ہوتا۔ حضرت نبي سلطان باهو رضي الله عنه عبارت میں اشعار کا بر محل اور خوبصورت استعمال کرتے ہیں جس سے عبارت کا اثر دو چند ہو جاتا ہے۔

آپ رضي الله عنه کی جو کتب بازار میں تراجم کی صورت میں دستیاب ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں:

- ۱۔ ابیات سلطان باهو (پنجابی) ۲۔ دیوان باهو (فارسی) ۳۔ عین الفقر ۴۔ مجالس النبی ۵۔ کلید التوحید (کلاں)
- ۶۔ کلید التوحید (خورد) ۷۔ شمس العارفين ۸۔ امیر الکونین ۹۔ تیغ برہنہ ۱۰۔ رسالہ روحی شریف ۱۱۔ گنج الاسرار
- ۱۲۔ محکم الفقر (خورد) ۱۳۔ محکم الفقر (کلاں) ۱۴۔ اسرار قادری ۱۵۔ اورنگ شاہی ۱۶۔ جامع الاسرار
- ۱۷۔ عقل بیدار ۱۸۔ فضل اللقاء (خورد) ۱۹۔ فضل اللقاء (کلاں) ۲۰۔ مفتاح العارفين ۲۱۔ نور الہدیٰ (خورد)
- ۲۲۔ نور الہدیٰ (کلاں) ۲۳۔ توفیق ہدایت ۲۴۔ قرب دیدار ۲۵۔ عین العارفين ۲۶۔ کلید جنت ۲۷۔ محکم الفقراء
- ۲۸۔ سلطان الوہم کلاں ۲۹۔ سلطان الوہم خورد ۳۰۔ دیدار بخش ۳۱۔ کشف الاسرار ۳۲۔ محبت الاسرار۔
- ۳۳۔ طرفۃ العین

(۱) سلطان الوہم کلاں اور خورد کا نسخہ چیکب آباد (سندھ) میں سید سلطان شاہ لائبریری سے 1977 میں دریافت ہوا۔

(۲) شمس العارفين دراصل سلطان العارفين رضي الله عنه کی کتب کلید التوحید، قرب دیدار، مجموعۃ الفضل، عقل بیدار، جامع الاسرار، نور الہدیٰ، عین نما، اور فضل اللقاء سے منتخب شدہ اسباق پر مشتمل ہے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے صاحبزادے سلطان ولی محمد رضي الله عنه نے ترتیب دی تھی۔ اب سلطان العارفين رضي الله عنه کی تصنیف کے نام سے مشہور ہے۔

(۳) مناقب سلطانی اور شمس العارفين سے آپ رضي الله عنه کی چند ایسی تصانیف کے نام بھی ملتے ہیں جو اب تک نایاب ہیں۔ (۱) مجموعۃ الفضل (۲) عین نما (۳) تلمیذ الرحمن (۴) قطب الاقطاب (۵) شمس العاشقین (۶) دیوان باهو کبیر و صغیر۔ ایک ہی دیوان باهو (فارسی) دستیاب ہے یہ یا تو کبیر ہے یا صغیر۔

(۴) آپ رضي الله عنه کی واحد پنجابی کتاب جو پنجابی شاعری پر مشتمل ہے ابیات باهو کے نام سے مشہور و دستیاب ہے۔

## فصل 8

## تعلیمات

حضرت نبي سلطان باهو ۱۰۰۰ نے اپنی تعلیمات کو نہ تو تصوف اور نہ ہی طریقت بلکہ ”فقر“ کا نام دیا ہے اور راہ ”فقر“ اختیار کرنے پر زور دیا ہے۔ راہ فقر میں صاحبِ مستی مرشدِ کامل اکمل نور الہدیٰ سروری قادری کی راہبری اور راہنمائی بہت ضروری ہے۔ آپ ۱۰۰۰ فرماتے ہیں کہ مرشد بھی وہ جو پہلے دن ہی طالبِ مولیٰ کو سنہری حروف سے اسمِ اللہ ذات لکھ کر دے اور اس کے ذکر اور تصور اور مشقِ مرقوم وجودیہ کا حکم دے۔ مرشد کی توجہ، کرم اور تصورِ اسمِ اللہ ذات یا تصورِ اسمِ عجی ۱۰۰۰ سے طالب پر باطن میں دو اعلیٰ ترین مقامات دیدارِ حق تعالیٰ اور مجلسِ محمدی ۱۰۰۰ کی حضوری کھلتے ہیں باطن میں ان سے اعلیٰ کوئی اور مقامات نہیں۔ یہ مقامات صرف ان کو نصیب ہوتے ہیں جو اخلاص اور استقامت سے مرشد کی اتباع اور رضا کے مطابق راہ فقر میں اپنا سفر جاری رکھتے ہیں۔ اسمِ اللہ ذات، اسمِ عجی اور مرشدِ کامل اکمل کے بارے میں آپ ۱۰۰۰ کی تعلیمات مختصراً بیان کی جا رہی ہیں:

## اسمِ اللہ ذات

-1-

سلطان العارفين حضرت نبي سلطان باهو ۱۰۰۰ نے اپنی کتب میں علمِ تصورِ اسمِ اللہ ذات کے اسرار و



رموز کو کھول کر بیان فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی کتب میں بعض مقامات پر تصور اسم اللہ ذات کو علم اکیر اور تصور توفیق کے نام سے بھی موسوم کیا ہے۔ تصور اسم اللہ ذات تمام باطنی علوم کا معدن و مخزن ہے۔ اس سے باطن میں دو اعلیٰ ترین مقامات دیدار حق تعالیٰ اور مجلس محمدی ﷺ کی حضوری حاصل ہوتی ہے جو کہ کسی دوسرے ذکر فکر سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ باطن میں ان سے اعلیٰ اور کوئی مقامات نہیں ہیں۔

اسم اللہ اسم ذات ہے اور ذات سبحانی کے لیے خاص الخاص ہے۔ علماء و راہنما کا قول ہے کہ یہ اسم مبارک نہ تو مصدر ہے اور نہ مشتق یعنی یہ لفظ نہ تو کسی سے بنا ہے اور نہ ہی اس سے کوئی لفظ بنتا ہے اور نہ اس اسم پاک کا مجازاً اطلاق ہوتا ہے جیسا کہ دوسرے اسماء مبارک کا کسی دوسری جگہ مجازاً اطلاق کیا جاتا ہے۔ گویا یہ اسم پاک اس قسم کے کسی بھی اشتراک اور اطلاق سے پاک منزہ و مبرا ہے۔ اللہ پاک کی طرح اسم اللہ بھی احد و احد اور لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُولَدْ ہے۔

یہ اللہ کا ذاتی نام ہے جس کے ورد سے بندے کا اپنے رب سے خصوصی تعلق قائم ہوتا ہے۔ یہ اسم پاک قرآن پاک میں چار ہزار مرتبہ آیا ہے۔ عارف باللہ فقراء کے نزدیک یہی اسم اعظم ہے۔ یہ نام تمام جامع صفات کا مجموعہ ہے کہ بندہ جب اللہ کو اس نام سے پکارتا ہے تو اس میں تمام اسمائے صفات بھی آجاتے ہیں گویا وہ ایک نام لے کر اسے محض ایک نام سے نہیں معنی تمام اسمائے صفات کے ساتھ پکار لیتا ہے یہی اسم کی خصوصیت ہے جو کسی اور اسم میں نہیں ہے۔ امام رازی ﷺ نے اس نکتہ کی وضاحت بہت خوبصورت الفاظ میں کی ہے:

بے شک جب تو نے اللہ تعالیٰ کو صفت رحمت کے ساتھ پکارا یعنی رحمن یا رحیم کہا تو اس صورت میں تو نے صفت رحمت کا ذکر کیا صفت قہر کا نہیں، یونہی صفت علم کے ساتھ ”یا علیم“ کہہ کر پکارا تو صرف صفت علم کا ذکر کیا صفت قدرت کا نہیں لیکن جب تو نے اللہ کہا تو گویا تمام صفات کے ساتھ اسے پکار لیا کیونکہ اللہ ہوتا ہی وہ ہے جو تمام صفات سے متصف ہو۔ (تفسیر کبیر-1-85)

کسی چیز کی پہچان اور اس سے رابطے کا ذریعہ اس کا نام ہوتا ہے۔ نام بھی دو قسم کے ہوتے ہیں: ۱۔ ذاتی ۲۔ صفاتی۔ ایک شخص جس کا نام ”نوید“ ہے اگر اس نے حکمت کا علم سیکھ رکھا ہے تو وہ حکیم نوید کہلائے گا، اگر اس نے قرآن مجید حفظ کر رکھا ہے تو وہ حافظ نوید کہلائے گا اور اسی طرح اگر اس نے حج کر رکھا ہے تو حاجی نوید کہلائے گا۔ غرض جتنی صفات سے وہ متصف ہوتا چلا جائے گا اتنے ہی صفاتی نام اس کے اصل نام

”نوید“ کے ساتھ لگتے چلے جائیں گے۔ اس صورت میں نوید اس کا ذاتی نام ہے اور حکیم، حافظ، حاجی وغیرہ اس کے صفاتی نام ہیں کیونکہ یہ نام بعد میں اس کے ساتھ اس وقت لگے جب وہ ان صفات سے متصف ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ صفاتی نام صفاتی ذکر اذکار کا جامع ہوتا ہے اور ذاتی نام تمام صفاتی ناموں کا جامع ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ”اللہ“ ہے اور کریم، رحیم، غفور، غفار جیسے باقی تمام نام صفاتی ہیں اور یہ سب صفاتی نام اسم اللہ ذات میں جمع ہیں۔ انسان جب اللہ تعالیٰ کو اس کے ذاتی نام ”اللہ“ سے یاد کرتا ہے تو گویا وہ اللہ تعالیٰ کو اس کی جملہ صفات سے یاد کرتا ہے۔

انسان کے اندر اسم اللہ ذات اور اسماء صفات کی استعداد اور ویز ازل سے فطری طور پر موجود ہے جیسا کہ قرآن مجید میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا (البقرہ 31۔ ترجمہ: آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کا علم عطا کیا گیا) اور اس طرح تمام اسماء کا یہ علم حضرت آدم علیہ السلام سے اولاد آدم علیہ السلام میں منتقل ہوا۔ لہذا انسان جس اسم اور جس صفت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے وہ اپنے اندر اسی اسم اور اسی صفت کی استعداد کو بالفعل جاری کرتا ہے۔ اسی کو اپنے اندر نمودار کرتا ہے اور اسی کا نور اس کے دل میں چمکتا ہے مثلاً بندہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر اسم ”رحمن“ سے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی صفت رحمن کی تجلی فرماتا ہے اور اسم رحمن کا نور ذاکر کے اندر سرایت کر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جو صفت رحمانیہ تمام کائنات میں جاری و نافذ ہے اور جس کی وجہ سے تمام مخلوق کے درمیان رحم و شفقت قائم ہے وہ اپنی استعداد کے مطابق اس سے فیض یاب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیہ سے متصف ہو جاتا ہے اور نفس و آفاق میں اسم رحمن کے عمل کا عامل بن جاتا ہے۔ اسی طرح بندہ جب اللہ تعالیٰ کے اسم ”سمیع“ یا اسم ”بصیر“ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی صفات ”سمیع و بصیر“ سے اپنی استعداد کے مطابق فیض یاب ہوتا ہے اور اسے ظاہری حواس کی سماعت و بصارت کے علاوہ باطنی حواس کی سماعت و بصارت بھی حاصل ہو جاتی ہے جن سے وہ ان سنی باتیں بذریعہ الہام سنتا ہے اور ان دیکھے باطنی مقامات اور غیبی روحانی واقعات دیکھتا ہے۔ اسی طرح تمام صفات کو قیاس کر لیا جائے لیکن جب انسان اللہ تعالیٰ کو اس کے ذاتی نام یعنی اسم اللہ ذات سے یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی ذات (جو اسکی تمام صفات و اسماء کی جامع ہے) سے اس کی طرف تجلی فرماتا ہے جس سے ذاکر اللہ تعالیٰ کے ذاتی انوار کا اپنے اندر مشاہدہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے ذاتی جلوئے مشاہدے اور دیدار سے مشرف ہوتا ہے اور ذاکر کا وجود اللہ تعالیٰ کے ذاتی انوار (جو تمام

صفات کے جامع ہیں) سے منور ہو جاتا ہے۔

اسم اللہ ذات اپنے مسمیٰ ہی کی طرح یکتا بے مثل اور اپنی حیرت انگیز معنویت و کمال کی وجہ سے ایک منفرد اسم ہے۔ اس اسم کی لفظی خصوصیت یہ ہے کہ اگر اس کے حروف کو بتدریج علیحدہ کر دیا جائے تو پھر بھی اس کے معنی میں کوئی تبدیلی نہیں آتی اور ہر صورت میں ”اسم اللہ ذات“ ہی رہتا ہے۔ اسم ”اللہ“ کے شروع سے پہلا حرف ”ل“ ہٹادیں تو لہ رہ جاتا ہے اور اس کے معنی ہیں ”اللہ کے لئے“ اور یہ بھی اسم ذات ہے قرآن مجید میں ہے۔

لِلّٰهِ مَنَافِعِ السَّمٰوٰتِ وَمَنَافِعِ الْاَرْضِ

ترجمہ: ”اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔“

اور اگر اس اسم پاک کا پہلا حرف ”ل“ ہٹادیں تو ”لہ“ رہ جاتا ہے جس کے معنی ہیں ”اس کے لئے“ اور یہ بھی اسم ذات ہے۔ جیسے ارشادِ باری ہے:-

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ترجمہ: ”اسی کے لیے بادشاہت اور حمد و ستائش ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

اور اگر دوسرا حرف ”ل“ بھی ہٹادیں تو ”ہو“ رہ جاتا ہے اور یہ اسم ضمیر ہے اور اس کے معنی ہیں ”وہ“ اور یہ بھی اسم ذات ہے۔ جیسے قرآن مجید میں ہے:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۝

ترجمہ: ”وہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر ہو (ذاتِ حق تعالیٰ)۔“

اللہ تعالیٰ نے جب عالم وحدت سے عالم کثرت کی طرف ظہور فرمایا تو اپنی پہچان ”اسم اللہ ذات“ کے ذریعے کروائی۔ حدیثِ قدسی ہے:

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ

ترجمہ: میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔

پوشیدہ خزانہ سے مراد یہ ہے کہ ذاتِ الہی ”ذات، اسماء و صفات“ سمیت پوشیدہ و مخفی تھی پھر ”ذات“ کے اندر جذبہ پیدا ہوا جس کی طرف بظاہر ”فَاحْبَبْتُ“ کے سادہ سے لفظ کے ذریعہ اشارہ کیا گیا ہے یعنی ”تو میں نے چاہا“ مگر یہ چاہت اس شدت کے ساتھ ظہور میں آئی کہ صوفیاء کرام نے اسے عشق سے تعبیر کیا ہے۔ محبت میں

اگر ”شدت“ پیدا ہو جائے تو وہ ”عشق“ بن جاتا ہے اور یہ جذبہء عشق ہی تھا جس سے انسان کی تخلیق ہوئی اور یہ کائنات وجود میں آئی اور انسان کی تخلیق کا مقصد اللہ پاک کی پہچان اور معرفت کا حصول ٹھہرا جیسا کہ اس نے فرمایا کہ ”میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا فرمایا۔“

✽ سلطان العارفين، سلطان الفکر حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”جب حق سبحانہ و تعالیٰ نے چاہا (کہ اس کی پہچان ہو، اسے کوئی پہچاننے والا ہو) تو خود سے اسم ذات جدا کیا (خود کو اسم اللہ ذات کی صورت میں ظاہر فرمایا) اور اس سے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا اور اپنی قدرت توحید کے آئینہ (نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم) میں دیکھا تو نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے ہی اپنے آپ پر (نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں اپنے تعین پر) مشتاق و مائل و فریفتہ ہوا اور اپنی ہی بارگاہ سے رب الارباب حبیب اللہ کا خطاب پایا اور نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے گل مخلوقات کی ارواح کو پیدا فرمایا۔“ (عین الفقر)

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے ہی آئینہ قدرت میں خود کو صورت احمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھا تو اپنے اس روپ پر خود ہی عاشق اور فریفتہ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کا یہی عشق نور احمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا جوہر خاص بنا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ”امر کن“ فرما کر نور احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام عالم کی کل مخلوق کی ارواح کو پیدا فرمایا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے:

”أَنَا مِنْ نُورِ اللَّهِ تَعَالَى وَكُلُّ خَلْقٍ مِنْ نُورِي“

ترجمہ: ”میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے۔“

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور مبارک سے جب تمام ارواح کو پیدا کیا گیا تو عشق الہی کا جوہر خاص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت سے ارواح انسانی کے حصے میں آیا اور جب اپنے حسن و جمال کے اظہار کے لیے اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح کو اپنے روبرو صف آرا فرمایا تو خود کو اسم اللہ ذات کی صورت میں جلوہ گر فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے۔ اس لیے وہ اسم میں بھی اور ذات میں بھی واحد اور احد ہے۔ تمام ارواح اللہ تعالیٰ کے حسن بے مثال و لامحدود کو دیکھ کر دنگ رہ گئیں اور حسن مطلق کی تعریف و ذکر میں مجوہ ہو گئیں۔ یہی تعریف ذکر اسم اللہ ذات اور دیدار الہی جملہ ارواح کا رزق بنا اور وہ اسی رزق پر پلنے لگیں۔ اظہار جمال کے بعد مزید شفقت و مہربانی فرمائی اور اس کے متعلق قرآن میں بیان بھی فرما دیا تاکہ مخلوق اپنے خالق کی مکمل پہچان اور معرفت حاصل کر لے۔ فرمایا:

﴿ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ﴾ (الاعراف-172)

ترجمہ: کیا میں تمہارا پالنے والا نہیں ہوں؟ (یعنی کیا تم میرے حسن و جمال کے جلوؤں، دیدار اور میرے ذکر پر پل نہیں رہے ہو؟)

اس وقت تمام ارواح کی آنکھیں نورِ اسمِ اللہ ذات سے منور اور مدہوش تھیں اور ہر کدورت اور آلائش سے پاک تھیں اس لیے سب نے یک زبان ہو کر جواب دیا:

﴿ قَالُوا بَلَىٰ ﴾ (الاعراف-172) ترجمہ: ”کہا، ہاں کیوں نہیں! (تو ہی پالنے والا ہے)“

یعنی ہاں! اے ہمارے رب ہم تیرے حسن و جمال کے جلوؤں، تیرے دیدار اور تیرے ذکر پر نہیں پل رہے ہیں تو اور کس پر پل رہے ہیں؟

سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو ۛ اور دوسرے صوفیاء کرام روح کی حقیقت ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟“ تو سب نے یک زبان جواب دیا ”ہاں یا اللہ تو ہی ہمارا رب ہے“ قابلِ غور بات یہ ہے کہ کسی بھی سوال کا جواب دینے کے لیے کان، سونج، سمجھ اور زبان کا ہونا ضروری ہے اور اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ روح کا مکمل وجود ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں بارہا ذکر ہے فرمانِ حق تعالیٰ ہے:

﴿ ترجمہ: ”بے شک ہم نے کثرت سے ایسے جن اور انسان پیدا کیے ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے یہ اس لیے کہ ان کے پاس قلب (بمعنی روح) ہے لیکن یہ لوگ قلب کی تحقیق نہیں کرتے، ان کے پاس (روح کی) آنکھیں تو ہیں لیکن یہ ان آنکھوں سے دیکھتے نہیں (روح کے) کان تو ہیں لیکن یہ لوگ ان کانوں سے سنتے نہیں، یہ لوگ چوپائے حیوانوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر گمراہ ہیں کہ یہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔“ ﴾ (الاعراف-179)

﴿ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا ”گو نگے، بہرے اور اندھے ہیں یہ ہرگز راہِ راست پر نہیں آئیں گے۔“ ﴾ (البقرہ-18)

ان چند آیات کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کی ظاہری بصارت، گویائی اور سماعت کے علاوہ بھی انسان کے پاس ایسے حواس موجود ہیں جن کا تعلق اس کے باطن یعنی روح سے ہے۔

ان چند آیات کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کی ظاہری بصارت، گویائی اور سماعت کے علاوہ بھی انسان کے



پاس ایسے حواس موجود ہیں جن کا تعلق اس کے باطن یعنی روح سے ہے۔ جس طرح عالم خلق میں کسی بھی چیز کو پہچاننے کے لیے دونوروں کی ضرورت ہوتی ہے ایک آنکھ کا نور یعنی بینائی اور دوسری روشنی، اگر ان دونوں میں سے ایک ختم ہو جائے تو انسان کسی چیز کو نہیں پہچان سکتا، اندھا ہو جائے یا گھپ اندھیرا ہو دونوں صورتوں میں کسی شے کی پہچان حاصل نہیں ہو سکتی اسی طرح عالم ارواح میں بھی دونور موجود تھے ایک روح کی آنکھ جو پہلے ثابت کی گئی ہے دوسرا نور اللہ تبارک و تعالیٰ کے نام کا نور ہے جس کے بارے میں ارشاد ہے ترجمہ: ”اللَّهُ“ (اسم ذات) نور ہے زمین اور آسمان کا“ (النور۔ 35)

أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ أَوْ قَالُوا بَلَىٰ كَاسْوَالِ وَجَوَابِ كَ بَعْدَ اللّٰهِ تَعَالَىٰ نَے اِپنَے عَشَقِ كِ نِهَائِیْتِ بَهَارِی اَمَانَتِ اُٹھانے كِ مَشَقَّتِ اِن اِرْوَا حِ پَر ڈالنی چاہی اور فرمایا: ”كُونِ هِے جَوِ مِیرَے عَشَقِ كِ اَمَانَتِ كَا بَارَا اُٹھائے گا؟ كُونِ مِیرَا عَشَقِ بِنَا هِے؟“ لیكِن اِرْوَا حِ اِنسَانِ كَے سَوَاسِبِ مَخْلُوقَاتِ كِ اِرْوَا حِ نَے اِس بَارَا اَمَانَتِ كُو اُٹھانے سَے اِپنی عَاجِزِی ظَا هِر كَر دِی كِیوں كَے عَشَقِ اِلٰهِي كِ اَمَانَتِ كُوئی مَعْمُولِی اَمَانَتِ نِہِے هِے۔ اِس مِیں تُو جَان سَے جَانَا پڑتا هِے۔ سَرَفِ اِنسَانِ هِی تَھَا جُو عَشَقِ اِلٰهِي كِ آگِ مِیں كُو دِگِیَا۔ اِس وَاقِعَہ كُو قُرْآنِ مَجِیدِ مِیں یوں بِیَانِ فرمایَا گِیَا هِے:

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ۝ (الاحزاب۔ 72)

ترجمہ: ”ہم نے بار امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا۔ سب نے اس کے اٹھانے سے عاجزی ظاہر کی لیکن انسان نے اسے اٹھالیا۔ بے شک وہ (اپنے نفس کے لیے) ظالم اور نادان ہے۔“ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ یہ امانت اسم اللہ ذات ہے۔

المختصر پھر انسان نے جب اللہ تعالیٰ کے روبرو سر محفل اس کے عشق کا دم بھر لیا تو اللہ تعالیٰ نے ہجر و فراق کی بھٹی میں ڈال کر اس کے جذبہ عشق کی صداقت کو پرکھنا چاہا اور انسان کو عنصری جسم دے کر اس دنیا کے دار الامتحان میں لاکھڑا کیا اور اسے أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ سے أَشْفَلِ سَفِيلِينَ میں اتارا اور اس کی فطرت نورانی میں نار شیطانی، خواہشات نفسانی اور کدورت و آلائش دنیا فانی ملا دی اور ارواح کی طاقت ایفاء، اخلاص وعدہ بلسی اور قوت اقرار عبودیت کی پوری پوری پرکھ اور آزمائش فرمائی اور ان ارواح کو بہشت قرب وصال اور جنت حضور سے نکال کر نفس اور شیطان کے ہاتھوں میں اس کی ڈوریں دے دیں اور اسے دنیا کے کمرہ امتحان میں لاکھڑا کیا۔ انسان جب دنیا کے دار الامتحان میں اترتا تو اسے بالکل نئے اور اجنبی ماحول کا سامنا کرنا پڑا کیوں کہ

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی اصل پر ایک پردہ ڈال دیا ہے جو اسے محفوظ رکھتا ہے اور اس کی پہچان کا ذریعہ بھی ہے۔ اس پردے کو اس چیز کا ظاہر اور اس کی اصل کو اس چیز کا باطن کہا جاتا ہے۔ مثلاً بادام کو لے لیجئے۔ اس کی اصل (یعنی مغز) پر لکڑی کا ایک سخت غلاف چڑھا دیا گیا جو اس کا ظاہر ہے۔ یہ ظاہر اس کی حفاظت بھی کرتا ہے اور اس کی پہچان کا ذریعہ بھی ہے۔ اسی طرح مالٹے اور کیلے کی اصل پر ایک غلاف چڑھا ہوا ہے جس کی ساخت کا مادہ (Material) اس کی اصل کے مادہ سے مختلف ہے۔ یہ غلاف ان کی اصل کی حفاظت اور پہچان کا ذریعہ ہے۔ اگر دنیاوی زندگی میں چیزوں کی اصل پر یہ حفاظتی پردے نہ ہوں تو چیزیں ضائع و برباد ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح انسانی روح سے بھی یہی سلوک کیا گیا ہے کہ اسے دنیا کے مادی سفلی جہان کا مادی عنصری سفلی جسم دے دیا گیا ہے جو اس کے لطیف روحانی جسم کے لیے بمنزلہ پوست، چھلکے یا ”لباس“ کے ہے اور اس مادی دنیا میں اس کے رہنے سہنے، چلنے پھرنے اور کام کرنے کے لیے سواری کا کام دیتا ہے اور اس سواری کی باگ ڈور انسان کے لطیف روحانی جسم کے حوالے کر دی گئی ہے۔ ساتھ ہی اس پر تین شکاری (نفس، شیطان اور دنیا) چھوڑ دیئے گئے جو اس کو گھیر کر اس سے اللہ تعالیٰ کی امانت ضائع کرانے کے درپے ہیں۔ اگر انسان اپنی سواری (ظاہری عنصری حیوانی جسم) کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے تو بلاشبہ صراطِ مستقیم پر رہے گا اور اپنے مقصدِ حیات کو پا لے گا۔ اس کے برعکس اگر شیطان و نفس اور دنیا جیسے دشمنوں نے اس پر غلبہ پا کر سواری کی باگ ڈور اس سے چھین لی تو وہ اس امتحان میں یقیناً ناکام ہو جائے گا اور ہمیشہ کی ذلت سے دوچار ہو جائے گا۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

✽ انسان کا ظاہر اس کی صورت اور جسد (جسم) ہے اور انسان کا باطن اس کی روح ہے۔ جسد اور ہے اور روح اور ہے۔ حالانکہ متکلم انسان واحد ہے۔۔۔۔۔ انسان کے جسد کی پرورش کی جائے اور شجرہٴ روح کو پانی نہ ملے تو روح کا پودا خشک ہو جائے گا اور جسم کا درخت تازہ اور فرہہ ہو جائے گا۔ صفاتِ حیوانیت غالب آ جائیں گی اور صفاتِ روح مغلوب ہو جائیں گی اسی طرح جب روح کی پرورش (ذکر و تصور اسمِ اللہ ذات) سے کی جاتی ہے تو صفاتِ روح صفاتِ بشریت پر غالب آ جاتی ہیں۔ (شرح فصوص الحکم والایقان صفحہ 107)

✽ دینِ قہیم دراصل روح کے جسم پر غالب آنے کا نام ہے۔ (ایضاً صفحہ 141)

گویا اس دنیا میں انسان دو جسموں کا مجموعہ ہے ایک مادی عنصری جسم ہے جس کی پیدائش انسانی نطفے سے ہے اور یہ عالمِ خلق کی چیز ہے۔ دوسرا علوی لطیف روحانی جسم ہے جسے روح کہا گیا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے عالمِ امر کی چیز ہے۔ ہر دو جسموں کا میلان اور رجحان اپنی اصل کی طرف رہتا ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے:

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

❁ كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ إِلَىٰ أَصْلِهِ (حدیث نبوی ﷺ)

ترجمہ ”ہر چیز اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے۔“

مادی حیوانی جسم کی بناوٹ و ترکیب چونکہ مادی دنیا کی اشیاء اور مادی عناصر (ٹھوس، مائع، گیس) سے ہے اس لیے اس کا میلان و رجحان دنیا اور مادی غذاؤں کی طرف رہتا ہے جو کہ عام حیوانات کا خاصہ ہے۔ ان سب مادی سفلی غذا کھانے والوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ”ذَاتِیۃ“ کہہ کر پکارا ہے اور اس حیوانی جسم کے رزق کے متعلق فرمایا ہے کہ:

❁ وَمَا مِنْ ذَاتِیۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلٰی اللّٰهِ رِزْقُهَا ۝ (سورۃ صود۔ 6)

ترجمہ: ”نہیں ہے زمین میں کوئی حیوان مگر اس کا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔“

حیوانی جسم کا یہ رزق اللہ تعالیٰ نے ازل سے ہی مقرر فرما دیا ہے اور عام حالات میں اس میں کمی یا بیشی نہیں ہوتی، چاہے اس کے لیے جتنی بھی کوشش اور جتن کر لیے جائیں، جتنے مکر و فریب اور حیلے کر لیے جائیں یہ رزق نہیں بڑھتا۔ البتہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں بے ریا خرچ کرنے سے یہ روزی دس گنا سے ستر گنا تک بڑھادی جاتی ہے۔ اس روزی کی ترسیل کا انتظام بھی مکمل ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ یہ رزق بندے کو اس طرح تلاش کر کے پہنچتا ہے جس طرح کہ موت۔ جب تک بندہ اپنے حصے کی روزی اس دنیا میں وصول نہیں کر لیتا اسے موت نہیں آتی۔ اس روزی کی ترسیل کے اللہ تعالیٰ نے دو راستے رکھے ہیں۔ ایک راستہ توکل کا ہے اور دوسرا راستہ مشقت کا ہے۔ جو شخص روزی کے بکھیروں اور تفکرات سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کی طلب اور جستجو میں یہ سوچ کر لگ جاتا ہے کہ روزی تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہ جیسے اور جس طرح چاہے گا پہنچاتا رہے گا مجھے اس کے لیے سرگردانی کی ضرورت نہیں ہے تو وہ شخص متوکل ہے لیکن جس شخص کا ایمان کمزور ہے اور وہ اللہ پر بھروسہ اور توکل نہیں کرتا اور اس کی نظر اسباب پر لگی رہتی ہے تو اس کے متعلق فرمان حق تعالیٰ ہے:

❁ وَكَانَ مِنْ ذَاتِیۃٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ یَرْزُقُهَا وَاِنَّا لَكٰمٌ ۝ (عنکبوت۔ 60)

ترجمہ: ”اور غور کرو کہ جانور اپنی روزی اپنے ساتھ ساتھ اٹھائے نہیں پھرتے اللہ انہیں روزی دیتا ہے اور تمہیں بھی دینے والا ہے (یعنی تم اللہ پر توکل کیوں نہیں کرتے؟)۔“

اب جو مشقت کی راہ سے روزی وصول کرتا ہے اس کے لیے مشقت کی کروڑوں قسمیں پیدا کر دی گئی ہیں۔ جس قسم کی مشقت کی طرف رجوع کرے گا اسی طرف سے روزی بھیج دی جائے گی۔ کھیتی باڑی کرے،

ملازمت کرے، تجارت کرے، یا دستی مزدوری کرے اسے ہر قسم کے انتخاب کی آزادی ہے۔ پھر مشقت کے بھی دوراستے ہیں ایک حرام کا راستہ اور دوسرا حلال کا، اگر حلال کی طرف رجوع کرے گا تو حلال کے تمام ذرائع و اسباب اسے مہیا کر دیئے جائیں گے اور اگر حرام کی طرف رجوع کرے گا تو حرام کے تمام ذرائع اور اسباب اسے مہیا کر دیئے جائیں گے اس طرح اس کی اپنی پسند کے ذرائع سے اسے روزی پہنچائی جاتی ہے۔ مشقت کی راہ بہر حال اچھی نہیں ہے کہ اس میں خطرہ ہی خطرہ ہے۔ سلطان العارفين حضرت نبي سلطان باهو برهه فرماتے ہیں:

❖ ”رزقِ حلال پر حساب ہے اور رزقِ حرام پر عذاب ہے۔“

حالانکہ انسان کو اس کے حیوانی جسم کی روزی سے بے غم کر دیا گیا ہے لیکن افسوس کہ انسان اتنا بد عقیدہ ہو گیا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی ضمانت پر اعتماد نہیں ہے اور رات دن اپنے زور بازو کے سہارے اپنے مقدر کیے ہوئے رزق میں اضافہ کرنے پر تظار ہتا ہے جو قطعاً ناممکن ہے۔

دوسری طرف انسان کا لطیف روحانی جسم چونکہ اللہ تعالیٰ کے عالمِ امر کی چیز ہے اس لیے اس کا طبعی میلان اور رجحان اللہ تعالیٰ کی معرفت، قرب، وصال اور محبتِ الہی کی طرف رہتا ہے اور اس کی روزی (رزق) ذکر و تصورِ اسمِ اللہ ذات ہے جس کی طرف قرآن و حدیث میں بار بار توجہ دلانی گئی ہے کیونکہ صرف قبل و قال یا ظاہری تقلید اور ظاہری اشغال سے نہ اللہ تعالیٰ کی پہچان ہو سکتی ہے اور نہ ہی ظاہری کتابی علم سے نبی ﷺ کی نبوت اور رسالت اور اسکی مخصوص روحانی قوت یا معجزات کا پتہ لگ سکتا ہے اور نہ ہی ”وحی“ کی حقیقت اور ”معراج“ کی کہنہ اور حقیقت معلوم ہو سکتی ہے۔ اسی لیے تو ظاہری علماء نبی کے علمِ غیب، دنیا میں دیدارِ الہی، معراج کی حقیقت اور معجزات وغیرہ اور دیگر مسائل کے بارے میں تمام عمر جھگڑتے رہتے ہیں۔ ان تمام حقائق اور باطنی رموز سے پردہ اٹھانے کے لیے سب سے بہترین اور آسان راستہ ذکر و تصورِ اسمِ اللہ ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قرب، مشاہدہ، وصالِ الہی اور دیدار کا راستہ بغیر ذکر و تصورِ اسمِ اللہ ذات ہرگز نہیں کھلتا جو دل کی زندگی کا باعث ہے۔

## ذکر و تصورِ اسمِ اللہ ذات کیا ہے؟

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❖ اَلَّذِي كَرَّمَ اللَّهُ تَطْمِئِنُّ الْقُلُوبُ ○

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

ترجمہ: بیشک ”ذکر اللہ“ (ذکر اسم اللہ ذات) سے ہی دلوں کو اطمینان اور سکون حاصل ہوتا ہے۔

(الرعد-28)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ ۗ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ﴾ (النفاق-9)

ترجمہ: ”اے ایمان والو تمہارے مال اور اولادیں تم کو ذکر اللہ سے غافل نہ کر دیں جو لوگ ایسا کریں وہی خسارہ پانے والے ہیں۔“

﴿وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (الجمعة-10)

ترجمہ: اور کثرت سے ”اسم اللہ“ کا ذکر کیا کرو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا﴾ (الاحزاب-41)

ترجمہ: اے ایمان والو ذکر اللہ کثرت سے کیا کرو۔

﴿وَالذَّكِرِينَ اللَّهُ كَثِيرًا وَالذِّكْرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾ (الاحزاب-35)

ترجمہ: کثرت سے اسم اللہ کا ذکر کرنے والے مردوں اور عورتوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے بڑی مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُون﴾ (البقرہ-152)

ترجمہ: تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔

﴿وَمَنْ يَعْصِمْ بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾ (آل عمران-101)

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ (یعنی اسم اللہ ذات) کو مضبوطی سے پکڑ لیتا ہے پس تحقیق وہ صراطِ مستقیم پر

ہدایت پا جاتا ہے۔

﴿حَفِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوَسْطَى﴾ (البقرہ-238)

ترجمہ: اپنی نمازوں (یعنی پنجگانہ نمازوں) کی حفاظت کرو اور خاص کر وسطی نماز (قلبی ذکر اللہ) کی۔

مزید فرمان الہی ہے:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ

ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ﴾ (المائدہ-91)

ترجمہ: ”بے شک شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب و جوئے کے ذریعہ تم کو ایک دوسرے کا دشمن بنائے



اور تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف بغض پیدا کر دے اور وہ تمہیں ذکرِ اسمِ اللہ اور نماز سے روکے۔

اس کے برعکس ذکرِ اللہ سے گریز کرنے والے انسان کو گمراہ اور غافل قرار دیا گیا ہے اور عذاب کی وعید سنائی گئی ہے اور اس شخص کی پیروی سے منع کیا گیا ہے۔

﴿ فَأَعْرِضْ عَنْ مَنْ تَوَلَّى لَا عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۚ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ط

﴿ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۗ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدَى ۝ (النجم-30، 29)

ترجمہ: ”پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص سے کنارہ کشی اختیار فرمائیں جس نے ہمارے ذکر سے روگردانی کی اور محض دنیا کی زندگی کو ہی اپنا مقصود بنایا۔ یہی اس نادان کے علم کی پہنچ ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ راستہ بھٹکنے والوں اور سیدھا راستہ چلنے والوں کو خوب جانتا ہے۔“

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

﴿ الْأَنْفَاسُ مَعْدُودَةٌ وَكُلُّ نَفْسٍ يَخْرُجُ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى فَهِيَ مَيِّتٌ

ترجمہ: سانس گنتی کے ہیں اور جو سانس ذکرِ اللہ کے بغیر نکلے وہ مردہ ہے۔

﴿ سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جو دم غافل سو دم کافر سانوں مرشد ایہہ پڑھایا ھو

قلبی ذکر اللہ کی اس دائمی نماز کی غرض و غایت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بیان فرمائی ہے کہ

﴿ لِكُلِّ شَيْءٍ مُّصْقِلَةٌ وَمُصْقِلَةُ الْقَلْبِ ذِكْرُ اللَّهِ تَعَالَى ۝

ترجمہ: ہر چیز کے لیے صیقل (صفائی کرنے والی چیز) ہے اور دل کی صیقل اسمِ اللہ کا ذکر ہے۔

گویا دل کی صفائی اور پاکیزگی کے لیے ذکرِ اللہ کو فرض کیا گیا ہے کیونکہ دل ہی وہ آئینہ ہے جس میں

دیدارِ الہی کے جلوے ہویدا ہوتے ہیں۔ لہذا ہمیں ہر وقت ذکر و تصور ”اسمِ اللہ ذات“ میں مشغول رہ کر اپنے

دلوں کو روشن رکھنے کی ضرورت ہے تاکہ قَالُوا بَلَىٰ كَا وَعَدَهُ اِيْقَاءَ هُوَسْكَ۔

﴿ سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث مبارکہ کی شرح میں فرماتے ہیں:

دل کر صیقل شیشے وانگوں باھو، دور تھیوں گل پردے ھو

ترجمہ: اپنے دل کو آئینہ کی طرح پاک و صاف کر لے تو تیرے تمام حجابات دور ہو جائیں گے کیونکہ آئینہ جتنا

صاف ہوتا ہے عکس اتنا ہی واضح نظر آتا ہے۔

مندرجہ بالا آیات، احادیث قدسی اور احادیث مبارکہ سے یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ ذکرِ اللہ سے بڑھ کر کوئی عبادت افضل نہیں ہے لیکن وہ کون سا ذکر ہے جس سے انسان کو اپنی پہچان نصیب ہوتی ہے اور پھر انسان کو اپنی پہچان کے نصیب آتے ہی اللہ تعالیٰ کی پہچان نصیب ہو جاتی ہے۔ (مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ) جس نے اپنے نفس کو یعنی خود کو پہچان لیا اس نے درحقیقت اپنے رب کو پہچان لیا۔ حدیث شریف) ایک ذکرِ لسانی ہے جو زبان سے کیا جاتا ہے اس میں تلاوتِ کلامِ پاک، کلمہ پاک، درود پاک اور وہ تمام اذکار ہیں جو زبان سے کیے جاتے ہیں۔ زبانی ذکر سے درجات اور ثواب تو حاصل ہوتا ہے لیکن قلب یا من کے قفل کو کھولنے والا ذکر، ذکرِ پاسِ انفاس (سانسوں سے اسمِ اللہ ذات کا ذکر اور تصور) ہے جسے سلطان الاذکار کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ نماز اسلام کا دوسرا رکن ہے لیکن ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ ”حضورِ قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی“ اور ”نماز مومن کی معراج ہے“۔ نماز کا ظاہر الفاظ کا مجموعہ ہے جسے مخصوص آداب کے ساتھ پڑھا جاتا ہے لیکن نماز کا باطن دیدارِ الہی اور قربِ الہی ہے جس کے حصول کے بعد ہی نماز معراج بنتی ہے اور یہ مرتبہ صرف سلطان الاذکار کے ذکر سے حاصل ہوتا ہے۔ نماز بھی ذکر ہی کی ایک قسم ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ۝ (طہ-14) ترجمہ: میرے ذکر کے لیے نماز قائم کرو۔

نماز پر ہی اکتفا نہیں کرنا بلکہ ہر لمحہ ذکرِ اللہ کرتے رہنا ہے۔

❁ فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَادْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ ۝ (النساء-103)

ترجمہ: پھر جب تم نماز ادا کر چکو تو کھڑے، بیٹھے اور کروٹوں کے بل لیٹے ذکرِ اللہ کرو۔

اس آیت مبارکہ میں کروٹوں کے بل لیٹنے سے مراد سونا ہے یعنی سوتے ہوئے بھی ذکرِ اللہ کرنا ہے

اور سوتے ہوئے صرف ذکرِ پاسِ انفاس (ذکرِ خفی) ہی ہو سکتا ہے کیونکہ سانس کسی لمحہ بھی بند نہیں ہوتی۔

❁ پھر ذکر کس طرح کرنا ہے اس کا بھی اعلان فرما دیا:

وَأذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا أَنْسَيْتَ ۝ (الکہف-24)

ترجمہ: اپنے رب کا ذکر اتنی محویت سے کر کہ تجھے اپنی بھی خبر نہ رہے۔

❁ پھر کس کا ذکر کرنا ہے اس کا بھی اعلان فرما دیا:

وَأذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَيَّنَ إِلَيْهِ تَبَيُّنًا ۝ (مزل-8)

ترجمہ: (اے محبوب ﷺ) اور اپنے رب کے نام (اسم اللہ) کا ذکر کرو اور سب سے الگ ہو کر اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۝ (الاعلیٰ 01)

ترجمہ: (اے محبوب ﷺ) اپنے رب کے نام (اسم اللہ) کی تسبیح بیان کرو جو سب سے اعلیٰ ہے۔

پھر پہلی وحی میں بھی اسم اللہ کے ذکر کا حکم ہے۔

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ (العلق 01)

ترجمہ: پڑھا اپنے رب کے نام (اسم اللہ) سے جس نے خلق کو پیدا کیا۔

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۝ (حاثہ 52، واقہ 96 اور 74)

ترجمہ: (اے محبوب ﷺ) اپنے رب عظیم کے نام (اسم اللہ) کی تسبیح بیان کرو۔

اب یہ ذکر کس طرح کرنا ہے اس کا بھی اعلان فرما دیا:

وَأَذْكُرُّ رَبِّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ

مِنَ الْغَافِلِينَ ۝ (اعراف 205)

ترجمہ: اور صبح و شام ذکر کرو اپنے رب کا دل میں، سانسوں کے ذریعہ، بغیر آواز نکالے خفیہ طریقے

سے، عاجزی کے ساتھ اور غافلین میں سے مت بنو۔

ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً ۚ إِنَّهُ لَا يَحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ (اعراف 55)

ترجمہ: اپنے رب کا ذکر کرو خفیہ طریقے سے اور عاجزی سے، بے شک حد سے بڑھنے والوں کو اللہ

پسند نہیں کرتا۔

ذکر خفی سے غافل اور اس کا علم نہ رکھنے والے انسان کی پیروی اور اتباع سے منع کیا گیا ہے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ

عَنْهُمْ ۚ تَرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تَطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ۝

(الکہف 28)

ترجمہ: ”(اے محبوب ﷺ) آپ ان لوگوں کے ساتھ رہا کریں جو رات دن اپنے رب کی بارگاہ

میں دیدار الہی کی خاطر التجا کرتے رہتے ہیں۔ اُن کو چھوڑ کر آپ ﷺ کی آنکھیں زینت دنیا کی تلاش میں نہ

پھرا کریں اور اس کا کہا ہرگز نہ مانیں جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے وہ تو خواہشاتِ نفس کا غلام ہے اور اس کا کام ہی حدیں پھلانگنا ہے۔“

حاصل کلام یہ ہے کہ مقصدِ حیات یعنی معرفتِ حق تعالیٰ کے لیے، روح کی ترقی و بالیدگی کے لیے، قلبِ سلیم اور اطمینانِ قلب کے لیے اپنے اندر نورِ بصیرت کی تکمیل کے لیے، رضائے الہی اور معراج کے لیے اسمِ اللہ ذات کی طلب کرنا اور پھر اس کا ذکر اور تصور کرنا ہر مومن اور مسلمان کے لیے لازم ہے۔ اس کے بغیر نہ کوئی راستہ ہے اور نہ کوئی منزل۔ جب انسان ذکر اور تصور اسمِ اللہ ذات سے اعراض کرتا ہے تو اس کے وجود پر نفس اور شیطان قبضہ جمالیتے ہیں اور دل و دماغ کو اپنے قبضے اور تصرف میں لے لیتے ہیں اور سارے وجود پر اس طرح چھا جاتے ہیں جس طرح ”اکاس بیل“ (عشقِ بیچاں کی بیل) پورے درخت کو گھیر لیتی ہے اس طرح انسان کے رگ و ریشے اور نس نس میں شیطان دھنس جاتا ہے اور اسے حق نظر نہیں آتا کیونکہ اس کی باطنی روزی (روح کی غذا) تنگ ہو جاتی ہے۔

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

﴿ وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى ﴾ (سورۃ طہ 124)

ترجمہ: جس شخص نے میرے ذکر سے اعراض کیا پس اس کی (باطنی یعنی روح کی) روزی تنگ کر دی جاتی ہے اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔

یعنی جسے اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی پہچان حاصل نہیں ہوتی وہ روحانی طور پر اندھا رہتا ہے اسی لیے اسے قیامت کے دن بھی اللہ تعالیٰ کی پہچان حاصل نہیں ہوگی اور اسے اندھا کر کے اٹھایا جائے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَى ﴾ (بنی اسرائیل 72)

ترجمہ: اور جو اس دنیا میں اندھا ہے آخرت میں بھی اندھا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق محض اس غرض سے کی کہ اُس کی پہچان ہو۔ اس کے جلال و جمال کے جلوے آشکار ہوں اور اس کے حسن و جمال پر مر مٹنے والا کوئی عاشق ہو۔ سو انسان کی پیدائش کی اصل غرض و غایت اللہ کی معرفت اور پہچان ٹھہری۔ کسی چیز کی پہچان کا سب سے اعلیٰ اور عمدہ ذریعہ آنکھ اور بصارت ہے اور

”دیکھنے“ سے کسی بھی چیز کی پوری پوری پہچان ہو جایا کرتی ہے۔ دیگر حواس اور اعضاء شناخت کے کمزور اور ناقص آلے ہیں اس لیے آنکھ سے کیا جانے والا تصور اور سانسوں سے کیا جانے والا ذکرب سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ صرف یہی ذریعہ معرفت اور وسیلہ دیدار پروردگار ہے۔ تصور سے اسم اللہ ذات کو اپنے دل پر نقش کرنے سے یہ انسان کی باطنی شخصیت (روح) پر اثر انداز ہو کر اسے زندہ اور بیدار کرتا ہے اور اس طرح تصور اور ذکر اپنے ”حقیقی مقام“ (روح) پر مرکوز ہوتا ہے۔ دوسرے طریقوں پر ذکر کرنے سے ذاکر اپنے اصلی مقصد اور حقیقی غرض سے بہت دور رہتا ہے۔ گویا ذکر کا اصل مقصد ”باطنی آنکھ“ (روح) کو بیدار کرنا ہے اور جب سالک کی باطنی آنکھ کھل جاتی ہے تو اسے ”نور بصیرت“ حاصل ہو جاتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی پہچان اور معرفت حاصل ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی جلوے اور مشاہدے میں محو ہو جاتا ہے۔

## ذکر اور تصور کیا ہے؟

تصور کے لغوی معنی خیال، دھیان، تفکر اور مراقبہ کے ہیں۔ ذکر اور تصور کا باہمی رشتہ ایک تانے بانے کی مانند ہے اور ان کو ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں کیا جاسکتا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا دل ہر وقت کچھ نہ کچھ سوچتا رہتا ہے۔ کسی نہ کسی چیز کے خیال میں محو رہتا ہے، ایک لمحہ بھی خالی نہیں رہ سکتا۔ یہ ذکر کی قسم ہے اور جن چیزوں کے متعلق ہمارا دل سوچتا ہے ان کی شکلیں ہمارے سامنے آ جاتی ہیں۔ اگر بیوی بچوں کے متعلق سوچتا ہے تو وہ آنکھوں کے سامنے آ جاتے ہیں اور گھر کے بارے میں سوچتا ہے تو گھر سامنے آ جاتا ہے اسے ”تصور“ کہتے ہیں۔ ذکر و تصور کا یہ سلسلہ مسلسل اور لگاتار جاری رہتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دنیا، دنیا کے لوگوں اور دنیا کی اشیاء سے ہماری محبت اور رشتہ مضبوط ہوتا چلا جاتا ہے۔ مختصر یہ کہ یہی تعلق اور لگاؤ ذکر اور تصور ہے۔ صوفیاء کرام ذکر اور تصور کے اس دنیاوی رُخ کو روحانی رُخ کی طرف موڑ کر واصل باللہ ہونے کا طریقہ ذکر اور تصور اسم اللہ ذات کی صورت میں بتاتے ہیں۔ سورۃ منزل کی اس آیت وَتَبَيَّنَ لِلْيَعِزِّ تَبَيَّنًا (ترجمہ: اور سب سے الگ ہو کر اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ) میں اسی طرف اشارہ ہے۔ جس طرح لوہے کو لوہا کاٹتا ہے اور پانی کی بہتات سے پڑمردہ (مرجھائی، سوکھی ہوئی) فصل پانی ہی سے ہری بھری ہو جاتی ہے اسی طرح ذکر کو ذکر اور تصور کو تصور کاٹتا ہے۔ ضرورت صرف ذکر اور تصور کے رُخ کو بدلنے کی ہے۔ اگر ہم دنیا اور اس کی فانی اشیاء اور



اشکال کی بجائے اسمِ اللہ ذات کا ذکر اور تصور کریں تو ہمارا اس دنیا اور اس کی اشیاء سے لگاؤ اور محبت ٹوٹ کر اللہ سے عشق و محبت پیدا ہو جاتا ہے اور انسان کے قلب میں پوشیدہ امانتِ حق تعالیٰ ظاہر ہو جاتی ہے۔

## اسمِ اللہ ذات اور فقراء

✽ پیرانِ پیر دستگیر سیدنا غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”جب ایک بار دل سے کہا جائے ”اللہ“ پھر دل میں غیر باقی نہ رہے“ اور دوسری جگہ فرماتے ہیں ”جب کسی کے دل میں اسمِ اللہ ذات آجاتا ہے تو اس سے دو چیزیں پیدا ہوتی ہیں ایک نار اور دوسری نور، نار سے تمام غیر اللہ تصورات و مادی محبتیں جل جاتی ہیں اور نور سے دل منور آئینہ بن جاتا ہے۔“ (الفتح الربانی)

✽ سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ملفوظاتِ غوثیہ میں ایک روایت بیان فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ ملک شام کی مسجد میں بھوک کی حالت میں پہنچے اور اپنے نفس سے کہا کہ کاش میں اسمِ اعظم جانتا ہوتا۔ دفعتاً دو شخص آسمان کی طرف سے اترے اور ان کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ پس ایک نے دوسرے سے کہا تیری خواہش اسمِ اعظم جان لینے کی ہے دوسرے نے کہا ہاں! اس نے جواب دیا کہ تو ”اللہ“ کہہ یہی اسمِ اعظم ہے۔ وہ بزرگ کہتے ہیں میں نے دل میں کہا کہ اس کو تو میں کہا ہی کرتا ہوں مگر اسمِ اعظم کی جو خاصیت ہے وہ ظاہر نہیں ہوتی۔ اس آدمی نے جواب دیا یہ بات نہیں ہمارا مطلب یہ ہے کہ ”اللہ“ اس طرح سے کہو کہ دل میں کوئی دوسرا نہ ہو۔ (الفتح الربانی۔ ملفوظاتِ غوثیہ)

✽ بڑی صفات سے نجات کا ذریعہ یہ ہے کہ آئینہ دل کو ظاہر و باطن میں مصقلِ توحید (تصور اسمِ اللہ ذات) و علم و عمل و شدید مجاہدہ سے صاف کیا جائے حتیٰ کہ نورِ توحید (نور اسمِ اللہ ذات) و صفاتِ الہیہ سے دل زندہ ہو جائے اور اس میں وطنِ اصلی کی یاد تازہ ہو جائے اور وطنِ حقیقی کی طرف مراجعت کا شوق پیدا ہو۔ (سر الاسرار فصل نمبر 10)

✽ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فتوحاتِ مکیہ (جلد اول) میں فرماتے ہیں:

✽ اللہ اسمِ ذات ہے جو جمیع اسماء و صفات ہے۔ (فصوص الحکم باب نفس اور ریسہ)

✽ صو عارفین کا آخری اور اعلیٰ ذکر ہے۔ (فتوحاتِ مکیہ جلد دوم، باب پنجم)

سید عبدالکریم بن ابراہیم الجلیلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب انسانِ کامل میں فرماتے ہیں:

✽ حق سبحانہ و تعالیٰ کی سوائے اسماء و صفات کی راہ کے اور کوئی شناخت (پہچان) کی راہ نہیں ہے اس لیے

کہ تمام اسماء و صفات اسم اللہ کی تحت میں ہیں۔ ثابت ہوا کہ اسم اللہ کے سوا اللہ تک پہنچنے کی کوئی سبیل نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسم اللہ کو انسان کے لیے آئینہ بنایا ہے (تاکہ وہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کو دیکھے)۔

ہو اسم اعظم ہے اور یہ اسم اللہ سے انحصار ہے (انسانِ کامل)

حضرت شیخ جنید بغدادی ۛ فرماتے ہیں:

اسم اللہ کا ذکر اپنی ذات سے بے خبر اور اپنے رب کے ساتھ واصل ہوتا ہے وہ احکام الہیہ پر سختی سے

کار بند ہوتا ہے اور دل میں اس کے مشاہدہ میں مشغول رہتا ہے۔ حتیٰ کہ مشاہدہ کے انوار و تجلیات اس کی بشری صفات کو جلا کر رکھ دیتے ہیں۔

حضرت خواجہ غلام فرید ۛ کا یہ جملہ ”ملفوظات فریدی“ میں مرقوم ہے کہ ”وہ مومن ہرگز نہیں جس

کا ایک سانس بھی اسم اللہ ذات کے بغیر جائے۔“ آپ ۛ فرماتے ہیں:

الف ہکو ہم، بس وے میاں جی ہور کہانی مول نہ بھانی

الف گدھم دل کھس وے میاں جی ب تے ت دی گل نہ کائی

الف کیتم بے وے میاں جی

ترجمہ: ایک اسم اللہ ذات ہی ہمارے لیے کافی ہے ہمیں کسی اور ورد و وظائف کی ضرورت نہیں ہے

کیوں کہ اسم اللہ ذات نے ہی ہمارا دل منور کر دیا ہے اور اسم اللہ ذات پوری طرح ہمارے اوپر حاوی ہو چکا ہے اور ہمیں حقیقت سے آگاہی حاصل ہو چکی ہے۔

آپ ۛ مزید فرماتے ہیں:

یار فریدا یار سخنان کیتے ایہہ نسخہ ہک ہک اے

ترجمہ: ”یار (اللہ تعالیٰ) کو پہچاننے کے لیے یہ نسخہ (اسم اللہ ذات) قیمتی اور مجرب ہے۔“

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب ۛ فرماتے ہیں:

سب لکھیا پڑھیا بھلا رہیاں ہکو نام سخن دا گا رہیاں

لوں لوں تے ساہواں نال دل لگڑا بے پرواواں نال

ترجمہ: جب سے ہمیں ذکر اور تصور کے لیے اسم اللہ ذات ملا ہے ہم نے تمام علوم کو فراموش کر دیا ہے

کیونکہ اب ہمارا ہر سانس اور جسم کا ریشہ ریشہ اسم اللہ ذات کا ذکر کر رہا ہے اور ہمارا رشتہ اس بے نیاز ”ذات“

سے قائم ہو چکا ہے۔

✽ حضرت بابا بلھے شاہ صاحب ﷺ فرماتے ہیں

الف اللہ نال دل رتا میرا مینوں ب دی خبر نہ کائی  
 ب پڑھیاں مینوں سمجھ نہ آوے لذت الف دی آئی  
 بلھیا قول الف دے پورے جیہڑے دل دی گرن صفائی  
 ترجمہ: اسم اللہ ذات نے ہمارا دل اتاروٹن کر دیا ہے کہ ہمیں دوسرے کسی وظیفہ کی خبر نہیں کیونکہ  
 دوسرے کسی وظیفہ سے ہمیں کچھ حاصل نہیں ہوا جو اسم اللہ ذات پڑھنے سے حاصل ہوا ہے۔ یہ بات بالکل سچ  
 ہے کہ یہ اسم اللہ ذات ہی ہے جو دل کو صیقل کر کے اُسے اللہ تعالیٰ کے جلوہ سے منور اور روشن کر دیتا ہے۔ یہ  
 حقیقت کسی اور وظیفہ سے حاصل نہیں ہوتی۔

کیوں پڑھنا ایں گڈ کتاباں دی سر چاناں ایں پنڈ عذاباں دی  
 ایہہ پنڈا مشکل بھارا اے اک الف پڑھو چھٹکارہ اے  
 ترجمہ: کیوں تم نے کتابوں کے ڈھیر اکٹھے کر کے رکھے ہیں۔ جتنا علم حاصل کرتے جاؤ گے اتنے ہی  
 حجابات بڑھتے جائیں گے اور روز جزا علم کے مطابق اپنے عمل کا حساب دینا پڑے گا۔ یہ بڑی مشکل منزل ہے  
 اس سے نجات اور چھٹکارے کا ذریعہ صرف ذکر اسم اللہ ذات ہے۔

✽ حضرت علامہ اقبال ﷺ فرماتے ہیں:

نویس اللہ برلوح دل من کہ ہم خود راہم اورا فاش بنیم  
 ”میرے دل کی لوح پر اسم اللہ ذات لکھ اور مجھے بھی اور میرے اندر چھپے ہوئے حق تعالیٰ کے بھید کو  
 بھی آشکارا کر دے۔“

✽ نگہ ابھی ہوئی ہے رنگ و بو میں خرد کھوئی گئی ہے چار سو میں

نہ چھوڑ اے دل فغانِ صبح گاہی اماں شاید بے ”اللہ ہو“ میں

✽ موجودہ دور کے بارے میں آپ ﷺ فرماتے ہیں:

کہن ہنگامہ ہائے آرزو سرد کہ ہے مرد مسلمان کا لہو سرد

بٹوں کو میری لادینی مبارک کہ ہے آج آتش ”اللہ ہو“ سرد

✽ می غنجد آن کہ گفت اللہُ هو در حدودِ این نظام چار سو  
ترجمہ: جو ذکر ”اللہُ هو“ کرتا ہے وہ زماں و مکان (Time and Space) کی حدود میں نہیں سماتا۔  
✽ آپ فرماتے ہیں کہ یہ ذکر تو ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملا ہے۔

آمد از پیراہن او بوی او داد مارا نعرہ اللہُ هو  
ترجمہ: مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لباس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشبو آئی۔ حضور علیہ  
الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں نعرہ (ذکر) اللہُ هو دیا۔

✽ ذکرِ ہوا اسمِ اللہُ ذات کا آخری مقام ہے اس کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

✽ ہر کہ پیمان با هو الموجود است گردش از بند ہر معبود رست  
ترجمہ: جو ”هو“ کے ساتھ ”با“ ہو کر هو کے ساتھ موجود ہو گیا یعنی هو میں فنا ہو کر هو ہو گیا وہ زندہ جاوید ہو گیا  
(یعنی فنا فی هو ہو گیا) اور اس کی گردن ہر غلامی سے آزاد ہو گئی۔

تمام عارفین، فقراء اور اولیائے کاملین میں سے سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باهو رحمۃ اللہ علیہ نے ہی سب  
سے زیادہ اسمِ اللہُ ذات کے اسرار و رموز کو مفصل اور کھول کر بیان فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک سو چالیس کتب  
میں جو اہم ترین موضوع رہا ہے وہ اسمِ اللہُ ذات ہے بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مرشدِ کامل کا معیار بھی اسمِ اللہُ ذات  
کے مشاہدہ، گفتگو اور اس کے تصور عطا کرنے سے معلوم فرماتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”جو مرشد اسم  
اللہُ ذات سے ناواقف ہے وہ ناقص ہے۔“

### سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باهو رحمۃ اللہ علیہ اور اسمِ اللہُ ذات

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سو چالیس کتب تصنیف فرمائی ہیں اور ہر تصنیف اسمِ اللہُ ذات کی شرح و تفسیر  
ہے۔ اسمِ اللہُ ذات کے اسرار و رموز کو کھول کر جتنا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیفات میں بیان فرمایا ہے اس سے  
پہلے کوئی بھی ایسا نہ کر سکا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

✽ اسمِ ذات اللہُ، لِلہِ، لہُ، هو اسمِ اعظم ہیں۔ (عین الفقر)

✽ جسے بھی تقویٰ نصیب ہو اسمِ اللہُ ذات ہی سے ہو۔ اسمِ اللہُ ذات سے چار اسم ظاہر ہوتے ہیں

اول اسم اللہ جس کا ذکر بہت ہی افضل ہے جب اسم اللہ سے ”ل“ جدا کیا جائے تو یہ اسم اللہ بن جاتا ہے۔  
اسم اللہ کا ذکر فیض الہی ہے جب اسم اللہ کا پہلا ”ل“ جدا کیا جائے تو یہ اسم ”لہ“ بن جاتا ہے اسم ”لہ“ کا ذکر  
عطائے الہی ہے جب دوسرا ”ل“ بھی جدا کر دیا جائے تو یہ ”ہو“ بن جاتا ہے اور اسم ”ہو“ کا ذکر عنایت  
الہی ہے چنانچہ فرمان حق تعالیٰ ہے لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ”نہیں کوئی معبود سوائے ہُو (ذات حق تعالیٰ) کے۔“  
(البقرہ 255) ”اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔“ (محکم الفقراں)

❁ خیال خواندن چندیں کتب چرا است ترا الف بس است اگر فہم این ادا است ترا  
ترجمہ: تجھ پر اس قدر کتابیں پڑھنے کی دُھن کیوں سوار رہتی ہے اگر تو صاحب فہم ہے تو تیرے لیے علم الف  
(اسم اللہ ذات) ہی کافی ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ اسم اللہ راہبر است در ہر مقام از اسم اللہ یافتند فقرش تمام  
ترجمہ: اسم اللہ ذات طالبان مولیٰ کی ہر مقام پر راہنمائی کرتا ہے اور اسم اللہ ذات سے ہی وہ کامل فقر کے  
مراتب پر پہنچتے ہیں۔ (محکم الفقراں)

❁ اسم اللہ ذوق بخشد باوصال بے زبانے سخن گوید قیل و قال  
ترجمہ: اسم اللہ کے تصور سے صاحب تصور کو ذوق الہی نصیب ہوتا ہے جس سے وہ ہر وقت وصال حق میں  
مسرور ہو کر ذات حق سے بے زبان گفتگو کرتا ہے۔ (محکم الفقراں)

❁ آں روز یاد کن کہ یارے تو کس نہ باشد جز عمل و ایمان دیگرے ہمراہ تو کس نہ باشد  
باہو! بہ ازیں نہ باشد یک بار گفتن اللہ اللہ بس ترا شد خطے کش بر سوئی اللہ  
ترجمہ: اس دن کو یاد کر جب تیرا کوئی دوست (یار) نہیں ہوگا اور عمل و ایمان کے سوا تیرے ساتھ کوئی نہیں جائے  
گا۔ اے باہو! اس سے بہتر کوئی عمل نہیں کہ اسم اللہ تیرے لیے کافی ہے اسم اللہ کے سوا ہر چیز پر خطہ کشی  
دے (یعنی اسم اللہ کے سوا ہر چیز کو ترک کر دے)۔ (محکم الفقراں)

❁ اسم اللہ بس گراں اس بس عظیم این حقیقت یافتہ نبی کریم  
ترجمہ: اسم اللہ ذات نہایت بھاری و عظیم امانت ہے اس کی حقیقت (کہنہ) کو صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام  
ہی جانتے ہیں۔ (کلید التوحید کلاں)



✽ اسم اللہ ہجو در دل آفتاب ظلمت از انوار او او گردد خراب  
 نام اللہ گشت آسان بر زبان کہہ اللہ مشکل است بر نہاں  
 ترجمہ: جب دل میں اسم ”اللہ“ کا سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے نور سے دل کی ساری ظلمت مٹ جاتی ہے  
 محض زبان سے اسم ”اللہ“ کا ذکر کر لینا بہت آسان ہے مگر اسم اللہ کے بر نہانی تک پہنچنا بہت ہی مشکل  
 کام ہے۔ (بحک الفقر کاں)

✽ اسم اللہ ذات ”عین اللہ پاک“ کی ذات ہے۔ (عین الفقر)  
 ✽ سن! اسمائے صفات کے ذکر سے استدراج پیدا ہوتا ہے لیکن اسم اللہ ذات کے ذکر میں تفاوت و  
 تجاوز استدراج ہرگز نہیں ہے کہ اسم اللہ جَلَّ جَلَالُہُ کے چار حروف ہیں۔ ”ل، ل، ل، ہ“ جب اسم اللہ سے  
 الف جدا کیا جائے تو یہ اسم لٹہ رہ جاتا ہے۔ جب الف کے بعد پہلا ”ل“ بھی جدا ہو جائے تو یہ اسم ”لہ“ رہ  
 جاتا ہے اور جب دوسرا ”ل“ بھی جدا ہو جائے تو یہ ”ہو“ رہ جاتا ہے اور یہ چاروں اسمائے اعظم ”اللہ، لٹہ،  
 لہ، ہو“ اسم اللہ ذات ہیں۔ (عین الفقر)

✽ ”تصور اسم اللہ ذات“ کے ذریعے طالب اللہ لاهوت لامکان میں ساکن ہو کر مشاہدہ انوار دیدار  
 ذات کھلی آنکھوں سے کرتا ہے اور ہر دو جہاں کی آرزوؤں سے بیزار ہو جاتا ہے۔ عین دیکھتا ہے عین سنتا ہے  
 اور عین پاتا ہے۔ یہ مراتب توفیق ہیں اور توفیق اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک نور ہے اس نور توفیق سے طالب  
 اپنے وجود کے اندر اپنے نفس کی صورت، اپنے قلب کی صورت، اپنی روح کی صورت اور بر کی صورت کی  
 شناخت کر لیتا ہے اور یہ چاروں صورتیں اس سے ہم کلام ہوتی ہیں۔ بعد ازاں طالب اہل توفیق حق لے لیتا  
 ہے اور باطل کو چھوڑ دیتا ہے جو شخص ان مراتب کو پہنچے اسے ”طے الفقر وحی الوجود“ کہتے ہیں اور وہ صاحب  
 معرفت یُحْيِي الْقُلُوبَ وَيُمِيتُ النَّفْسِ (دلوں کو زندہ کرنے والا اور نفس کو مارنے والا) ہوتا ہے۔ اس کے  
 لیے زندگی و موت ایک، سونا و جاگنا ایک، مستی و ہشیاری ایک، بھوک و سیری ایک، پڑھنا نہ پڑھنا ایک، مجاہدہ و  
 مشاہدہ ایک، قال و سکوت ایک اور خاک و سونا چاندی ایک ہو جاتے ہیں۔ (نور الہدیٰ کاں)

✽ گل سلب سلوک اور باطن کا صحیح راستہ جس میں کسی قسم کی غلطی، سلب اور رجعت کا خطرہ نہ ہو یہ ہے کہ  
 طالب مولیٰ ایسے مرتبے کو پہنچ جائے کہ جس وقت چاہے اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہو اور جس وقت  
 چاہے حضرت محمد ﷺ کی مجلس میں حاضر ہو اور جس وقت چاہے جملہ انبیاء و اولیاء سے ملاقات کرے اور ان

کا ہم مجلس ہو جائے۔ یہ توفیق صرف تصور اسم اللہ ذات سے حاصل ہوتی ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

✽ تصور اسم اللہ ذات سے دل میں انوار دیدار پیدا ہوتے ہیں۔ جب کہ ذکر، فکر، ورد و وظائف سے رجوعاتِ خلق پیدا ہوتی ہے۔ جس سے نفس موٹا اور مغرور ہو جاتا ہے اور وسوسہ و واہمات و خیالات متشکل ہو کر متجلی ہوتے ہیں اور احمق اسے حضور وصال سمجھتا ہے۔ خبردار! ”کُلُّ اَنْاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيْهِ“ (برتن سے وہی چیز برآمد ہوتی ہے جو اس کے اندر ہوتی ہے) اپنے وجود میں قیاس کر لے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

✽ ہر قفل کے لیے ایک گنجی ہوتی ہے اور انسان کے وجود کی گنجی ”تصور اسم اللہ ذات“ ہے جو شخص وجود کا قفل کھول کر قلب سلیم کا خزانہ حاصل کرنا چاہے تو ”تصور اسم اللہ ذات“ سے ایسا کرے۔ (عین الفقر)

✽ ایسے صاحب دم کو ہر طرح سے امن و امان ہے جس شخص کا گوہر دم اس طرح اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظور ہو اسے کچھ پرواہ نہیں کہ وہ خلقت میں گننام ہو یا مشہور ہو۔ (نور الہدیٰ کلاں)

✽ اسم اللہ ذات کی شان یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تمام عمر روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ، مال، تلاوت قرآن مجید اور ہر قسم کی دیگر عبادات کرتا رہے یا عالم بن کر اہل فضیلت بن گیا ہو لیکن اسم اللہ ذات اور اسم محکم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بیگانہ رہا اور ان دونوں اسماء پاک سے مشغول نہیں کیا تو اس کی ساری عمر کی عبادت برباد و ضائع ہو گئی۔ (عین الفقر)

✽ فقہ کا ایک مسئلہ سیکھنا ایک سال کی بے ریا عبادت سے افضل اور تصور اسم اللہ ذات میں ایک سانس لینا ایک ہزار مسائل فقہ سیکھنے سے افضل ہے۔ (عین الفقر)

✽ واضح رہے کہ تصور اسم اللہ ذات کی مشق سے دنیا و آخرت کی زندگی سے نجات اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی دائمی حضوری نصیب ہوتی ہے۔ تصور اسم اللہ ذات کرنے والے کا وجود ظاہر و باطن میں نص و حدیث کے موافق ہو جاتا ہے۔ اس کی زبان اللہ کی تلوار بن جاتی ہے اور وہ اَلْمُقَلِّسُ فِيْ اَمَانِ اللّٰهِ کے مصداق اللہ تعالیٰ کی امان میں ہوتا ہے۔ تصور اسم اللہ ذات کرنے والا ذکر اللہ تعالیٰ کا خزانہ اور اس کا بھید ہوتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

✽ تصور اسم اللہ ذات کی مشق کرنے والا معشوق بے مشقت اور محبوب بے محنت ہوتا ہے۔ اسے عمدہ مراتب نصیب ہوتے ہیں اور وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے وہ تمام دلوں کا پیارا ہو جاتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے

تصور اور تصرف سے طالب اللہ مخلوق خدا کے لیے فیض بخش ہوتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

✽ تصور اسم اللہ ذات کے بغیر دل سے سیاہی و کدورت و زنگار اور خطرات شرک و کفر کی نجاست دور نہیں ہوتی۔ (شمس العارفين)

✽ مشق تصور اسم اللہ ذات سے دل اس طرح زندہ ہو جاتا ہے جس طرح کہ بارانِ رحمت سے خشک گھاس اور خشک زمین زندہ ہو جاتی ہے۔ (شمس العارفين)

✽ تصور اسم اللہ ذات صاحب تصور کے لیے زندگی بھر شیطان اور اس کے چیلوں کے شر سے محفوظ پناہ گاہ بن جاتا ہے۔ (شمس العارفين)

✽ اعمالِ ظاہر سے دل ہرگز پاک نہیں ہوتا اور نہ ہی دل سے نفاق جاتا ہے جب تک کہ دل کو مشق تصور اسم اللہ ذات کی آگ سے نہ جلایا جائے اور نہ ہی اس کے بغیر دل کا زنگار اترتا ہے ذکر ”اللہ“ کے بغیر دل ہرگز زندہ نہیں ہوتا اور نفس ہرگز نہیں مرتا۔ (شمس العارفين)

✽ جو شخص چاہے کہ زریں و اطلس کا لباس پہنے اور عمدہ خوراک کھانے کے باوجود اُس کا نفس مطیع و فرمانبردار رہے، حادثاتِ دنیا سے مامون رہے، معصیتِ شیطانی سے محفوظ رہے اور اُس کے وجود سے خناس، خرطوم و وسوسہ و ہمت و خطراتِ خاک و خاکستر ہو کر نیست و نابود ہو جائیں تو اُسے چاہیے کہ مشق تصور سے اپنے دل پر اسم اللہ ذات نقش کرے، اس طرح اُس کا دل غنی ہو جائے گا اور بے شک وہ مجلسِ محمدی (ﷺ) میں حضوری پائے گا۔ (کلید التوحید کلاں)

سلطان الاذکار ہو کیا ہے؟ اس کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصانیف عین الفقر، نور الہدیٰ کلاں اور کلید التوحید کلاں میں فرماتے ہیں:

کے بس ذکر گوید ہو ہویدا وجودش می شود زان نور پیدا  
ترجمہ: جس شخص کے وجود میں ذکر ہو جاری ہو جاتا ہے اُس کا وجود نورِ ذات میں ڈھل جاتا ہے  
اسم اعظم انتہائے با ہو بود۔ ورد باهو روز و شب ”یاہو“ بود  
ترجمہ: اسم اعظم ہو سے فنا فی اللہ کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے اس لیے باهو دن رات ذکر ”یاہو“ میں غرق رہتا ہے۔

باھو ہُو بُرد یا آور بُرد ہر کہ بہ آں عین بیند کہ نمرد  
ترجمہ: باھو ہُو میں فنا ہو کر زندہ جاوید ہو گیا اس میں کوئی تعجب نہیں کہ جو عین ذات کو دیکھ لیتا ہے  
وہ کبھی نہیں مرتا۔ (عین الفقر)

ابتدا ہُو انتہا ہُو ہر کہ با ہُو می رسد عارف عرفاں شود ہر کہ با ہُو ہُو شود  
ترجمہ: ابتدا بھی ہُو ہے اور انتہا بھی ہُو ہے جو کوئی ہُو تک پہنچ جاتا ہے وہ عارف ہو جاتا ہے  
اور ہُو میں فنا ہو کر ہُو بن جاتا ہے۔

✽ اگر تو ہُو کے اسرار حاصل کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے کو دل سے نکال دے۔ (قرب  
دیدار)

✽ جس کے وجود میں ذکر اسم ہُو کی تاثیر جاری ہو جاتی ہے اُسے ہُو (ذات حق) سے محبت ہو  
جاتی ہے اور وہ غیر ماسوی اللہ سے وحشت کھاتا ہے۔ (عین الفقر)

✽ جب کوئی دل کے ورق سے اسم ہُو کا مطالعہ کر لیتا ہے تو پھر اُسے کوئی چیز اچھی نہیں لگتی ایسی حالت  
میں وہ خلق کی نظر میں بے شعور ہوتا ہے مگر خالق کے ہاں وہ صاحب حضور ہوتا ہے۔ (محکم الفقر کلاں)

✽ ذکر ہُو کرتے کرتے جب ذکر کے وجود پر اسم ہُو غالب آ کر اُسے اپنے قبضے میں لے لیتا ہے تو اس  
کے وجود میں ہُو کے سوا کچھ نہیں رہتا۔ (محکم الفقر کلاں)

✽ جس کے وجود میں ذکر اسم ہُو جاری ہو جاتا ہے اُسے ہُو سے انس ہو جاتا ہے اور وہ غیر ماسوی  
اللہ سے وحشت کھاتا ہے۔ (عین الفقر)

✽ شریعت ناسوت ہے، طریقت ملکوت ہے، حقیقت جبروت ہے، معرفت لاهوت ہے اور ان کا جامع  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، اللَّهُ اور هُو ہے، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ذکر ناسوت ہے، إِلَّا اللَّهُ ذکر ملکوت ہے، اللَّهُ ذکر جبروت ہے اور هُو  
ذکر لاهوت ہے۔ (محکم الفقر کلاں)

لاہوت وہ جہاں ہے جس کی حد پر معراج کی رات جبرائیل علیہ السلام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا تھا  
کہ اگر میں جبروت سے نکل کر لاهوت کی حد میں داخل ہونے کی کوشش کروں گا تو جل جاؤں گا یہاں  
آپ ﷺ تنہا ہی سفر فرمائیں۔ لاهوت لامکان میں دیدار الہی ہے اور یہاں داخلہ ذکر ہُو سے ہی ممکن ہے  
اور یہ انسان کا شرف ہے۔

الف اللہ چنبے دی بوٹی، میرے من وِج مُرشد لائی ھو  
 نفی اثبات دا پانی ملیس، ہر رگے ہر جانی ھو  
 اندر بوٹی مُشک مچایا، جاں پھلاں تے آئی ھو  
 جیوے مُرشد کامل باہو، جیس ایہہ بوٹی لائی ھو

ترجمہ: اللہ تعالیٰ میرا مُرشد کامل ہمیشہ حیات رہے جس نے مجھ پر فضل و کرم اور مہربانی فرمائی اور اپنی نگاہِ کامل سے میرے دل پر اسمِ اللہ ذاتِ نقش فرما دیا ہے اور نفی (لَا إِلَهَ) اور اثبات (إِلَّا اللَّهُ) کا راز مجھ پر کھول دیا ہے اب اسمِ اللہ ذات کا یہ راز اور اس کے اسرارِ میری رگ رگ، ریشہ ریشہ، مغز و پوست اور ہڈیوں تک میں سرایت کر گئے ہیں۔ اب تو اسمِ اللہ ذات پورے وجود کے اندر اتنا پھیل چکا ہے کہ جی چاہتا ہے کہ جو اسرار اور راز مجھ پر کھل چکے ہیں اُن کو ساری دنیا پر ظاہر کر دوں لیکن خواص کے یہ اسرار عام لوگوں پر ظاہر نہیں کیے جاسکتے اسی لئے ان اسرار اور رازوں کو سنبھالتے سنبھالتے جان لبوں تک آچکی ہے اور ظاہر باطن میں جدھر نظر دوڑاتا ہوں اب مجھے اسمِ اللہ ذات ہی نظر آتا ہے اور حالت اس آیت کی مثل ہو چکی ہے ”تم جس طرف بھی اپنا چہرہ پھیرو گے اللہ کا چہرہ ہی نظر آئے گا“ (البقرہ۔ 115)

اندر ھو تے باہر ھو، ایہ دم ھو دے نال جلیندا ھو  
 ھو دا داغِ محبت والا، ہر دم پیا سڑیندا ھو  
 جتھے ھو کرے رُشنائی، اوتھوں چھوڑ اندھیرا ویندا ھو  
 میں قربان تنہاں توں باہو، جیہڑا ھو نوں صحی کریندا ھو

ترجمہ: جو طالب ”اسمِ اللہ ذات“ کو مُرشدِ کاملِ اکمل کی مہربانی سے اپنے دل پر نقش کر لیتا ہے اُسے اپنے اندر اور باہر ہر طرف ”اسمِ اللہ ذات“ ہی نظر آتا ہے اور حالت یہ ہوتی جاتی ہے کہ ”تم جدھر چہرہ کر دو گے تمہیں اللہ تعالیٰ کا ہی چہرہ نظر آئے گا“ (البقرہ 15)۔ اللہ تعالیٰ کی محبت جب دل کے اندر گھر کر لیتی ہے تو دوسری ہر محبت جل کر راکھ ہو جاتی ہے اور صرف ذاتِ باری تعالیٰ کی محبت اور عشق ہی باقی رہ جاتا ہے۔ اللہ بس ماسوکی اللہ ہوس۔ آخر میں آپ ﷺ فرماتے ہیں میں اُن عاشقانِ مولیٰ کے قربان جاؤں جو ”ذکرِ ھو“ میں خود کو گم کر کے رازِ حقیقی پالیتے ہیں۔

یار یگانہ ملیس تینوں جے سر دی بازی لائیں ھو  
 عشقِ اللہ وِج ہو مستانہ ھو ھو سدا آلائیں ھو

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



نال تصور اسم اللہ دے دم نوں قید لگائیں ھو

ذاتے نال جاں ذاتی رلیا، تد باہو نام سدائیں ھو

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی ذات تجھے تب حاصل ہوگی جب تو عشق کی راہ میں قدم رکھے گا اور سر کی بازی لگائے گا اگر اس ذات کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو عشق حق تعالیٰ میں بے خود ہو جا اور اس کے لئے ہر لمحہ ذکر ”ھو“ میں غرق رہ اور ساتھ ساتھ تصور اسم اللہ ذات بھی جاری رکھ اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب اپنی ذات کو حق تعالیٰ کی ذات میں فنا کر لیا یعنی فنا فی ھو ہو گیا تو تب میرا نام باہو ھوا۔

## مشقِ مرقوم وجودیہ

مشقِ مرقوم وجودیہ میں انگشتِ شہادت سے نقش اسم اللہ ذات کو سامنے رکھ کر تفکر سے وجود کے مختلف اعضاء پر اسم اللہ ذات لکھا جاتا ہے۔ حضرت نوحی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ مشقِ مرقوم وجودیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

گل و جز کے جملہ مراتب حاصل کرنا اور واصل بحق ہونا مشقِ مرقوم وجودیہ ہی سے ممکن ہے۔ مشقِ مرقوم وجودیہ میں وجود پر بذریعہ تفکر (مخصوص طریقہ سے) اسم اللہ ذات لکھا جاتا ہے جس سے طالب کے وجود میں اسم اللہ ذات کے ہر ایک حرف سے تجلی پیدا ہوتی ہے جو طالب کو یکدم حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبے پر پہنچا دیتی ہے طالب غنی و لایحتاج ہو جاتا ہے اور وہ مرتبہ غنایت اکسیر کیمیا سے فقیر عامل کیمیا گر اور مرتبہ ہدایت اکسیر سے بحر و بر کا مالک کیمیا نظر ولی ہو جاتا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

وہ کونسی راہ ہے اور وہ کونسا علم ہے کہ جس سے طالب اللہ آفاتِ شیطانی، بلیاتِ نفسانی اور حادثاتِ دنیائے پریشانی سے بچ کر قربِ ربانی میں پہنچ جاتا ہے اور فنا فی اللہ ہو کر ہمیشہ غرقِ نور اور مشرفِ وصال رہتا ہے۔ اُسے وصالِ لازوال حاصل رہتا ہے وہ قیل و قال کو چھوڑ دیتا ہے اور دیدارِ جمال کے مشاہدے کی لذت حاصل کرتا رہتا ہے۔ وہ علم و راہ ”مشقِ مرقوم وجودیہ“ ہے کہ جس سے اسم اللہ ذات طالب اللہ کے ساتوں اندام کو سر سے قدم تک اس طرح اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے جس طرح گھاس کی بیل درخت کو اپنی لپیٹ میں

۱۔ جس طرح عمل اکسیر کے ذریعہ کیمیا گر کسی بھی دھات کو سونے میں تبدیل کر دیتے ہیں اسی طرح ذکر، تصور اور مشقِ مرقوم وجودیہ اسم اللہ ذات کے ذریعے مرشد کی باطنی توجہ سے آدمی کی شخصیت یا کردار تبدیل ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

لے لیتی ہے اور اسم اللہ ذات طالب اللہ کے وجود کو سر سے قدم تک اس طرح اپنے قبضہ و تصرف میں لیتا ہے کہ اس کے ہر اندام پر اللہ، اللہ کا نقش تحریر ہو جاتا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

✽ طالب مولیٰ جب تصور سے مشق مرقوم وجودیہ کرتا ہے تو سر سے قدم تک اس کے ساتوں اندام نور کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اور طالب مولیٰ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح کہ بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے وقت پاک ہوتا ہے۔ مشق وجودیہ اسم اللہ ذات کی پاکیزگی کی برکت سے طالب مولیٰ نوری بچہ بن کر مجلس محمدی ﷺ میں داخل ہو جاتا ہے جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لطف و کرم و شفقت فرماتے ہیں اور اس معصوم نوری بچے کو اہل بیت رضی اللہ عنہم کے پاس لے جاتے ہیں جہاں خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور امہات المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے اپنا نوری فرزند قرار دے کر اپنا نوری دودھ پلاتی ہیں جس سے وہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کا شیر خوار نوری بچہ بن جاتا ہے اور اس کا نام فرزند حضوری اور خطاب فرزند نوری ہو جاتا ہے۔ باطن میں وہ اسی نوری حضوری بچے کی صورت میں ہمیشہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر رہتا ہے اور بظاہر اربعہ عناصر کے ظاہری وجود کے ساتھ لوگوں میں ہر خاص و عام سے میل جول رکھتا ہے یہ مراتب ہیں کامل فقیر کے۔

(باب شرح فقرہ نور الہدیٰ کلاں)

## 2- تصور اسم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

سلطان العارفين حضرت نبي سلطان باهو رحمة الله عليه نے اپنی تصانیف میں اسم اللہ ذات کے ساتھ ساتھ تصور اسم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اسرار و رموز کو بھی کھول کر بیان فرمایا ہے بلکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ مرشد کامل اکمل وہی ہے جو اسم اللہ ذات اور اسم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی راہ جانتا ہے۔ آپ اسم اللہ ذات کے ساتھ ساتھ اسم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے تصور کو بھی لازمی قرار دیتے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری حیات مبارک میں صحابہ کرام نے معرفت الہی کی تمام منازل اور مراتب آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کے دیدار اور آپ ﷺ کے قرب و نگاہ کامل کی توجہ سے حاصل کیے۔ آپ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

ﷺ کے وصال کے بعد آنے والے طالبانِ مولیٰ آپ ﷺ کے اسم مبارک کے توسط اور برکت سے آپ ﷺ کی مجلس تک باطنی طور پر رسائی حاصل کر کے آپ ﷺ کے کرم و تاثیر سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ کی مہربانی اور ساتھ کے بغیر آج تک نہ کوئی اللہ تک پہنچ پایا ہے نہ پہنچ پائے گا۔ جب تک آپ ﷺ کی نگاہ کی توجہ حاصل نہ ہو روح نہ زندگی پاتی ہے اور نہ وصال و معرفت الہی۔ موجودہ زمانے میں آپ ﷺ کی نگاہِ کامل سے فیض یاب ہونے کا ذریعہ ذکر و تصور اسمِ اللہ اور اسمِ محمد ﷺ ہے جو طالب کو آپ ﷺ کی مجلس میں لے جاتا ہے اور آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کا ساتھ نصیب کرتا ہے۔ اس مجلس میں صبر و استقامت، ادب و حیا اور مکمل اطاعت و پیروی کے ساتھ دنیاوی تعلقات کو قطع کر کے مستقل حاضری کے بعد ہی ایک طالب اس لائق بنتا ہے کہ اسے محبوبیت کے مراتب حاصل ہوں اور اللہ کی معرفت و وصال نصیب ہو۔

اللہ کے بے شمار صفاتی نام ہیں لیکن اسمِ اللہ اس کا ذاتی نام ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھی بے شمار صفاتی نام ہیں لیکن اسمِ محمد ﷺ آپ ﷺ کا ذاتی نام ہے۔ جس طرح اسمِ ”اللہ“ اللہ کے تمام ناموں میں سب سے زیادہ قوت والا اسم ہے اسی طرح اسمِ ”محمد“ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام ناموں میں سب سے زیادہ اثر اور قوت رکھنے والا اسم ہے۔

اسمِ ”محمد“ کا اس وقت ظہور ہوا جس وقت انوارِ الہیہ اور تجلیاتِ نورِ محمدی کے سوا کسی شے کا ظہور نہ ہوا تھا اس لیے اسمِ ”محمد“ ﷺ خود بھی منبعِ انوار و تجلیات ہے اور معجزانہ شان کا حامل ہے۔ ظہورِ ذاتِ حق تعالیٰ کی ترتیب کو مد نظر رکھیں تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نورِ الہی صورتِ محمد ﷺ میں ظاہر ہوا۔ جب اولیاء کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ازل میں خود کو ”اسمِ اللہ ذات“ کی صورت میں ظاہر فرمایا تو اس میں ”ذات“ سے مراد نورِ محمدی یا ذاتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو اللہ کی اول تخلیق اور ”نور“ سے ”ذات“ کا پہلا اظہار ہے چنانچہ ”اسمِ محمد“، ”اسمِ اللہ ذات“ سے جدا یا علیحدہ نہیں بلکہ ”اسمِ اللہ ذات“ ”اسمِ محمد“ میں اور ”اسمِ محمد“، ”اسمِ اللہ ذات“ میں گم ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حضرت محمد ﷺ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا اور آپ ﷺ کے کلام کو اپنا کلام قرار دیا۔

﴿ إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ ط يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ﴾ (سورۃ الفتح 10)

ترجمہ: ”اے نبی ﷺ جو لوگ آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ دراصل اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔“

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝ (النجم 4-3)

ترجمہ: ”اور یہ (نبی ﷺ) اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کرتے وہ تو وہی فرماتے ہیں جو ان کو (اللہ کی طرف سے) وحی کی جاتی ہے۔“

اللہ کے بندے جب اللہ کا دیدار، معرفت اور وصال چاہتے ہیں تو یہ دیدار وصال اور معرفت صرف ”اسم اللہ ذات“ کی صورت میں ممکن ہے کیونکہ اس ”ذات“ کے اظہار سے پہلے اللہ کی صورت اور ماہیت کو سمجھنا اور پہچاننا کسی انسان کے لیے سوائے حضرت محمد ﷺ کے ممکن نہیں کیونکہ صرف آپ ﷺ ہی اللہ کی اس صورت کا دیدار اور قرب حاصل کرنے والے ہیں۔ صورت اسم اللہ ذات کی معرفت اور وصال کے لیے راہ فقر اختیار کر کے اسم اللہ ذات کا تصور اور ذکر کیا جاتا ہے۔

سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باهو رحمۃ اللہ علیہ اسم اللہ ذات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اسم ”مُحَمَّدٌ“ ﷺ کو اسم اللہ ذات کا ہی حصہ قرار دیتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عین الفقر میں فرماتے ہیں:

﴿الْفَقْرُ فَخْرِي﴾ کی شرح یوں بھی ہے کہ فقر کی ابتدا اسم اللہ سے ہے یعنی فقراء اسم اللہ سے فقیر بنتے ہیں اور اسم اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فخر ہے کہ اسم ”اللہ“ اسم ”مُحَمَّدٌ“ میں تبدیل ہو جاتا ہے چنانچہ حدیث قدسی میں فرمان حق تعالیٰ ہے: ”اے محمد ﷺ تو میں ہے اور میں تو ہوں۔“ یعنی یہ دو نام ایک ہی صنف سے ہیں اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا الْفَقْرُ فَخْرِي وَالْفَقْرُ مِنِّي (فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے)۔

چنانچہ اسم ”مُحَمَّدٌ“ درحقیقت اسی قوت اور اثر کا حامل ہے جو اسم اللہ کو حاصل ہے۔ لیکن اسم اللہ میں جلال بھی ہے جمال بھی، قہر بھی ہے لطف بھی جبکہ اسم ”مُحَمَّدٌ“ میں جمال ہی جمال اور رحمت ہی رحمت ہے۔ چنانچہ انسانی باطن پر اس کے اثرات زیادہ خوش کن ہیں۔ اسم مُحَمَّدٌ (ﷺ) کے تصور سے انسانی روح شریعت محمدی ﷺ کے تابع ہو کر اللہ کی زیادہ تابع دار ہو جاتی ہے۔ سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باهو بر اللہ نے اپنی کتب میں جہاں اسم اللہ ذات کی مکمل تشریح و تفصیل بیان کی وہاں اسم ”مُحَمَّدٌ“ (ﷺ) کے معارف، اثرات و کمالات بھی بیان فرمائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اسم ”مُحَمَّدٌ“ (ﷺ) کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿حضرت محمد ﷺ کے اسم ”مُحَمَّدٌ“ (ﷺ) کے میم سے معرفت الہی کا مشاہدہ ہوتا ہے اور حرف ’ح‘ سے مجلس محمدی ﷺ کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔ اسم ”مُحَمَّدٌ“ (ﷺ) کے دوسرے میم سے دونوں جہان کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے اور حرف دال سے شروع ہی میں جملہ مقصود حاصل ہو جاتے ہیں۔ چاروں حرف کا فراد

یہودی نفس کے قتل کے لیے ننگی تلوار ہیں۔ (کلید جنت)

اسم ”مُحَمَّدٌ“ ﷺ کا ہر حرف ایک خاص تاثیر اور قوت رکھتا ہے۔ جب سالک مرشد کی اجازت سے اسمِ مُحَمَّدٌ ﷺ کا ذکر و تصور کرتا ہے تو ان حروف کی تجلیات کے زیر اثر اپنے نفس و باطن میں واضح تبدیلیاں محسوس کرتا ہے اور ان صفات کا حامل ہوتا جاتا ہے جن کی بنا پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام محبوب الہی ہیں۔ اس کا نفس مردہ اور قلب زندہ ہوتا ہے۔ وہ جسم و مکان کی قید سے آزاد ہو کر روحانی طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس تک رسائی حاصل کرتا ہے جہاں اُن کی زیر تربیت وہ تمام صفاتِ محمدی ﷺ سے متصف ہو کر اللہ کے ہاں محبوبیت کا مرتبہ پالیتا ہے۔ سالک کی شخصیت پر اسم ”مُحَمَّدٌ“ (ﷺ) کے تصور کے اثرات بیان کرتے ہوئے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

✽ جو شخص اسمِ مُحَمَّدٌ ﷺ کا تصور کرتا ہے، ہر بات کے جواب میں نور محمدی ﷺ سے لب کشائی کرتا ہے۔ تصور کرنے والے پر اسمِ مُحَمَّدٌ ﷺ تاثیر کرتا ہے۔ تصورِ اسمِ مُحَمَّدٌ ﷺ کرنے والا روشن ضمیر ہو جاتا ہے اور عظمتِ عظیم، ہمراہیِ مُحَمَّدٌ ﷺ، قلبِ سلیم، صراطِ مستقیم اسے حاصل ہو جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ہم جسم، ہم قدم، ہم زبان، ہم شنو، ہم بینا ہو جاتا ہے۔ شریعت کا لباس پہنتا ہے۔ اسم ”مُحَمَّدٌ ﷺ“ میں چار حروف ہیں جس میں دونوں جہان ہیں۔ اس میں دونوں جہان کی خبریں منکشف ہوتی ہیں۔ جب طالب اسمِ مُحَمَّدٌ ﷺ کا ذکر کرتا ہے تو حضور پاک ﷺ معہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تشریف فرما ہوتے ہیں۔ (محبت الاسرار)

✽ جب طالب اسمِ مُحَمَّدٌ ﷺ کو اپنے تصور میں لاتا ہے تو بے شک جناب سرور کائنات ﷺ کی روح مبارک مع ارواح صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نہایت لطف و کرم سے تشریف فرما ہوتی ہیں۔ صاحبِ تصور کو نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں ”میرا ہاتھ پکڑ۔“ آنحضرت ﷺ کا ہاتھ پکڑتے ہی طالب کا دل معرفتِ الہی کے نور سے روشن ہو جاتا ہے جس سے انسان ارشاد کے لائق ہو جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ صاحبِ تصور کو اپنی زبان مبارک سے فرماتے ہیں کہ خلقِ خدا کی امداد کرو۔ پس حضرت محمد ﷺ کے حکم سے صاحبِ تصور خلقِ خدا کو تعلیم و تلقین دیتا ہے۔ (کلید جنت)

✽ اسمِ مُحَمَّدٌ ﷺ کے تصور سے علم کی سچی آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ (کلید جنت)

✽ اسمِ مُحَمَّدٌ ﷺ کا تصور کرنے والا جب اسمِ مُحَمَّدٌ ﷺ کی صورت کا تصور کرتا ہے تو تمام ماسوائے



اللہ کو ترک کر دیتا ہے۔ جس طرف بھی نگاہ کرتا ہے اُسے مجلسِ محمدی ﷺ نظر آتی ہے۔ محمد مصطفیٰ ﷺ کا بادب باحیا عاشق اللہ تعالیٰ کا معشوق بن جاتا ہے۔ (عقل بیدار)

✽ جس کسی کے وجود میں اسمِ مُحَمَّد ﷺ کا نور (تصویرِ اسمِ ”مُحَمَّد“ ﷺ سے) داخل ہو جائے اس شخص کا ہر کام نورِ محمد ﷺ سے ہوتا ہے۔ (عقل بیدار)

✽ اسمِ مُحَمَّد ﷺ کے تصور کے چار طریق ہیں جن سے چار قسم کی توفیق حاصل ہوتی ہے اول یہ کہ جو کوئی اسمِ مُحَمَّد ﷺ کا تصور دل پر کرتا ہے تو اس کا قلب زندہ اور نفس مطلق مردہ ہو جاتا ہے کیونکہ یہ تصور (نفس پر) امیر و غالب ہے۔ فنا فی اسمِ مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مرتبہ سے فقیر کامل ہو جاتا ہے۔ دوم یہ کہ جو کوئی اسمِ مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصور سے دل (کی ولایت) میں داخل ہو جاتا ہے اسے مجلسِ محمدی ﷺ نصیب ہو جاتی ہے۔ وہ اس (مجلس) کو پالیتا اس کی شناخت کر لیتا اور وہاں پہنچ کر اسے دیکھ لیتا ہے۔ سوم یہ کہ جو کوئی اپنے آپ کو اسمِ مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں محو کر لیتا ہے تو اس تصور سے اس پر کل و جز ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس کا وجود مغفور ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ۔ (ترجمہ: تاکہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے (وسیلہ سے) اگلے اور پچھلے (تمام) گناہ بخش دے۔ سورۃ الفتح۔ 2) ایسا صاحبِ تصور انسان ہونا چاہیے نہ کہ گائے گدھے کی صفات رکھنے والا حیوان۔ چہارم یہ کہ جو کوئی اسمِ مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصور کی حضرات سے اپنے آپ کو (حضورِ مجلس) حاضر کر لیتا ہے اور علمِ ناظرات کے وسیلہ سے اپنے آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر میں منظور کروا لیتا ہے۔ اس کے دل میں کوئی آرزو باقی نہیں رہتی۔ اسمِ مُحَمَّد ﷺ کے نقش کا تصور ایسی راہ ہے جو پہلے ہی روز حضورِ محمد ﷺ کی معرفت بخش دیتا ہے کیونکہ علم ہی حضورِ محمدی کا گواہ ہے۔ (طالب اللہ کے لیے) حضورِ محمدی کے بغیر کسی دوسرے کی طرف رجوع کرنا گناہ ہے۔ جو مرشد منزل بمنزل حضورِ محمدی مرتبہ تک نہیں پہنچاتا اور محمد رسول اللہ ﷺ سے تلقین نہیں کراتا وہ خود گمراہ ہے۔ (کشف الاسرار)

نفس کے حیلوں اور شیطان کی چالوں سے نجات ہر طرح کے جہل، کفر و شرک سے بچاؤ اسمِ مُحَمَّد ﷺ کے تصور میں محو ہو جانے سے ہی ممکن ہے۔ حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

✽ طالب اللہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے دماغ میں تصویرِ اسمِ ”اللہ“ اور تصویرِ اسمِ ”مُحَمَّد ﷺ“ سے تصرف کرے تاکہ اُس کے مغز میں ذکرِ روح اور ذکرِ برتر کی تپش سے ایسی آگ بھڑکے جو اُسے خلافِ نفس و خلافِ

زن و خلاف دنیا و خلاف شیطان کر دے۔ (محکم الفقر کلاں)

✽ اسم اللہ میں اسم اعظم ہے اور اسم عجیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صراطِ مستقیم ہے۔ (محکم الفقر کلاں)

✽ جان لے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دونوں جہان کے ہادی ہیں۔ اس شفیع الأمت کی زیارت ایمان کی خوشی و

شادمانی ہے۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہدایت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ شیطان کی یہ مجال

کہاں کہ خود کو ہادی کہلائے۔ شیطان ہادی برحق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی صورت اختیار نہیں کر سکتا اور نہ ہی کسی

مسلمان کو شیطان سے ہدایت مل سکتی ہے کہ شیطان ہدایت و اسم اللہ و اسم عجیب ﷺ سے اس طرح ڈرتا ہے جس

طرح کافر قاتل الکفار کلمہ طیب سے ڈرتا ہے۔ (محکم الفقر کلاں)

✽ مجلس محمدی ﷺ میں داخل ہو کر حضوری پانا آسان کام ہے لیکن ولایت و ہدایت محمدی ﷺ، خوئے

محمدی ﷺ، خلق محمدی ﷺ، ملک محمدی ﷺ، ترک و توکل محمدی ﷺ، تسلیم و رضائے محمدی ﷺ اور

مجموعہ فقر محمدی ﷺ، اپنا نا بہت دشوار ہے۔ (کلید التوحید خورد)

بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ کی دائمی حضوری سے ہی فنا فی الرسول کے مراتب حاصل ہوتے ہیں، جن کے بعد فنا

فی اللہ بقا باللہ کی منازل تک رسائی نصیب ہوتی ہے۔ حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

✽ مرتبہ فنا فی الشیخ راہِ حضوری کا پہلا مرتبہ ہے، فنا فی اسم عجیب ﷺ درمیانی مرتبہ ہے اور فنا فی اسم

اللہ ذات انتہائی مرتبہ ہے۔ (شمس العارفين)

✽ جو عالم باللہ اسم عجیب ﷺ میں فنا ہوتا ہے وہ حضور نبی کریم ﷺ اور اولیاء اللہ کا منظور نظر ہوتا ہے۔

ایسا شخص عالم بھی ہوتا ہے اور عامل بھی اور فقیر کامل بھی اور حضور غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ کا منظور

نظر مرید لایرید بھی۔ (فضل اللقاء)

تاہم تصور اسم عجیب ﷺ کی یہ تمام برکات مرشدِ کامل اکمل کی توجہ اور تلقین کے بغیر حاصل کرنا ناممکن

ہے۔ اسم عجیب ﷺ کی تمام تر تاثیر قلب پر اسی وقت اثر انداز ہوتی ہے جب اس اسم کا تصور مرشد کی

اجازت سے اُس کی زیر نگرانی کیا جائے۔ جب تک مرشد قلب کا نقل نہیں کھولے گا، اسم عجیب ﷺ اُس پر

تاثیر نہ کرے گا۔ حضور سلطان باہور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

✽ جب مرشد اسم عجیب ﷺ کی تلقین طالب کو کرتا ہے تو وہ پہلے ہی روز مجلس محمدی ﷺ کی حاضری

سے مشرف ہو جاتا ہے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں نفسِ امارہ اور شیطان لعین داخل نہیں ہو

سکتا۔ یہ حضرات اسم اللہ ذات کی راہ ہے جس میں ازل ابد کا تماشا نظر آتا ہے دنیا کے خزانوں، حشر گاہ، قیامت کا نظارہ کر سکتا ہے، قرب اللہ حضوری کا مشاہدہ ہوتا ہے حور و قصور، جنت و دوزخ کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ کامل مرشد وہی ہے جو (تصور) اسم اللہ اور تصور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے طالب کو ہر مقام دکھا کر اس پر غیب کھول دے۔ بعد ازاں اس کو تلقین کرے تاکہ طالب کو اعتبار اور یقین آجائے۔ (عقل بیدار)

تصور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ان فیوض و برکات کو حاصل کرنے اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تک رسائی حاصل کرنے کے لیے طالب کو صادق دل، صبر و استقامت اختیار کرنے والا اور اس راہ حضوری پر اعتبار کرنے والا ہونا چاہیے۔ جس طالب کے دل میں مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پہلے ہی شکوک و شبہات موجود ہوں وہ اول تو اس مجلس تک پہنچ ہی نہیں پاتا اور اگر مرشد کی مہربانی سے پہنچ ہی جائے تو اپنے دل کے میل کی وجہ سے ٹک نہیں سکتا۔

اب یہ مرشد کامل اکمل سروری قادری صاحب مستثنیٰ کی رضا ہے کہ وہ طالب کو ابتدا میں اسم اللہ ذات عطا کرتا ہے اور کتنے عرصے بعد تصور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم عطا کرتا ہے یا دونوں بیک وقت عطا کرتا ہے طالب کو اس راہ میں اپنی مرضی نہیں کرنی چاہیے مرشد کی رضا پر چلنا چاہیے کیونکہ وہ طبیب ہے اور جانتا ہے کہ طالب کے وجود میں کون کون سے روحانی و قلبی امراض ہیں اور ان کا علاج کس طرح ممکن ہے جو طالب اپنی مرضی کرتا ہے ناکامی اس کا مقدر ہوتی ہے کیونکہ فقر تو راہ ہی تسلیم و رضا کی ہے۔

## اسم اللہ ذات اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر

اسم اللہ ذات اور اسم محمد کے منکر کے بارے میں سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

✽ اسم اللہ ذات اور ذکر اور تصور اسم اللہ ذات سے منع کرنے والا شخص دو حکمتوں سے خالی نہیں ہوتا، یا تو وہ منافق ہوتا ہے یا کافر یا پھر وہ حاسد ہوتا ہے یا متکبر (عین الفقر)۔

✽ جو اسم اللہ ذات اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہے وہ ابو جہل ثانی ہے یا فرعون۔ (قرب دیدار)

✽ جسے اسم اللہ ذات اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یقین نہیں وہ منافق ہے۔ (محکم الفقر کلاں)

قرآن پاک، احادیث شریف اور اولیاء کالمیین کے ارشادات اور تعلیمات سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ اس وقت تک دل پاک نہیں ہوتا اور نہ ہی نفس اور شیطان سے خلاصی حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی ظاہر اور باطن کے

درمیان منافقت کا پردہ ہٹتا ہے خواہ سالک ساری عمر ظاہری عبادات میں مصروف رہے، قرآن مجید کی تلاوت کرتا رہے، مسائل فقہ پڑھتا رہے یا زہد و ریاضت کی کثرت سے پیٹھ کبڑی ہو جائے اور سوکھ کر بال کی طرح باریک ہو جائے کہ جب تک ذکر اور تصور اسم اللہ ذات اور تصور اسم محمد (ﷺ) نہ کرے اور پھر آج کل کے زمانہ اور مادیت کے دور میں صدق القال اور اکل الحلال نہیں رہا۔ لوگوں میں سلف صالحین کی طرح نیک اعمال، سخت محنتوں اور مجاہدوں کی توفیق اور ہمت نہیں رہی۔ پابندی صوم و صلوة اور ادائیگی حج اور زکوٰۃ جیسے فرائض روح سے خالی ہو چکے ہیں اور محض ایک نمائشی اور رسمی مظاہرے کی صورت میں ادا ہو رہے ہیں۔

ذکر، تصور اور مشق مرقوم وجودیہ اسم اللہ ذات اور تصور اسم محمد (ﷺ) سے نفس مردہ ہو جاتا ہے اور قلب زندہ ہو جاتا ہے یعنی روح بیدار ہو جاتی ہے اور طالب مشاہدہ حق تعالیٰ کھلی آنکھوں سے کرتا ہے لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ ”اسم اللہ ذات اور تصور اسم محمد (ﷺ)“ صاحبِ مستفیٰ مرشدِ کامل اکمل سروری قادری سے حاصل ہوا ہو۔

### مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ -3-

راہ فقر وصال حق تعالیٰ کی راہ ہے اور اس راہ میں کامیابی مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ کے وسیلہ کے بغیر ناممکن ہے۔

✽ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ (سورة المائدہ 35)

ترجمہ: اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور اللہ کی طرف وسیلہ پکڑو۔

اس آیت مبارکہ میں دو باتوں کا حکم ہوا ہے اول تقویٰ اختیار کرنا دوم اللہ کی پہچان کے لیے وسیلہ پکڑنا، ڈھونڈنا یا تلاش کرنا۔

تقویٰ کے لغوی معنی تو پرہیزگاری اور پارسائی کے ہیں لیکن اصطلاحی معنوں میں قلب کا اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کا نام تقویٰ ہے اور جس انسان کا دل (باطن) جتنا زیادہ قرب الہی میں ہوگا وہ اتنا ہی زیادہ متقی یا صاحبِ تقویٰ ہوگا یہ انسان کی باطنی کیفیت ہے اور تقویٰ کی انتہا دیدار الہی ہے۔ اس کی تصدیق اس حدیث مبارکہ سے بھی ہوتی ہے کہ ایک بار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تقویٰ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دل کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ”تقویٰ یہاں ہوتا ہے۔“

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

وسیلہ کا لغوی معنی ”واضح راستہ اور ایسا ذریعہ ہے جو منزل مقصود تک پہنچا دے اور اس حد تک معاون و مددگار ہو کہ حاجت مند کی حاجت باقی نہ رہے۔ اور اس وسیلہ کی بدولت وہ مقصود زندگی حاصل کر کے مطمئن ہو جائے۔“ لسان العرب (جلد 11 صفحہ 725) میں وسیلہ کی تعریف یوں کی گئی ہے: ”جس کے ذریعے کسی دوسری چیز کا قرب حاصل کیا جائے اسے وسیلہ کہتے ہیں۔“

شرعی اصطلاح میں وسیلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کسی ایسی ہستی کو وسیلہ بنایا جائے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب اور پسندیدہ ہو جس نے راہ سلوک طے کیا ہو اور اس راستہ کے نشیب و فراز سے واقف ہو تصوف میں اس سے مراد مرشد، ہادی، شیخ یا پیر ہے۔ جو خود شناسائے راہ ہو اور راہ فقر کی منزلیں طے کرتا ہو احرامِ قدس تک پہنچ چکا ہو اور اب اس قابل ہو کہ اُمت کے ناقص و خام عوام کی راہنمائی کر سکے۔ اور اپنی روحانی قیادت میں انہیں شیطانی وساوس و خطرات اور نفس کی تباہ کاریوں اور رکاوٹوں سے بچا کر آگے لے جاسکے۔ اس صورت میں آیت کریمہ کا مطلب یہ ہوگا کہ ”اے لوگو! کسی ہادی کامل (مرشد کامل اکمل) کی تلاش کرو تا کہ رب تک پہنچ سکو۔“ بعض لوگ لفظ وسیلہ سے مراد ایمان لیتے ہیں لیکن **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا** کا خطاب ہی ان لوگوں سے کیا گیا ہے جو ایمان لائے ہیں۔ اس لیے یہاں ایمان تلاش کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس لیے یہ رائے کہ وسیلہ سے مراد ایمان ہے، درست نہیں ہے۔ کچھ لوگ وسیلہ سے مراد عمل صالح لیتے ہیں۔ لیکن اس رائے کے خلاف یہ دلیل ہی کافی ہے کہ آیت کریمہ میں وسیلہ ڈھونڈنے یا تلاش کرنے کا حکم ملا ہے۔ اعمال چونکہ غیر مرئی (جو نظر نہ آتے ہوں) ہوتے ہیں اس لیے انہیں تو ڈھونڈنا نہیں جاسکتا اس لیے وسیلہ سے مرشد کامل مراد لینا ہی مناسب ہے۔ کیونکہ مرئی اور محسوس ہونے کی وجہ سے اسے ڈھونڈا جاسکتا ہے۔ اس رائے کو ترجیح دینے کی ایک اور وجہ بھی ہے وہ یہ کہ تمام اعمال صالحہ اس قابل نہیں ہوتے کہ اللہ تعالیٰ کے قرب و حضور اور مشاہدہ حق تعالیٰ کا وسیلہ بن سکیں بلکہ وہی اعمال یہ مقام و مرتبہ حاصل کرتے ہیں جو غرور، تکبر، حسد و کدورت، خود پسندی و ریاکاری اور نمود و نمائش کی آلائشوں سے پاک ہوں۔ اور ان آلائشوں اور غلاظتوں سے وہی اعمال پاک رہ سکتے ہیں جو مرشد کامل کی زیر تربیت اور اس کی نگرانی (ظاہری و باطنی) میں انجام دیئے گئے ہوں۔ اس لیے یہ زیادہ مناسب ہے کہ وسیلہ سے مراد ہادی صادق (مرشد کامل اکمل) ہو اور اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہو کہ مرشد کامل کی تلاش میں سستی نہ کرو تا کہ وہ تمہیں اپنی نگاہ کیسیا اثر، فیض، صحبت، قرب، اور روحانی اثرات و فیوضات سے منزل مقصود تک پہنچا دے اور طالب کی اس طرح تربیت کرے کہ اس کے اعمال پاکیزہ ہو جائیں۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



❖ ان احادیث مبارکہ میں بھی مرشد کی تلاش کا حکم ہے:

”الرَّفِيقُ ثُمَّ الطَّرِيقُ“ ترجمہ: پہلے رفیق تلاش کرو پھر راستہ چلو۔

”لَا دِينَ لِمَنْ لَا شَيْخَ لَهُ“ ترجمہ: اس شخص کا دین ہی نہیں جس کا شیخ (مرشد) نہیں۔

”مَنْ لَا شَيْخَ يَتَّخِذُ الشَّيْطَانَ“ ترجمہ: جس کا مرشد نہیں اس کا مرشد شیطان ہے۔

”مَنْ مَاتَ وَكَيْسَ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مَيِّتَةً جَاهِلِيَّةً“

ترجمہ: جو شخص اس حالت میں مرا کہ اسکی گردن میں کسی مرشد کامل کی بیعت نہیں وہ جہالت کی موت مرا۔

”الشَّيْخُ فِي قَوْمِهِ كَنَبِيِّ فِي أُمَّتِهِ“

ترجمہ: شیخ (مرشد کامل) اپنی قوم (مریدوں) میں ایسے ہوتا ہے جیسا کہ ایک نبی اپنی امت میں۔

❖ جہاں تک بیعت کا تعلق ہے تو ایمان باللہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کو ضروری قرار دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الدِّينَ يُبَايِعُوكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ ط يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ (سورہ الفتح-10)

ترجمہ: اے نبی (ﷺ) جو لوگ آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ دراصل اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں اور ان لوگوں کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

اس آیت میں انسانِ کامل (مرشد کامل) کے ہاتھ پر بیعت کرنا ثابت ہے۔ جب رسول خدا ﷺ کے ساتھ بیعت ضروری ہے تو آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کے خلفاء کے ساتھ بھی بیعت کی وہی اہمیت ہے بلکہ پہلے سے زیادہ ہے۔ کیونکہ خدا کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری غیر موجودگی میں بیعت اور وسیلہ کی زیادہ ضرورت ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اللہ کریم نے صحابہ کرام کو بتایا کہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ انہوں نے صرف نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے بلکہ یہ سمجھیں کہ ان کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا ہے اور اللہ سے بیعت کی ہے۔ بعد والوں نے صحابہ کرام سے بیعت کی اور دو واسطوں سے خدا تک پہنچے پھر یہ واسطے اور وسیلے بڑھتے گئے یہاں تک کہ چودہ صدیاں بیت گئیں۔ اب اگر کوئی ایسے مرشد کامل اکمل کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے تو بے شمار واسطوں اور وسیلوں سے اللہ اور رسول ﷺ تک پہنچتا ہے۔

وہ پاکیزہ اور کامل اکمل لوگ جو سلسلہ در سلسلہ بیعت ہوتے آئے ہیں ان کا شجرہ فقر حضور اکرم ﷺ تک پہنچ جاتا ہے ایسے برگزیدہ صفات لوگوں کو شیخ اتصال کہتے ہیں اور ان کے درمیان کسی جگہ انقطاع نہیں ہوتا۔ ایسے کامل حضرات جس خوش بخت آدمی کو بیعت کر لیں اس کی روحانی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ قائم ہو جاتی ہے اور طریقت کی رو سے یہی سمجھا جاتا ہے گویا اس نے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیعت کی ہے اور آپ ﷺ کے وسیلہ سے اللہ تک پہنچ گیا ہے۔

مرشد کی اہمیت کے بارے میں غوث الاعظم سید محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

✽ اے اللہ کے بندو! تم حکمت کے گھر میں ہو لہذا وسیلہ کی ضرورت ہے۔ تم اپنے معبود سے ایسا طبیب (مرشد) طلب کرو جو تمہارے دلوں کی بیماریوں کا علاج کرے۔ تم ایسا معالج طلب کرو جو تمہیں دوا دے۔ ایسا رہنما تلاش کرو جو تمہاری رہنمائی کرے اور تمہارے ہاتھ کو پکڑ لے۔ تم اللہ تعالیٰ کے مقرب اور مودب بندوں اور اس کے قرب کے دربانوں اور اس کے دروازہ کے نگہبان کی نزدیکی حاصل کرو۔ (الفتح الربانی۔ ملفوظات غوثیہ)

✽ تمہارے درمیان صورتاً کوئی نبی موجود نہیں ہے تاکہ تم اس کی اتباع کرو۔ پس جب تم حضور نبی کریم ﷺ کے متبعین (مرشد کامل) کی اتباع کرو گے جو کہ حضور نبی کریم ﷺ کے حقیقی اتباع کرنے والے اور اتباع میں ثابت قدم تھے تو گویا تم نے نبی کریم ﷺ کی اتباع کیا۔ جب تم ان کی زیارت کرو گے تو گویا تم نے نبی کریم ﷺ کی زیارت کی۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 14)

✽ ولی کامل (مرشد کامل اکمل) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس ولایت کا حامل ہوتا ہے جو آپ ﷺ کی نبوت باطن کا جزو ہے اور آپ ﷺ کی طرف سے اس (ولی کامل) کے پاس ”امانت“ ہوتی ہے۔ اس سے مراد وہ علما ہرگز نہیں جنہوں نے محض ظاہر حاصل کر رکھا ہے کیونکہ اگر وہ ورثائے نبوی ﷺ میں داخل ہوں تو بھی ان کا رشتہ ذوی الارحام (وہ بہن بھائی جو ایک ماں اور مختلف باپوں سے پیدا ہوئے ہوں) کا سا ہے۔ پس وارث کامل وہ ہوتا ہے جو حقیقی اولاد ہو (وہ محرم راز جس کو مرشد امانت فقر منتقل کرتا ہے) کیونکہ باپ سے اس کا رشتہ تمام عصبی رشتہ داروں (نسبی اولاد) سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ اسی لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”علم کا ایک حصہ مخفی رکھا گیا ہے جسے علمائے ربانی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ (سر الاسرار۔ فصل نمبر 5)

✽ اگر تو نجات چاہتا ہے تو ایسے شیخ کامل کی صحبت اختیار کر جو اللہ تعالیٰ کے حکم اور علم خداوندی کو جاننے

والا ہو اور وہ تجھے علم پڑھائے اور ادب سکھائے اور تجھے اللہ تعالیٰ کے راستہ سے واقف کر دے۔ مرید کو دستگیر اور رہبر اور رہنما کے بغیر چارہ نہیں کیونکہ وہ ایک ایسے جنگل میں ہے کہ جس میں کثرت کے ساتھ اژدھے اور بچھو ہیں اور طرح طرح کی آفات، پیاس اور ہلاک کرنے والے درندے ہیں۔ پس وہ شیخِ کامل دستگیر اس کو ان آفات سے بچائے گا اور اس کو پانی اور پھل دار درختوں کی جگہ بتاتا رہے گا۔ جب مرید بغیر رہنما اور شیخِ کامل کے ہوگا تو درندوں اور سانپ اور بچھوؤں اور آفات سے بھرے ہوئے جنگل میں چلے گا تو نقصان اٹھائے گا۔ اے دنیا کے راستہ کے مسافر تو قافلہ اور رہنما اور رفیقوں سے جدا نہ ہو ورنہ تیرا مال اور جان سب چلے جائیں گے اور آخرت کے راستہ کے مسافر تو ہمیشہ مرشدِ کامل کے ساتھ رہو وہ تجھے منزلِ مقصود تک پہنچا دے گا تو اس راستہ میں اس کی خدمت کرتا رہو۔ اس کے ساتھ حسنِ ادب سے پیش آ اور اس کی رائے سے علیحدہ نہ ہو وہ تجھے علم سکھائے گا اور تجھے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کر دے گا۔ (فتح الربانی۔ مجلس 50)

سلطان العارفين حضرت نبي سلطان باهو رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیفات میں اسمِ اللہ ذات اور اسمِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت اور تاثیر بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی وضاحت جا بجا فرماتے ہیں کہ ان کی تاثیر سے طالب کا قلب صرف تب ہی زندہ ہوتا ہے جب ان کا ذکر و تصور مرشدِ کامل اکمل کی زیرِ نگرانی کیا جائے۔ مرشدِ کامل اکمل کے بغیر راہِ حق تعالیٰ طے کرنا ناممکن ہے خواہ اس کے لیے کوئی بھی طریقہ، ذکر، ورد و وظائف یا نیک اعمال اختیار کیے جائیں۔

مرشدِ کامل کے بارے میں سلطان العارفين حضرت نبي سلطان باهو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”مرشدِ کامل کے کہتے ہیں؟ مرشد کن خواص و اوصاف کا مالک ہوتا ہے؟ مرشد طالب کو کس طرح غرقِ توحید کرتا ہے اور کس طرح مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچاتا ہے؟ اور مرشد کس مقام اور کس درجے کا مالک ہوتا ہے؟ مرشد ”صاحبِ تصرفِ فنا فی اللہ بقا باللہ“ فقیر ہوتا ہے جو مردہ قلب کو زندہ کرتا ہے زندہ نفس کو مارتا ہے، مرشد لا یتحاج (ہر حاجت سے پاک) ہوتا ہے۔ مرشد اُس سنگِ پارس کی مثل ہوتا ہے جو اگر لوہے کو چھو جائے تو لوہا سونا بن جاتا ہے۔ مرشد کسوٹی کی مثل ہے۔ اس کی نظر آفتاب کی طرح فیض بخش ہوتی ہے جو طالب کے وجود سے خصائلِ بند کو مٹا دیتی ہے۔ مرشد رنگریز کی مثل ہے۔ مرشد تنبولی کی مثل ہے جو پان کے پتوں سے کارآمد پتوں کو چھانٹتا ہے مرشد صاحبِ خلق ہوتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے خلق کا مالک ہوتا ہے، مہربان ایسا کہ ماں باپ سے زیادہ مہربان، راہِ خدا کا ہادی و راہنما، گوہر بخش ایسا کہ جیسے کانِ لعل و جواہر، موجِ کرم ایسے کہ جیسے دریائے دُر، منزل کشا ایسے کہ جیسے قفل کی چابی، مال و زر دنیا سے بے نیاز، طمع سے پاک، طالبوں کو اپنی جان سے عزیز تر

رکھنے والا مفلس درویش۔ مرشد مردوں کے غسل کی مثل ہوتا ہے اور ہر وقت مُردہ طالب کی تلاش میں رہتا ہے جو ”مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا“ (مرنے سے قبل مر جاؤ) کا مصداق بن کر مرنے سے پہلے مر چکا ہو، جس کا نفس مُردہ مگر دل زندہ ہو اور راہِ فقر میں فاقہ کشی کر نیوالا ہو ورنہ نالائق طالب تو اپنی مرضی پر چلتا ہے۔ مرشد کمہار کی مثل ہوتا ہے جس کے سامنے مٹی دم نہیں مارتی چاہے وہ اس سے جو بھی سلوک کرے۔ مرشد کو چاہیے کہ وہ خدائین ہو اور طالب کو چاہیے کہ وہ صادق الیقین ہو۔ مرشد رفیق کو کہتے ہیں چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے ”پہلے رفیق راہ تلاش کرو پھر راہ چلو“۔ اس دور کے مرشد زر پرست ہیں، نظر سے مٹی کو سونا بنانے والے مرشد نایاب ہیں آج کل کے مرشد زر پرست وزن پرست ہیں، زر پرست وزن پرست و دل سیاہ خود پرست ہیں۔ سُن! آدمی کا وجود دودھ کی مثل ہے۔ دودھ میں لسی بھی ہوتی ہے، دہی بھی ہوتا ہے مکھن بھی ہوتا ہے اور گھی بھی ہوتا ہے اسی طرح آدمی کے وجود میں نفس بھی ہوتا ہے۔ قلب بھی ہوتا ہے، روح بھی ہوتی ہے اور سِر بھی ہوتا ہے اور یہ چاروں ایک ہی جگہ اکٹھے رہتے ہیں۔ مرشد کو اس عورت کی طرح ہونا چاہیے کہ جو دودھ میں مناسب مقدار میں لسی ڈال کر رکھ دیتی ہے۔ ساری رات دہی جمتا رہتا ہے، صبح کو دہی بلوتی ہے تو مکھن نکل آتا ہے اور لسی الگ ہو جاتی ہے، پھر مکھن کو آگ پر چڑھاتی ہے تو مکھن سے کثافت دور ہو جاتی ہے اور گھی نکل آتا ہے۔ مرشد کو عورت سے کم تر نہیں ہونا چاہیے کہ جیسے عورت دودھ کے کام کو انتہا تک پہنچاتی ہے اسی طرح مرشد کا کام بھی یہ ہے کہ طالب کو اس کے وجود میں مقامِ نفس، مقامِ روح، مقامِ سِر، مقامِ توفیقِ الہی، مقامِ علمِ شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت اور مقامِ خناس و خرطوم و شیطان و حرص و حسد و کبر علیحدہ علیحدہ کر کے دکھائے یا جس طرح قصاب بکری کو ذبح کر کے اس کی کھال اتارتا ہے اس کی ہر گ و بوٹی کو الگ الگ کرتا ہے اور گوشت سے ہر آلائش کو نکال کر دور پھینک دیتا ہے۔ اسی طرح مرشد کو بھی ایسا کامل و مکمل ہونا چاہیے۔ (عین الفقر)

❖ مرشد تین قسم کے ہوتے ہیں: (1) مرشد دنیا (2) مرشد عقبی اور (3) مرشد کامل اکمل۔

اول مرشد دنیا مال و دولت، عزت و شہرت اور رجوعاتِ خلق کا طالب ہوتا ہے، مرید کی ہڈیاں بیچ کھانے، خانقاہیں بنانے، زمین و آسمان کی سیر تماشا کرنے، صاحبِ کشف و کرامات ہونے اور بادشاہِ دنیا کے قرب و ملاقات کا طالب ہوتا ہے۔ ایسی طلب کا تعلق مرتبہِ مخنث (ہیجرہ) سے ہے لہذا عارفِ دنیا مرشد مخنث ہوتا ہے۔ اس کا طالب بھی مخنث ہوتا ہے۔ دوم مرشد عقبی عابدِ زاہد، اہلِ علم اور متقی و پرہیزگار ہوتا ہے جس پر خوفِ جہنم سوار رہتا ہے اور ہر وقت طلبِ جنت میں عبادت کرتا ہے، اس کا تعلق مرتبہِ مؤنث سے ہے اور اس کا طالب

بھی مؤنث ہی ہوتا ہے۔ سوم مرشد کامل اکمل جو عارف مولیٰ عارف باللہ تو حیدر الہی میں غرق صاحب حضور ہوتا ہے جو دنیا و عقبیٰ سے دور اور اشغال اللہ میں مسرور ہوتا ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ (عین الفقر)

✽ پس مرشد کسے کہتے ہیں؟ جو دل کو زندہ کر دے اور نفس کو مار دے اور جب طالب پر جذب و غضب کی نگاہ ڈالے تو اس کے دل کو زندہ کر دے اور نفس کو مار دے۔ مرشد اسے کہتے ہیں جو فقر میں اس درجہ کامل ہو کہ اس نے خود پر غیر ماسویٰ اللہ کو حرام کر رکھا ہو اور ازل سے ابد تک احرام باندھے ہوئے حاجی بے حجاب ہو۔ ایسا مرشد طبیب کی مثل ہوتا ہے اور طالب مریض کی مثل۔ طبیب جب کسی مریض کا علاج کرتا ہے تو اسے تلخ دھیریں دوائیں دیتا ہے اور مریض پر لازم ہوتا ہے کہ وہ یہ دوائیں کھائے تاکہ صحت یاب ہو سکے۔ (عین الفقر)

✽ مرشد کامل پہلے دن اسم اللہ ذات لکھ کر طالب کے حوالے کر دیتا ہے۔ اور اسے کہتا ہے اے طالب اسم اللہ ذات دل پر لکھ اور اس کا نقش جما۔ جب طالب تصور سے دل پر اسم اللہ ذات نقش کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو مرشد طالب کو توجہ دے کر کہتا ہے اے طالب اب اسم اللہ کو دیکھ چنانچہ اسی وقت اسم اللہ ذات آفتاب کی طرح تجلی انوار سے روشن اور تاباں ہو جاتا ہے۔ (نور الہدیٰ)

✽ مرشد کامل وہ ہوتا ہے جو طالب کو اسم اللہ کے ذکر کے ساتھ ساتھ اس کا تصور بھی عطا کرے آپ فرماتے ہیں: جو مرشد طالب کو تصور اسم اللہ ذات عطا نہیں کرتا وہ مرشد لائق ارشاد مرشد نہیں۔ (نور الہدیٰ)

✽ سروری قادری مرشد کے بارے میں آپ فرماتے ہیں ”سروری قادری مرشد مجمل و جامع ہوتا ہے وہ ظاہر و باطن میں ایسی کتاب ہوتا ہے جو طالب مولیٰ کے لیے کتب الالکتاب کا درجہ رکھتی ہے جس کے مطالعہ سے طالب اس شان سے فانی اللہ ہوتا ہے کہ اس کے سامنے کوئی حجاب باقی نہیں رہتا اس کتاب (سروری قادری مرشد) کو جو طالب صدق، اخلاص، اعتقاد و پاکیزگی کے ساتھ پڑھتا ہے وہ جلد ہی اپنی مراد کو پہنچتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

عارف کامل قادری بہر قدرتے قادر و بہر مقام حاضر

ترجمہ: عارف کامل قادری (صاحب مستی مرشد کامل سروری قادری) بہر قدرت پر قادر اور ہر مقام پر حاضر ہوتا ہے۔ (رسالہ روحی شریف)

آپ اپنے پنجابی ابیات میں مرشد کے بارے میں فرماتے ہیں:

✽ کامل مرشد ایسا ہووے، جیہڑا دھوبی وانگوں چھٹے ھو  
نال نگاہ دے پاک کریندا، وچ سچی صبون نہ گھتے ھو



میلاں نوں کردیندا پچا، وچ ڈٹا میل نہ رکھے ھو

ایسا مرشد ہووے باھو، جیہڑا لوں لوں دے وچ وے ھو

آپے فرماتے ہیں مرشد کامل کو دھوبی کی طرح ہونا چاہیے جس طرح دھوبی کپڑوں میں میل نہیں چھوڑتا اور میلے کپڑوں کو صاف کر دیتا ہے اسی طرح مرشد کامل اکمل طالب کو ورد و وظائف، چلہ کشی، رنج ریاضت کی مشقت میں مبتلا نہیں کرتا بلکہ اسم اللہ ذات کی راہ دکھا کر اور نگاہ کامل سے تزکیہ نفس کر کے اس کے اندر سے قلبی اور روحانی امراض کا خاتمہ کرتا ہے اور اسے خواہشات دنیا اور نفس سے نجات دلا کر غیر اللہ کی محبت دل سے نکال کر صرف اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق میں غرق کر دیتا ہے اور ایسا مرشد تو طالب کے لوں لوں میں بستا ہے۔

مرشد وانگ سارے ہووے، جیہڑا گھت کٹھالی گالے ھو

پا کٹھالی باہر کڈھے، بندے گھرے یا والے ھو

جس طرح زرگر سونے کو کٹھالی میں ڈال کر پگھلا کر اسے مائع کی شکل دیتا ہے اور پھر اس سے اپنی مرضی کا زیور تیار کرتا ہے آپے فرماتے ہیں کہ مرشد کامل کو بھی ایسا ہونا چاہیے کہ طالب مولیٰ کو عشق کی بھٹی میں ڈالے اور اسم اللہ ذات کی حرارت سے اس کے وجود کے اندر سے خواہشات ماسویٰ اللہ نکال باہر کرے یعنی اس کی پہلی عادات و خواہشات کو ختم کر دے اور پھر اپنی مرضی کے مطابق اس کی تربیت کرے اور اس کو تیار کرے۔

جب طالب مولیٰ (ساک) تلاش حق کے سفر پر نکلتا ہے تو سب سے پہلا مرحلہ مرشد کامل اکمل کی تلاش ہوتا ہے۔ صدیق، فقراء، اولیاء اللہ زمین پر اللہ تعالیٰ کی خلافت کے وارث ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائبین ہیں اور حصول قرب الہی کے لیے ان کی غلامی، بیعت اور صحبت ضروری ہے:

اندرین عالم نیرزی باخسے تانی آویزی بہ دامان کے

ترجمہ: اس جہان میں تیری قیمت ایک تنکے کے برابر نہیں ہوگی جب تک کہ تو کسی مرد کامل (مرشد کامل) کے دامن سے وابستہ ہو کر زندگی نہ گزارے۔

لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ مرشد کامل کی پہچان کیسے ہو جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

”اللہ تعالیٰ کی معرفت آسان ہے لیکن ولی اللہ (مرشد کامل) کی حقیقت کی معرفت مشکل ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کمال و جمال کی وجہ سے معروف ہے لیکن ولی اللہ ایک مخلوق ہے اس لیے مخلوق کو مخلوق کی معرفت مشکل ہوتی ہے کیونکہ وہ انہی کی طرح احکام شرع کی پابندی کرتا ہے لیکن اس کا باطن اللہ کے

ساتھ مشغول ہے اس لیے اس کی معرفت مشکل ہو جاتی ہے۔“ (تفسیر روح البیان)

✽ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”ان (مرشدانِ کامل) کی ظاہری شکل کو ہر کوئی دیکھتا ہے لیکن ان کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں ہوتی کسی خوش بخت کو ان کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے اگر انہوں نے ان کی قدر و منزلت کے مطابق تعظیم و تکریم کی تو کامیاب رہیں گے اگر ان سے ان کی مخالفت سرزد ہوئی یا معمولی گستاخی و بے ادبی ہوئی تو مارے جائیں گے اور خاتمہ خراب ہوگا۔“ (تفسیر روح البیان)

فقیر فتاویٰ اللہ بقا باللہ (مرشدِ کامل اکمل نور الہدیٰ) کی پہچان ہر انسان طالب یا مرید کے بس کی بات نہیں کیونکہ ہر مرید یا طالب کی طلب، طلبِ مولیٰ نہیں ہوتی بلکہ اکثر طالب یا مرید طلبِ دنیا و طلبِ عقبی کے متمنی ہوتے ہیں۔ اور مرشد کا کام تو صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قُرب تک جانے والے راستہ کو مرید پر نہ صرف کھول دے بلکہ آسان کر دے کیونکہ وہ اس راستہ کا ہادی، راہبر اور راہنما ہے اور اس کو وہی پہچانتا ہے جو ”طلبِ مولیٰ“ لے کر نکلا ہو۔ تمام انسان ایک تو اپنی طلب کی وجہ سے نہیں پہچان پاتے دوسرے وہ انہی کی طرح ایک انسان ہوتا ہے اس کا چلنا، پھرنا، اٹھنا بیٹھنا بھی عام انسانوں کی طرح ہوتا ہے کھاتا پیتا بھی وہ عام انسانوں کی طرح ہی ہے اس لیے اس کی معرفت طالبِ دنیا جو عقل سے کرتے ہیں، ناممکن ہے اور عقل اس کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتی کیونکہ عقل ہمیشہ تلاشِ نقص و اعتراض میں رہتی ہے اگر عقل سے ان کو پہچاننے کی کوشش کی جائے تو محض اعتراضات ہی ہاتھ آتے ہیں (جیسا کہ سورہ کہف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا واقعہ بیان ہوا ہے اس واقعہ میں طالبِ مولیٰ کے لیے روشنی ہے کہ اعتراضات راستہ جدا کر دیتے ہیں)۔

اگر مرشد کی تلاش کی وجہ اللہ تعالیٰ کا قُرب اور اسکی پہچان ہے تو طالب یہ خاطر جمع رکھے کہ اس کو مرشد ضرور ملے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا سورہ عنکبوت میں ارشاد ہے ”جو لوگ ہماری طرف آنے کی جدوجہد اور کوشش کرتے ہیں ہم ان کو اپنی طرف آنے کے راستے دکھا دیتے ہیں۔“ اس راہ میں مرشد کی طرف طلب کے مطابق راہنمائی ہوتی ہے جس طرح کسی کی طلب اور طبیعت ہوتی ہے اُسی طرح کے مرشد کی طرف راہنمائی ہو جاتی ہے۔

ہست این میکدہ و دعوت عام است اینجا قسمت بادہ با ندازہ جام است اینجا (اقبال)

ترجمہ: یہ دنیا ایک میکدہ ہے اور ہر کسی کو پینے (لذت دیدار کی ہے) کی دعوت عام ہے تاہم ہر کسی کے حصے کی شراب اس کے جام (طلب) کے مطابق ہوتی ہے۔

اگر مرشد کی تلاش کا مقصد حق تعالیٰ کی پہچان اور قُرب ہے تو اس کے لیے آپ کو دو طرح کے مرشد ملیں

گے ایک مرشد وہ ہوگا جو امانت الہیہ یا خلافت الہیہ کا حامل ہوتا ہے یہی نائب اور خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور یہی مرشد جامع اکمل نور الہدیٰ ہوتا ہے اور باقی اس کے خلفاء ہوتے ہیں جن کا ذکر ہم تفصیل سے اس باب کی فصل ۱۲ اور باب ششم کی فصل ۱۶ میں کریں گے۔

سلطان العارفين حضرت نبي سلطان باهور محمد ﷺ کی تعلیمات کے تفصیلی مطالعہ کے لیے مصنف کی تصنیف شمس الفقرا کا مطالعہ فرمائیں



Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

## فصل 9

## فقہی مسلک اور سلسلہ فقر

## فقہی مسلک

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت والجماعت سے تھے فقہ میں امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”میں حضرت نعمان امام اعظم کو فی باصفا صوفی کے مذہب پر ہوں جو شرک، کفر اور سرود کی بدعت سے تارک اور فارغ رہے۔ (کلید التوحید کلاں)

## سلسلہ فقر

انبیاء اللہ کے ان خاص بندوں کو کہتے ہیں جو حق تعالیٰ کی جانب سے خلق کے پاس ہدایت لے کر آتے ہیں اور حصول کمال کے وہ راستے بتلاتے ہیں جو اس زمانہ کے لوگوں کے مناسب حال ہوں اسے بھی سمجھ لینا چاہیے کہ انبیاء علیہم السلام دو اقسام پر منقسم ہیں۔ ایک وہ جو جدید شریعت لے کر آتے ہیں۔ دوسرے وہ جو شریعت لے کر نہیں آتے بلکہ کسی اولوالعزم کی لائی ہوئی شریعت کی مطابقت میں لوگوں کو ہدایت فرماتے ہیں۔ جو نبی

صاحبِ شریعت جدید ہوتے ہیں اور اپنی لائی ہوئی شریعت کی تبلیغ دنیا میں فرماتے ہیں رسول کے لقب سے ملقب ہوتے ہیں۔ جملہ انواع و اقسام کے لوگوں پر انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت عطا فرمائی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں سب سے زیادہ فضیلت اولوالعزم رسولوں کو ہے اور اولوالعزم برگزیدہ رسولوں میں سب سے زیادہ فضیلت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہے۔ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں، خاتم الرسل ہیں، کافۃ الناس ہیں، رحمۃ للعالمین ہیں۔ آپ ﷺ کی شریعت جملہ ادیان سابقہ کی ناسخ ہے اور قیامت تک آپ ﷺ ہی کی شریعت قائم و برقرار رہے گی۔ جس قدر تمدنی معاشرتی اور سیاسی پیچیدگیاں قیامت تک پیدا ہوں گی، جس قدر حجاباتِ ظلمت و غفلت خالق و مخلوق کے درمیان حائل ہوں گے، ان سب کے دفعیہ کے لیے شریعتِ محمدی ﷺ ہی کافی ثابت ہوگی۔ جب رسولِ خدا محمد مصطفیٰ ﷺ جملہ مخلوقات میں برگزیدہ ٹھہرے، تو کمالِ انسانی کا انحصار بھی آپ ہی کے اتباع پر رہے گا، یا ان مقدس ہستیوں کے اتباع پر جنہوں نے آپ ﷺ کی پیروی میں پوری صداقت اور پورے استقلال اور ثابت قدمی کا اظہار فرمایا۔ مثلاً خلفائے راشدین، آئمہ اطہار، صحابہ کرام و اولیاء متقدمین و متاخرین۔ اس اتباع کی بھی دو اقسام ہیں۔ ظاہری و باطنی۔ متابعتِ ظاہری مرتبہ نبوت سے متعلق ہے اور متابعتِ باطنی مرتبہ ولایت سے۔ نبوت سے ان احکامِ شریعت (ظاہری) کی جانب اشارہ ہے جو آنحضرت ﷺ عالمِ قدس سے بواسطہ جبرائیل علیہ السلام حاصل فرما کر خلق کو پہنچاتے ہیں۔ ولایت وہ فیضانِ اسرارِ توحید ہے جو حضور سرورِ کائنات ﷺ مقامِ لَیْسَ مَعَ اللّٰہِ میں بلا واسطہ جبرائیل براہِ راست حق سبحانہ تعالیٰ سے اخذ فرماتے ہیں۔ عارفین کے اس قول ”ولایت نبوت سے افضل ہے“ میں اسی امر کی جانب اشارہ ہے۔ ہر نبی ولی ہوتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر ولی نبی ہو۔ وہ ولی جو نبی نہیں ہوتا انوارِ ولایت کا استنقاضہ کمالاتِ نبی سے کرتا ہے لیکن ہر نبی نورِ نبوت اور کمالاتِ نبوت کو اپنی ہی ولایت کے آفتاب سے اخذ کرتا ہے اور کسی غیر کا محتاج اور تابع نہیں ہوتا۔ نبی مثل آفتاب کے ہے جو خود بھی روشن ہے اور دوسروں کو بھی روشنی بخشتا ہے۔ ولی مثل ماہتاب کے ہے جو آفتابِ نبوت سے نور اخذ کرتا ہے اور متابعتِ آفتاب اُس پر لازم ہوتی ہے۔ تا وقتیکہ ولایتِ کمال کو نہیں پہنچتی، نبوت ظاہر نہیں ہوتی۔ قوتِ نبوت حسبِ قوتِ ولایت ہوتی ہے۔ آدم علیہ السلام جنت میں ولی تھے۔ جب دنیا میں آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت عطا فرمائی۔ کیونکہ نبوت تشریح و تکلیف کا نام ہے اور دنیا تکلیف کا گھر ہے، برخلاف جنت کے، کہ وہ کرامت و مشاہدہ کی جگہ ہے۔



جماعت کثیراً آنحضرت ﷺ کی متابعت ظاہری سے بہرہ اندوز ہوتی ہے اور جماعت قلیل یٰھدی اللہ لِنُورِهِ مَنْ يَّشَاءُ (النور: ۲۴: ۳۵) ترجمہ: ”اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت دیتا ہے“ کی دستگیری سے اسرارِ ولایت تک رسوخ پاتی ہے۔ اول الذکر کو اربابِ ظاہر اور مؤخر الذکر کو اربابِ باطن کہتے ہیں۔ نبوت کا تعلق ظاہر سے ہے اور نبوت کا باطن ولایت ہے۔ ظاہر کو باطن سے مدد ملتی ہے۔ باطن ہی سے ظاہر کی پرورش ہوتی ہے اور باطن ہی کی جانب سے ظاہر کو فیضان پہنچایا جاتا ہے۔ باطنی پہلو یہ ہے کہ اللہ سے تعلق قوی ہو اور اس میں استغراق و فنایت حاصل کی جائے، اسی کا نام ولایت ہے۔ ظاہری پہلو یہ ہے کہ اس باطنی تعلق کی بنا پر جو کچھ عالمِ قدس سے حاصل کیا گیا ہے اُسے خلق تک بطریقِ مناسب و مفید پہنچایا جائے، یہ نبوت ہے۔

(سردلبران)

سورہ آل عمران کی آیت 31 قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ (ترجمہ: کہہ

دیجیے کہ اے مسلمانو! اگر تم کو اللہ سے محبت ہے تو میری اتباع کرو حق تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تم اللہ کے محبوب بن جاؤ گے) میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے گا۔ اس آیت کریمہ میں اتباع سے مراد صرف نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری اتباع نہیں بلکہ باطنی اتباع بھی شامل ہے۔ ظاہری اتباع سے مراد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری افعال و اعمال، حرکات و سکنات، لباس اور بود و باش کی پیروی ہے اور باطنی اتباع سے مراد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باطنی کمالات، مثل فنا فی اللہ بقا باللہ، قرب و معرفت الہی، انوار و برکات و تجلیات، کشف و کرامات، عشق الہی وغیرہ کا حصول ہے۔ چونکہ اسلام ساری دنیا کے لیے ہے اور قیامت تک رہے گا اس لیے حق تعالیٰ نے اسلام کی ظاہری و باطنی فیوض و برکات کا تاقیام قیامت جاری رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے یہی وجہ ہے کہ اربابِ باطن یعنی اولیاء اللہ کے وجود سے کبھی زمانہ خالی نہیں رہا اور نہ رہے گا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین ہیں آپ ﷺ پر نبوت و رسالت اختتام پذیر ہوئی اور نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا اس کے بعد آپ ﷺ کے خلفاء باطن کا سلسلہ چلتا ہے، باب علم باب فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ جس کے امام ہیں۔ آپ کرم اللہ وجہہ نے ہی سب سے پہلے علم باطن کا بارگاہِ نبوت میں سوال کیا اور آپ کرم اللہ وجہہ سے مختلف سلاسلِ طریقت کا آغاز ہوا اور یہ نظام اتنا مضبوط ہے کہ اب تک سینہ بہ سینہ

منتقل ہوتا چلا آ رہا ہے۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قرب الہی کی سب سے افضل و آسان ترین راہ کی تمنا کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وحی کا انتظار فرمایا چنانچہ جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور تین مرتبہ کلمہ (کلمہ توحید) کی تلقین کی جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بالکل اسی طرح دہرایا جس طرح کہ جبرائیل علیہ السلام نے ادا کیا۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلقین فرمائی اور پھر دیگر صحابہ کرام کے پاس جا کر ان سب کو تلقین فرمائی اور فرمایا: ”ہم چھوٹے جہاد سے لوٹ کر بڑے جہاد کی طرف آتے ہیں“ یعنی جہاد بالنفس کی طرف آتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض صحابہ کرام سے فرمایا: ”تمہارا سب سے بڑا دشمن تمہارا نفس ہے جو تمہارے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔“ تم اس وقت تک اللہ کی محبت نہیں جیت سکتے جب تک کہ اپنے اندرونی دشمنوں نفسِ امارہ، نفسِ لوامہ اور نفسِ ملہمہ کو زیر نہیں کر لیتے اور تمہارا وجود اخلاقِ ذمیہ و بہیمیہ مثلاً زیادہ کھانے پینے، زیادہ سونے اور لغویات وغیرہ کی محبت اور عاداتِ وحشیانہ مثلاً قہر و غضب، گالی گلوچ اور مار پیٹ وغیرہ اور اخلاقِ شیطانیہ مثلاً کبر و عجب و حسد و کینہ اور ان جیسی دیگر بدنی و قلبی آفات سے پاک نہیں ہو جاتا کیونکہ وجود جب ان آلائشوں سے پاک ہو جاتا ہے تو وہ گناہوں کی اصل سے پاک ہو جاتا ہے اور مطہرین و توابین میں شمار ہونے لگتا ہے جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے: **إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ** (بے شک اللہ تعالیٰ توابین و مطہرین سے دوستی رکھتا ہے۔ سورہ البقرہ 222) جو آدمی محض ظاہری گناہ سے توبہ کرتا ہے وہ اس آیت مبارکہ کے تحت نہیں آتا۔ وہ تائب ہے تو تائب نہیں ہے کہ لفظ تواب مبالغہ کا صیغہ ہے اور اس سے مراد خواص کی توبہ ہے۔ پس وہ بخش دیا جاتا ہے۔ جو شخص محض ظاہری گناہوں سے توبہ کرتا ہے وہ اس آدمی کی مثل ہے جو اپنی فصل سے خود روگھاس کی محض شاخیں کاٹتا ہے اور اُسے جڑ سے نہیں اکھیڑتا جس سے گھاس لامحالہ مزید بڑھ جاتی ہے۔ اس کے برعکس تمام گناہوں اور اخلاقِ ذمیہ سے پکی سچی توبہ کرنے والا تواب اُس شخص کی مثل ہے جو خود روگھاس کو جڑ سے اکھیڑ دیتا ہے تو پھر وہ گھاس شاذ و نادر ہی اگتی ہے۔ اس کے بعد تلقین کا آلہ تلقین پانے والے طالب کے دل سے ماسویٰ اللہ کے ہر نقش کو مٹا دیتا ہے کیونکہ جس نے کڑوا درخت نہ کاٹا اُس نے اس کی جگہ شیریں درخت نہ پایا پس اے اہل دیدار! اس سے عبرت حاصل کرو تا کہ تم فلاح پاؤ اور مقصود کو حاصل کرو۔ (بزاز اسرار، فصل نمبر 5)

روایات میں ہے کہ سب سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

میں راہ فقر کے حصول کے لیے تلقین کی خواہش کا اظہار کیا۔ آپ ﷺ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا ”یا رسول اللہ ﷺ ہمیں وہ راستہ بتائیے جو خدا تعالیٰ سے بہت قریب اور نہایت افضل اور سہل الوصول ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”اے علی خلوت اور تنہائی میں اپنے اللہ کے ذکر کی مداومت کیا کر۔ آپ ﷺ نے عرض کی کہ ”ہم کس طرح ذکر کریں؟ فرمایا ”اپنی دونوں آنکھیں بند کر لو اور مجھ سے تین مرتبہ سن اور پھر تو بھی تین مرتبہ سنا۔ پس آنحضرت ﷺ نے اپنی آنکھیں بند کر کے بلند آواز سے تین مرتبہ کلمہ طیبہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ پڑھا اور آپ ﷺ نے سنا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے آنکھیں بند کر کے تین مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنا۔ اس روز سے یہ ذکر صوفیہ میں جاری ہو گیا۔ (ریحان القلوب۔ شریف التواریخ) یعنی سب سے پہلے کلمہ طیبہ کی باطنی و حقیقی تلقین آنحضرت ﷺ نے حضرت علی ﷺ کو فرمائی اور توحید کی تعلیم دے کر مرتبہ وحدت پر پہنچایا۔

سیر لاقطاب، شریف التواریخ اور تواریخ آئینہ تصوف میں منقول ہے کہ ایک روز حضرت رسول اکرم ﷺ کی محفل اقدس میں چاروں اصحاب کبار ﷺ بیٹھے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق ﷺ سے فرمایا کہ ہم کو شب معراج میں جو خرقہ فقر جناب ربانی سے عطا ہوا تھا وہ اگر تم کو پہنایا جائے تو اس کا حق کس طرح ادا کرو گے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ”یا حضرت میں صدق اختیار کروں گا۔“ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر فاروق ﷺ سے بھی پوچھا، انہوں نے عرض کیا کہ ”میں عدل اختیار کروں گا۔“ پھر یہی سوال حضرت عثمان غنی ﷺ سے پوچھا، انہوں نے کہا ”میں حیا اور تحمل کروں گا۔“ پھر جناب مرتضیٰ ﷺ سے یہی سوال کیا تو آپ ﷺ نے عرض کیا کہ اگر خرقہ فقر مجھے عطا ہو تو میں اس کے شکر یہ میں پردہ پوشی اختیار کروں گا، لوگوں کے عیب ڈھانپوں گا اور ان کی تقصیر سے درگزر کروں گا۔“ اس پر آنحضرت ﷺ نے نہایت خوش ہو کر فرمایا اے علی ﷺ جس طرح رضائے مولا و رضائے محمد ﷺ تھی اس طرح سے تو نے جواب دیا ہے۔ پس یہ خرقہ تیرا ہی حق ہے، اسی وقت آپ ﷺ کو خرقہ فقر پہنایا اور بشارت دی کہ تم شہنشاہ ولایت ہو اور میری تمام امت کے پیشوا ہو۔“

ایک اور روایت میں منقول ہے کہ ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام چار عدد کلاہ حضرت رسول اکرم ﷺ کے پاس لائے اور کہا کہ یہ جناب باری تعالیٰ نے بھیجی ہیں کہ ان کو اپنے سر پر رکھیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے ایک ترکی کلاہ سر پر رکھی اور پھر وہ حضرت ابو بکر صدیق ﷺ کے سر پر رکھی، پھر دوسری کلاہ اپنے سر پر رکھی

کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پہنادی۔ پھر کلاہ سہ ترکی سر پر رکھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمائی پھر کلاہ چہار ترکی خود زیب سر فرما کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سر پر اپنے مبارک ہاتھ سے رکھی اور فرمایا ”اے علی رضی اللہ عنہ مجھے حکم تھا کہ میں کلاہ چہار ترکی تجھے پہناؤں یہ تیری کلاہ ہے جس شخص کو تو اس کے لائق جانے کہ وہ اس کا حق بجالا سکے گا اُس کو عطا کرنا۔ (اسرار الاولیاء شریف التواریخ، تواریخ آئینہ تصوف)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت شریف اِنَّمَا اَنْتَ مُنذِرٌ وَّلِکَکِمْ قَوْمٌ هَادٍ (الرعد۔ 7) ترجمہ: ”اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ڈرانے والے اور ہر قوم کے لیے راہ راست دکھانے والے ہیں۔“ نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ میں ڈرانے والا ہوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ”آپ رضی اللہ عنہ راہ بتانے والے ہیں اور تجھ سے ہدایت پانے والے ہدایت پائیں گے۔“

ان روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں باطن کی اس راہ کے لیے سب سے پہلے درخواست حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے پیش کی اس لیے آپ کرم اللہ وجہہ ہی راہ معرفت اور سلاسل طریقت کے امام ہوئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک وسیلہ بنے اس لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: انا مدینة العلم وعلی بابها (ترجمہ: میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔) اگرچہ تمام اکابرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روحانی فیوض و برکات اور سلسلہ رشد و ہدایت سینہ بہ سینہ ایک عرصہ تک جاری رہا لیکن جن سلاسل طریقت کو حق تعالیٰ نے بقائے دوام کا درجہ عطا فرمایا ہے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سلاسل طریقت ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جو روحانی سلاسل جاری ہوئے وہ جمع ہو کر آج سلسلہ نقشبندیہ کی شکل میں ظاہر ہیں اور باقی تین بڑے سلسلے یعنی سلسلہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جاری ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے چار خلفاء تھے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ اور حضرت امام کمیل رضی اللہ عنہ۔ ان کو تصوف میں چار پیر ارشاد یا چار خلفاء طریقت سے پکارا جاتا ہے۔ ان چار اکابرین سے چودہ بڑے سلاسل جاری ہوئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی نعمت سینہ بہ سینہ تمام مشائخ سلسلہ کے ذریعے آج تک امت میں چلی آرہی ہے اور یوں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خلفاء نے سلاسل طریقت کا ایک ایسا مضبوط نظام قائم کیا جو اب تک بڑی مضبوطی سے قائم چلا آرہا ہے۔



حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سلسلہ روحانیت آئمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کے ذریعے ہر زمانے میں جاری رہا ہے یہاں تک کہ بڑے بڑے اکابرین صوفیاء مثل حضرت فضیل بن عیاض، امام شافعی، امام ابو حنیفہ، حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے آئمہ اہل بیت سے روحانی فیوض حاصل کیے اور بلند روحانی مدارج تک رسائی حاصل کی۔

سب سے زیادہ سلاسل حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے جاری ہوئے۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کے بہت خلفاء تھے جن میں سے دو زیادہ مشہور ہیں۔ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ جن کے فیض تربیت سے تصوف کے چودہ بڑے خانوادے (سلاسل) وجود میں آئے۔ حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے پانچ خانوادے اور حضرت شیخ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ سے نو خانوادے جاری ہوئے۔ جن کی تفصیل اس طرح سے ہے:

- (1) سلسلہ زیدیہ (2) سلسلہ عیاضیہ (3) سلسلہ ادھمیہ (4) سلسلہ ہبیریہ (5) سلسلہ چشتیہ
- (6) سلسلہ عجمیہ (7) سلسلہ طیفوریہ (8) سلسلہ کرخیہ (9) سلسلہ سقطیہ (10) سلسلہ جنیدیہ
- (11) سلسلہ گاڈرونیہ (12) سلسلہ طوسیہ (13) سلسلہ سہروردیہ (14) سلسلہ فردوسیہ

### پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری سے قبل عالم اسلام انتشار اور خلفشار کا شکار تھا۔ بہت سی اسلامی حکومتیں ختم ہو چکی تھیں اور جو باقی تھیں وہ اندرونی خلفشار کا شکار اور اغیار کے ظلم و ستم کا نشانہ بنی ہوئی تھیں یہ تو سیاسی انتشار تھا۔ ظاہری طور پر بھی مسلمان بہت سے فرقوں میں تقسیم ہو چکے تھے۔ باطل مذہبی فرقوں معتزلہ، شیعہ، مرجیہ اور خوارج نما مختلف تحریکوں نے مسلمانوں کو ذہنی انتشار میں مبتلا کر رکھا تھا۔ مسلمان بے معنی مباحثوں اور مناظرات میں الجھے رہتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں تہتر (73) فرقوں کا ذکر فرمایا ہے جن میں ایک حق پر باقی سب گمراہ تھے۔ یہ تہتر فرقے دس مسالک یا گروہوں سے وجود میں آئے تھے اور وہ دس مسالک یا گروہ یہ تھے: (1) اہل سنت (2) خوارج (3) شیعہ (4) معتزلہ (5) مرجیہ (6) مشبہ (7) جہمیہ (8) ضراریہ (9) نجاریہ (10) کلابیہ۔ ان میں سے اہل سنت کا ایک ہی فرقہ تھا۔ خوارج کے پندرہ، معتزلہ کے چھ، مرجیہ کے بارہ، شیعہ کے بیس، مشبہ کے تین، ضراریہ، کلابیہ، نجاریہ اور جہمیہ کا ایک ایک فرقہ تھا۔ اس طرح کل تہتر فرقے تھے۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



ادھر اہل باطن اور سلاسل کا حال اس سے بھی بُرا تھا اُن کے پاس بھی صرف ظاہر ہی رہ گیا تھا اور صرف گفتگو اور ظاہری علم کی وجہ سے اہل باطن بنے بیٹھے تھے۔ اور اس طرح تلقین و ارشاد کی مسندوں پر گمراہ لوگ قابض تھے اور عوام کو گمراہ کر کے دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے تھے اس سلسلہ میں بڑے بڑے گمراہ کن سلاسل رائج اور جاری ہو چکے تھے جو سب گمراہ بدعتی اور منافقین تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سرالاسرار میں ان سلاسل کا ذکر بڑی تفصیل سے کیا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔ ہم اس کتاب کی فصل نمبر 23 من وعین درج کر رہے ہیں:

”اہل تصوف ہونے کا دعویٰ کرنے والے لوگ بارہ قسم کے ہیں، پہلی قسم اُن لوگوں کی ہے جو سنی کہلاتے ہیں اور اپنے ہر قول و فعل میں شریعت و طریقت کی موافقت کرتے ہیں۔ یہ اہل سنت و الجماعت کے لوگ ہیں۔ ان میں سے بعض تو حساب و عذاب کے بغیر جنت میں جائیں گے اور بعض سے آسان سا حساب لیا جائے گا اور انہیں تھوڑا سا عذاب دے کر جہنم سے جنت میں بھیج دیا جائے گا۔ انہیں کافروں اور منافقوں کی طرح ہمیشہ کے لیے دوزخ میں نہیں رکھا جائے گا۔ اس کے علاوہ باقی جتنے گروہ ہیں وہ سب کے سب بدعتی ہیں وہ یہ ہیں (1) خلویہ (2) حالیہ (3) اولیائیہ (4) شمرانیہ (5) حنیئہ (6) حوریہ (7) اباحیہ (8) متکاسلہ (9) متجاہلہ (10) واقفیہ (11) الہامیہ۔“

فقہ باطن کے بارے میں اہل سنت و الجماعت کا کہنا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کی قوت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اندر (انوار و تجلیات کے) انتہائی جذبات بھر دیئے تھے جو بعد میں منتشر ہو کر مشائخ طریقت تک پہنچے اور پھر بے شمار سلسلوں میں تقسیم ہو گئے اور آہستہ آہستہ کمزور ہو کر اکثر سلاسل میں بالکل ہی ناپید ہو گئے اور بے جان مردہ جسم کی طرح محض رسمی طور پر بے معنی سلسلہ مشائخ باقی رہ گیا جس سے اہل بدعت پیدا ہوتے چلے گئے۔ ان بدعتیوں میں سے بعض نے خود کو قلندر یہ، بعض نے حیدر یہ، بعض نے ادھمیہ اور بعض نے دوسرے سلسلوں سے منسوب کر لیا جن کی تفصیل طولانی ہے۔

اس دور میں اہل فقہ و اہل ارشاد کی تعداد قلیل سے بھی کم ہے۔ اہل نظر فقہاء کو اُن کے ظاہری عملِ حق سے اور اہل ارشاد کو اُن کے پاک باطن سے پہچانتے ہیں۔ ظواہر (اہل فقہ) شریعت پر ثابت قدم رہ کر اوامرو نواہی کی پابندی کرتے ہیں اور یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہے اور صاحب باطن وہ ہے جو راہ سلوک کا مشاہدہ چشم بصیرت سے کرتا ہے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک کو چشم دل سے دیکھتا ہے۔ اس

کا سلوک اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانیت کے درمیان واسطہ بن جاتا ہے خواہ آپ ﷺ کی روحانیت محل کے لحاظ سے جسمانی ہو یا روحانی کیونکہ شیطان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل نہیں بن سکتا۔ اس فرمان نبوی ﷺ میں ارادت مند سالکین کے لیے ایک اشارہ ہے تاکہ وہ راہ سلوک میں اندھے بن کے نہ چلیں۔ حق و باطل کی تمیز کے لیے یہ ایسی دقیق علامات ہیں جو ان کے اہل کے سوا کسی اور کی سمجھ میں نہیں آتیں۔“ (سر الاسرار فصل 23)

✽ آپ نے غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر سے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ آپ کے ظہور کے وقت حالات کیا ہوں گے۔ اس گمراہ اور پُر رفتن دور میں اللہ تعالیٰ نے غوث الاعظم حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام الاولیاء بنا کر بھیجا جنہوں نے ان تمام گمراہ باطنی سلاسل اور ظاہری مسالک کا خاتمہ کیا اور یوں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے چلے آ رہے تمام سلاسل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات مبارک میں جمع ہو گئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحکم خدا اعلان فرمادیا۔

✽ قَدَمِي هَذِهِ عَلَي رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ۔ ترجمہ: میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چار سلاسل جاری ہوئے قادری، چشتی، سہروردی اور نقشبندی۔ سلسلہ قادریہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا سلسلہ ہے اور چشتی سلسلہ کے بانی حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور سہروردی سلسلہ کے بانی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ عین حیات میں غوث الاعظم پیران پیر کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور فیض حاصل کر کے سلاسل کی بنیاد رکھی۔ نقشبندیہ سلسلہ کے بانی حضرت بہاؤ الدین نقشبند غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے تقریباً سو دو سو سال بعد پیدا ہوئے۔ حضرت بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے اسم ذات کا سبق حاصل کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ لگا تار سولہ سال اسم اللہ ذات قلب پر نقش کرتے رہے مگر کامیاب نہ ہو سکے ایک روز اس کوشش میں اتنے وارفتہ ہوئے کہ جنگل کی طرف نکل گئے وہاں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہو گئی حضرت خضر علیہ السلام نے پوچھا اے بہاؤ الدین کیا کر رہے ہو۔ جواب دیا قلب روشن نہیں ہو رہا اس لیے بے حد پریشان ہوں انہوں نے کہا کہ تصور اسم ذات کیا کرو۔ عرض کی کہ سولہ سال سے اسی کوشش میں ہوں مگر کامیابی نہیں ہو رہی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا جاؤ جا کر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مزار پر عرض کرو کام بن جائے گا۔ چنانچہ حضرت بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے مزار غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حاضر ہو کر التجا کی۔

یا دستگیرِ عالم دستم مرا بگیر دستم چناں بگیر کہ گوئندت دستگیر  
ترجمہ: اے جہان بھر کی دستگیری کرنے والے میری بھی دستگیری فرمائیں۔ اس شان سے جس شان کے آپ  
مالک ہیں۔

اس پر حضور غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا دایاں ہاتھ مزار مبارک سے  
نکال کر اسم اللہ ذات کی شکل میں اُن کے سامنے فرمایا:

اے نقشبندِ عالم نقشم را بہ بند نقشم چناں بہ بند کہ گوئندت نقشبند  
ترجمہ: اے نقشبندِ عالم میرے والا نقش (اسم ذات) جما اور ایسا جما کہ رہتی دنیا تک لوگ تجھے نقشبند کے نام سے  
یاد کریں۔

اس کے ساتھ ہی حضرت بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے دل پر اسم ذات نقش ہو گیا۔

اس لیے حضرت بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو بھی فیض حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے ملا بلکہ  
قیامت تک فیض تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ملے گا لیکن ملے گا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے توسط سے۔ اور یہ  
حقیقت ہے کہ جب تک غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی منظوری حاصل نہ ہو تو کوئی  
ولی نہیں بن سکتا اور نہ ہی کوئی تلقین و ارشاد کی مسند پر فائز ہو سکتا ہے۔

غوث الاعظم درمیان اولیاء چوں محمد درمیان انبیاء  
یوں تو ہر طالب کے نزدیک اس کا سلسلہ اعلیٰ و اولیٰ ہوتا ہے لیکن قادری طریقہ کے منسلکین نے ہمیشہ قادری  
طریقہ کی برتری کا دعویٰ زیادہ شد و مد سے کیا ہے۔ اس کی حقیقت کچھ بھی ہو لیکن دو باتوں سے انکار ممکن نہیں اول  
یہ کہ ہندوستان میں جن چار سلسلوں قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ کو قبولیت عام حاصل ہوئی ان میں طریقہ  
قادریہ کو زمانی لحاظ سے اولیت حاصل ہے اور یہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا اپنا طریقہ ہے جبکہ  
باقی طریقوں یا سلسلوں کے بزرگوں نے اُن سے فیض حاصل کیا اور پھر آپ کے سلسلہ قادری کو ”فقر“ کی  
بدولت تمام سلاسل پر فضیلت حاصل ہے۔

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا فیض روحانی لامحدود ہے۔ اس کے بارے میں آپ کا فرمان ہے:

أَفَلَتِ شُمُوسُ الْأَوَّلِينَ وَ شَمْسُنَا أَبَدًا عَلٰی فَلَكِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

ترجمہ: پہلوں کے آفتاب ڈوب گئے لیکن ہمارا آفتاب بلندیوں کے آسمان پر کبھی غروب نہ ہوگا۔

آفتاب سے مراد فیضانِ ہدایت و ارشاد ہے اور غروب ہونے سے مراد اس فیض کا بند ہونا ہے جو کبھی نہ ہوگا۔ بعد میں آنے والوں نے آپ کے اس دعویٰ کی تصدیق کی ہے اور وفات کے بعد بھی آپ کی روحانی قوت کے تصرف اور اثر کا اقرار کیا ہے۔ یہاں ہم صرف دو حوالوں پر اکتفا کرتے ہیں جو شہرہ آفاق محدث و مفکر حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی کتب سے لیے گئے ہیں: شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ”ہمعات“ میں جو ایک لحاظ سے تصوف کی تاریخ ہے، یوں بیان فرمایا ہے:

✽ حضرت علیؑ کے بعد اولیاء کرام اور اصحاب طریقت کا سلسلہ چلتا ہے ان میں سے سب سے زیادہ قوی الاثر بزرگ جنہوں نے راہِ جذب کو باحسین و جہ طے کر کے نسبتِ اویسی کی اصل کی طرف رجوع کیا اور اس میں نہایت کامیابی سے قدم رکھا، وہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی ہے۔ اسی بناء پر آپ کے متعلق کہا گیا ہے کہ موصوف اپنی قبر میں زندوں کی طرح تصرف کرتے ہیں۔“

اسی طرح ”تہیمات“ میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اپنا کشف اس طرح بیان کرتے ہیں: اِنَّ الشَّيْخَ عَبْدَ الْقَادِرِ لَهُ شُعْبَةٌ مِنْ سَرَِيَانٍ فِي الْعَالَمِ وَذَلِكَ اِنَّهُ لَمَامَاتٌ صَارَ كَهَيْئَةِ الْمَلَا الْاَعْلَى وَانْطَبَعَ فِيهِ الْوُجُودُ السَّارِي فِي الْعَلَمِ كُلِّهِ۔

ترجمہ: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے سپرد جہان کو فیض پہنچانے کا شعبہ ہے۔ اسی لیے جب ان کا وصال ہوا، تو ان کی روح ملاء الاعلیٰ کی صورت اختیار کر گئی اور ان کا وجود تمام جہاں کے لیے فیض رساں بن گیا۔

سلطان العارفين حضرت نبي سلطان باهو سلسلہ قادریہ کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

✽ قادری طریقہ تیز دھارنگی تلوار کی مانند ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

✽ ہر طریقہ خرقہ پوش ہے لیکن قادری طریقہ محبت و معرفت تو حیدر الہی کا دریا نوش ہے، ہر طریقہ میں سجادگی ہے لیکن قادری طریقہ میں غرق فنا فی اللہ ہو کر نفس سے آزادی ہے۔ ہر طریقہ میں قائم مقام ہے لیکن قادری طریقہ میں ہدایتِ معرفت و فقر تمام ہے، ہر طریقہ میں جبہ و دستار ہے لیکن قادری طریقہ میں مشاہدہ جمال حضور اور شرف دیدار ہے۔ ہر طریقہ میں ورد و تسبیح ہے لیکن قادری طریقہ میں غرق وحدت و نفس ذبیح ہے، ہر طریقہ میں تقلیدی طور پر حجام کی طرح قینچی سے طالب مرید کے بال کاٹے جاتے ہیں لیکن قادری طریقہ میں توجہ دے کر بعین توحید کا مشاہدہ کرایا جاتا ہے۔

ہر طریقہ مفلس و بر در سوال قادری صاحب غنایت باوصال  
من قادریم حاضریم با خدا طالبان را می نمایم مصطفیٰ  
ترجمہ: ہر طریقہ مفلس و در در کا سوالی ہے مگر قادری غنی و باوصال ہوتا ہے، میں قادری فقیر ہوں، ہر وقت بارگاہِ  
الہی میں حاضر رہتا ہوں اور طالبوں کو مجلسِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پہنچاتا رہتا ہوں۔  
فقیر نے جو کچھ کہا ہے حسد سے نہیں بلکہ حساب سے کہا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

✽ جان لے کہ قادری طریقہ بادشاہ ہے اور دوسرے تمام طریقے اُس کی فرمانبردار و محکوم رعیت ہیں۔  
(نور الہدیٰ کلاں)

✽ یاد رہے کہ دوسرے ہر طریقے میں رنجِ ریاضت کی آفات ہیں لیکن طریقہ قادری میں تصور اسمِ اللہ  
ذات کے ذریعے پہلے ہی روز غرقِ فنا فی اللہ کا مرتبہ نصیب ہوتا ہے۔ قادری طریقہ آفتاب کی مثل ہے اور  
دوسرے طریقے چراغ کی مثل ہیں۔ (نور الہدیٰ کلاں)

✽ ہر طریقہ سے بود مثلِ چراغ و ز آفتابِ قادری صد طور داغ  
ترجمہ: ہر طریقہ چراغ کی مثل ہے اور قادری طریقہ آفتاب کی مثل ہے، قادری طریقہ ایسا آفتاب ہے کہ جس  
کے سامنے سینکڑوں طور شرمندہ ہیں۔ (نور الہدیٰ کلاں)

✽ تمام سلاسلِ چراغ کی مانند ہیں جسے نفسانی، شیطانی، دنیاوی آفتوں اور بلاؤں کی ہوا بجھا سکتی ہے۔  
لیکن سلسلہ قادریہ آفتاب کی مانند ہے کیونکہ اسے مخالف ہواؤں کا ڈر نہیں۔ چراغ کی کیا مجال کہ آفتاب کے  
سامنے چمکے۔ (اسرارِ قادری)

### سلسلہ سروری قادری

سلسلہ قادری کا ایک برتر ہے جو غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فرزند سیدنا عبدالرزاق  
رحمۃ اللہ علیہ کو اور انہوں نے اپنے پوتے سیدنا عبدالجبار بن ابوصالح نصر رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل فرمایا۔ یہ ستر لقاے الہی اور مجلسِ  
محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری والا کامل سلسلہ قادری ہے۔ ابتدا میں اس کو جباری گروہ یا سلسلہ قادری جباری کے  
نام سے پکارا گیا۔ محمد حسین دہلوی اپنی کتاب ”تذکرۃ الفقراء“ جس میں انہوں نے مختلف سلاسل کے فقراء  
سے ملاقاتوں کا تذکرہ فرمایا ہے، میں تحریر فرماتے ہیں کہ دورانِ سیاحت اُن کی ”جباری گروہ کے کسی بھی فقیر  
سے ملاقات نہیں ہوئی“ کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا اور اہل دنیا، شہرت، نام و ناموس سے دور رہتے ہیں۔



سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے براہ راست بیعت اور سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے فیض کے بعد اسے سروری قادری کا نام دیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ہی سلسلہ سروری قادری کو برصغیر میں عروج حاصل ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سروری قادری کو ہی کامل قادری یا اصل قادری سلسلہ تسلیم کرتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

✽ قادری طریقہ بھی دو قسم کا ہے، ایک سروری قادری اور دوسرا زاہدی قادری۔ سروری قادری مرشد صاحب اسم اللہ ذات ہوتا ہے اس لیے وہ جس طالب اللہ کو حضرات اسم اللہ ذات کی تعلیم و تلقین سے نوازتا ہے تو اُسے پہلے ہی روز اپنا ہم مرتبہ بنا دیتا ہے جس سے طالب اللہ اتنا لایحتاج و بے نیاز ممتو کمل الی اللہ ہو جاتا ہے کہ اُس کی نظر میں مٹی و سونا برابر ہو جاتا ہے۔ زاہدی قادری طریقے کا طالب بارہ سال تک ایسی ریاضت کرتا ہے کہ اُس کے پیٹ میں طعام تک نہیں جاتا، بارہ سال کی ریاضت کے بعد حضرت پیر صاحب (مجتبیٰ الدین شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز) اُس کی دستگیری فرماتے ہیں اور اُسے سالک مجذوب یا مجذوب سالک بنا دیتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں سروری قادری طالب کا مرتبہ محبوبیت کا مرتبہ ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

✽ زمان و لامکان پر مکمل تصرف رکھنے والا طریقہ صرف قادری ہے اور قادری بھی دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک زاہدی قادری اور دوسرے سروری قادری۔ سروری قادری طریقہ وہ ہے جو اس فقیر کو حاصل ہے کہ یہ فقیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے دست بیعت فرمایا اور خندہ پیشانی سے فرمایا: ”خلق خدا کی راہنمائی میں ہمت کرو۔“ بعد از تلقین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس فقیر کا ہاتھ پکڑ کر حضرت پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر دیا۔ حضرت پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی سرفرازی بخشی اور خلق خدا کو تلقین کرنے کا حکم فرمایا۔ یہ اُن ہی کی نظر کرم کا کمال ہے کہ بعد میں اس فقیر نے جب بھی کسی طالب اللہ کے ظاہر و باطن پر توجہ کی اُسے ذکر اذکار اور مشقت و ریاضت میں ڈالے بغیر محض تصور اسم اللہ ذات اور تصور اسم عجیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں پہنچا دیا۔ پھر اُس نے جدھر بھی نظر اٹھائی اُسے اسم اللہ ذات ہی نظر آیا اور اس کے سامنے کوئی حجاب باقی نہ رہا۔ سروری قادری طریقہ کم حوصلہ نہیں۔ یہ نہایت ہی فیض بخش طریقہ ہے جب کہ دیگر طریقوں میں لوگوں نے بعض طالبوں کو آتش اسم اللہ ذات سے جلا کر مار ڈالا، بعض اسم اللہ ذات کا بوجھ برداشت نہ کر سکے اور عاجز ہو بیٹھے اور بعض مردود و مرتد ہو گئے۔ (عین الفقر)

✽ سروری قادری کامل کی ابتدا کیا ہے؟ قادری کامل (سروری قادری) نظر سے یا تصور اسم اللہ ذات

سے یا ضرب کلمہ طیب سے یا باطنی توجہ سے طالب اللہ کو معرفت الہی کے نور میں غرق کر کے مجلس محمدی (ﷺ) کی حضوری میں پہنچا دیتا ہے کہ طریقہ قادری میں یہ پہلے ہی روز کا سبق ہے۔ جو مرشد اس سبق کو نہیں جانتا اور طالبوں کو مجلس محمدی (ﷺ) کی حضوری میں نہیں پہنچاتا وہ قادری کامل ہرگز نہیں۔ اُس کی مستی حال محض خام خیالی ہے کہ قادری کامل معرفت الہی کے نور میں غرق ہو کر ہمیشہ غرق وصال رہتا ہے اور وصال بھی دو قسم کا ہے ایک تجلی الہام کا وصال اور دوسرا اُس تجلی میں دائم استغراق کامل کا وصال۔ (کلید التوحید کلاں)

✽ یاد رہے کہ قادری طریقہ بھی دو قسم کا ہے ایک زاہدی قادری طریقہ ہے جس میں طالب عوام کی نگاہ میں صاحب مجاہدہ و صاحب ریاضت ہوتا ہے جو ذکر جہر سے دل پر ضربیں لگاتا ہے، غور و فکر سے نفس کا محاسبہ کرتا ہے، ورد و وظائف میں مشغول رہتا ہے، راتیں قیام میں گزارتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے لیکن باطن کے مشاہدہ سے بے خبر قال (گفتگو) کی وجہ سے صاحب حال بنا رہتا ہے۔ دوسرا سروری قادری طریقہ ہے جس میں طالب قرب و وصال اور مشاہدہ دیدار سے مشرف ہو کر شوریدہ حال رہتا ہے اور ایک ہی نظر سے طالب اللہ کو معیت حق تعالیٰ میں پہنچا دیتا ہے اور وصال پروردگار سے مشرف کر کے حق الیقین کے مراتب پر پہنچا دیتا ہے۔ ایسا ہی سروری قادری فقیر قابل اعتبار ہے کہ وہ قاتل نفس ہوتا ہے اور کارزار حق میں پیش قدمی کرنے والا سالار ہوتا ہے۔ (محکم الفقرا کلاں)

سلسلہ سروری قادری کو سروری قادری اس لیے کہا جاتا ہے کہ سروری کا مطلب ہے سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت ہونا اور قادری کا مطلب ہے غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع کرنا یعنی اُن کے طریقہ پر چلنا۔ سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

✽ سروری قادری اُسے کہتے ہیں جسے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دست بیعت فرماتے ہیں اور اس کے وجود سے بدخلقی کی خوب ختم ہو جاتی ہے اور اُسے شرع محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہ پر گامزن ہونے کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔ (محکم الفقرا کلاں)

✽ ایک اس مراتب کے بھی سروری قادری ہوتے ہیں جنہیں خاتم النبیین رسول رب العالمین سروردو عالم رحمۃ اللہ علیہ اپنی مہربانی سے نواز کر باطن میں حضرت محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے سپرد کر دیں اور حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ بھی اُسے اس طرح نوازتے ہیں کہ اُسے خود سے جدا نہیں ہونے دیتے۔ (محکم الفقرا کلاں)

سروری قادری طریقہ میں رنج ریاضت چلے کشتی جس دم ابتدائی سلوک اور ذکر فکر کی الجھنیں ہرگز نہیں ہیں یہ سلسلہ ظاہری درویشانہ لباس اور رنگ ڈھنگ سے پاک ہے اور ہر قسم کے مشائخانہ طور طریقوں مثلاً عصا، تسبیح، جبّہ و دستار وغیرہ سے بے زار ہے۔ اس سلسلہ کی خصوصیت یہ ہے کہ مرشد پہلے ہی روز سلطان الاذکار کا ذکر اور تصویر اسم ذات اور مشق مرقوم وجودیہ عطا کر کے طالب کو انتہا پر پہنچا دیتا ہے۔ جبکہ دوسرے سلاسل میں یہ سب کچھ نہیں ہے اس لیے حضرت نبي سلطان باهو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سلسلہ سروری قادری کے طالب (مرید) کی ابتدا دوسرے سلاسل کی انتہا کے برابر ہوتی ہے۔

سلطان العارفين حضرت نبي سلطان باهو ﷺ نے دست بیعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر فرمایا پھر ظاہری بیعت غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے حکم سے سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی ﷺ کے دست مبارک پر فرمائی۔ آپ ﷺ تک سلسلہ سروری قادری اس طرح پہنچتا ہے:

- 1- حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
- 2- حضرت علی کرم اللہ وجہہ
- 3- حضرت امام خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- 4- حضرت شیخ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ
- 5- حضرت شیخ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ
- 6- حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ
- 7- حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ
- 8- حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
- 9- حضرت شیخ جعفر ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ
- 10- حضرت شیخ عبدالعزیز بن حرث بن اسد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ
- 11- حضرت شیخ ابوالفضل عبدالواحد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ
- 12- حضرت شیخ محمد یوسف ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ
- 13- حضرت شیخ ابوالحسن علی بن محمد قریشی ہنکاری رحمۃ اللہ علیہ
- 14- حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ

- 15- غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ
  - 16- حضرت شیخ تاج الدین ابوبکر سید عبدالرزاق جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
  - 17- حضرت شیخ سید عبدالجبار جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
  - 18- حضرت شیخ سید محمد صادق یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ
  - 19- حضرت شیخ سید نجم الدین برہان پوری رحمۃ اللہ علیہ
  - 20- حضرت شیخ سید عبدالفتاح رحمۃ اللہ علیہ
  - 21- حضرت شیخ سید عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ
  - 22- حضرت شیخ سید عبدالبقاء رحمۃ اللہ علیہ
  - 23- حضرت شیخ سید عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ
  - 24- حضرت شیخ سید عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
  - 25- سلطان العارفين حضرت نخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ
- سلطان العارفين حضرت نخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے بعد سلسلہ سروری قادری جس طرح اب تک جاری ہے اُن مشائخ کا تذکرہ ترتیب وار کتاب میں باب دوم، باب سوم، باب چہارم، باب پنجم اور باب ششم میں کیا گیا ہے اور حقیقی سلسلہ سروری قادری یہی ہے۔



## فصل 10

سلسلہ ازواج  
اور  
اولاد پاک

سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو ﷺ نے اپنی زندگی میں چار نکاح فرمائے۔

1- آپ ﷺ کی ایک بیوی حضرت مخدوم برہان الدین احمد لنگر مخدوم والا ضلع جھنگ کے خاندان سے تھیں۔

2- دوسری بیوی اپنی ہم کفو یعنی قوم اعوان سے تھیں۔

3- تیسری بیوی بھی قریبی رشتہ دار تھیں۔

4- چوتھی بیوی ملتان کے ایک ہندو ساہوکار خاندان سے تھیں جو کہ آپ ﷺ کے دستِ اقدس پر مسلمان

ہو کر آپ کے نکاح میں آئیں۔ اس واقعہ کو صاحبِ مناقبِ سلطانی نے یوں بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ دورانِ

سفر آپ ﷺ ملتان تشریف لے گئے اور دعوتِ قبور کیلئے حضرت بہاؤ الدین زکریا ﷺ کے مزارِ مبارک پر

سوار ہوئے۔ پہلے تو قبرِ جنبش میں آئی لیکن فی الفور پیران پیر دستگیر محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے

۱۔ حضرت مخدوم برہان الدین احمد سلسلہ سہروردیہ سے صاحبِ ارشاد تھے ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتان رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اور دوسری روایت کے مطابق آپ ﷺ ان کے صاحبزادے تھے۔ (تذکرہ اولیائے جھنگ)



حکم ہوا کہ اے بہاؤ الدین یہ ہمارا محبوب ہے اس سے الفت کرنا۔ جو کچھ یہ کہے بجالاتا پس حضرت بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ نے مزار سے نکل کر ملاقات کی اور فرمایا جو حکم ہو فرمائیں تاکہ میں بجالاتوں۔ اس حالت جذبہ میں سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بار بار اصرار کیا گیا تو سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اپنے شہر میں سے ایک پاکیزہ (سعید) آدمی کا بازو دو۔ اتنا کہہ کر اس مستی اور جذبہ کی حالت میں مزار مبارک سے نکل کر شمال کی جانب روانہ ہوئے۔ جب ظہر کی نماز کیلئے دریا کے کنارے پر وضو کر کے نماز کیلئے کھڑے ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک کنواری نوجوان عورت جوتے ہاتھ میں لئے کھڑی ہے پاؤں میں آبلے پڑے ہوئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا! تو کون ہے؟ عرض کیا کہ فلاں سا ہوکار کی لڑکی ہوں جب آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ مبارک میں گئے اور وہاں سے نکلے تو میں اسی وقت مسلمان ہو گئی کیونکہ حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کرنے بلکہ لونڈی ہونے کا حکم دیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی جگہ نزدیکی گاؤں میں لوگوں کی موجودگی میں ان سے نکاح فرمایا۔

## اولاد پاک

مناقب سلطانی میں حضرت نخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں کی تعداد آٹھ بیان کی گئی ہے جو اس طرح ہے:-

- ۱- حضرت سلطان نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
  - ۲- حضرت سلطان ولی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
  - ۳- حضرت سلطان لطیف محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
  - ۴- حضرت سلطان صالح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
  - ۵- حضرت سلطان اسحاق محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
  - ۶- حضرت سلطان فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
  - ۷- حضرت سلطان شریف محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
  - ۸- حضرت سلطان حیات محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک صاحبزادی مائی رحمت خاتون بھی تھیں۔ ۱

۱ مرآت سلطانی (باھو نامہ کامل)

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

آپ ﷺ کے تمام صاحبزادگان میں سے صرف تین صاحبزادوں حضرت سلطان نور محمد ﷺ، حضرت سلطان ولی محمد ﷺ اور حضرت سلطان لطیف محمد ﷺ سے اولاد کا سلسلہ چلا جبکہ باقی صاحبزادگان لا ولد فوت ہوئے اور ایک صاحبزادہ سلطان حیات محمد صاحب کا انتقال بچپن میں ہی ہو گیا تھا۔

سب سے بڑے صاحبزادے حضرت سلطان نور محمد صاحب ﷺ سلطان العارفين ﷺ کے وصال کے بعد مزار مبارک کو چھوڑ کر دریائے سندھ کے مغربی کنارے پر علاقہ گڑانگ فتح خاں لیا تشریف لے گئے اور وہیں رہائش اختیار کی اور سلطان العارفين ﷺ کے وصال کے بیس سال بعد واپس تشریف لائے اور یہیں وفات پائی اور مزار مبارک میں دفن ہوئے۔ آپ ﷺ کی اولاد بستی قاضی نزد شہر لہ میں آباد ہے۔

دوسرے صاحبزادے سلطان ولی محمد صاحب ﷺ سجادہ نشین ہوئے۔ آخری سفر میں ڈیرہ غازی خان (اب رحیم یار خان) کے قریب شہر مرٹھ میں حضرت غیاث الدین تیغ ہراں عادل غازی شہید کی خانقاہ کے قریب وصال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ ﷺ کی اولاد چاہ سمندری (پرانا دربار سلطان باهو مہدیؑ) موجودہ دربار شریف، احمد پور شرقیہ اور رحیم یار خان کے آس پاس آباد ہے۔ آپ کی اولاد ہی سے تمام سجادہ نشین مقرر ہوئے اور زمین اور جائیداد کے وارث ہوئے۔ آپ ﷺ کی اولاد میں سے بعض بڑے بڑے سرکاری عہدوں پر فائز ہوئے اور بعض نے سیاست کے میدان میں بھی بڑا نام کمایا۔ میرے مرشد پاک کا سلسلہ نسب بھی آپ ﷺ ہی کے واسطے سے حضرت سلطان العارفين ﷺ تک پہنچتا ہے۔

سلطان لطیف محمد ﷺ کی اولاد بہت تھوڑی تعداد میں سبزل کوٹ (صادق آباد) میں آباد رہی۔ اس خانوادہ نے گمنامی اور تگدستی میں وقت گزارا اور بالآخر ان کا سلسلہ مفقود ہو گیا۔ اب صرف دو صاحبزادوں سلطان نور محمد اور سلطان ولی محمد سے اولاد کا سلسلہ چل رہا ہے۔



# فصل 11

## کرامات

اصطلاح شریعت میں کرامت وہ خلاف عادت قوت ہے جس کا ظہور اولیاء کرام سے ہوا۔ دراصل کرامت ایک روحانی قوت ہے جو عطاء الہی ہوتی ہے اور اللہ پاک اپنے پاک بندوں کو یہ قوت عطا فرماتا ہے۔ کرامت اور معجزہ میں فرق یہ ہے کہ معجزہ نبی سے صادر ہوتا ہے اور کرامت نبی کی اتباع کرنے والے اولیاء اللہ سے صادر ہوتی ہے۔

کرامت دو قسم کی ہوتی ہے ایک مادی یا ظاہری دوسری روحانی یا باطنی۔ مادی یا ظاہری کرامت عوام الناس کیلئے ہوتی ہے کیونکہ ظاہر بین ظاہری کرامت کو مانتے ہیں۔ روحانی یا باطنی کرامت خواص کیلئے ہوتی ہے اور اس کرامت کو خواص ہی جانتے ہیں۔ مادی یا ظاہری کرامت میں شیطانی استدراج بھی ہو سکتا ہے۔ اور یہ کافر جوگیوں اور مشرکوں سے بھی ظاہر ہو سکتی ہے۔ مثلاً پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا، کسی بیمار کو اچھا کر دینا، کسی تندرست کو بیمار کر دینا، دیوانہ بنا دینا، غیب کی باتیں بتا دینا وغیرہ۔ عارفین ان کرامتوں کو تسلیم نہیں کرتے اور انہیں راہ فقر میں حیض و نفاس کا درجہ دیتے ہیں۔ روحانی اور باطنی کرامت یہ ہے کہ کسی کے قلب کو بدل دینا، ذکر اللہ سے

قلب کو جاری کر دینا، ایک ہی نگاہ سے واصل باللہ کر دینا، کسی جاہل کو عالم بنا دینا، کسی شخص کو ایسا علم عطا کر دینا جو اسے پہلے حاصل نہ ہو، فنا فی الشیخ، فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مرتبہ پر پہنچا دینا، دنیا دار کو ایک ہی نگاہ سے عارف بنا دینا، بے رنج و ریاضت اور چلہ کشی کے مشاہدہ حق تعالیٰ اور دیدار الہی میں غرق کر دینا۔ یہ عارفین کی کرامتیں خواص کیلئے ہیں اور ان میں شیطانی استدراج نہیں ہوتا۔

✽ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمہ اللہ کی بے شمار ظاہری و باطنی کرامات ہیں جن کو مختصر بیان کیا جا رہا ہے:

✽ آپ رحمہ اللہ کی ایک کرامت جس کا ذکر پہلے بھی آچکا ہے بہت مشہور ہے کہ آپ رحمہ اللہ بچپن سے ہی جس کافر پر نگاہ ڈالتے وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا اور آپ رحمہ اللہ کی یہ کرامت آخر عمر تک جاری و ساری رہی۔

✽ آپ رحمہ اللہ کی دوسری کرامت آپ رحمہ اللہ کی کتب ہیں۔ آپ رحمہ اللہ اُمتی تھے اور آپ رحمہ اللہ نے کسی مدرسہ سے تعلیم حاصل نہیں کی اس کے باوجود آپ رحمہ اللہ نے اس وقت کی مروجہ زبان فارسی میں 140 کتب تصنیف فرمائیں۔ آپ رحمہ اللہ کی کتب کا اعجاز ہے اور میرا مشاہدہ بھی ہے کہ ایک دفعہ با وضو، صدق، اخلاص اور ادب سے آپ رحمہ اللہ کی کتب کا مطالعہ کیا جائے تو قلب روشنی سے منور ہونے لگتا ہے۔ آپ رحمہ اللہ کی کتب سراسر الفاظ نوری اور کلمات حضور پر مشتمل ہیں۔ آپ رحمہ اللہ کا یہ اعلان آپ کی ہر کتاب میں موجود ہے کہ ”اگر کسی کو تلاش کے باوجود مرشدِ کامل نہ ملتا ہو وہ ہماری کسی بھی کتاب کو مرشد اور وسیلہ بنائے تو ہمیں قسم ہے کہ اگر ہم اسے اس کی منزل تک نہ پہنچائیں“ اس خادم کا یہ مشاہدہ ہے کہ صدقِ دل سے آپ رحمہ اللہ کی کتب کا مطالعہ کرنے والا اپنی طلب کے مطابق مرشدِ کامل اکمل تک پہنچ جاتا ہے۔ پھر دل کے اندھوں کیلئے آپ رحمہ اللہ کا یہ فرمان بھی ہے ”ہماری کتاب معرفت سے ازلی محروم اور کور چشم شوم کو ہرگز پسند نہیں آئے گی“ آپ رحمہ اللہ کی کتب کا یہ اعجاز بھی ہے کہ عارفین کیلئے آپ رحمہ اللہ کی کتب خواہ وہ عارف ابتدائی مقام پر ہو یا متوسط یا انتہائی مقام پر وحدت میں غرق ہو، ہر ایک کیلئے علیحدہ علیحدہ اسرار کا خزانہ رکھتی ہیں وہ جس مقام پر ہوگا اسی مقام کے مطابق ان کتب سے راہنمائی پائے گا۔

✽ جب آپ رحمہ اللہ شورکوٹ میں کاشتکاری کرتے تھے تو افلاس اور ناداری سے تنگ ایک سفید پوش عیال دار سید صاحب بزرگوں اور فقیروں کی تلاش میں مارے مارے پھرا کرتے تھے کہ کہیں سے کوئی اللہ کا بندہ مل جائے اور اس کی دعا سے میری غربت اور تنگدستی دور ہو جائے۔ اسی طلب میں وہ ایک فقیر کی خدمت میں رہنے

لگا اور اس کی جان توڑ خدمت کی ایک دن فقیر کو اس کے حال پر رحم آیا اور پوچھا تیری مراد اور حاجت کیا ہے؟ اس سید نے عرض کی کہ میرا بڑا بھاری کنبہ ہے اور قرض بہت ہو گیا ہے جو ان لڑکیاں اور لڑکے ہیں افلاس اور تنگدستی کی وجہ سے ان کی شادی بھی نہیں کر سکتا۔ ظاہری اسباب ختم ہو چکے ہیں اب تو غیبی مدد کے سوا میری تنگدستی کا علاج ناممکن ہے؟ تب اس فقیر نے کہا کہ میں تجھے ایک مردِ کامل کا پتہ بتا دیتا ہوں سوائے اس کے تیرا علاج کسی کے پاس نہیں ہے۔ تو حضرت نبي سلطان باهو ﷺ کے پاس شور کوٹ (جھنگ) چلا جا اور ان کی بارگاہ میں عرض پیش کر۔ وہ پریشان حال سید صاحب حضرت سلطان العارفين ﷺ کے پاس پہنچ گئے لیکن ان کی مایوسی کی کوئی حد نہیں رہی جب دیکھا کہ آپ ﷺ کھیتوں میں ہل چلا رہے ہیں اور پھر انہیں ارد گرد سے پتہ چل چکا تھا کہ لوگ آپ ﷺ کو فقیر کی حیثیت سے نہیں یہاں تو کسان کی حیثیت سے جانتے ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر مایوس ہو کر واپس مڑنے ہی والے تھے کہ حضرت سلطان العارفين ﷺ نے، جو کہ ان کی قلبی کیفیت سے آگاہ ہو چکے تھے، ان کو آواز دی۔ آپ ﷺ کی آواز سن کر ان سید صاحب کی کچھ ڈھارس بندھی اور دل میں کہنے لگے کہ اب خود بلایا ہے تو عرض پیش کرنے میں کیا ہرج ہے؟ سید صاحب نے قریب آ کر سلام کیا آپ ﷺ نے سلام کا جواب دے کر پوچھا کہ کس ارادے سے یہاں آئے ہو۔ سید صاحب نے اپنی ساری سرگزشت سنادی۔ آپ ﷺ نے فرمایا شاہ صاحب مجھے پیشاب کی حاجت ہے آپ میرا ہل پکڑ کر رکھیں میں پیشاب سے فارغ ہوں۔ غرض آپ ﷺ نے پیشاب کیا اور مٹی کے ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد وہ ڈھیلا ہاتھ میں لیے سید صاحب سے مخاطب ہوئے۔ ”شاہ صاحب آپ نے مفت تکلیف اٹھائی میں تو ایک جٹ آدمی ہوں“۔ سید صاحب کا دل پہلے ہی سفر کی محنت اور مایوسی سے جلا ہوا تھا طیش میں آ کر بولے کہ ہاں یہ میری سزا ہے کہ سید ہو کر آج ایک جٹ کے سامنے سائل کی حیثیت سے کھڑا ہوں۔ حضرت سلطان العارفين ﷺ کو جلال آیا اور اپنی زبان مبارک سے یہ شعر پڑھتے ہوئے وہ پیشاب والا ڈھیلا زمین پر دے مارا۔

نظر جنہاں دی کیمیا سونا کر دے وٹ قوم اُتے موقوف نہیں کیا سید کیا جٹ  
 آپ ﷺ کے پیشاب والا ڈھیلا اسی جتتی ہوئی زمین پر دور تک لڑھکتا چلا گیا اور زمین کے جن جن مٹی کے ڈھیلوں سے لگتا گیا وہ سونے کے بنتے چلے گئے۔ سید صاحب یہ حالت دیکھ کر دم بخود رہ گئے اور آپ ﷺ کے قدموں پر گر کر رونے لگے اور معافیاں مانگنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا شاہ صاحب یہ وقت رونے کا نہیں یہ ڈھیلے چپکے سے اٹھا لو اور چلتے بنو ورنہ لوگوں کو پتہ لگ گیا تو نہ تیری خیر ہے اور نہ میری۔ چنانچہ اس سید صاحب نے ان سونے کے ڈھیلوں کو جلدی سے اپنی چادر میں لپیٹ لیا اور آپ ﷺ کے پاؤں چومتے ہوئے وہاں



سے چل دیئے۔

✽ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مشرقی ریگستان کے علاقہ تھل میں چند طالبوں اور درویشوں کے ساتھ جو سفر تھے۔ راستہ میں کسی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ اکسیر نظر کے کہتے ہیں؟ اس وقت پاس ہی ایک شخص لکڑیوں کا ایک گٹھا جمع کر کے اسے اٹھانے کو ہی تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی طرف نگاہ ڈالی تو وہ شخص آنکھیں پھاڑ کر آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کرنے والے سے کہا جس وقت واپس آ کر ہم اس جگہ آئیں جہاں وہ لکڑیاں اٹھانے والا ہمیں ملا تھا تو تمہارے سوال کا جواب وہی شخص دے گا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سفر سے لوٹے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا گزر اسی جگہ سے دوبارہ ہوا جہاں وہ لکڑیاں اٹھانے والا آدمی ملا تھا تو ایک طالب نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس سوال کے جواب کی یاد دلا کر عرض کی کہ جناب ہم واپس اسی جگہ پر آ گئے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ مہربانی فرما کر ہمیں اس سوال کا جواب دیں کہ اکسیر نظر کیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ تمام طالبوں، درویشوں اور مریدوں کو اس آدمی کے پاس لے گئے تو اس کو اسی حالت میں پایا جس حالت میں چھوڑ گئے تھے کہ لکڑیوں کا گٹھا اس کے سامنے پڑا ہوا ہے اور وہ آنکھیں پھاڑ کر آسمان کی طرف دیکھ رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہمراہ طالبوں سے کہا کہ اس آدمی سے اپنے سوال کا جواب پوچھو۔ جب انہوں نے اس آدمی کو بلایا تو وہ بت کی طرح ساکت کھڑا رہا اور کوئی جواب نہ دیا اور بار بار بلانے پر بھی کوئی توجہ نہ دی تو انہوں نے عرض کی حضور آپ رحمۃ اللہ علیہ خود بلائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس روز ہم یہاں سے گزرے تھے تم نے اس شخص کو کس طرح دیکھا تھا۔ انہوں نے عرض کی حضور یہ شخص لکڑیوں کا گٹھا اٹھانے کو تھا اور جس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نظر فرمائی تو یہ آسمان کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ شخص اس روز سے اسی حالت میں کھڑا ہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری دفعہ اس کی طرف توجہ کی تو وہ ہوش میں آ گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر گر کر زار و قطار رونے لگا اور فریاد کرنے لگا کہ خدا کیلئے مجھے پھر اسی حالت میں پہنچادیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان لوگوں کو اپنی حالت بتاؤ۔ اس نے عرض کی کہ حضور جس روز آپ رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے گزر رہے تھے میں یہ لکڑیوں کا گٹھا اٹھانے کو ہی تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف باطنی نگاہ ڈالی اور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اسی ایک نگاہ سے اللہ تعالیٰ کے دیدار میں غرق ہو گیا اور آج تک میں اسی لذت دیدار میں محو اور مدہوش رہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار پھر مجھے اس حالت سے نکال لیا ہے۔ مجھے صبر اور قرار نہیں آ رہا مجھے پھر اسی حالت میں پہنچادیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے درویشوں اور طالبوں سے فرمایا یہ اکسیر نظر کی ادنیٰ سی مثال ہے جو تم نے دیکھی ہے۔ تب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص سے فرمایا جا اپنے لکڑیوں کے گٹھے کو اٹھالے پہلے تو مجذوب ابن الوقت تھا اب تو سالک ابو الوقت ہوگا۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

اب یہ تیرے اختیار میں ہے کہ جب چاہے اس حالت میں چلا جایا کر اور جب چاہے واپس آ جایا کر۔

✽ حضرت سلطان باهو مہدیؑ کے محل پاک (مزار پاک) کے دروازے کے سامنے بیر کا ایک درخت ہوا کرتا تھا۔ یہ درخت دروازے کے وسط میں تھا اس لئے جو لوگ زیارت کرنے جاتے انہیں بڑی تکلیف ہوتی اور پھر دروازے کے سامنے ہونے کی وجہ سے درمیان میں پردہ سا حائل رہا کرتا۔ خلفاء اور مجاور ادب کے سبب بیر کے اس درخت کا کاٹنا جائز خیال نہ کرتے تھے۔ ایک روز ایک نابینا شخص زیارت کے لئے محل پاک کے اندر داخل ہونے لگا کہ اس کی پیشانی درخت کے ایک مضبوط تنے سے ٹکرائی جس سے وہ شدید زخمی ہو گیا اور پیشانی سے خون بہنے لگا۔ خلفاء اور مجاوروں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ کل نماز فجر کے بعد اس درخت کو کاٹ دیا جائے۔ اسی زمانہ میں ایک فقیر حضرت محمد صدیق مہدیؑ ڈیرہ اسماعیل خاں سے آ کر دربار پاک پر معتکف ہوئے تھے بڑے صاحب حال فقیر تھے وہ بھی اس مشاورت میں شامل تھے۔ چنانچہ رات کو حضرت سلطان العارفين مہدیؑ نے خواب میں محمد صدیق مہدیؑ کو فرمایا کہ ”ہماری بیری کے درخت کو کیوں کاٹتے ہو وہ خود بخود یہاں سے دور جا کھڑا ہوگا۔“ صبح دیکھا گیا کہ واقعی وہ درخت اپنے اصلی مقام سے دس قدم کے فاصلہ پر کھڑا ہے۔ یہ مبارک درخت دہلیز کے وسط سے عین شمال کی طرف یعنی زیارت کرنیوالوں کے دائیں ہاتھ خود بخود جا کھڑا ہوا۔ اس روز سے اس درخت کا نام حضوری بیر ہے۔ اس کا میوہ زیارت کرنیوالے ہزار ہا کوس تک بطور تبرک لے جاتے ہیں۔ اسے بیماروں کی شفا، حصول اولاد اور تبرک کیلئے کھاتے ہیں اگر پھل میسر نہ ہو تو اس کے پتے ہی تبرک کیلئے لے جاتے ہیں۔ اس کرامت سے خواب میں حضرت سلطان العارفين مہدیؑ نے محمد صدیق مہدیؑ کو مطلع فرمایا تھا اس لیے ان خلیفہ موصوف کا لقب ”بیر والا صاحب“ اور مخدوم صاحب ”بیر والا“ پڑ گیا اور ان کے مرید ان کو اسی نام سے پکارتے تھے۔

✽ ایک دفعہ حضرت سلطان العارفين مہدیؑ چند درویشوں کے ہمراہ ڈیرہ غازی خان کے علاقہ میں سفر فرما رہے تھے راستہ میں چہری نامی گاؤں سے آپ مہدیؑ کا گزر ہوا۔ آپ مہدیؑ کے ہمراہی درویشوں نے عرض کی کہ حضور (مہدیؑ) اگر اجازت مرحمت فرمائیں دو پہر کا وقت قریب ہے یہیں روٹیاں پکالیں۔ آپ مہدیؑ نے اجازت عطا فرمادی۔ اس گاؤں میں ایک عورت درویشوں کی خدمت کیا کرتی تھی آپ مہدیؑ اس کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ مہدیؑ کے ہمراہی درویش اس عورت کے ساتھ مل کر کھانا پکانے میں مصروف ہوئے۔ اس عورت کی ایک شیر خوار بچی پنگھوڑے میں سوئی ہوئی تھی کہ جاگ کر رونے لگی وہ عورت حضرت سلطان العارفين مہدیؑ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی ”اے درویش ذرا اس پنگھوڑے کو ہلا دے تاکہ یہ چپ ہو جائے“

حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ پنگھوڑے کو ہلانے لگے اور ساتھ ہی توجہ فرما کر بچی کا قلب اسم اللہ ذات سے روشن کر دیا پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ اس عورت کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ”اے عورت اس بچی کے پنگھوڑے کو ہم نے ایسی جنبش دی ہے کہ تاقیامت یہ جنبش ترقی پذیر ہوگی۔“ اس بچی کا نام حضرت فاطمہ مستون رحمۃ اللہ علیہا ہے یہ قوم بلوچ قبیلہ مستونی سے تھیں اور ان کا مزار ڈیرہ غازی خان کے علاقہ ”وہوآ“ کے مقام پر فتح خان کے نام سے مشہور دیہات کے علاقہ ”کاکر“ میں ہے اس مزار پاک پر لاکھوں زائرین اور سینکڑوں طالب اللہ فیض حاصل کرنے کیلئے جاتے ہیں۔

✽ سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ وادی سون سکیسر کی سیاحت کو نکلے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ سلطان نورنگ کھیتراں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھے۔ وہاں کلر کہار کی ایک خوبصورت پہاڑی کے پاس رکے (یہاں آج کل حکومت نے ایک تفریح گاہ بنا دی ہے اور لوگ پکنک منانے یہاں آتے ہیں۔) اس پہاڑی کے غار میں رمضان شریف کی پہلی تاریخ کو حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ مراقب ہو گئے اور دیدار الہی میں غرق ہو گئے۔ جب شام کا وقت آ گیا تو حضرت سلطان نورنگ صاحب کو فکر دامن گیر ہوئی کہ خدا جانے حضور کب تک حالت استغراق میں رہیں گے اور یہاں اس جنگل میں ہمارے کھانے پینے کا بندوبست کیا ہوگا۔ چنانچہ شام کو جب افطار کا وقت ہوا تو ایک غیبی موکل ہرن کی صورت میں پہاڑ سے اتر کر حضرت نورنگ سلطان رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آکھڑا ہوا اس کے سینگوں پر کھانا اور پانی موجود تھا اس نے اپنا سر جھکا دیا اسی وقت حضرت سلطان نورنگ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مرشد کی آواز آئی۔

### برات عاشقان برشاخ آہو

(سلطان نورنگ اپنی بارات کو اس ہرن کے سینگوں سے اتار لے) چنانچہ حضرت نورنگ سلطان صاحب نے اس کھانے کے ساتھ روزہ افطار کیا اور برتن اور دسترخوان اس غیبی ہرن کے سینگوں کے ساتھ باندھ کر رخصت کر دیا۔ اسی طرح تمام ماہ رمضان حضرت نورنگ سلطان صاحب کو سحری اور افطاری کے وقت وہ رزق پہنچتا رہا۔

غرض حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ تمام ماہ رمضان حالت استغراق میں رہے۔ عید کی رات جب چاند نظر آیا اور آس پاس کی آبادیوں میں عید کی خوشی میں ڈھول اور نکارے بجنے لگے تو حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ مراقبہ سے باہر آئے اور نورنگ سلطان سے پوچھا کہ یہ کیسا شور ہے؟ عرض کی کہ حضور عید کا چاند نظر آ گیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نورنگ! کیا سارا رمضان گزر گیا؟ اور ہمارے روزوں نمازوں اور تراویح کا کیا بنا؟ عرض کی کہ حضور بہتر جانتے ہیں۔ حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ نے باوجود اس قدر استغراق اللہ کے تمام نمازوں

روزوں اور تراویح کو قضا کر کے ادا کیا۔ اور جب غیبی ہرن آپ ﷺ کے سامنے حاضر ہوا تو اس کی التجا پر آپ ﷺ نے نگاہ فرمائی جس کو وہ برداشت نہ کر سکا اور واصل بحق ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت وہاں ایک اور درویش<sup>۱</sup> بھی موجود تھا اس نے عرض کی کہ میں ایک عرصہ سے خدمت میں موجود ہوں مگر مجھ پر ایسی توجہ نہ کی گئی حضرت سلطان العارفين ﷺ نے اس پر توجہ فرمائی تو وہ بھی جانبر نہ ہو سکا اور واصل بحق ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں کے مزارات ساتھ ساتھ بنا دیئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کی وجہ سے وہ جگہ ”آہو باھو“ کے نام سے مشہور ہو گئی۔ اور بہت مشہور زیارت گاہ بن گئی۔ اس خادم نے کئی بار اس جگہ کی زیارت کی ہے اور حضرت سلطان العارفين ﷺ کی چلہ گاہ کی بھی زیارت کی ہے کیونکہ میرے مرشد پاک ہر سال گرمیوں میں وادی سون سکیسر (اچھالی) تشریف لے جایا کرتے تھے اور اس خادم کو آپ ﷺ سے ملاقات کیلئے موٹروے کے راستہ سے کلر کہار سے گزر کر اچھالی جانا پڑتا تھا اس لئے ہر سال بارہ پندرہ بار اس جگہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوتا رہا ہے۔ 2001ء تک تو یہ جگہ ”در بار آہو باھو“ کے نام سے ہی مشہور تھی لیکن 2002ء میں جب میرا گزر وہاں سے ہوا تو معلوم ہوا کہ اس جگہ کا نام تبدیل ہو چکا ہے اور ”آہو باھو“ کو ”ہو بہو“ میں تبدیل کر دیا گیا ہے اور کسی نے ان مزارات کو حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندوں سید شیخ محمد یعقوب شہید اور حضرت شیخ سید محمد اسحاق شہید کے نام سے موسوم کر کے اپنے حلقہ میں لے لیا ہے اور تاریخ کا رخ ہی بدل دیا ہے۔

✽ اس جگہ کی ایک کرامت اور مشہور ہے کہ اس جگہ بیٹھا پانی نہیں تھا اس لئے کلر کہار کے رہنے والوں کو بہت دور دراز سے پینے کیلئے بیٹھا پانی لانا پڑتا تھا۔ ایک دفعہ کچھ عورتیں پانی بھر کر لارہی تھیں کہ اللہ کے ایک ولی (حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ) کا گزر ہوا اور انہوں نے ان سے پینے کیلئے پانی مانگا تو عورتوں نے جواب دیا کہ بابا جی پانی تو کڑوا ہے تو اس اللہ کے بندے نے فرمایا اچھا کڑوا ہے تو کڑوا ہی سہی؟ ان عورتوں

۱۔ میرے مرشد پاک سلطان الفقیر حضرت نبي سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد اور والد حضرت نبي سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت فرمائی ہے کہ اس درویش کا نام فقیر غلام محمد تھا جو نور پور سیتھی ضلع چکوال کا رہائشی تھا۔

۲۔ اس عاجز نے مارچ 1994 میں ایک سفر زیارت کے دوران ان مزارات کی زیارت کی تھی اس وقت موٹروے کی تعمیر کے لیے ابھی کھدائی ہو رہی تھی اس وقت یہ مزارات ”آہو باھو“ ہی کے نام سے معروف تھے۔ فقیر نور محمد کلاچوی کے فرزند فقیر عبدالحمید ”حیات سروری“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ان کے والد فقیر نور محمد کلاچوی رمضان کے مہینہ میں اکثر سون سکیسر کی پہاڑیوں پر بھی جاتے رہے وہاں آہو باھو کی یادگار قبر پر بھی جایا کرتے تھے۔ خود فقیر نور محمد کلاچوی نے مخزن اسرار میں مزارات آہو باھو کا ذکر فرمایا ہے۔ ۳۔ مرآت سلطانی (باہو نامہ کامل)

نے گھر جا کر جب گھڑوں میں پانی دیکھا تو وہ کڑوا نکلا۔ لوگ اس چشمے پر گئے جہاں سے پانی بھر کر لاتے تھے وہ بھی کڑوا ہو چکا تھا۔ تمام کلر کہار کے لوگ ان بزرگ کی تلاش میں نکلے اور ان کے پاس جا کر عرض کی کہ عورتوں سے غلطی ہو گئی وہ آپ ﷺ کو پہچان نہ سکیں اس لئے معاف فرمادیں اور پانی کی یہ چھوٹی سی جگہ ہی ہمارا سہارا ہے تو انہوں نے کہا کہ کڑوا تو ہو چکا اب ہم اسے بیٹھا نہیں کر سکتے لیکن ایک وقت یہاں سے عارفين کا سلطان (ﷺ) گزرے گا اس سے عرض کرنا کڑوی چیزوں کو بیٹھا اور ناکارہ کو کارآمد بنانا اسی کی صفت ہے۔

جب حضرت سلطان العارفين ﷺ ہرن کو دفن کر چکے تو آبادی کے لوگوں کو پتہ چلا کہ ایک مرد حق یہاں پر ایک ماہ سے موجود ہے اور ویران پہاڑی پر ایک ماہ سے مصروف عبادت ہے۔ وہ لوگ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور پانی کے مسئلہ کے متعلق عرض کیا آپ ﷺ نے چلہ گاہ میں بیٹھے بیٹھے ایک پتھر اٹھا کر پہاڑی کے دامن میں زور سے دے مارا تو وہاں سے پانی کا چشمہ پھوٹ نکلا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ چشمہ قیامت تک جاری رہے گا۔ آپ ﷺ کا جاری کردہ یہی چشمہ کلر کہار کے لوگوں کیلئے زندگی کا سبب ہے اور پانی کی تمام ضروریات یہی اکیلا چشمہ پورا کرتا ہے۔ اس پانی کی وجہ سے ایک قدرتی جھیل کلر کہار میں بن چکی ہے اور اب تو یہ جگہ بہت بڑی تفریح گاہ بن گئی ہے۔





# فصل 12

## منتقلی امانت الہیہ اور خلفاء

منتقلی امانت الہیہ اور سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کے متعلق ذکر کرنے سے پہلے امانت الہیہ اور خلافت کے متعلق تفصیل قارئین کی خدمت میں بیان کرنا ضروری ہے۔

### امانت الہیہ کیا ہے؟

امانت الہیہ کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ”ہم نے بار امانت (امانت الہیہ) کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا سب نے اس کے اٹھانے سے عاجزی ظاہر کی لیکن انسان نے اسے اٹھا لیا“۔ (الاحزاب 72)

فقراء کالمین کے نزدیک اس امانت سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقی وراثت اسم اللہ ذات یعنی امانت فقر (امانت الہیہ) ہے۔

جس انسان میں امانت الہیہ یا امانت فقر منتقل ہونا ہوتی ہے وہ إِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللَّهُ (ترجمہ: جہاں فقر

کی تکمیل ہوتی ہے وہیں اللہ ہوتا ہے۔) کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے۔

جب طالب یا سالک فقر کی انتہا بقا باللہ پر پہنچ جاتا ہے تو جملہ صفات الہی سے متصف ہو کر ”انسانِ کامل“ کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے اور وہی امانتِ الہیہ کا حامل ہوتا ہے۔ اس کائنات کے کامل ترین انسان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے مظہر اتم ہیں۔ حضرت نبي سلطان باهو ﷺ فرماتے ہیں ”جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام انسانِ کامل ہیں اور باقی لوگ حسب مراتب تقریب رکھتے ہیں۔“ (عین الفقر)

✽ انسانِ کامل ہی امانتِ الہیہ کا حامل اور اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے سلطان العارفين حضرت نبي سلطان باهو ﷺ کا فرمان ہے ”جمعیت جو کہ لطفِ رحمن ہے انسانِ کامل کے نصیب ہوتی ہے کامل انسان صرف انبیاء اور فقراء ہیں۔“ (فضل المقام)

✽ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

الرَّحْمَنُ قَسَمٌ بِهِ خَبِيرًا ۝ (الفرقان 59)

ترجمہ: وہ رحمن ہے سو پوچھ اس کے بارے میں اُس سے جو اس کی خبر رکھتا ہے۔

انسانِ کامل اللہ تعالیٰ کا مظہر اور مکمل آئینہ بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے انوارِ ذات و صفات و اسماء و افعال کا اپنے اندر انعکاس کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جمیع صفات سے متصف اور اس کے جملہ اخلاق سے متخلق ہو جاتا ہے۔

✽ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اپنی کتاب ”مرآة العارفين“ میں فرماتے ہیں:

”پورا قرآن مجید اُم الکتاب (سورہ فاتحہ) میں ہے اور سورہ فاتحہ بسم اللہ میں اور اسمِ اللہ انسانِ کامل کے دل میں جلوہ گر ہے۔ اس لئے انسانِ کامل تمام صفات و ذات کیلئے مجمل اور مفصل ہے۔“

✽ فقر کی اسی منزل پر جب حضرت نبي سلطان باهو ﷺ پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اور منزلِ فقر میں بارگاہِ کبریا سے حکم ہوا کہ تو ہمارا عاشق ہے۔ اس فقیر نے عرض کی کہ عاجز کو حضرت کبریا کے عشق کی توفیق نہیں پھر حکم ہوا کہ تو ہمارا معشوق ہے اس پر یہ عاجز خاموش ہو گیا تو حضرت کبریا کے انوارِ تجلی کے فیض نے بندے کو ذرے کی طرح استغراق کے سمندروں میں غرق کر دیا اور فرمایا کہ تو ہماری ذات کی ”عین“ ہے اور ہم تمہاری ”عین“ ہیں حقیقت میں تو ہماری ”حقیقت“ ہے اور معرفت میں تو ہمارا یار ہے اور ”ھو“ میں ”بَرِّ یاھو“ ہے۔“ (رسالہ روحی شریف)

یہاں ھو سے مراد ذاتِ حق تعالیٰ ہے اور یاھو سے مراد ”حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ ہے اور ”بَرِّ“ سے مراد تکمیلِ باطن وصالِ الہی ہے یعنی مقامِ فنا فی اللہ بقا باللہ ہے جہاں پر انسانِ کامل ہو کر ”انسانِ کامل“ کے

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

مرتبہ پر فائز ہوتا ہے۔

❖ عقل بیدار میں انسانِ کامل کے بارے میں حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”چونکہ اللہ تعالیٰ کے نورِ مبارک سے جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نورِ مبارک ظاہر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے تمام مخلوق کا ظہور ہوا اس لئے انسان کی اصل نور ہے اور عمل کے مطابق جب نفس، قلب اور روح تینوں نور بن جاتے ہیں اس کو انسانِ کامل کہتے ہیں۔“

❖ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب نور الہدیٰ میں فرماتے ہیں: ”انسانِ کامل کا وجود طلسماتِ اسم و مستحی کا گنج و معتمہ ہے۔“

یہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انسانِ کامل کے وجود کو طلسمات فرمایا ہے۔ انسانِ کامل ”اسم (اللہ) اور مستحی“ (ذاتِ الہی) کو پالنے کا راز جانتا ہے یہ ایک خزانہ (گنج) ہے اور جس طرح کسی خزانہ تک معتمہ کو حل کر کے پہنچا جاسکتا ہے اسی طرح انسانِ کامل کو جاننا بھی ایک معتمہ ہے اور جو اس معتمہ کو حل کر لیتا ہے وہی انسانِ کامل کی حقیقت تک پہنچتا ہے۔

❖ علامہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ انسانِ کامل کے بارے میں فرماتے ہیں:

”چونکہ اسمِ اللہ ذاتِ جامع جمعِ صفات و منبعِ جمیع کمالات ہے لہذا وہ اصل تجلیات و رب الارباب کہلاتا ہے اور اس کا مظہر جو عینِ ثانیہ ہوگا وہ عبد اللہ عین الاعیان ہوگا۔ ہر زمانے میں ایک شخص قدمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رہتا ہے جو اپنے زمانے کا عبد اللہ ہوتا ہے اس کو قطب الاقطاب یا غوث کہتے ہیں جو عبد اللہ یا محمدی المشرّب ہوتا ہے وہ بالکل بے ارادہ تحت امر و قرب فرائض میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ کو جو کچھ کرنا ہوتا ہے اس کے توسط سے کرتا ہے۔“

❖ جیسا کہ قرآنِ پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ (یس 12)

ترجمہ: اور ہر امر (چیز) کو جمع کر رکھا ہے ہم نے امامِ مبین میں۔

اس آیت میں امامِ مبین سے مراد ”انسانِ کامل“ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر امر، حکم اور اپنی پیدا کردہ کل کائنات کو ایک لوحِ محفوظ جو کہ انسانِ کامل کا دل ہے، میں محفوظ کر رکھا ہے۔ انسانِ کامل کا دل وہ جگہ ہے جہاں انوارِ ذاتِ نازل ہوتے ہیں اور اس کی وسعت کا بیان و اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔

❖ لوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب گنبدِ آگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب (اقبال)

۱۔ فصوص الحکم، صفحہ نمبر 232 ترجمہ: مولانا عبدالقدیر صدیقی ناشر نذیر سنز لاہور

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

✽ حضرت شیخ موید الدین جندی قدس سرہ فرماتے ہیں:

”اسمِ اعظم جس کا ذکر مشہور ہو چکا ہے اور جس کی خبر چار سو پھیل گئی ہے وہ حقیقتاً و معناً عالمِ حقائق اور معنی سے ہے اور سورۃ و لفظاً عالمِ صورت و الفاظ سے ہے۔ جمیع حقائق کمالیہ سب کی سب احادیث کا نام حقیقت ہے اور اس کے معنی وہ انسانِ کامل ہے جو ہر زمانہ میں ہوتا ہے یعنی وہ قطب الاقطاب اور امانتِ الہیہ کا حامل اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے اور اسمِ اعظم کی صورت ولیٰ کامل (انسانِ کامل) کی ظاہری صورت کا نام ہے“ لہٰذا

✽ حضرت سید عبدالکریم بن ابراہیم الجلیلی رحمہ اللہ اپنی تصنیف انسانِ کامل میں فرماتے ہیں:

”وجودِ تعینات میں جس کمال میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متعین ہوئے ہیں کوئی شخص متعین نہیں ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق، احوال، افعال اور اقوال اس امر کے شاہد ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کمالات میں منفرد ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسانِ کامل ہیں اور باقی انبیاء و اولیاء اکمل صلوٰۃ اللہ علیہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسے ملحق ہیں جیسے کامل اکمل سے ملحق ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وہ نسبت رکھتے ہیں جو فاضل کو افضل سے ہوتی ہے لیکن مطلق اکمل انسان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مبارک ہی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالاتفاق انسانِ کامل ہیں۔“

مزید فرماتے ہیں۔ ”انسانِ کامل وہ ہے جو بمقتضائے حکمِ ذاتی بطورِ ملک و اصالتِ اسماء ذاتی و صفاتِ الہی کا مستحق ہو۔ حق کیلئے اس کی مثال آئینے کی سی ہے کہ سوائے اس کے کوئی شخص اپنی صورت نہیں دیکھ سکتا ورنہ اس کیلئے ممکن نہیں کہ سوائے..... اسمِ اللہ کے آئینہ کے کہ وہ اس کا آئینہ ہے اپنے نفس کی صورت دیکھ سکے اور انسانِ کامل بھی حق کا آئینہ ہے اس لئے حق تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ سوائے انسانِ کامل کے اپنے اسماء و صفات کو کسی اور چیز میں نہ دیکھے۔“

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسانِ کامل کی مزید تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر زمانہ میں اس زمانہ کے اکمل کی صورت میں اس زمانہ کی شان کے مطابق ظاہر ہوتی ہے یہ انسانِ کامل اپنے زمانہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ ہوتا ہے۔ انسانِ کامل وہ قطب ہے جس پر اول سے آخر تک وجود کے فلک گردش کرتے ہیں اور وہ جب وجود کی ابتداء ہوئی اس وقت سے لے کر ابدالآباد تک ایک ہی شے ہے۔ پھر اس کے لیے رنگارنگ لباس ہیں اور باعتبار لباس اس کا ایک نام رکھا جاتا ہے کہ دوسرے لباس کے اعتبار سے اس کا وہ نام نہیں رکھا جاتا۔ اس کا اصلی نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس کی کنیت ابو

۱۔ تفسیر روح البیان، صفحہ نمبر 41 جلد نمبر 1 ترجمہ مولانا محمد فیض اویسی ناشر مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور

القاسم اور اس کا وصف عبداللہ اور اس کا لقب شمس الدین ہے۔ پھر باعتبار دوسرے لباسوں کے اس کے نام ہیں۔  
پھر ہر زمانہ میں اس کا ایک نام ہے جو اس زمانہ کے لباس کے لائق ہوتا ہے۔“ ۱

✽ اس حقیقت کو مزید وضاحت سے حضرت علامہ ابن عربی رضی اللہ عنہ فصوص الحکم میں بیان کرتے ہیں:  
”ہر زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ازل سے لے کر ابد تک اپنا لباس بدلتے رہتے ہیں اور اکمل افراد کی صورت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی جلوہ نما ہوتے ہیں۔“ ۲

”پس ازل سے ابد تک انسان کامل ایک ہی ہے اور وہ ذات صاحب لولاک سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے جو آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک کے تمام رسولوں، نبیوں، خلیفوں کی صورت میں ظاہر ہوتی رہی ہے اور ختم نبوت کے بعد غوث قطب ابدال اولیاء اللہ کی صورت میں اعلیٰ قدر مراتب ظاہر ہوتی رہے گی۔“ ۳  
✽ حضرت شاہ سید محمد ذوقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”انسان کامل تمام موجودات کا خلاصہ ہے باعتبار اپنی عقل اور روح کے اُمّ الکتاب ہے باعتبار قلب کے لوح محفوظ ہے باعتبار اپنے نفس کے محو اثبات کی کتاب ہے۔ انسان کامل ہی صحفِ مکرمہ اور یہی وہ کتابِ مطہر ہے جس سے کوئی چیز نہیں چھوٹی۔ اس کے اسرار و معانی کو سوائے ان لوگوں کے جو حجاباتِ ظلماتی سے پاک ہوں، کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔“ ۴

✽ مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”جس طرح خزانے ویرانوں میں ہوتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی ”امانت“ (امانت الہیہ) بھی ایسے شخص کے دل میں ودیعت کرتا ہے جس کی زیادہ شہرت نہ ہو۔“ (مشنوی مولانا روم دفتر سوم)

ہر دور میں ایک ایسا انسان موجود ہوتا ہے جو امانت الہیہ کا حامل یا امانت فقر کا وارث ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم خزانہ فقر کے مالک اور مختارِ کل ہیں اس لئے انہی سے یہ امانت اور خزانہ فقر منتقل ہوتا رہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اذن کے بغیر کسی انسان کو امانت الہیہ منتقل نہیں ہو سکتی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خزانہ فقر خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو منتقل ہوا۔ اور آپ رضی اللہ عنہا اُمّت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں فقر کی پہلی سلطان (سلطان الفقر اول) ہیں۔ یہی خزانہ فقر باب فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو منتقل ہوا جن سے سلاسل کا آغاز ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فقر حسین کریمین رضی اللہ عنہم کو منتقل ہوا۔ پھر یہ منتقل در منتقل ہوتا ہوا شہسوار فقر غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ تک پہنچا پھر خزانہ فقر حضرت سخی سلطان باھو رضی اللہ عنہ تک

۱۔ ترجمہ فضل میراں ناشر نیس اکڈمی کراچی ۳ شرح فصوص الحکم والايقان ۳ شرح فصوص الحکم والايقان ۳ بزرگبرہاں، ناشر الفیصل ناشران کتب لاہور



پہنچا۔ اب جب بھی امانت الہیہ منتقل ہوتی ہے تو آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس انسان کو غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ کرتے ہیں اور پھر وہاں سے اُسے امانت الہیہ یا خزانہ فقر کیلئے حضرت نخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا پڑتا ہے۔ اب قیامت تک یہ خزانہ، خزانہ فقر کے مختار کل صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت اور مہر سے اسی در سے منتقل ہوگا۔

امانت الہیہ کا حامل، جسے صاحبِ مستمعیٰ مرشد کہا جاتا ہے، ہی مرشدِ کامل اکمل نور الہدیٰ ہوتا ہے۔ اگر طالب کو ایسا مرشد مل جائے تو فقر کی انتہا پر پہنچنا کوئی مشکل مرحلہ نہیں ہے۔ اس کی شان یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ پہلے دن ہی طالب کو سلطان الاذکار اسمِ اعظم ”ھُو“ عطا کر دیتا ہے اور اسمِ اللہ ذات تصور کے لیے عطا فرماتا ہے۔ اگر ایسا مرشد مل جائے تو فوراً دامن بکڑ لے لیکن اس کو تلاش کرنا مشکل ہے کیونکہ یہ غیر معروف ہوتا ہے۔ سینہ بہ سینہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا لیکن اس مرشد تک صرف وہی طالب پہنچتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی پہچان، دیدارِ حق تعالیٰ اور مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حضوری کی طلب لے کر گھر سے نکلتے ہیں۔

یہی انسانِ کامل صاحبِ مستمعیٰ مرشدِ کامل اکمل نور الہدیٰ، حاملِ امانت الہیہ اور خزانہ فقر کا مالک اور نائبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتا ہے اس کی تلاش اور غلامی فقراء نے فرض قرار دی ہے اس لیے طالبِ مولیٰ پر اس کی تلاش فرض ہے۔

### منتقلی امانت الہیہ، امانت فقر

✽ حضرت نخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ منتقلی امانت الہیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

دل دا محرم کوئی نہ ملیا، جو ملیا سو غرضی ھو

ترجمہ: مجھے کوئی ایسا طالبِ مولیٰ زندگی میں نہیں ملا جو میرے پاس صرف طلبِ مولیٰ لیکر آیا ہو بلکہ میرے پاس تو جو بھی آیا وہ کسی نہ کسی نفسانی دنیاوی اور ذاتی خواہش کی تکمیل کے لیے آیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں تیس سال تک اس طالبِ حق کی تلاش میں رہا جس کو وہاں پہنچاؤں جہاں میں ہوں (یعنی امانت الہیہ منتقل کر سکوں) لیکن مجھے کوئی ایسا طالبِ حق نہ مل سکا۔ (امیر الکونین) آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

- 1 ہم طالبِ مطلوب ہم مرشدِ تمام ہر یکے را واقفم از ہر مقام
- 2 در طلب طالب بہ ظہیم سالہا کس نہ یابم طالبے لائق لقا

ترجمہ: (1) میں ایسے ہی طالب مولیٰ کا خواہش مند ہوں اور ایک کامل مرشد کی حیثیت سے طالبی اور مرشدی کے تمام مقامات سے واقف ہوں۔ (2) میں ساہا سال سے ایسے طالب کو تلاش کرتا پھر رہا ہوں جو دیدار الہی کے لائق ہو لیکن افسوس مجھے ایسا طالب نہیں ملا۔ (نور الہدیٰ کلاں)

نور الہدیٰ کلاں میں فرماتے ہیں:

ساہا سال سے میں طالبان مولیٰ کی تلاش میں ہوں لیکن ابھی تک مجھے وسیع حوصلے اور ہمت والا لائق تلقین طالب صادق نہیں ملا جسے معرفت و توحید الہی کے ظاہری و باطنی خزانوں کی نعمت اور دولت (ورثہ فقر۔ امانت الہیہ) کا نصاب بے حساب عطا کر کے تبرکات الہی کی زکوٰۃ کے فرض سے سبکدوش ہو کر اللہ تعالیٰ کے حق سے اپنی گردن چھڑالوں۔ (باب شرح فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) علامہ اقبال ۛ فرماتے ہیں:

اقبال! کوئی محرم اپنا نہیں جہاں میں معلوم کیا کسی کو دردِ نہاں ہمارا  
اوپر حوالوں سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ حضرت سلطان العارفينؒ کو اپنی زندگی میں کوئی ایسا طالب نہ ملا جس کو  
امانت الہیہ منتقل کی جاسکتی اس لیے آپ ۛ امانت الہیہ منتقل کیے بغیر ہی وصال فرما گئے۔  
اس امانت کو بعد از وصال آپ ۛ نے طالب حق سلطان التارکین حضرت سید محمد عبداللہ شاہ مدنی  
جیلانی ۛ کو منتقل کیا۔ ان کا مکمل تذکرہ اور سوانح حیات باب دوم میں ملاحظہ فرمائیں۔

## خلافت

راہِ فقر میں خلافت سے مراد مرشد کامل نور الہدیٰ (انسانِ کامل) کا مختلف سالکین کی تربیت فرما کر اور انہیں اپنی کسی ایک صفت یا چند صفات سے متصف فرما کر خلقِ خدا کو تلقین کے لیے مختلف جگہوں یا علاقوں میں متعین کرنا ہے۔ ان کو خلیفہؑ جس کی جمع خلفاء ہے، کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اصل ہدایت کا منبع تو امانت الہیہ کا حامل ”انسانِ کامل“ ہی ہوتا ہے۔ یہ ان کے نمائندوں کے طور پر کام کرتے ہیں اور مخلوقِ خدا کی راہبری کا فریضہ سر

لہ ہم فقر کی اصطلاح میں اس کو یوں بیان کر سکتے ہیں کہ امانت فقر جہاں منتقل ہوتی ہے وہ ذاتِ شیخ میں کامل فنا ہوتا ہے یعنی اپنے شیخ کی ذات مع مکمل صفات کا مظہر ہوتا ہے اور اس کے لباس میں شیخ ہی ملتبس ہوتا ہے جبکہ خلیفہ اپنے شیخ کی کسی نہ کسی صفت میں فنا ہوتا ہے اور اپنے شیخ کی کسی نہ کسی صفت کا مظہر ہوتا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

انجام دیتے ہیں۔ خلافت کے لیے ضروری نہیں ہے کہ سالک فنا فی اللہ یا بقا باللہ ہی کے مقام پر فائز ہو بلکہ ضرورت کے مطابق اس کی تربیت کر کے اسے اس کے کام پر متعین کر دیا جاتا ہے۔ انسانِ کامل اور اس کے خلفاء کو ہم ایک مثال کے ذریعہ سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ فرض کریں ایک بجلی گھر پورے شہر کو بجلی سپلائی کرتا ہے لیکن شہر کے ہر علاقے کا ایک ٹرانسفارمر ہوتا ہے، اصل کرنٹ اور بجلی تو بجلی گھر سے آرہی ہوتی ہے لیکن ٹرانسفارمر اپنی اپنی استطاعت کے مطابق اسے اپنے اپنے علاقوں میں سپلائی کر رہے ہوتے ہیں۔ اسی طرح اصل باطنی قوت تو مرشدِ کامل اکمل نور الہدیٰ کی ہوتی ہے جو خلفاء کے قلوب سے منعکس ہو کر سالکین تک پہنچتی ہے۔ خلافت میں کسی غلطی پر باطنی قوت سلب کر لی جاتی ہے۔ اس سے یہ ہوتا ہے کہ مرشدِ کامل اکمل نور الہدیٰ کے قلب سے جو نور خلیفہ کے قلب میں آرہا ہوتا ہے وہ بند ہو جاتا ہے یا کسی غلطی سے رجعت ہو جاتی ہے لیکن انسانِ کامل چونکہ خلافتِ الہیہ کا حامل اور محبوبیت کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے اس لیے اس کی قوت سلب نہیں ہوتی یا اسے رجعت نہیں ہوتی۔ سلسلہ سروری قادری میں خلافت بہت کم عطا کی جاتی ہے۔ اس میں مرشدِ کامل اکمل چونکہ انسانِ کامل کے مرتبہ پر فائز اور امانتِ الہیہ یعنی تصورِ اسمِ اللہ ذات کا حامل ہوتا ہے اس لیے طالب کو اللہ تعالیٰ کی پہچان کے لیے اس کی محفل میں رہ کر ”اسمِ اللہ ذات“ کا تصور کرنا ضروری ہے کیونکہ خلفاء سے وہ چیز عطا نہیں ہو سکتی جو اسے یہاں سے بلا واسطہ عطا ہو جائے گی۔ البتہ مرشدِ کامل نور الہدیٰ کے ظاہری وصال کے بعد خلفاء کی باطنی قوت کئی گنا تک بڑھ جاتی ہے کیونکہ عام طور پر انسانِ کامل ایک ہی جگہ دو بار ظاہر نہیں ہوتا اور پھر سالکین کو اس کی پہچان نئی جگہ پر کافی دیر کے بعد ہوتی ہے۔

اسی طرح سجادہ نشینی یا گدی نشینی کی اصطلاح آج کل عام ہو گئی ہے اور عام طور پر لوگ اسی کو اہل مزار کا روحانی اور باطنی جانشین یا نائب سمجھتے ہیں جو گدی پر بیٹھا ہو۔ انگریزوں کے دور سے قبل تک تو یہ بات بالکل درست تھی کہ سجادہ نشین یا گدی نشین اہل مزار کا عام طور پر روحانی اور باطنی نائب یا جانشین ہی ہوا کرتا تھا لیکن انگریزوں نے مسلمانوں کے اس عظیم خانقاہی نظام کو تباہ کرنے کے لیے اس کو وراثت میں شامل کر دیا۔ اب قانونِ وراثت کے تحت دوسری جائیداد کی طرح بطور وراثت گدی یا سجادہ نشینی ملتی ہے خواہ وہ اس کے اہل ہوں یا نہ ہوں۔ اگر اہل مزار اپنے وصال سے قبل اپنے دل کے محرم یا روحانی یا باطنی جانشین کو گدی نشین مقرر کر دے تو عدالت کے ذریعہ چند ماہ کے اندر اندر اسے بے دخل کر دیا جائے گا اور گدی یا سجادہ نشینی اولاد کو بطور وراثت منتقل ہو جائے گی۔ عدالتوں کے اندر گدی یا سجادہ نشینی کی جنگ اکثر لوگوں نے دیکھی ہوگی یا اخبارات میں پڑھی ہوگی بلکہ اب تو اس کے حصول کے لیے قتل و غارت گری تک نوبت آ گئی ہے کیونکہ گدی کے ساتھ جائیداد

اور مزار کی آمدن منسلک ہوتی ہے اور اب تو گدی کی وجہ سے سیاست میں بھی اعلیٰ مقام حاصل ہو جاتا ہے۔

### حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے چند مشہور خلفاء

سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پاک سے لاکھوں لوگوں نے فیض پایا اور صاحبِ حال ہوئے لیکن ہم اس ضمن میں صرف ان خلفاء کا ذکر کریں گے جنہوں نے براہِ راست آپ رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت پائی۔

### حضرت سلطان نورنگ کھیتران رحمۃ اللہ علیہ

ایک مرتبہ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ سیاحت کی غرض سے پنجاب میں داماں کوہ مغربی جبل اسود تشریف لے گئے۔ جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک چھوٹے سے بچے کو گائے چراتے ہوئے دیکھا۔ اس بچے کے فیضِ ازلی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض کو جنبش دی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہی نگاہ سے اسے مجذوب الی اللہ کر دیا۔ نور نے بچے کے جسم مطہرہ کو منور کر دیا اور پھر وہ بچہ پروانہ وار حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کے گرد فدا ہونے لگا اس بچے کا نام سلطان نورنگ کھیتران رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تیس سال تک اپنے مرشد حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اس کے بعد شرفِ خلافت سے مشرف ہو کر رخصت ہوئے۔ ان کا مزار مبارک جبل اسود کے دامن میں ڈیڑھ غازی خان کے نزدیک قصبہ ”دھوآ“ میں زیارت گاہِ خاص و عام ہے اور آپ کے دربار کو ”سلطان صاحب کا دربار“ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ حضرت نورنگ سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیرو مرشد کے فیض کو عام کرنے کیلئے ہزاروں لوگوں کو تلقین و ارشاد سے مشرف فرمایا اور آج بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک سے فیضِ روحانی جاری ہے۔

### حضرت لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ ایک بار سیر و سیاحت کرنے اور فیضِ روحانی کو عام کرتے ہوئے علاقہ سنگھڑ کے قصبہ جنگ میں تشریف لے گئے اور ایک مسجد میں قیام فرمایا۔ اتفاقاً ایک بچہ جس کا نام لعل شاہ تھا اور عمر سات آٹھ سال تھی مسجد میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظروں کے سامنے سے گزرا۔ اس بچے پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ مبارک کا ایسا اثر ہوا کہ اس میں جذبہء عشقِ الہی پیدا ہو گیا اور وہ ساری رات آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھا رہا نہ گھر

گیا اور نہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے جدا ہوا۔ اس بچے کے وارث جب تلاش کرتے ہوئے صبح مسجد آئے تو اُسے حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پایا۔ انہوں نے بہت کوشش کی کہ بچے کو گھر لے جائیں مگر وہ بچہ کسی طرح بھی گھر جانے پر راضی نہ ہوا۔ لوگوں نے جا کر لعل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد بڈھن شاہ صاحب کو آگاہ کیا تو بڈھن شاہ اپنے مریدوں اور دیگر معزز دوستوں کے ہمراہ حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی ”حضرت اس بچے کو اجازت دیں کہ یہ اپنے گھر چلا جائے اس کی ماں بہت پریشان ہے۔“ حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ بڈھن شاہ سے فرمایا کہ یہ بچہ تمہاری ملکیت نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا فیض اور نصیبہ میرے سپرد فرمایا ہے لہذا اس بچے کی روحانی تربیت اب میری ذمہ داری ہے۔ یہ سن کر بڈھن شاہ پر لرزہ طاری ہو گیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا یا حضرت! لعل شاہ اب آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے سپرد ہے۔ شیخ بڈھن شاہ امیر کبیر پیروں کے خاندان سے تھا اس نے دوسری شادی کی ہوئی تھی اور لعل شاہ صاحب اور پہلی بیوی (لعل شاہ صاحب کی والدہ) کو لاوارثوں کی طرح رکھا ہوا تھا اور ان ماں بیٹی کی کوئی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ جب لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کو معلوم ہوا تو اس پاک باز عورت نے حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پیغام بھیجا کہ لعل شاہ میرا صرف ایک ہی بیٹا ہے اور اسی کی امید پر جی رہی ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اجازت فرمائیں باپردہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤں اور اپنے بیٹے کے ہمراہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ہی رہوں۔ شیخ بڈھن شاہ نے بھی اپنی پہلی بیوی کو پردہ میں حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت دیدی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ باپردہ خاتون گھر میں ہی بیٹھی رہے اور بے پردہ ہو کر باہر نہ آئے۔ اس عورت نے جب یہ سنا تو زار و قطار رونے لگی اور عرض کرنے لگی کہ یا حضرت مجھے کیوں فیض اور نعمت ازلی سے محروم رکھتے ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ جیسے سخی اور فیاض کے فیض سے میں کیوں محروم رہوں۔ یہ سن کر حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ نے وہیں بیٹھے بیٹھے توجہ کی اور اسے گھر بیٹھے بیٹھے نواز دیا۔ یہ مائی صاحبہ اتنی صاحبہ حال ہو گئیں کہ کسی دنیاوی کام میں مشغول نہ ہوتی تھیں اگر کبھی روٹی پکانی پڑ جاتی تو توے پر روٹی ڈال کر سکروستی میں چلی جاتیں اور روٹی توے پر جل جاتی۔

حضرت سلطان العارفين لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ہمراہ لے گئے اور اسی وقت اپنے خادم، جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہتا تھا، سے فرمایا کہ میرا وضو کا لوٹا، جائے نماز اور مسواک لعل شاہ کے حوالے کر دو۔ لعل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کے بعد تیس سال تک حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ رہے اور اس ساری مدت میں ان کی گل متاع ایک سیاہ کمبل تھا جو آدھا نیچے بچھا لیتے اور آدھا اوڑھ لیتے۔ جب تیس سال کے بعد حضرت سلطان



العارفین ۛ نے خلافت عطا کر کے رخصت فرمایا اور گھر تشریف لے گئے تو بدستور اسی سیاہ کبیل کا لباس زیب تن فرمائے رکھا صرف سوتی کپڑے کی ایک پگڑی کا اضافہ فرمایا۔ اپنے وطن سنگھڑ میں قیام فرما کر تلقین و ارشاد کا سلسلہ جاری فرمایا آپ ۛ نے یہیں وصال فرمایا اور یہیں پر آپ ۛ کا مزار ہے۔

### حضرت سلطان طیب ۛ

حضرت سلطان العارفین ۛ ایک بار بھکر تشریف لے گئے وہاں حضرت شعلی ۛ کے فرزند حضرت شیر شاہ ۛ کے ایک مرید اور خلیفہ حضرت سلطان طیب ۛ رہائش پذیر تھے ان کے ہاں اولاد زینہ نہ تھی۔ سلطان طیب کو جب آپ ۛ کی تشریف آوری کا پتہ چلا تو خدمت میں حاضر ہو کر دعا کے طالب ہوئے۔ اس وقت حضرت سلطان العارفین ۛ کے پاس دو سب پڑے تھے حضرت سلطان العارفین ۛ نے دونوں سب سلطان طیب کو دے دیئے اور ارشاد فرمایا اپنی بیوی کو کھانے کیلئے دید و انشاء اللہ تعالیٰ تمہیں دو فرزند عطا فرمائے گا ان میں سے ایک تو تمہارے کام کا ہوگا اور ایک ہمارے کام کا۔ پس اللہ تعالیٰ نے سلطان طیب ۛ کو دو فرزند عطا کیئے۔ ایک کا نام انہوں نے سلطان عبد اور دوسرے کا سلطان سوہارا رکھا۔ سلطان عبد پیدائشی مجذوب تھے۔ جب حضرت سلطان طیب ۛ کے پیرومرشد حضرت شیر شاہ ۛ کو معلوم ہوا کہ اُن کے خلیفہ نے حضرت سلطان العارفین ۛ کی خدمت میں پیش ہو کر اپنی حاجات عرض کی ہیں تو انہیں اپنے مرید پر سخت رنج اور غصہ آیا اور اپنے خلیفہ کا سارا فیض اور باطنی نعمت سلب کر لی اور سلطان طیب کو ننگے لنگڑے ہو کر گھر میں پڑ رہے۔ جب حضرت سلطان العارفین ۛ کو باطنی طور پر سلطان طیب ۛ کا حال معلوم ہوا تو آپ ۛ حضرت شیر شاہ ۛ پر بہت ناراض ہوئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں شکایت کی۔ اس پر بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ فیصلہ ہوا کہ حضرت شیر شاہ ۛ اپنے مرید سلطان طیب کو پہلے سے ساٹھ گنا زیادہ فیض اور نعمت عطا فرمائیں۔

### حضرت سلطان حمید ۛ

سلطان حمید ۛ حضرت نخی سلطان باھو ۛ کے اہم خلفاء میں شمار ہوتے ہیں۔ عشق مرشد میں آپ ۛ کا مقام بہت اونچا ہے۔ آپ ۛ کے حالات زندگی بہت کم معلوم ہیں۔ ”مناقب سلطانی“ سے صرف اتنا معلوم ہے کہ سلطان حمید ۛ حضرت سلطان العارفین ۛ کے ہمراہ بھکر تشریف لے گئے اور بھکر کے نواح

میں سیر کیلئے نکلے۔ سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ میدان چول میں ایک ویران ٹیلے پر پہنچے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیٹھنے کا ارادہ کیا تو فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا ”حمید! اس ٹیلے سے جلدی نیچے اترو یہ کسی ظالم کا مکان ہے۔“

بعد ازاں آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک اور جگہ ریت کے میدان میں سوئے اور اپنا سر مبارک سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ کے زانو پر رکھا اور ایک گھڑی آرام کیا جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بدن مبارک خاک آلود ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حالت دیکھ کر سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ کا دل بہت رنجیدہ ہوا اور سوچنے لگے کاش میرے پاس دنیا کی دولت ہوتی تو آج میں بھی اپنے مرشد اور ہادی کا بستر ریشم اور مخمل کا بنواتا۔ میری غربت کی وجہ سے میرے مرشد کا جسم خاک آلود ہوا ہے۔ اتنے میں حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا سر مبارک اس کے زانو سے اٹھایا اور فرمایا حمید! تو نے کیا خیال کیا؟

انہوں نے عرض کر دیا۔

فرمایا! آنکھیں بند کرو۔ سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھیں بند کیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک باغ ہے جس میں ایک خوبصورت مجلس آراستہ ہے اور اس میں ایک خوبصورت عورت جڑاؤ زیور اور ریشمی کپڑے پہنے سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ سے رغبت کرتی ہے اور کہتی ہے کہ مجھ سے نکاح کر لو۔ سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اشارے اور نرم زبان سے اپنے سے دور رہنے کو کہا اور کہا کہ یہ ادب کا مقام ہے میں اپنے ہادی اور مرشد کی خدمت میں حاضر ہوں۔

اسی اثنا میں مراقبہ سے سرائٹھایا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا حمید تو نے کیا دیکھا؟ انہوں نے جو کچھ دیکھا تھا عرض کر دیا۔

حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تو جو دنیاوی مال کے نہ ہونے کی اپنے دل میں شکایت اور غم کر رہا تھا یہ ہی دنیا تھی کیوں اسے قبول نہ کیا؟ اگر اس کو قبول کر لیتے تو مال و دولت کبھی تمہارے گھر سے ختم نہ ہوتا۔ سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا! حضور میں اللہ تعالیٰ سے اس کی ذات کا نور چاہتا ہوں میں مال و دولت نہیں چاہتا۔

حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”فقیر محمدی رحمۃ اللہ علیہ کا اثر تیرے خاندان سے نہیں جائے گا“ اور یہ بات سچ ثابت ہوئی۔ سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بھکر کے شمال کی طرف دامن چول پر میاں عثمان کے قبرستان میں ہے۔

### حضرت سید موسیٰ شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام سید محمد موسیٰ شاہ ہے لیکن موسیٰ شاہ کے لقب سے مشہور و معروف ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب سید عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب اس طرح سے ہے:

سید موسیٰ شاہ بن سید عابد بن سید عبد الجلیل بن سید کمال الدین شاہ بن سید مبارک شاہ بغدادی عادل پوری بن سید حسین دہلوی بن سید محمد کی العربی بن سید یونس بن سید احمد بن سید جعفر بن سید عبد القادر ثانی بن سید ابو نعمان بن سید حمید الدین بن سید عبد الجلیل بن سید عبد الجبار بن سید غوث الاعظم محی الدین سید عبد القادر جیلانی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ گھونگی کے رہائشی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد سید عابد رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کم عمری میں ہی وفات پا چکے تھے۔ ایک کہہا سلطان العارفين حضرت نبي سلطان باهو رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی غرض سے پنجاب گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کہہا کے ہمراہ سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ نے حصول علم کی تلقین کی اور ان کی والدہ محترمہ کو نصیحت بھیجی کہ اس کہسن بچے کو پہلے ظاہری علوم کی تکمیل کرائیں اور پھر میرے پاس بھیج دیں۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ واپس تشریف لے گئے اور حصول علم کے بعد دوبارہ اسی درویش کے ہمراہ حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات اور زیارت کو آئے لیکن اس وقت حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما چکے تھے مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وصال سے ایک روز قبل اپنی انگشت مبارک سے ”اسم اللہ“ لکھا اور اپنے فرزندوں کے حوالے کیا اور وصیت فرمائی کہ جنوب کی طرف سے موسن شاہ آرہے ہیں ان کو دے دیں۔ موسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے جیسے ہی اس ”اسم اللہ ذات“ کو دیکھا کامل و مکمل ہو گئے۔ اس کے بعد انہوں نے اس کو پانی میں حل کیا اور پی لیا۔ ایک اندازہ کے مطابق سید موسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے سندھ میں تقریباً ایک لاکھ لوگوں کو فیض سے نوازا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور فیض کی بدولت سندھ سے بہت سی بدعات کا خاتمہ ہوا۔ صوبہ سندھ میں روہڑی اور گھونگی کے درمیان لوصا حبان کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مرکز بنایا اور 1148ھ (1735ء) میں یہاں ایک شاندار مسجد تعمیر کروائی اب یہ علاقہ ”لوموسن شاہ“ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کا وصال 8۔ ذوالحجہ 1173ھ 21 جولائی 1760ء بروز سوموار ہوا، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار آپ کی تعمیر کردہ مسجد کے قریب ہی مرجع خلافت ہے۔

سید احمد و سید محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ

ان دونوں بھائیوں کے مزارات خوشاب میں ”در بار شاہاں“ کے نام سے مشہور ہیں اور ان کے بارے میں زیادہ تفصیلات دستیاب نہیں ہیں بس اتنا معلوم ہے کہ سلطان العارفين حضرت نبي سلطان باهو رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ ایک روایت کے مطابق دونوں بھائی عالمگیر کے لشکر میں تھے۔ عالمگیر اور دارا شکوہ کے درمیان

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

جب خوشاب میں جنگ ہوئی اور جنگ کے دوران داراشکوہ کا پہلہ بھاری نظر آنے لگا تو اُس موقعہ پر عالمگیر نے دونوں بھائیوں سے دعا کی التجا کی دونوں بھائیوں کی دعا سے عالمگیر کو فتح حاصل ہوئی مگر اس واقعہ کے بعد دونوں بھائی لشکر میں نہ رہ سکے اور خوشاب میں ہی رہائش اختیار کر لی اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔

### خلیفہ مُلا معالی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ قندھار بلوچستان کے علاقہ ڈھاڈر سے سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے آئے اور بیعت اور تلقین حاصل کر کے خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ہی صوبہ بلوچستان میں تلقین و ارشاد کا آغاز کر دیا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بلوچستان میں حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے خلیفہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار سبئی شہر کے قریب گرک میں ہے اور اخوند معالی کی زیارت کے نام سے معروف ہے۔

### عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی مُلا معالی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کو تشریف لائے اور فیض حاصل کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک قندھار (بلوچستان) کے نواح میں ہے۔

### مُلا مصری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی مُلا معالی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو تشریف لے گئے اور فیض حاصل کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بلوچستان کے شہر ڈھاڈر میں ہے۔

### شیخ جنید قریشی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ ملتان کے نواح میں دریائے راوی کے مشرقی گاؤں سردار پور کے رہنے والے تھے۔ حضرت سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ سفر کے دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گاؤں سردار پور پہنچے تو وہاں سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کی شیخ جنید قریشی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اعزاز میں دعوت کی۔ شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے جنڈ کے درخت کا پھل جسے عرف عام میں سنگری کہتے ہیں اور جو باریک اور لمبا ہوتا ہے اس کا گودا سخت اور سویوں کی طرح ہوتا ہے، پکانے کے لیے درویشوں کے حوالے کیا جب وہ پک گیا تو سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کے تصرف سے سویوں میں تبدیل ہو گیا جب یہ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے پاس

لائی گئیں تو آپ مسیّد نے پاک مٹی اور پاک پانی طلب کیا اور ان سویوں پر ڈال دیا تو وہ خاک اور پانی چینی اور گھی میں تبدیل ہو گئے۔ آپ مسیّد نے شیخ جنید مسیّد کو فیض سے نوازا۔ اُن کا مزار مبارک اسی گاؤں سردار پور میں واقع ہے۔

### شیخ کالو مسیّد

شیخ جنید مسیّد کے فرزند تھے۔ طلب حق لے کر سلطان العارفين مسیّد کی ملاقات کو آئے تو حضرت سلطان العارفين مسیّد کے حجرہ سے ”ھو“ کی آواز سنی۔ بڑے شوق اور اشتیاق سے حجرہ میں داخل ہوئے تو وہاں کسی کو موجود نہ پایا پھر حجرہ سے باہر ”ھو“ کی آواز سنی تو فوراً دوڑ کر باہر نکلے تو وہاں بھی کوئی نہ تھا پھر سے حجرہ کے اندر سے ”ھو“ کی آواز آئی پھر دوڑتے ہوئے حجرہ کے اندر گئے مگر وہی پہلے والی کیفیت تھی۔ حجرہ خالی تھا اسی طرح وہ کئی بار حجرہ کے اندر اور باہر آتے جاتے رہے۔ آخر کار شوق دیدار انتہا کو پہنچ گیا، بے قراری میں بے خود ہو گئے تو سلطان العارفين مسیّد نے آپ مسیّد کو دیدار کی نعمت عطا فرمائی۔ بیعت فرمایا بعد میں خلافت بھی عطا فرمائی۔ اُن کا مزار اپنے والد شیخ جنید مسیّد کے ساتھ واقع ہے۔

### حضرت لعل شاہ ہمدانی مسیّد

آپ مسیّد کا مزار شریف سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باهو مسیّد کے مزار کے عقب میں ہے آپ شریف شاہ ہمدانی دندا شاہ بہاول کے فرزند ہیں۔ سلطان العارفين مسیّد کے مزار مبارک پر ایک دفعہ آئے سلطان العارفين مسیّد نے مہربانی فرمائی تو وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ ساری زندگی مزار شریف پر ہی گزار دی وہیں محبوب کے قدموں میں 1328ھ کو جان دی اور وہیں دفن ہوئے۔ آپ مسیّد کے بارے میں میرے مرشد پاک سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی مسیّد نے فرمایا تھا کہ سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باهو مسیّد نے لعل شاہ ہمدانی مسیّد سے فرمایا تھا:

”تو میرا معشوق ہے میں زندگی بھر مزار سے تجھے دیکھتا رہوں گا اور مرنے کے بعد قبر بھی اپنے پاس بناؤں گا اور قبر میں بھی تاقیامت تجھے دیکھتا رہوں گا۔“ (سبحان اللہ)



## فصل 13

## وصال مبارک

حضرت نبي سلطان باهو رحمته اللہ علیہ نے تریسٹھ برس کی عمر پائی اور یکم جمادی الثانی 1102ھ (بمطابق یکم مارچ 1691ء) بروز جمعرات بوقت عصر وصال فرمایا۔

سلطان العارفين رحمته اللہ علیہ کی ولادت اور وصال کی تاریخ، ماہ اور سال پر تحقیق

## چند متفق امور

اس بات پر تقریباً تمام سوانح نگاروں کا اتفاق ہے کہ حضرت سلطان العارفين رحمته اللہ علیہ کی عمر مبارک ہجری سال کے مطابق تریسٹھ برس تھی۔

سلطان محمد نواز فرماتے ہیں:

شصت و سہ سال کرد در دنیا رسول نور محمد باهو را شد این حصول  
ترجمہ: دنیا میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے 63 سال گزارے سلطان باهو رسول اللہ کو بھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے اتنی ہی عمر حاصل رہی۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

✽ میرے مرشد پاک سلطان الفقیر حضرت نبي سلطان محمد اصغر علی ﷺ نے ایک مرتبہ سلطان العارفين ﷺ کی ولادت اور وصال پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ ﷺ کی عمر مبارک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں تریسٹھ سال تھی، نہ ایک دن کم نہ ایک دن زیادہ۔ اور آپ ﷺ کی تاریخ ولادت اور تاریخ وصال اور دن ایک ہی ہے۔

### سلطان العارفين ﷺ کے مختلف سوانح نگاروں کی تحقیق

- 1- سلطان حامد ﷺ نے مناقبِ سلطانی میں سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ ولادت کو تو درج نہیں فرمایا البتہ وصال کے بارے میں فرماتے ہیں کہ شبِ جمعہ اول جمادی الثانی 1102ھ کو ہوا۔
- 2- سید احمد سعید ہمدانی "حضرت سلطان باھو حیات و تعلیمات" میں آپ ﷺ کی ولادت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ شاہجہان کے دور میں پیدا ہوئے۔ شاہجہان 1628ء کو تخت نشین ہوا اور سلطان العارفين ﷺ کی ولادت اس سے کچھ دیر پہلے یا بعد میں ہوئی۔ لیکن تاریخ وصال 1690ء درج کی گئی ہے۔ اپنی کتاب "شمع جمال" میں سال ولادت 1627ء اور 1631ء کے درمیان اور سال وصال 1690ء جبکہ "احوال و مقامات سلطان باھو" میں سال ولادت 1631ء اور سال وصال 1691ء (1102ھ) تحریر کرتے ہیں۔
- 3- فقیر نور محمد کلاچوی نے مخزن الاسرار میں سال ولادت 1039ھ اور وصال یکم جمادی الثانی 1102ھ تحریر کیا ہے۔ نور الہدیٰ کلاں کے ترجمہ میں بھی حضرت سلطان العارفين ﷺ کے حالات پر مضمون میں سال ولادت 1039ھ اور وصال کی تاریخ یکم جمادی الثانی 1102ھ شبِ جمعہ درج کی ہے۔
- 4- سید امیر خان نیازی جو سلطان العارفين ﷺ کی کتب کے مترجم ہیں، نے اپنے تراجم محکم الفقیر کلاں، شمس العارفين، عین الفقیر، کلید التوحید کلاں، نور الہدیٰ کلاں میں کتب کے آغاز میں سلطان العارفين ﷺ کی سوانح کے مضمون میں سال ولادت 1039ھ اور وصال کی تاریخ یکم جمادی الثانی 1102ھ درج فرمائی ہے۔
- 5- طارق اسماعیل ساگر نے "صاحبِ لولاک" میں سال ولادت 1631ء اور سال وصال 1691ء درج کیا ہے۔
- 6- ڈاکٹر سلطان الطاف علی "مرآتِ سلطانی (باھو نامہ کامل)" میں سال ولادت 1039ھ درج فرما کر

ماہِ ولادت کے متعلق لکھتے ہیں ”شعبان المعظم کے اواخر میں یقیناً اسی سالِ مذکورہ میں ولادت ہوئی کیونکہ شیر خوارگی میں رمضان المبارک کے ایام میں والدہ کا دودھ پینے سے اجتناب فرماتے تھے۔“ اگر ان کی اس بات کو درست مان بھی لیا جائے تو سلطان العارفين ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ برس کی بجائے باسٹھ برس سات ماہ اور پانچ دن نکلتی ہے جو حقائق کے برعکس ہے اور پھر رمضان المبارک میں دودھ نہ پینا شعبان میں ولادت کی کوئی موثر دلیل نہیں بنتی۔ اگر آپ ﷺ شعبان سے قبل کسی ماہ میں پیدا ہوئے ہوں تو پھر بھی رمضان میں دودھ نہیں پیئیں گے۔ اگر ان کی اس بات کو مان لیا جائے تو انہوں نے ایک متفق علیہ مسئلہ کو کہ سلطان العارفين ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ برس تھی، متنازعہ بنا دیا ہے۔ اس لیے ان کی اس بات سے قطعاً اتفاق نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ وصال کے متعلق لکھتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال یکم جمادی الثانی 1102ھ بروز جمعرات بوقتِ عصر ہوا۔

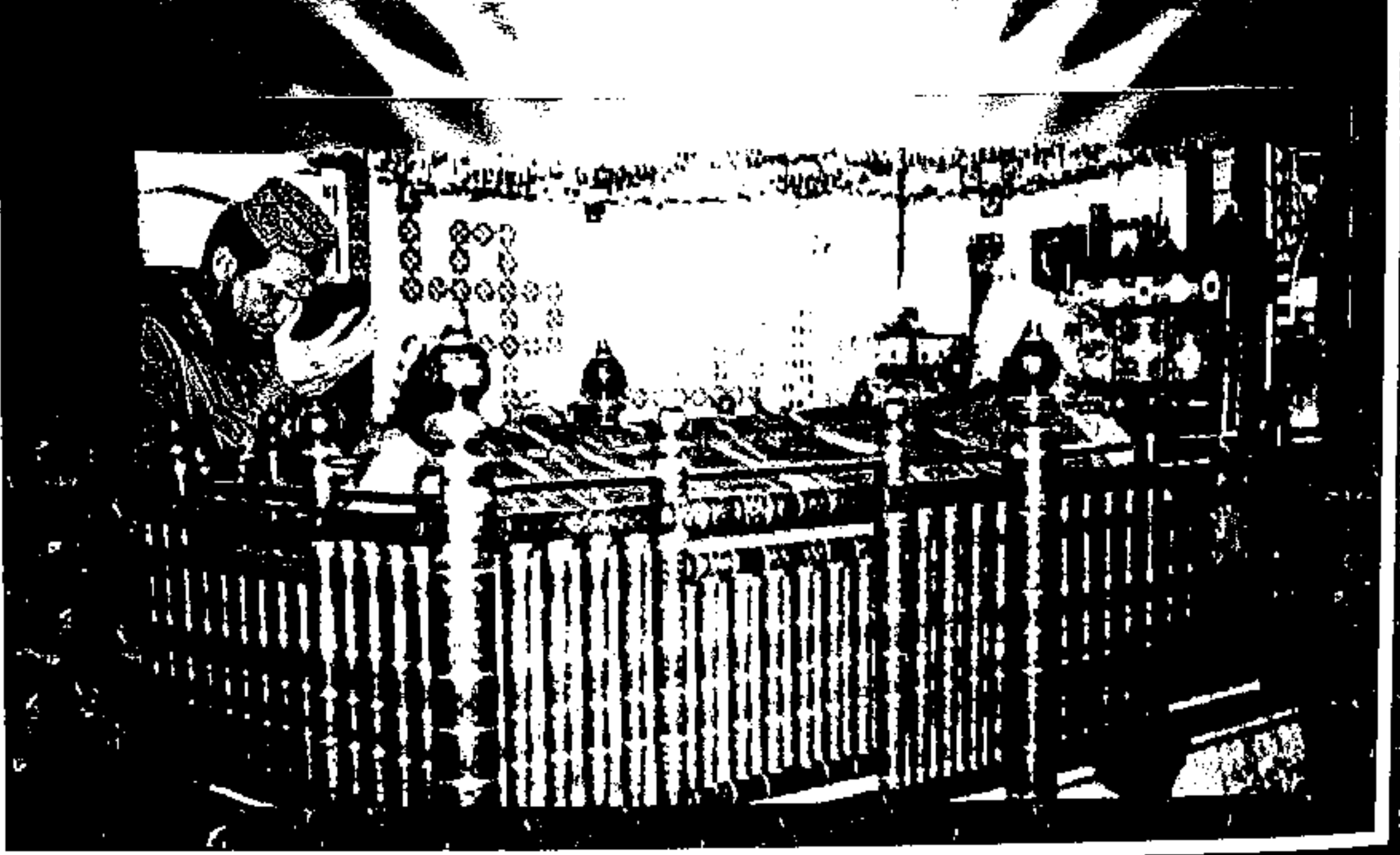
✽ اس بات پر تمام سوانح نگاروں کا اتفاق ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک تریسٹھ برس تھی نہ ایک دن کم اور نہ ایک دن زیادہ۔ اور تمام سوانح نگار سالِ ولادت 1039ھ پر متفق ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال یکم جمادی الثانی 1102ھ کو ہوا، اگر 1102ھ میں سے 63 کو منفی کریں تو سالِ ولادت 1039ھ ہی نکلتا ہے۔ اب مسئلہ رہ گیا تاریخِ ولادت اور وقتِ ولادت کا۔ سیدھی سی بات ہے کہ اگر آپ ﷺ کی ولادت یکم جمادی الثانی 1039ھ کو ہوئی ہوگی تو تب ہی عمر مبارک سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تریسٹھ برس مکمل ہوتی ہے۔ اس لیے سلطان العارفين ﷺ کی ولادت مبارک یکم جمادی الثانی 1039ھ بروز جمعرات ہوئی اور وصال مبارک یکم جمادی الثانی 1102ھ بروز جمعرات ہوا اور سنتِ نبوی ﷺ کے اتباع میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت اور وصال کا دن اور تاریخ ایک ہی ہے اور عمر مبارک تریسٹھ برس تھی۔

## مزار مبارک

آپ ﷺ کو شورکوٹ میں دریائے چناب کے مغربی کنارہ پر واقع قلعہ قہرگان میں دفن کیا گیا یہاں آپ ﷺ کا مزار مبارک 78 سال 1102ھ تا 1180ھ (1691ء-1767ء) تک رہا۔ جب جھنڈا سنگھ اور گنڈا سنگھ نے لاہور پر قبضہ کیا تو حضرت سلطان العارفين ﷺ کی اولاد پاک پنجاب کے مختلف اطراف میں ہجرت کر گئی چند ایک فقیر اور خلفاء مزارِ مقدس میں رہتے تھے۔ 1180ھ (1767ء) میں دریا قلعے تک آپہنچا اور اسے گرا دیا اور پھر قبروں تک جا پہنچا۔ فقیروں اور خلفاء نے باقی مزاروں کو نکال لیا اور صندوقوں میں رکھ لیا۔ حضرت

# سلطان الکائنات حضرت محمدی سلطان با صلوٰۃ اللہ علیہ

(کلپاک اور عزت بزرگ 2011ء)



Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



سلطان العارفين کا مزار بدستور رہا کیونکہ آپ ﷺ کا صندوق نہ مل سکا۔ فقیر اور خلفاء ناامید ہو کر رونے لگے۔ فقیروں اور خلفاء کو سلطان العارفين ﷺ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ ہم ضرور باہر نکلیں گے مگر جو شخص ہمارے جسم کو چھونے کے لائق اور قابل ہوگا وہ کل صبح سویرے سورج نکلنے کے قریب یہاں آئے گا۔ وہ ہمارا صندوق نکالے گا اور اس وقت تک دریا غلبہ نہیں کرے گا۔ درویشوں کو اس اشارے سے تسلی ہوئی اور حکمتِ غیبی کے ظہور کا انتظار کرنے لگے۔ جب مقررہ وقت آیا تو ایک سبز نقاب پوش شخص ظاہر ہوا۔ اس نے چہرہ پر سے نقاب نہ اٹھائی اور آتے ہی بلا تامل اس مٹی میں سے جو فقیروں اور خلفاء نے کھود رکھی تھی حضرت سلطان العارفين ﷺ کا صندوق نکالا۔ ہزاروں لوگ جمع ہو گئے۔ انہوں نے زیارت کی۔ دیکھا تو حضرت سلطان العارفين ﷺ بدستور سوئے ہوئے تھے اور ریش مبارک سے غسل کے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ جب صندوق کھولا گیا تو میلوں تک خوشبو پھیل گئی اکثر حاضرین کو جذبہ اور وجد ہو گیا۔ میرے مرشد پاک سلطان الفقیر حضرت نبي سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ مجھ سے منتقلی مزار کے متعلق گفتگو فرماتے ہوئے فرمایا! جانتے ہو وہ نقاب پوش کون تھا؟ میں نے عرض کیا ”حضور بہتر جانتے ہیں“ آپ ﷺ نے فرمایا ”وہ خود حضرت سلطان العارفين ﷺ تھے۔“

دریائے چناب کے قریب بستی سمندری میں پیپل کے کنوئیں پر ایک بڑی حویلی کی چار دیواری بنی ہوئی تھی۔ جو شخص اس حویلی میں قدم رکھتا بے ہوش ہو جاتا۔ یہاں تک کہ مال مویشی بھی اس میں داخل نہ ہو سکتے تھے۔ لوگ خوفزدہ ہو کر اس کنوئیں کو ویران کر کے چلے گئے تھے۔ وہ مکان اور حویلی پاک اور منزہ تھی۔ سلطان العارفين ﷺ کی طرف سے حکم ہوا کہ ہمارا مزار اب پیپل والے کنوئیں کی حویلی میں جو ہمارے مقام سے نزدیک ہے بنایا جائے کیونکہ یہی جگہ ہمارے لئے مقرر اور معین ہے۔ پس درویشوں نے حویلی کے وسط میں جو مذکورہ بالا کنوئیں کے مغرب کی طرف تھی، آپ کا مزار بنایا۔ صندوق مبارک زمین کے اندر دفن نہ کیا گیا بلکہ زمین کے اوپر رکھ کر مزار مبارک بنایا گیا۔ اس جگہ آپ ﷺ کا مزار 157 برس (1180 تا 1336ھ) 1767ء-1917ء) تک رہا۔ حسبِ پیشگوئی حضرت سلطان العارفين ﷺ دریا پھر دربار مقدس و معلیٰ کے قریب آپہنچا۔ یہ واقعہ 1336ھ کا ہے۔ اس دریا بردی کے وقت سلطان حاجی نور احمد ﷺ سجادہ نشین تھے۔ جب دربار شریف کے فقیر حضرت سلطان العارفين قدس سرہ العزیز کا صندوق مبارک محل شریف سے نکالنے لگے تو آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کی اولاد پاک کے جتنے مزارات تھے سب کے صندوق مبارک ملتے چلے گئے مگر حضرت سلطان العارفين ﷺ کے مزار انور سے صندوق مبارک بصد کوشش اور بعد از کمال جستجو کے ایک



بار پھر نمل سکا جس سے تمام حاضرین کو سخت پریشانی ہوئی۔

مگر چونکہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق خدا کی راہنمائی کیلئے پیدا فرمایا ہے اور ہر ایک کافر اور مومن بے نصیب اور بانصیب زندہ اور مردہ کیلئے فیضِ زماں بنا کر بھیجا ہے، اس نازک دور میں دینی خدمات سرانجام دینے اور مخلوق خدا کی راہنمائی کیلئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ اور صحیح جانشین مقرر فرمایا ہے اس لئے آپ ﷺ نے لازمی ظہور فرمانا تھا اس وقت کی پوشیدگی میں کوئی مصلحت تھی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے خواب میں حضرت سلطان دوست محمد صاحب ﷺ کو اپنی زیارت سے مشرف فرما کر اس بے چینی کو دور کر دیا اور اسی مقام سے زمین کو کھودنے کا حکم فرمایا۔ دوسرے روز اسی مقام سے علی الصبح زمین کھودنے پر صندوق کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ تھوڑی سی مٹی ہٹائی گئی تو خوشبو کے حلے آنے شروع ہو گئے۔ اس خوشبو کی مثال دنیا میں نہیں ملتی تھی۔ آپ ﷺ کا صندوق تو مل گیا مگر کثرتِ خوشبو کے سبب اب وہاں ٹھہرنا محال ہو چکا تھا۔ قبر شریف کے اندر کوئی شخص پورے پندرہ منٹ نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ بمشکل صندوق باہر نکالنے کا کام سرانجام دیا گیا۔ اس خوشبو کی تاثیر کا یہ عالم تھا کہ اس کام میں شریک ہونے والے لوگوں کے لباس پھٹتے پھٹ گئے مگر خوشبو ان میں جوں کی توں باقی رہی۔

آپ ﷺ کا صندوق مبارک 1336ھ (اکتوبر 1917ء) کو دس محرم سے پہلے نکال کر وہیں محفوظ رکھا گیا۔ اس دربار شریف سے شمال مغربی گوشہ میں ایک میل کے فاصلہ پر موجود محل شریف کی تعمیر شروع کی گئی اور چھ ماہ کے عرصہ میں محل شریف، مسجد شریف اور اردگرد کے جو متعدد حجرات موجود ہیں، تیار ہو گئے۔ اس محل شریف میں آپ ﷺ کا صندوق مبارک اپریل 1918ء بروز جمعہ دفن کیا گیا۔

موجودہ دربار شریف ایسی جگہ واقع ہے جس کے چاروں طرف اچھی خاصی آبادی ہے۔ یہاں سے دو میل کے فاصلہ پر شہر گڑھ مہاراجہ ہے، جنوب کی طرف احمد پور سیال، مشرق کی طرف دریائے جہلم اور چناب کو عبور کر کے شہر شورکوٹ اور مغرب کی طرف ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر مظفر گڑھ روڈ گزرتی ہے۔ آج کل دربار شریف جانے والے زائرین کو بڑی سہولت ہے کیونکہ دربار شریف تک پختہ سڑک بنی ہوئی ہے اور اب احمد پور سیال اور گڑھ مہاراجہ دونوں طرف سے آنے والے زائرین رات دن میں جب چاہیں دربار شریف پہنچ سکتے ہیں۔ مزار مبارک سے لاکھوں طالبانِ حق فیض پاتے ہیں۔ سلطان العارفين ﷺ کے مزار پاک کی یہ کرامت بہت مشہور ہے کہ دربار پاک کے اندر داخل ہوتے ہی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ اس مزار مبارک سے جہاں بھر کو فیض پہنچتا ہے۔ ہزار ہا زیارت کرنے والے اور سائل اپنی مرادیں پاتے ہیں اور ہزاروں

عاشقان الہی حاضری دیتے اور فیض پاتے ہیں۔ ہزاروں لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک سے صاحب احوال اور صاحب ارشاد و تلقین ہوئے ہیں۔ اس مزار پاک کی لاکھوں کرامات محفوظ ہیں۔ یہ دربار پاک ہر قسم کی بدعت والی رسوم سے بھی پاک اور محفوظ ہے۔ سینکڑوں صاحب حال فقیر اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ اور دیدار کیلئے معتکف رہتے ہیں۔ مزار پاک کے اندر داخل ہونے کے بعد باہر نکلنے کو دل نہیں چاہتا اور جو اس دربار پر طلب حق کا سوال کرتا ہے اسے تو کبھی خالی لوٹا یا ہی نہیں جاتا۔

نام فقیر تہاں دا باھو قبر جنہاں دی جیوے ٹھو

### سجادہ نشین دربار عالیہ حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ

سلطان العارفين حضرت نبي سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے صاحبزادے سلطان ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ پہلے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ سجادہ نشینوں کی ترتیب اس طرح سے ہے:

- 1- سلطان ولی محمد صاحب (1102ھ-1161ھ) (1691ء-1748ء)
- 2- سلطان محمد حسین صاحب (1161ھ-1200ھ) (1748ء-1785ء)
- 3- سلطان حافظ محمد صاحب (1200ھ-1222ھ) (1785ء-1807ء)
- 4- سلطان غلام باھو صاحب (1222ھ-1263ھ) (1807ء-1847ء)
- 5- سلطان حافظ صالح محمد صاحب (1263ھ-1319ھ) (1847ء-1901ء)
- 6- سلطان حاجی نور احمد صاحب (1319ھ-1338ھ) (1901ء-1920ء)
- 7- محمد امیر سلطان صاحب (1338ھ-1350ھ) (1920ء-1931ء)
- 8- محمد حبیب سلطان صاحب (1350ھ-1390ھ) (1931ء-1970ء)
- 9- سلطان غلام جیلانی صاحب (1390ھ-1422ھ) (1970ء-2001ء)
- 10- محمد نبیب سلطان صاحب: آپ کو آپ کے والد سلطان غلام جیلانی صاحب سجادہ نشین نہم نے 26 رمضان المبارک 1413ھ (22 مارچ 1993ء) میں تمام خاندان کی موجودگی میں اپنا جانشین اور سجادہ نشین دربار عالیہ سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ مقرر فرمایا تھا۔ لیکن 20 دسمبر 2001ء (4 شوال 1422ھ)

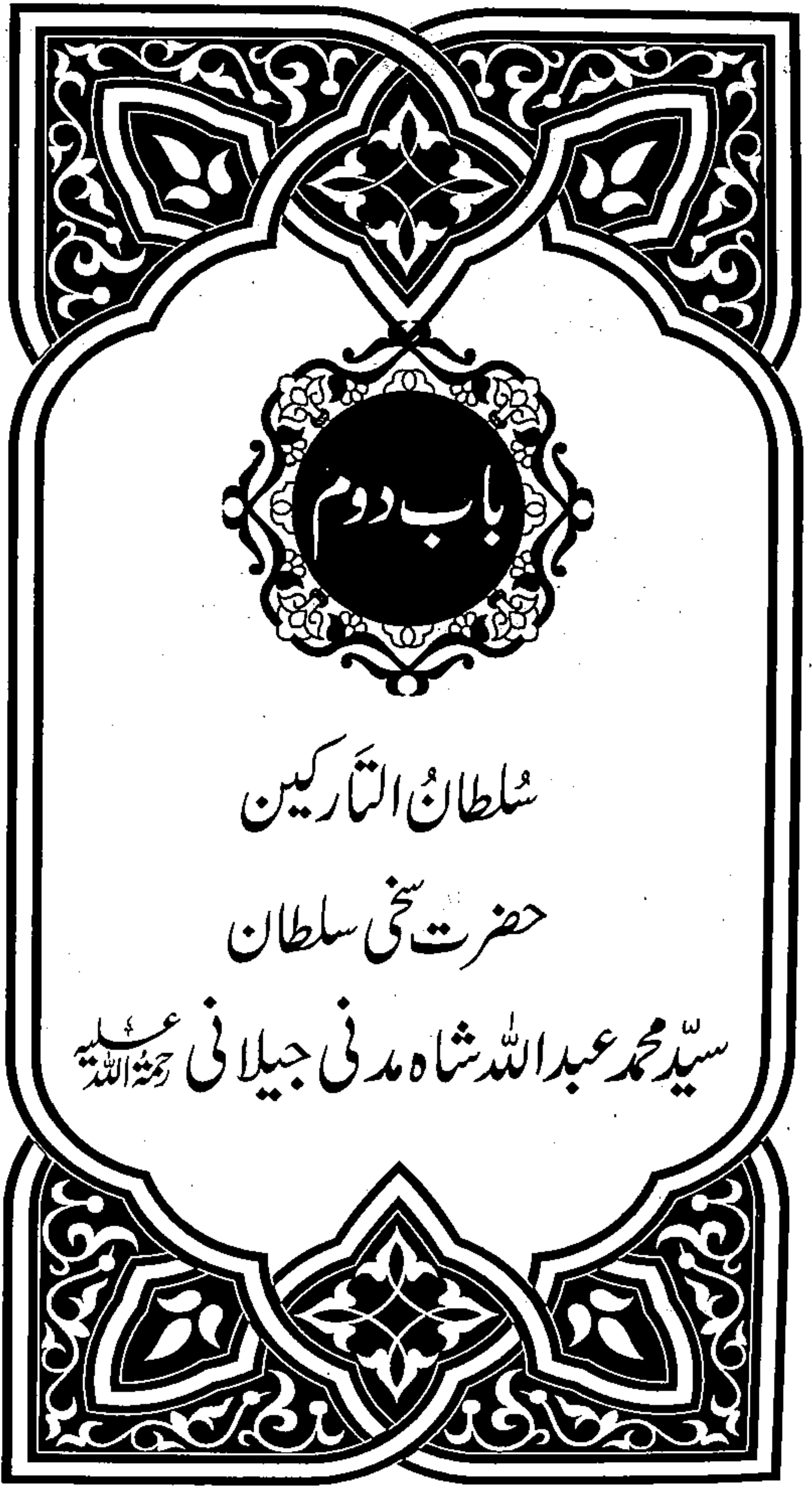
کو سلطان غلام جیلانی صاحب کی وفات کے بعد خاندانی اختلافات کی وجہ سے سجادہ نشینی کے بہت سے دعویدار کھڑے ہو گئے۔ اس کی دو جوہات تھیں ایک تو محمد نبیب سلطان صاحب کم سن تھے اور سلطان غلام جیلانی صاحب کے بچھے بیٹے تھے اور دوسرے آپ کی والدہ خانوادہ سلطان باھو سے نہ تھیں۔ معاملات اتنے بگڑ گئے کہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کو مداخلت کرنا پڑی اور معاملہ ہائی کورٹ تک پہنچ گیا۔ لاہور ہائی کورٹ نے ایک حکمنامہ کے ذریعے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج جھنگ کو ایک کمیٹی کے ذریعے دربار عالیہ کا انتظام سنبھالنے کا حکم دیا۔ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج نے شورکوٹ کے سول جج کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی جو دربار کا انتظام چلاتی ہے اور سجادہ نشینی کے دعویٰ کی تمام درخواستیں فیصلہ کے لیے سول کورٹ شورکوٹ کو منتقل کر دیں۔ ابھی تک دربار عالیہ کا انتظام عدالتی کمیٹی چلا رہی ہے اور سجادہ نشینی کی تمام درخواستیں عدالت میں زیر سماعت ہیں اور سجادہ نشین کا فیصلہ تاحال نہیں ہو سکا۔

## عرس مبارک

✽ ہر سال جمادی الثانی کی پہلی جمعرات کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس منایا جاتا ہے جس میں دو دروازے لوگ شرکت کرتے ہیں۔

✽ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کی محبت میں غرق تھے اور ہر سال یکم محرم سے دس محرم تک شہدائے کربلا کا عرس منایا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ آج تک تین سو سال سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود جاری ہے۔ عاشورہ محرم کے دس دنوں کے اندر زائرین کی آمد و رفت جاری رہتی ہے۔ ہزاروں آرہے ہیں تو ہزاروں زیارت کر کے واپس جا رہے ہوتے ہیں۔ عاشورہ کے آخری تین ایام میں تو تعداد لاکھوں سے تجاوز کر جاتی ہے۔ اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک پر ہر سال دو بڑے اجتماعات ہوتے ہیں لاکھوں لوگ حاضری دیتے اور فیض پاتے ہیں۔





Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

سلطان التارکین

## حضرت سخی سلطان سید محمد عبداللہ شاہ

مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ سے امانتِ فقر (امانتِ الہیہ) سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی اور سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ سروری قادری کے شیخ ہیں۔

## سلسلہ نسب

سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ 29 رمضان المبارک 1186ھ (24 دسمبر 1772ء) جمعۃ المبارک کی شب مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور نواب بہاول خان سوئم کے دور میں 29 رمضان المبارک 1241ھ (6 مئی 1826ء) بروز ہفتہ احمد پور شرقیہ بہاولپور تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پڑپوتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح ملتا ہے:

سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بن سید عبدالرحیم بن سید عبدالعزیز بن سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بن سید عبدالقادر بن سید شرف الدین بن سید احمد بن سید علاؤ الدین ثانی بن سید شہاب الدین ثانی بن سید شرف الدین قاسم بن سید محی الدین یحییٰ بن سید بدر الدین حسین بن علاؤ الدین بن شمس الدین بن سیف الدین یحییٰ بن ظہیر الدین مسعود بن ابی نصر محمد بن ابوصالح نصر بن سیدنا عبدالرزاق جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بن غوث الاعظم سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ سیدہ مومنہ امام سید محمد تقی علیہ السلام کی اولاد پاک میں سے تھیں اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ والدہ محترمہ کی طرف سے حسنی سید ہیں شجرہ نسب اس طرح سے ہے:

سیدہ مومنہ بنت سید محمد زکی الدین بن سید عبداللہ بن سید محمد حسین بن سید امیر اخوند بن سید امام الدین

۱۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



بن سید حیدر بن سید محمد بن سید فیروز بن سید قطب الدین بن سید امام الدین بن سید فخر الدین بن سید کمال الدین بن سید بدر الدین بن سید تاج الدین بن سید یحییٰ بن سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن سید محمود بن سید زید شہوار بن سید عبداللہ زرنخش بن سید یعقوب بن سید احمد بن سید محمد اعرج بن سید احمد بن سید محمد موسیٰ المبرقع بن امام سید محمد تقی بن امام سید علی رضا بن حضرت سید امام موسیٰ کاظم بن سید امام جعفر صادق بن سید امام محمد باقر بن سید امام زین العابدین علی بن حسین بن سید الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔

## آباؤ اجداد اور والدین

سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند سید عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ 1082ھ (1671ء) میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ جب سید عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا اس وقت سید عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک صرف چھ سال تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ آپ کو دہلی میں ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ننھیال لے گئیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ نے 1098ھ (1687ء) میں وصال فرمایا اس وقت آپ کی عمر مبارک 16 سال تھی۔ والدہ محترمہ کی وفات کے بعد سید عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بہت بے چین اور بے سکون رہنے لگے اور کچھ خاندانی اور مالی حالات نے پریشان کیا تو 1107ھ (1696ء) میں بغداد تشریف لے گئے۔ دو سال کا عرصہ بغداد شریف میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی باطنی قربت میں گزارا اور غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے باطنی حکم کے مطابق 1109ھ (1698ء) میں 27 سال کی عمر میں حجاز تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مالی اور معاشی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ایک حسینی سید حسان بن نعمان کے ہاں ملازمت کر لی جو مدینہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اجناس کا کاروبار کرتے تھے۔ حسان بن نعمان اس نوجوان کی سیرت ایمانداری اور محنت سے بہت متاثر ہوئے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ دن کو کام کرتے اور رات مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عبادت میں گزارتے۔ سید حسان بن نعمان کی زوجہ کا انتقال ہو چکا تھا اور ان کی چار صاحبزادیاں تھیں جن میں سے دو کی شادیاں ہو چکی تھیں لیکن دونوں کے ہاں اولاد نہ ہونے کی وجہ سے ان کے شوہروں نے دوسرے نکاح کر لیے تھے۔ ان کی تیسری صاحبزادی کی عمر 35 سال اور چوتھی کی 15 سال ہو چکی تھی۔ تیسری صاحبزادی کا رشتہ اسی وجہ سے نہیں آتا تھا کہ مشہور تھا کہ سید حسان بن نعمان کی بیٹیوں کے ہاں اولاد نہیں ہوتی۔ سید حسان بن نعمان نے ایک دن جھجکتے ہوئے سید عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ساری صورت حال رکھی تو

سید عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”اولاد دینا تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے“ اور رشتہ کے لیے ہاں کر دی۔ یوں 1117ھ (1706ء) میں 35 سال کی عمر میں 35 سالہ خاتون کلثوم بنتِ حسان بن نعمان سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شادی ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی زوجہ سے رفاقت 15 سال رہی لیکن اُن سے کوئی اولاد نہ ہوئی 1132ھ (1720ء) میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ کا انتقال ہو گیا۔ سید حسان بن نعمان کی چوتھی صاحبزادی ناملہ کی عمر 30 سال ہو چکی تھی لیکن اُن کا بھی رشتہ نہ آتا تھا اور سید حسان بن نعمان کی خواہش تھی کہ ان کی اس صاحبزادی کا نکاح بھی سید عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے ہو جائے کیونکہ خود اُن کی عمر نوے سال سے اوپر ہو چکی تھی، چاہتے تھے کہ وفات سے قبل اس فرض سے سبکدوش ہو جائیں لیکن شرم کے مارے سید عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے بات نہیں کرتے تھے۔ ایک بار جمعہ کے دن سید عبدالعزیز کی نماز عصر کے بعد مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آنکھ لگ گئی، خواب میں دیکھا کہ سید حسان بن نعمان کی صاحبزادی سے ان کا نکاح ہو رہا ہے۔ بیدار ہو کر حضرت حسان کے پاس پہنچے اور رشتہ کی درخواست کی تو ان کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا۔ یوں 1135ھ (1723ء) میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نکاح ناملہ بنتِ حسان بن نعمان سے ہوا۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک 53 سال اور آپ کی زوجہ کی عمر مبارک 33 برس تھی۔ 1142ھ (1730ء) میں سات سال کے طویل انتظار کے بعد سید عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک خوبصورت اور نورانی فرزند سید عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی۔ سید حسان بن نعمان کی عمر سو سال سے اوپر ہو چکی تھی اس لیے اکلوتے نواسے کی ولادت پر جتنی خوشی انہیں ہوئی کسی کو نہ ہوئی ہو گئی۔ انہوں نے اپنا کاروبار اپنے داماد سید عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا اور خود گوشہ نشین ہو گئے اور اسی سال اُن کا انتقال ہو گیا۔ ابھی سید عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کی عمر 4 سال تھی کہ اُن کے والد سید عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا گھوڑے سے گر کر وصال ہو گیا۔ انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ سید عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ نے ایک ملازم کی مدد سے اپنے شوہر کے کاروبار کو سنبھالا اور یوں زندگی کی گاڑی چلنے لگی۔ سید عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ جب سولہ سال کے ہوئے تو شفیق والدہ کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ کی اجناس کی منڈی میں اپنے نانا اور والد کا کاروبار سنبھال چکے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محنت اور دیانتداری پوری منڈی میں مشہور تھی۔

### ولادت باسعادت سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

16 سال کی سخت محنت کے بعد مالی لحاظ سے سید عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کا شمار متمول لوگوں میں ہونے لگا تھا۔ اٹھارویں صدی عیسوی میں مدینہ شریف میں مقامی سادات کم اور غیر ملکی سادات خاص طور پر ہندوستانی نژاد

سادات کثرت سے آباد تھے اور اجناس کے کاروبار میں ایک اور ہندوستانی نژاد حسینی سید محمد زکی الدین کا کاروبار عروج پر تھا۔ اُن کے آباؤ اجداد میں سید محمد مبین ہندوستان کے شہر الہ آباد سے ہجرت کر کے حیدرآباد دکن میں آباد ہوئے تھے اور پھر وہاں سے 1098ھ (1687ء) میں مدینہ منورہ آ کر رہائش اختیار کر لی تھی۔ سید محمد زکی الدین ان کے پوتے تھے اور ان کی پیدائش مدینہ شریف میں ہی ہوئی تھی۔ 1182ھ (1769ء) میں سید محمد زکی الدین نے اپنی بیٹی سیدہ مومنہ کی شادی سید عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ سے کر دی۔ سیدہ مومنہ رحمۃ اللہ علیہا تہجد گزار حافظہ قرآن خاتون تھیں۔ شادی کے بعد سید عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں بھی سکون اور ٹھہراؤ آ گیا۔ شادی کے ایک سال بعد سیدہ مومنہ رحمۃ اللہ علیہا نے خواب دیکھا کہ اُن کے شوہر کی پیشانی سے چاند نکلا اور مشرق کی طرف چلا جا رہا ہے پھر اُن کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا اس خواب کی تعبیر نیک سیرت فرزند کی ہوئی۔ شادی کے چار سال بعد 29 رمضان المبارک 1186ھ (24 دسمبر 1772ء) شب جمعہ مدینہ منورہ میں سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ نانا سید زکی الدین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام اپنے والد کے نام پر عبداللہ رکھا۔ بچپن سے ہی نور حق پیشانی میں درخشاں تھا۔ جو بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتا دیوانہ ہو جاتا۔ نانا کے تو خصوصی طور پر محبوب تھے اور وہ بھی ہر لمحہ اپنے پاس رکھنے کی کوشش کرتے۔ فرماتے ”دیکھنا ایک دن یہ آسمانِ ولایت پر نور بن کر چمکے گا۔“ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک سات سال ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ سیدہ مومنہ بی بی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن مجید حفظ کرانا شروع کیا۔ بارہ سال کی عمر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید حفظ کر لیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت میں بے چینی بہت تھی، جب تک قرآن پاک یا عبادت میں مصروف رہتے سکون رہتا جیسے ہی فارغ ہوتے بے چینی اور بے سکونی دل پر چھا جاتی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے نانا سے خاص محبت تھی کیونکہ انہوں نے ہی مکہ سے لے کر مدینہ تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سیرت و حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہر تفصیل نہ صرف سنائی بلکہ پیدل چل کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ہر وہ جگہ خود دکھائی اور ہر اس مقام پر لے گئے جہاں جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وقت گزارا یا چند لمحے بھی ٹھہرے تھے۔ ایک رات نماز مغرب کے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نانا حضرت سید محمد زکی الدین آپ رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر پہلے جنت البقیع میں تشریف لے گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سیدہ کائنات حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اور سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا اور عرض کی ”آپ کی جد ہے اور اس غریب الوطن کا نواسہ ہے میرے بعد اس کا خیال رکھنا“ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور رو کر عرض کی ”آقا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ ہے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر رہا ہوں اس کو اپنی وراثت سے محروم نہ رکھنا۔“ رات گئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نانا نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو گھر چھوڑا اور اپنے گھر تشریف لے

گئے۔ صبح ابھی آپ والدین کے ہمراہ نماز فجر کا وضو کر ہی رہے تھے کہ اطلاع ملی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نانا سید محمد زکی الدین کا وصال ہو گیا ہے۔ اس وقت سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک صرف چودہ سال تھی۔ نانا کے وصال سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل کو شدید صدمہ پہنچا کیونکہ نانا کے پاس رہ کر تھوڑا بہت جو سکون ملتا تھا وہ بھی جاتا رہا۔ آپ کے والد محترم آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ساتھ کاروبار میں شامل کرنا چاہتے تھے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کاروبار میں دل نہیں لگتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر ویرانوں میں نکل جاتے، کبھی کبھی تو بے چین اور بے سکون ہو کر دوڑتے دوڑتے مدینہ منورہ سے کئی میل دور نکل جاتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں لہولہان ہو جاتے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد آپ کو اٹھا کر گھراتے۔ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیوانہ اور مجنون سمجھتے۔ لوگ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والدین آپ کی باطنی کیفیت کو سمجھ نہ پا رہے تھے۔ 25 سال کی عمر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نکاح آپ کے ماموں محمد یعقوب بن زکی الدین کی صاحبزادی سعیدہ سے کر دیا گیا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی سے نہ نہ سکی۔ 26 سال کی عمر میں 1212ھ (1798ء) میں آپ کے شفیق والد سید عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔ یہ ایسا گہرا صدمہ تھا جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ سیدہ مومنہ کی برداشت سے باہر تھا۔ شوہر کے وصال اور بیٹی کی حالت نے اُن کو نڈھال کر دیا تھا۔ شوہر کا کاروبار انہوں نے اپنے بھائی کے حوالے کر دیا لیکن غالباً خوشیوں نے والد اور شوہر کی وفات کے ساتھ ہی اُن سے منہ موڑ لیا تھا۔ اُن کو جلد ہی معلوم ہو گیا کہ شوہر کا اتنا بڑا کاروبار اپنے بھائی کے حوالے کر کے انہوں نے بڑی سخت غلطی کی ہے۔ بھائی کی طرف سے انہیں بمشکل اخراجات پورے کرنے کے لیے رقم ملتی تھی۔ دوسرا ستم یہ ہوا کہ شوہر کے وصال کے ایک سال بعد آپ کے بھائی اور اُن کی بیٹی سعیدہ نے طلاق کا مطالبہ کر دیا۔ سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو طلاق دینا پڑی۔ اپنوں کی طرف سے ملنے والے یہ پے در پے صدمات آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ پر پہاڑ بن کر گرے اور شوہر کے وصال کے 5 سال بعد 1217ھ (1803ء) میں اُن کا انتقال ہو گیا۔

## تلاشِ حق

والدہ کی وفات کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد کے کاروبار پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں سید محمد یعقوب کا مکمل قبضہ ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دل ویسے بھی دنیا سے اچاٹ ہو چکا تھا اس لیے آپ نے بھی کاروبار واپس لینے میں کوئی دلچسپی نہ لی۔ دل کی بے چینی اور بے سکونی اس حد تک بڑھ چکی تھی کہ دل زندگی سے مکمل اچاٹ ہو چکا تھا۔ جیسے ہی بے چینی اور بے سکونی بڑھتی فوراً عبادت اور تلاوت قرآن شروع کر دیتے تھے لیکن جیسے ہی فارغ ہوتے

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



وہی حالت پھر طاری ہو جاتی۔ آہستہ آہستہ یہ دیوانگی بڑھتی جا رہی تھی، ایسا لگتا تھا کہ سکون دینے والی چیز کوئی اور ہی ہے جس کی تلاش میں آپ رحمۃ اللہ علیہ آگ برساتے سورج میں دیوانوں کی طرح دوڑتے پھرتے۔ پیدل مدینہ سے مکہ پہنچ جاتے، خانہ کعبہ میں معتکف ہو جاتے، دن رات دیوانہ وار طواف کرتے، خانہ کعبہ کی دیواروں کے ساتھ گریہ زاری کرتے اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے۔ کبھی ہفتوں غارِ حرا اور کبھی غارِ ثور میں بھوکے پیاسے معتکف رہتے، گزارہ گھاس پھونس پر ہوتا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حالت زیادہ خراب ہو جاتی تو اللہ تعالیٰ مدد کے لیے کسی نہ کسی کو بھیج دیتا وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کھانا کھلاتا اور پانی پلاتا۔ اسی حالت میں 9 سال گزر گئے۔ شعبان کے مہینہ میں ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ جنت البقیع کے پاس کھڑے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عالمِ عشق و دیوانگی میں دیکھ رہے تھے کہ پیچھے سے ایک شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دائیں کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا ”کیسے ہو عبداللہ؟“

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا اور پوچھا ”تم کون ہو؟“

اس نے جواب دیا ”میں خضر ہوں! راہ دکھاتا ہوں۔“

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”مجھے کیا راہ دکھاؤ گے؟“

حضرت خضر علیہ السلام نے جواب دیا ”اپنے نانا سے وراثت طلب کرو۔“

سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے حیرانی سے جواب دیا ”میرے نانا کا وصال ہو چکا ہے۔ میرے نانا اور والد

کی وراثت میرے ماموں کے پاس ہے اور مجھے اس سے کوئی غرض بھی نہیں ہے۔“

حضرت خضر علیہ السلام نے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ”میں آپ کے نانا

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی وراثتِ فقر کی بات کر رہا ہوں۔“

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا ”جا کر نانا کے قدموں میں بیٹھ جاؤ اور جب تک وراثتِ فقر عطا نہ کریں

مسجد نبوی سے باہر نہ نکلنا خواہ موت آجائے۔“ یہ کہہ کر خضر علیہ السلام غائب ہو گئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ 40 سال کی عمر میں 27 شعبان 1226ھ (15 ستمبر 1811ء) اتوار کے دن مسجد نبوی

میں وراثتِ فقر کا سوال لے کر بیٹھ گئے اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شروع فرمادی۔ نہ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی سے

کوئی غرض رکھتے اور نہ سوال کرتے چپ چاپ اپنے کام میں مگن وراثتِ فقر کی التجا کرتے رہتے۔ یہاں آپ

رحمۃ اللہ علیہ کی بے قراری کو قرار بھی آ گیا اور دل کو سکون بھی مل گیا تھا۔ عرصہ چھ سال کی خدمت اور غلامی کے بعد حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں دیدار کی نعمت عطا کی اور پوچھا! تو اس خدمت کے بدلے میں کیا چاہتا ہے؟



سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ یہ غلام فقر چاہتا ہے۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”فقر کے لیے تجھے ہند سلطان العارفین حضرت نئی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جانا ہوگا۔“ جب سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ خواب سے بیدار ہوئے تو بہت حیران اور پریشان ہوئے کہ رشد و ہدایت کا منبع تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہیں پھر مجھے نئی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کیوں بھیجا جا رہا ہے؟ لہذا دوبارہ خدمت اور غلامی کا سلسلہ شروع فرما دیا۔ مزید چھ سال کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیدار سے مستفید فرمایا اور پھر پوچھا کہ اس خدمت کے بدلہ میں کیا چاہتے ہو؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر عرض کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں کہ یہ غلام فقر چاہتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تجھے فقر نئی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ سے ہی ملے گا۔ اس مرتبہ سید محمد عبداللہ شاہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو اُس علاقے کی زبان اُرم رواج رہن سہن اور کھانے پینے تک سے ناواقف ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہم تجھے اپنے محبوب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کرتے ہیں تمہاری تربیت کرنا اور وہاں تک پہنچانا اب اُن کی ذمہ داری ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ خواب سے بیدار ہوئے اور اپنے 12 سالہ قیام کے بعد 23 رمضان المبارک 1238ھ (2 جون 1823ء) سوموار کے دن مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے باہر تشریف لائے۔

## سفر حق

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے باہر آ کر 29 رمضان المبارک تک محنت مزدوری کر کے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ رقم جمع کی اور ایک گھوڑا خریدا۔ 29 رمضان المبارک 1238ھ (8 جون 1823ء) بروز اتوار جب لوگ مدینہ شریف میں عید کی تیاریوں میں مصروف تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ گھوڑے پر سوار ہو کر بغداد شریف روانہ ہو گئے۔ 28 شوال 1238ھ (7 جولائی 1823ء) بروز سوموار آپ رحمۃ اللہ علیہ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے ہی غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو نہ صرف ہمارا جسی نسبی بلکہ نوری حضوری فرزند بھی ہے اور پھر تقریباً دو سال تک پیران پیر حضرت غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی باطنی تربیت فرمائی اور پھر باطنی طور پر اپنے فرزند حضرت شیخ سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ آپ کا فرزند ہے اور آگے پہنچانا اب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذمہ داری ہے اور فرمایا کہ سروری قادری سلسلہ کے ہر شیخ سے ترتیب سے ملتے ہوئے ہمارے محبوب حضرت نئی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ وہی تمہاری منزل ہے اور وہیں سے تمہیں فقر ملے گا اور امانت

الہیہ منتقل ہوگی۔ چنانچہ سید محمد عبد اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے باطنی فیض کے حصول کے بعد 11 جمادی الثانی 1240ھ (30 جنوری 1825ء) بروز اتوار کو اسی ترتیب سے سفر کا آغاز کیا۔

حضرت سید عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید محمد صادق یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید نجم الدین برہان پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ سید عبدالفتاح رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ سید عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ سید عبدالبقاء رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ سید عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے جد حضرت شیخ سید عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے باطنی ملاقات اور فیض کے حصول کے بعد 12 ربیع الاول 1241ھ (24 اکتوبر 1825ء) سوموار کے دن سلطان العارفين حضرت نبي سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے اور دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مزار سے باہر تشریف فرما ہیں اور انتظار میں ہیں۔ دیکھتے ہی فرمایا ”آئیے عبد اللہ شاہ صاحب ہم تو آپ ہی کا انتظار کر رہے ہیں۔“ سلسلہ کے ہر شیخ سے ملاقات کے بعد سید محمد عبد اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر راز پنہاں ظاہر ہو چکا تھا۔ جب سید محمد عبد اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کی صورت مبارک کا دیدار کیا اور جلوہ حق دیکھا تو دیوانہ وار مجذوبیت میں سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کے گرد چکر لگانا شروع کر دیئے۔ اس پر سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بیٹھنے کو کہا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ بے خودی اور مستی میں چکر لگاتے رہے۔ آخر حضرت نبي سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے دونوں گھٹنوں پر اپنے دست مبارک زور سے مارے جس سے سید محمد عبد اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ بیٹھ گئے۔ سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کے ان دست مبارک کے نشانات ساری عمر نہ صرف ان کے گھٹنوں پر موجود رہے بلکہ ان کی اولاد کے گھٹنوں پر بھی۔ ان کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرنے والوں کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ ان کے دونوں گھٹنوں پر سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک کے نشانات دیکھ لیے جائیں، گھٹنوں کے علاوہ کسی اور جگہ پر نہیں۔

### منتقلی امانت الہیہ۔ امانت فقر

سلطان العارفين حضرت نبي سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے امانت فقر، امانت الہیہ سید محمد عبد اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل فرمائی اور امانت الہیہ کا سلسلہ جہاں پر رکا تھا وہیں سے تقریباً 139 سال بعد دوبارہ شروع ہو گیا۔ سلطان العارفين حضرت نبي سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے چھ ماہ تک سید محمد عبد اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی باطنی تربیت فرمائی اور پھر شورکوٹ میں نکاح کا حکم فرمایا اور حکم دیا کہ نکاح کے بعد اپنی زوجہ کے ساتھ ریاست بہاولپور کے شہر احمد پور شرقیہ چلے جائیں اور اپنے آپ کو مخفی و پوشیدہ رکھیں، طالبان مولیٰ خود بخود آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچ جائیں گے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ طالبان مولیٰ کو اسم اللہ ذات کا فیض عطا فرمائیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ دربار حضرت سلطان العارفین حضرت نئی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ سے روانہ ہو کر شور کوٹ پہنچے اور وہاں حسب حکم نکاح فرمایا اور ریاست بہاولپور تشریف لے گئے۔

## احمد پور شرقیہ (ریاست بہاول پور) آمد

سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نواب بہاول خان سوئم مرحوم و مغفور کے عہد میں 29 رمضان المبارک 1241ھ (6 مئی 1826ء) بروز ہفتہ ریاست بہاول پور کے شہر احمد پور شرقیہ تشریف لائے اور جہاں آج آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے ساتھ مسجد ہے، وہاں ٹیلہ پر قیام فرمایا۔ نواب صاحب کو معلوم ہوا تو شرف زیارت کے لیے حاضر ہوئے اور آپ کی مجلس اور صحبت سے فیض یاب ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش کے لیے مکان اور درویشوں کی رہائش کے لیے حجرے تعمیر کرائے اور خانقاہ درویشوں اور زائرین کے لنگر، خوراک اور دیگر تمام اخراجات اپنے ذمہ لے لیے۔ جب بھی نواب صاحب کو کوئی مشکل پیش آتی بصد ادب و نیاز اور دست بستہ طالب دعا ہوتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے اُن کی پریشانی اور مشکلات کا خاتمہ ہو جاتا۔ نواب بہاول خان سوئم نے صرف ایک بار آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مشورہ کو نظر انداز کیا ہوا یوں کہ نواب صاحب اپنے دوسرے بیٹے سعادت یار خاں کو ولی عہد مقرر کرنا چاہتے تھے۔ غالباً 1850ء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دعا کے لیے حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا فتح یار خاں ریاست کے لیے موزوں ولی عہد ہے، یہ ریاست کو سنبھال سکتا ہے، دوسرا ریاست کو برباد کر دے گا۔ نواب صاحب بہت پریشان ہوئے اور کسی اور مشہور بزرگ کے مشورہ پر سعادت یار خاں کو ولی عہد مقرر کر کے دستار بندی بھی اُن سے کرا دی۔ سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی بات درست ثابت ہوئی اور نواب بہاول خان سوئم کی وفات کے بعد ولی عہدی کے اس جھگڑے نے ریاست بہاول پور کو تباہ کر کے رکھ دیا۔

## نواب بہاول خان سوئم کی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے محبت و عقیدت

نواب بہاول خان سوئم مرحوم و مغفور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے حد درجہ عقیدت و محبت رکھتے تھے ملفوظات پیر محمد عبد الغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ میں درج ہے:

پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اکبر ہیں جنہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے امانت فقر منتقل کی۔ ان کا تفصیلی ذکر باب سوم میں ہے پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اصغر اور بڑے صاحبزادے پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے جمع اور مرتب کیے۔

”جناب نواب صاحب موصوف حضرت شاہ صاحب سے اس قدر کمالی ارادت و حسن عقیدت و نیاز قلبی و بہر حالت دعا طلبی و صدقِ اخلاص و محبت و یقین از حد تمام رکھتے تھے۔ جب زیارتِ حضور کے لیے اکثر اوقات بغرض تحصیل سعادتِ دارین حاضر ہوتے تھے تو حویلی مکان مبارک کے دروازہ کے باہر ہر دو نعلین (جوتے) اتار کر اندر داخل ہوا کرتے تھے اور با کمال نیاز و آداب و خشوع تمام دونوں ہاتھوں کو باندھ کر حضور میں کھڑے رہتے تھے، کیونکہ جناب حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اکثر یہ حالت رہتی تھی کہ جذبِ الہی سے ہر دو آنکھیں مبارک بند کر کے مراقبہ میں مشغول اور متوجہ الی اللہ کمال استغراق میں رہتے تھے۔ جب تک آنکھیں کھول کر حضور خود نواب صاحب سے کوئی ارشاد نہ فرماتے تھے تب تک اسی طرح خدمت میں کھڑے رہتے تھے اور کوئی بات زبان پر نہیں لاتے تھے۔ بروقت ان کے ارشاد فرمانے کے جو کچھ عرض معروض ہوتا پیش خدمت کرتے اور ان کے فرمان مبارک کی جان و دل سے کما حقہ تعمیل کرتے تھے اور تمام انتظام لنگر شریف خرچ اخراجات خوراک و پوشاک و دیگر ہر قسم جو حضور کے گھر و باہر کا ہوتا تھا اور درویشان و مسافران و زائرین و طالبانِ خدا کا جو بغرض تحصیل فیضانِ باطنی دور دور سے حاضر خدمت حضور ہوتے تھے، جناب نواب صاحب موصوف خاص طور پر اپنا فرض عین سمجھ کر جان و دل سے بکمال محبت و اخلاص پوری پوری خدمت گزاری کرتے تھے اور سب کارِ خدمات متعلقہ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا اپنی نگرانی خاص میں رکھا ہوا تھا اور جب کوئی نیا کام یا نئی بات کا کوئی سلسلہ شروع کرنا ہوتا تو بعد از عرض معروض جیسا کہ حضور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے تو ویسا ہی تعمیل حکم بجالاتے تھے۔“

## آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لقب

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لقب ”سلطان التارکین“ ہے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے عطا ہوا کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان اولیاء اللہ میں سے تھے جن کے بارے میں حدیثِ قدسی ہے کہ ”میرے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو میری قبا کے نیچے ہیں اور جن کو میرے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔“

ملفوظات پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ میں ہے:

”آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت آزاد طبع عارف کامل مکمل اکمل اولیاء اللہ الاتقیاء الانھیا بموجب حدیثِ قدسی

تھے۔ شہرہ عالم سے بے نیاز ہر وقت خلوت نشینی میں متوجہ الی اللہ مراقبہ میں بحالتِ استغراق رہتے تھے۔“

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے آپ کو ریاست سے دربار سے اور شہرت سے دور رکھتے تھے۔ کبھی چل کر نہ تو کسی

نواب کی محفل میں گئے اور نہ ہی کسی سردار کے پاس۔ ہمیشہ اپنی خانقاہ میں قیام پذیر رہے اور جو طالبانِ صادق آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لاتے ان کو فیضانِ الہی، تلقینِ باطنی سے مشرف فرماتے اور ان کا تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب فرماتے۔

غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ باطنی طور پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ”شاہ صاحب“ کے نام سے مخاطب فرمایا کرتے تھے اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ اس لقب سے بھی مشہور ہوئے۔

سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ سے منسلک ہونے کی وجہ سے ”سخی سلطان“ اور جیلانی نسب کی وجہ سے ”جیلانی“ اور مدینہ منورہ میں ولادت کی وجہ سے ”مدنی“ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا حصہ بنا۔

## حلیہ اور لباس مبارک

ملفوظات پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ میں پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں ”آپ رحمۃ اللہ علیہ بالکل سادہ مزاج تھے اور سادہ لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ پیرا ہن دکلاہ پا جامہ شرعی اکثر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لباس ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سبز، نیلی اور سفید ستارا استعمال فرمائی ہے۔ سفید ستار کا دو تین ہاتھ شملہ اوپر نکلا ہوتا تھا۔“

خوشی یا عید وغیرہ کے موقع پر تہہ اور کرتہ زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت ہی حسین اور حسن و جمال میں بے نظیر تھے بلکہ احسن الصورت، چہرہ فراخ، نورانی اور درخشاں معلوم ہوتا تھا اور کشادہ پیشانی تھے چشمان مبارک بہت موٹی تھیں۔ اکثر مراقبہ میں مشغول رہتے تھے اور کمال استغراق کی وجہ سے آنکھوں میں سرخی معلوم ہوتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بینی (ناک) مبارک بلند تھا۔ سر کے بال کانوں تک رکھتے تھے۔ ریش مبارک بالکل سفید، منور، گھنی، طول و عرض میں نہایت خوشنما تھی، قد درمیانہ تھا۔ جو لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں خواہ کسی غرض سے حاضر ہوتے تھے وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار مبارک میں ایسے بے خود ہو جاتے تھے کہ ان کو گھربار اور سب کام بھول جاتا تھا۔ حتیٰ کہ جوڑ کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں اگر کسی وقت حاضر ہو جاتے تھے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار میں محو ہو جاتے تھے اور ان کو کھیلنا کو دنا بھول جاتا تھا۔ پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ”ظاہری صورت میں حسین اور حسن و جمال میں بے مثال اپنے پیر صاحب حضرت پیر سید عبداللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے برابر ہم نے



اپنی تمام عمر میں کوئی آدمی نہیں دیکھا اور ان کی خوش اخلاقی کمال درجہ کی تھی۔“

## آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ فقر

سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ فقر سروری قادری ہے اور سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ سروری قادری کے شیخ ہیں: ملفوظات میں ہے:

”حضرت سخی سلطان سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ سلوک سروری قادری تھا۔ طالبان کو اسی طریق میں داخل فرما کر ہدایت و تلقین فرماتے تھے۔ مشائخ سے طریقہ قادری دو طرح سے جاری اور معروف چلا آ رہا ہے، ایک زاہدی قادری دوسرا سروری قادری۔ سروری قادری طریق میں بغیر ریاضت، محنت و مشقت اور مجاہدہ کے طالبانِ خدائی الفور محض نظر فیض اثر سے اور تلقین حقیقی خاص، توجیہ شیخ کامل سے واصل بالمقصود ہو جاتے ہیں اور طریق زاہدی قادری میں محنت و ریاضت مجاہدہ و مشقت کثیر سے مدت دراز کے بعد مکاشفہ و کشائش راز حقیقت ہوتی ہے۔ جناب حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا طریق سروری قادری تھا کہ بغیر از ریاضت مجاہدہ محنت و مشقت طالبانِ خدا پر ان کا فیضان جاری ہو جاتا تھا اور محض نظر فیض اثر سے کشائش کمال ہو جاتی تھی اور گاہے خاص تلقین بھی طالبانِ حق کو فرمادیا کرتے تھے۔“

## فقہی مسلک

حضرت سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ حنفی مسلک اور اہل سنت والجماعت سے تھے۔

## کرامات

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات بے شمار ہیں جن میں سے چند ایک بیان کی جا رہی ہیں:

1. ہندوستان پر تاج برطانیہ کی حکومت قائم ہو چکی تھی لیکن ملتان پر ابھی تک سکھوں کا قبضہ تھا جنہوں نے اس علاقے میں کافی اودھم مچا رکھا تھا۔ ملتان کو فتح کرنے کے لیے انگریزوں نے نواب بہاول خان سوئم سے مدد اور ملتان پر لشکر کشی کے لیے فوج طلب کی تو نواب بہاول خان سوئم سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ ”ملفوظات پیر عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ“ میں ہے:

”جب فتوحاتِ ملتان کے حاصل کرنے میں سکھوں کے زمانے میں انگریز جناب نواب بہاول خان سے استمدادِ لشکر و فوج کے خواہاں ہوئے تو حضور جناب شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں نواب صاحب حاضر ہو کر کمالِ ادب سے ملتمس ہوئے کہ حضور بغرضِ تحصیلِ فتحِ ملتان انگریزوں نے مجھ سے امدادِ فوجیہ طلب کی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دعا فرمادیں اور جو کچھ مجھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مبارک ہو میں اس پر تعمیل کرنے کو تیار ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے استفساراً ارشاد فرمایا کہ اس وقت تمہارے لشکرِ فوج کی کیا تعداد ہوگی۔ عرض کیا کہ چالیس ہزار کے قریب ہوں گے۔ تب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا ایک درویش میاں محمد سلیم رحمۃ اللہ علیہ ہمراہ دیکر نواب صاحب کو ارشاد فرمایا کہ ملتان کی امدادِ فتح کے لیے جانے کی اجازت دی جاتی ہے تمہاری تمام فوج اور ہمارا ایک درویش (یعنی یہ ہمارا ایک درویش تمہاری تمام فوج سے زیادہ تم کو امداد دے گا)۔ نواب صاحب بہت خوش ہوئے اور اس درویش کو بہت عزت و قدر کے ساتھ ہمراہ اپنے امدادی لشکر کے فتحِ ملتان کے لیے بھیج دیا۔ اس وقت منشی غلام حسن صاحب جو حافظ جمال محمد صاحب ملتانی علیہ الرحمۃ کے خلفاء میں سے تھے اور سکھوں کی طرف سے توجہِ امدادِ باطنی کرتے تھے اس لیے ملتان پر فتح نہ ہو سکتی تھی، منشی صاحب موصوف نے رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک کامل بزرگ کی امدادِ باطنی تحصیل و قبضہ ملتان کے لیے پہنچ گئی ہے اور کوئی شخص باوازی بلند کہتا ہے کہ اب خبردار رہنا اور توجہ نہ کرنا کہ اس وقت تمہارا توجہ کرنا کچھ اثر نہ کرے گا اور تم نے بھی اپنے مسکن پر شہید ہونا ہے۔ انہوں نے یہ (حاکم ملتان سے) اشارۃً بیان کیا اور رات کے وقت اپنے عیال و اطفال کو درپچہ دروازہ قلعہ سے نکال دیا کہ ناگہانہ لشکرِ نواب صاحب بھی بہ ہمراہی درویش حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے پہنچا۔ وہ درویش موصوف توپ کے چلانے پر مقرر کیا گیا۔ جب سکھوں نے اندرون قلعہ ملتان سے غلبہ کیا تو اس وقت کسی قدر لشکرِ انگریزوں کا اور نواب صاحب کا پیچھے ہٹا لیکن وہ درویش اپنی جگہ پر بدستور مقیم رہا اور فی الفور توپ کو چلا دیا اور گولہ قلعہ سے گزر کر اس جگہ پر جا پہنچا جہاں پر سکھوں کا تمام سامان بارود وغیرہ جمع رکھا ہوا تھا وہ تمام نیست و نابود ہوا اور لختہ البصر میں اُڑ گیا۔ مخالفین سب کے سب بے سرو پا ہوئے۔ اس وقت لشکرِ نواب صاحب و لشکرِ انگریزوں نے قلعہ پر غلبہ کر کے فتح کر لیا اور پورے طور پر کامیابی حاصل کی۔ اسی روز منشی غلام حسن صاحب پر کسی نے ناگہانہ آ کر تیغ چلا دی اور انہوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔“

اس واقعہ کی تصدیق تاریخِ پنجاب کی مختلف کتب سے بھی ہوتی ہے۔ غلام مصطفیٰ بسمل تاریخِ پنجاب میں فتحِ ملتان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

۱۔ سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ہیں مزار کے عقبی قدیمی قبرستان میں مدفون ہیں تربت کی نشاندہی ناممکن ہے۔

”انگریزوں نے اب فیصلہ کیا کہ پہلے شہر (ملتان) کو فتح کیا جائے بعد ازاں قلعہ پر اپنا تصرف قائم کیا جائے، اس کے ساتھ ہی برطانوی توپ خانے نے شہر پر شدید گولہ باری شروع کر دی جس کے نتیجے میں 30 دسمبر 1848ء کو قلعے میں موجود گولہ بارود کا ایک بہت بڑا ذخیرہ تباہ ہو کر رہ گیا جس میں پانچ ہزار من بارود تھا۔ جب یہ بارود ایک دھماکے کے ذریعے تباہ ہوا تو اس دھماکے سے پانچ سو سپاہی جو قلعہ میں متعین تھے، موقع پر ہی ہلاک ہو گئے۔ اس عظیم نقصان کی وجہ سے ملتانى افواج میں سخت مایوسی اور بے چینی پھیل گئی اور تین جنوری 1849ء کو انگریزی فوجیں شہر میں داخل ہو گئیں اور قابض ہو گئیں۔ (صفحہ 459)

ملفوظات میں بیان کیا گیا ہے:

”امداد فتح ملتان پر ریاست بہاول پور کو” پٹہ عدم مزاحمت و محاربت حفظ و امن تا قیام سلطنت برطانیہ“ انگریزوں سے حاصل ہوا اور نواب بہاول خان سوئم نے حضرت سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں چار ہزار روپیہ اور ایک شاندار گھوڑا پیش کیا۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے روپیہ تو لنگر شریف کے لیے دے دیا اور گھوڑا واپس فرما دیا۔ نواب صاحب نے اس گھوڑا کی قیمت بعد ازاں لنگر کے لیے بھجوا دی۔“

2. آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک طالب خاص حاجی محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی کہ بعد وصال حضور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنا مزار مبارک تعمیر کرانے کی اُسے اجازت عنایت فرمائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ انہیں مزار کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ حاجی محمد بخش صاحب طالب صادق اور اہل محبت و اردات تھے اس لیے اس انکار سے زار و قطار رو کر کہنے لگے کہ ظاہر (زندگی) میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آپ کو شہرہ عالم سے پوشیدہ رکھا ہوا ہے اور بعد وصال بھی چاہتے ہیں کہ جہان میں نام و نشان تک چھپا رہے۔ میرا تو یہ شوق ہے کہ حضور کا شاندار مزار مبارک بنوا کر نقش و نگار سے مزین کروں تاکہ زیارت گاہ ہر خاص و عام ہو جیسا کہ دوسرے بزرگوں کے مزارات ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب تعمیر کا حکم نہیں ہے یہ شہر ہمارے وصال کے بعد ویران ہو جائے گا اور عرصہ کثیر کے بعد آباد ہوگا اور ہمارا مزار وہی بنوائے گا جو ہماری مانند ہوگا۔ اور (بعد ازاں) اسی طرح ظہور پذیر ہوا۔ احمد پور شرقیہ ویران ہوا اور ویرانی کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اکبر اور امانت الہیہ کے وارث حضرت پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مزار مبارک کی تعمیر 1327ھ (1909ء) میں شروع فرمائی اور ایک سال کے اندر اندر اپنے وصال کے وقت 1328ھ (1910ء) میں مزار شریف کی تعمیر مکمل ہوئی۔

۱۔ سلطان التارکین سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ہیں اور مزار مبارک کے عقبی قبرستان میں مدفون ہیں۔ تربت کی نشاندہی ناممکن ہے انہوں نے ہی پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر مٹی اور گارے کا کمرہ تعمیر کروایا تھا۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

احمد پور شرقیہ کیوں ویران ہوا اس کی تفصیل ”تذکرہ روسائے پنجاب“ میں اس طرح سے ملتی ہے۔

”1850ء میں نواب بہاول خان سوئم نے اپنے بڑے بیٹے فتح یار خاں کی بجائے دوسرے لڑکے سعادت یار خاں کو ولی عہد مقرر کر دیا (حالانکہ سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے نواب بہاول خان سوئم کو منع فرمایا تھا) انگریزی حکومت نے اس پر کوئی اعتراض نہ کیا۔ 1852ء میں نواب بہاول خان سوئم کے انتقال کے بعد سعادت یار خاں مسند ریاست پر متمکن ہوئے لیکن ریاست کے دوسرے صاحبان اثر و رسوخ داؤد پوترے بڑے بیٹے فتح یار خاں کے حق میں تھے۔ انہوں نے تھوڑے عرصہ میں ہی سعادت یار خاں کو برطرف کر کے فتح یار خاں کو مسند ریاست پر بٹھا دیا۔ سعادت یار خاں نے گورنر جنرل بہادر کے پاس فریاد کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا کیونکہ معاہدہ کے مطابق ریاست کو بیرونی حملہ آوروں سے بچانا گورنمنٹ آف برطانیہ کی ذمہ داری تھی اس لیے نواب فتح یار خاں باقاعدہ طور پر نواب تسلیم کر لیے گئے اور معزول نواب سعادت یار خاں کو انگریزی علاقہ میں پناہ دے دی گئی۔ 1920ء روپے سالانہ وظیفہ اس شرط پر مقرر ہوا کہ اب ان کا اور ان کی اولاد کا بہاول پور کی مسند امارت پر کوئی حق نہیں رہ گیا۔ لیکن جلد ہی سعادت یار خاں نے سازشی داؤد پوترے سرداروں کو اپنے ساتھ ملا لیا اور اپنی طاقت بڑھانی شروع کر دی۔ داؤد پوترے سازشی سردار بھی اس بات کا ادراک نہ کر سکے کہ انگریز یہ سازشیں برداشت نہ کریں گے اس لیے انہوں نے سعادت یار خاں کو لاہور کے قلعہ میں بند کر کے آدھا وظیفہ بند کر دیا اور شرط رکھی کہ جب تک وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئیں گے ان کا وظیفہ بحال نہ ہوگا۔ اسی حالت میں 1861ء میں نواب سعادت یار خاں لاؤڈ فوٹ ہو گئے۔ 1863ء میں نواب بہاول رابع (چہارم) کے خلاف بھی علم بغاوت انہی داؤد پوترے سرداروں نے بلند کیا لیکن ان کی بغاوت جلد ہی ختم کر دی گئی۔ نواب صاحب آخری مرتبہ بغاوت فرو کرنے کے بعد کچھ ایسے اچانک طریقہ سے فوت ہو گئے کہ ان کی موت کے متعلق دغا بازی کا شبہ کیا جاتا ہے۔ پھر چونکہ نواب صاحب کی وفات کے بعد اور بھی کئی بلوے اور ہنگامے برپا ہوئے اس لیے آخر کار یہ فیصلہ ہوا کہ نابالغ نواب صادق محمد خاں صاحب اپنی والدہ ماجدہ کی نگرانی میں رہیں اور ان کے زمانہ نابالغی میں ریاست کا انتظام انگریزی سرکار کو تفویض کر دیا جائے۔ فی الواقع فتنہ انگیز سرداروں کو فساد سے باز رکھنے کا اس کے سوا اور کوئی طریقہ نہ تھا کیونکہ انہوں نے اس بات کو دل میں ٹھان لیا تھا کہ ان کی ذاتی اغراض صرف حکمران خاندان کو تباہ کرنے ہی سے پورے ہوں گی اور وہ اسی امر کے درپے تھے۔

چنانچہ 1866ء میں صاحب کمشنر بہادر ملتان نے ریاست کا انتظام اپنے قبضہ اقتدار میں لیا اور اس کی تھوڑی ہی مدت بعد ایک باقاعدہ پولیٹیکل ایجنٹ مقرر ہو گیا جس کو پنجاب گورنمنٹ کی عام نگرانی میں

ریاست کا انتظام اور اُس میں اصلاحیں کرنے کے پورے اختیارات سپرد ہوئے۔ افسر مذکور کو ہدایت ہوئی کہ وہ اصولاً جہاں تک ممکن ہو خاص ریاست ہی کے ملازموں اور باشندوں کی وساطت سے حکومت اور نظم و نسق کرے اور معاملاتِ ملکہداری کو اس طرح پر ترتیب دے کہ جب نواب صاحب اٹھارہ سال کے سن کو پہنچ کر ریاست کی عنانِ انتظام سنبھالیں تو اُس وقت کاروبارِ حکومت کی ایسی حالت ہو کہ نواب صاحب خود اپنے ہی کار پرداز آدمیوں کے ہاتھ سے تمام امور عمدہ اور مکمل رکھ سکیں۔ کرنل مچن صاحب بہادر نے 1867ء میں پولیٹیکل ایجنٹ کے فرائض اپنے ذمے لیے۔ اُس وقت ریاست کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ کہتے ہیں کہ اُس وقت ملک (ریاست) میں صرف دو آدمی بار سوخ اور صاحبِ وقعت تھے۔ دوسرے یا تو قتل ہو چکے تھے یا جلا وطنی کی حالت میں فوت ہو گئے تھے، اُن کی جاگیریں ضبط ہو گئی تھیں اور ان کے خاندان کے افراد سخت افلاس کی مصیبت میں گرفتار تھے۔ ریاست میں کوئی اس قسم کا انتظامی عملہ نہ تھا جس کو ایگزیکٹو سٹاف کہا جاسکتا اور نہ ایسے اہلکار موجود تھے جن کو ذمہ داری کے عہدے دیئے جاتے۔ خزانہ خالی تھا، تمام درجوں کے ملازموں کی تنخواہیں چڑھی ہوئی تھیں۔ فوج فاقہ مست اور بغاوت پر آمادہ تھی۔ نہریں بڑی حالت میں شکستہ اور فرسودہ پڑی تھیں اور زمینوں کے مالک زمینیں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اور قرب و جوار کے اضلاع میں لگان گزار مزارعوں کی حیثیت سے کاشت کیا کرتے تھے۔ انگریزی انتظام سے معاملات اصلاح پذیر ہوئے، ہر ایک محکمہ پورے طور سے از سر نو مرتب کیا گیا اور چند ہی سال کے عرصہ میں ریاست پھر سرسبز اور خوشحال ہو گئی۔ ماہ نومبر 1879ء میں نواب صاحب بالغ ہوئے اور اسی سال جناب نواب لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر نے انہیں باقاعدہ طور سے پورے اختیاراتِ حکومت دے دیئے۔ (صفحہ 661-663)

چونکہ احمد پور شرقیہ ریاست بہاول پور کا مرکز تھا اور ڈیرہ نواب صاحب کے قریب واقع تھا اس لیے ان تمام سازشوں کے نقصانات سب سے زیادہ احمد پور شرقیہ کو ہی اٹھانے پڑے اور ان فسادات اور سازشوں نے احمد پور شرقیہ کو ویران کر کے رکھ دیا۔

1876ء میں احمد پور شرقیہ کو ایک خوفناک سیلاب نے تباہ و برباد کر ڈالا۔ کہتے ہیں کہ اس سیلاب سے سارا شہر ملیا میٹ ہو گیا۔ اب بھی محلہ فتانی، محلہ عباسی اور محلہ کٹڑہ میں پڑے ہوئے گڑھے اسی سیلاب کی یادگار ہیں۔

یوں سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی کہ یہ شہر ہمارے وصال کے بعد برباد ہو جائے گا اور عرصہ کثیر بعد آباد ہوگا۔ 1863ء سے لے کر 1879ء تک احمد پور شرقیہ تباہی و بربادی کے مختلف مراحل



سے گزر کر 1879ء میں دوبارہ آباد ہوا۔

3. ملفوظات میں ہے ”ایک روز سید محمد عبداللہ شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پر سلطان الاذکار فنانی رحمۃ اللہ علیہ کی حالت طاری تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ آنکھیں بند کیے رحمۃ اللہ علیہ کے سمندر میں غوطہ زن تھے۔ اس حالت میں جب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سانس مبارک باہر آتا تو تمام سراور جسم کے بال کھڑے ہو جاتے اور جب سانس اندر جاتا تو تمام بال دوبارہ اصلی حالت میں آ جاتے۔“ پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد کی اس حالت کو دیکھنے میں محو تھے کہ اچانک ایک ہندو جو کہ سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا معتقد تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بالکل قریب ہو کر بغور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس حالت کو دیکھنے لگا جو پہلے کبھی دیکھنے میں نہ آئی تھی۔ اچانک آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دونوں آنکھیں کھول دیں اور وہ ہندو پشت کے بل جا پڑا اور کہنے لگا کہ میری کمر تختہ ہو گئی ہے۔ سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر اندر سے روغن لاکر اس کی کمر کی مالش کی گئی تو وہ ٹھیک ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس ہندو سے استفسار فرمایا کہ کس غرض سے میرے پاس آئے ہو اس نے عرض کی کہ ملتان میں میرے رشتہ داروں میں موت ہو گئی ہے اگر آپ اجازت دیں تو روانہ ہو جاتا ہوں ورنہ ارادہ ملتوی کر دیتا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہیں اس طرف جانے کی ضرورت نہیں ہے چند روز بعد وہ خود تمہارے پاس آ جائیں گے، اسی جگہ ماتم پرسی کر لینا۔ چنانچہ چند روز بعد ایسا ہی معاملہ ظہور پذیر ہوا کہ وہ تمام کے تمام رشتہ دار اس ہندو کے پاس احمد پور شرقیہ پہنچ گئے اور وہ سفر کی تکلیف سے چھوٹا۔

## تلاش محرم راز

جس طرح طالب مولیٰ کو مرشد کامل اکمل کی تلاش ہوتی ہے اسی طرح مرشد کامل اکمل بھی دل کے محرم کی تلاش میں رہتا ہے جسے امانت فقر اور امانت الہیہ منتقل کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائے۔ سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ اس لحاظ سے خوش قسمت ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل کے محرم پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کو جلد ہی مل گئے۔ پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ 8 شوال 1267ھ (5 اگست 1851ء) کو 25 سال کی عمر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 9 سال پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی باطنی تربیت فرمائی۔ جب تربیت مکمل ہو گئی تو سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی عالم وحدت کی طرف واپسی کا وقت بھی آ گیا۔ ربیع الثانی 1276ھ (نومبر 1859ء) کے آغاز سے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت ناساز رہنے لگی تھی۔ رمضان المبارک میں آپ رحمۃ اللہ علیہ

۱ 8 شوال 1267ھ تا 29 رمضان 1276ھ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

اتنے علیل ہو گئے کہ وضو نہیں فرما سکتے تھے بلکہ تیمم سے نماز و فرائض کی ادائیگی فرمایا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حالت دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے محرم راز پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت لے کر سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحت یابی کی عرض کی غرض سے تشریف لے گئے۔ پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ 29 رمضان المبارک 1276ھ کو سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے اندر داخل ہوئے اور مزار پاک پر عرض پیش کر ہی رہے تھے کہ کسی نے عقب سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو السلام علیکم کہا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مڑ کر دیکھا تو وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پکڑ کر سینے سے لگایا، امانت الہیہ منتقل ہوئی۔ جیسے ہی امانت الہیہ منتقل ہوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں سے دریافت فرمایا تو لوگوں نے نفی میں جواب دیا کہ انہوں نے تو سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہی نہیں۔ دراصل سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت جسمانی طور پر تو احمد پور شرقیہ میں موجود تھے لیکن روحانی طور پر امانت الہیہ منتقل کرنے کے لیے دربار سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہوئے تھے۔ جیسے ہی امانت الہیہ منتقل ہوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد پور شرقیہ میں وصال فرمایا۔

## ازواج اور اولاد

جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ پہلا نکاح 26 سال کی عمر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ماموں زاد سیدہ سعیدہ سے فرمایا اور دو سال بعد ہی علیحدگی ہو گئی۔ اُن سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی اولاد نہ ہوئی۔ 4۔ رمضان المبارک 1241ھ (12 اپریل 1826ء) بدھ کے دن جب سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ریاست بہاولپور کے شہر احمد پور شرقیہ جانے اور وہاں تلقین و ارشاد کا حکم فرمایا تو ساتھ ہی فرمایا کہ شور کوٹ میں نہایت ہی غریب اور مفلوک الحال ہمارا ایک محبت فتح محمد نامی جیلانی سید مقیم ہے۔ اس کی ایک پاکیزہ بیٹی مریم بی بی ہے جو ہم سے محبت و عقیدت رکھتی ہے۔ اُن کے پاس سے ہوتے ہوئے جانا اور اس پاکیزہ مریم بی بی سے نکاح کرنا کیونکہ یہ حکم صادر ہو چکا ہے اور بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پر مہر لگائی جا چکی ہے اور اُن کو بھی مطلع کر دیا گیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بتائے ہوئے پتہ پر اس سید کے گھر پہنچے اور صرف اتنا عرض کیا کہ نام محمد عبداللہ ہے اور سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے بھیجا ہے۔ وہ جیلانی سید تو خوشی سے نہال ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں سید فتح محمد جیلانی کی صاحبزادی سیدہ مریم بی بی رحمۃ اللہ علیہ سے نکاح فرمایا۔ سیدہ مریم رحمۃ اللہ علیہ عارفہ کاملہ تھیں۔ نکاح

کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی زوجہ محترمہ کے ساتھ 29 رمضان المبارک 1241ھ کو احمد پور شرقیہ پہنچے۔ سیدہ مریم رحمۃ اللہ علیہا نے معرفت الی اللہ کو خواتین میں عام کرنے کے لیے حضرت سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے شانہ بشانہ کام کیا۔ نہ صرف عام خواتین بلکہ نوابان ریاست بہاولپور کی بیگمات بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بہت معتقد اور عقیدت مند تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد پور شرقیہ آمد کے بعد وصال تک گھر سے باہر قدم نہ نکالا۔ سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد 1279ھ (1863ء) میں آپ کا وصال ہوا اور دربار پاک کے قریب مدفون ہوئیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بطن مبارک سے دو صاحبزادیوں کی ولادت باسعادت ہوئی۔ پہلی صاحبزادی نور بی بی 1248ھ (1833ء) میں پیدا ہوئیں اور دوسری صاحبزادی صالحہ بی بی جو بی بی پاک دامن کے نام سے معروف ہوئیں 1260ھ (1845ء) میں پیدا ہوئیں۔ نور بی بی کا وصال سات سال کی عمر میں 1255ھ (1840ء) میں سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ میں ہی ہو گیا تھا اور وہ خانقاہ کے قریب مدفون ہوئیں۔ دونوں صاحبزادیوں کے گھٹنوں پر سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک کے نشان موجود تھے۔ دوسری صاحبزادی صالحہ بی بی الملقب بی بی پاک دامن کے گھٹنوں پر نشان اتنے واضح اور کامل تھے کہ آپ اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے سے قاصر تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑی کامل اور صاحب حال خاتون تھیں ہر لمحہ مراقبہ میں غرق رہتیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ کامل سے ہزاروں خواتین نے فیض پایا۔ جب 1276ھ میں سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ احمد پور شرقیہ میں ہی رہائش پذیر تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد محترم کی زندگی میں ہی نکاح سے انکار فرما دیا تھا کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ چلنے پھرنے سے معذوری کی وجہ سے ازدواجی حقوق اور گھریلو ذمہ داریاں ادا کرنے سے قاصر تھیں۔ 1279ھ میں جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ مریم بی بی رحمۃ اللہ علیہا کا وصال ہوا تو پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ساتھ مڈر جہانہ ضلع جھنگ لے گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی زوجہ، جن سے ایک ہی فرزند پیر محکم الدین رحمۃ اللہ علیہ تھے اور وہ بھی لا ولد تھے، کے ساتھ رہائش اختیار کر لی۔ اس گھر میں پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی زوجہ پیر محکم الدین رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی زوجہ محترمہ رہائش پذیر تھے۔ میرے مرشد سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی زوجہ اور پیر محکم الدین رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ کو سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی صالحہ بی بی رحمۃ اللہ علیہا سے

۱۔ ۲۔ دونوں کے مزارات کے بارے میں دور وایات ہیں ایک یہ کہ سلطان التارکین سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے عقب میں جو دو قبور ہیں ان میں سے ایک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ سیدہ مریم رحمۃ اللہ علیہا کی اور دوسری صاحبزادی کی ہے اور دوسری روایت کے مطابق دربار پاک سے ملحقہ قدیم عقبی قبرستان میں مدفون ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

بڑی محبت اور عشق تھا اور ان کی وصیت تھی کہ مرنے کے بعد انہیں ”صالحہ بی بی“ کے قریب دفن کیا جائے۔  
 ڈر جہانہ میں بھی صاحبزادی صالحہ بی بی الملقب بی بی پاک دامن رحمۃ اللہ علیہا کی نگاہِ کامل سے ہزاروں خواتین نے فیض پایا اور پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں آنے والی خواتین کا ہجوم اسی گھر میں ہوا کرتا تھا جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ رہائش پذیر تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی تاریخ تو معلوم نہیں ہو سکی لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی وصال فرما گئیں تھیں۔ پیر سید محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ڈر جہانہ ضلع جھنگ کے قریب محمود کوٹ میں اپنی زمین میں مدفون فرمایا۔ تربت مبارک کے اوپر ایک کمرہ بھی تعمیر فرمایا جس کو سنگ مرمر سے مزین کیا۔ کچھ عرصہ بعد پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ اور پیر محکم الدین رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ کا یکے بعد دیگرے وصال ہو گیا تو پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دائیں طرف اور پیر محکم الدین رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بائیں طرف دفن کیا گیا۔ یعنی ان کی وصیت کا احترام کیا گیا۔ زندگی میں بھی یہ تینوں ہستیاں عشق و محبت سے اکٹھی رہیں اور اب قبور میں بھی ساتھ ساتھ ہیں۔ اس عاجز نے اس جگہ کی زیارت کی ہے یہاں اب بھی مزار سے نور کی برسات محسوس ہوتی ہے۔ اگر یہ مزار خواتین کے لیے کھول دیا جائے تو صاحبِ دل خواتین یہاں سے فیض حاصل کر سکتی ہیں۔ یہ مزار ہمیشہ بند رہتا ہے اور چابی پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے مجاور کے پاس ہوتی ہے۔ یہ مزار پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی اولاد کے مزارات اور قبرستان سے کافی فاصلے پر واقع ہے۔ سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی کسی صاحبزادی سے اولاد کا سلسلہ نہیں چلا۔

## وصال اور مزار مبارک

چھ ماہ علیل رہنے کے بعد سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے 29 رمضان المبارک 1276ھ (20 اپریل 1860ء) بروز جمعۃ المبارک بعد نمازِ عصر وصال فرمایا اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے محرم راز اور خلیفہ اکبر حضرت پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحت یابی کی دعا کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ 29 رمضان المبارک کے دن کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اسی دن ولادت اور اسی دن وصال ہوا اسی دن مدینہ سے بغداد شریف روانہ ہوئے اور اسی دن احمد پور شرقیہ بہاولپور تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حویلی میں ہی دفن کیا گیا۔ پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تربت مبارک کچی تھی اور اس

۱۔ پیر محکم الدین رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ڈھ شریف ضلع جھنگ میں پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے ساتھ ایک کمرے میں ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حاجی محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مٹی اور گارے کا کمرہ تعمیر کرایا۔ پھر پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال سے ایک سال قبل 1327ھ (1909ء) میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک اور ساتھ ایک مسجد کی تعمیر سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اور مسجد کی طرز پر شروع کرائی اور جب صفر 1328ھ (فروری 1910ء) میں مزار اور مسجد مبارک مکمل ہوئی تو بالکل سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کا عکس معلوم ہوتا تھا۔ مزار میں قدیم طرز پر کاشی کاری اور ٹائل پر سونے کے پانی کا کام ہوا تھا جبکہ سنگ مرمر کا ایک بہت بڑا اور خوبصورت اور نایاب دروازہ اس وقت ریاست بہاولپور کے نواب صادق محمد خان پنجم کی بیگم نے ہدیہ کیا تھا۔ 1999ء میں دربار اور مسجد کو سیم کی وجہ سے خراب ہونے پر شہید کر دیا گیا اور 2000ء سے 2002ء تک مزار کے اوپر ایک سادہ کمرہ تعمیر کیا گیا جس کا صرف ایک مینار تھا اور ساتھ چھوٹی سی مسجد تعمیر کی گئی۔ مئی 2012ء کو اس عاجز نے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی طرح سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی تعمیر شروع کرائی۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی طرح چاروں مینار تعمیر کیے گئے اور ان پر رنگ و روغن کا کام کیا گیا اور کاشی کاری والی ٹائلیں لگائی گئیں۔ میناروں کے درمیان میں چاروں طرف گمٹیاں تعمیر کی گئیں اور ان پر بھی کاشی کاری اور رنگ و روغن کا کام کیا گیا۔ صحن میں بھی ٹائلیں لگائی گئیں۔ تربت مبارک پر سنگ مرمر لگایا گیا۔ اس طرح مزار مبارک کی تعمیر دوبارہ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی طرح 30 اگست 2012ء کو مکمل ہوئی۔ لاہور سے تعمیر کے کام کی نگرانی محمد اسد خان سروری قادری نے اور مقامی طور پر تعمیراتی کام کی مکمل نگرانی عبدالرزاق سروری قادری اور نعیم حسین سروری قادری (اوج شریف) نے کی۔ رنگ و روغن اور کاشی کاری کا کام محمد ذاکر سروری قادری (پاک پتن) نے اور ان کی معاونت عبدالقیوم سروری قادری (اوج شریف) نے کی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے بارے میں شہباز عارفاں حضرت سخی سلطان پیر سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ترباق مزار حضور انور دا، زہر ونبجہ نفسانی

مفہوم: سلطان التارکین سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جو صدق اور خلوص سے حاضر ہو کر فیض کے لیے التجا کرتا ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کے نفس کا زہر ختم کر کے اسے بارگاہ حق تعالیٰ تک پہنچا دیتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مزار سے فیض کا سلسلہ لوگوں کی طلب دنیا اور حب دنیا کی وجہ سے 1942ء سے بند کر رکھا

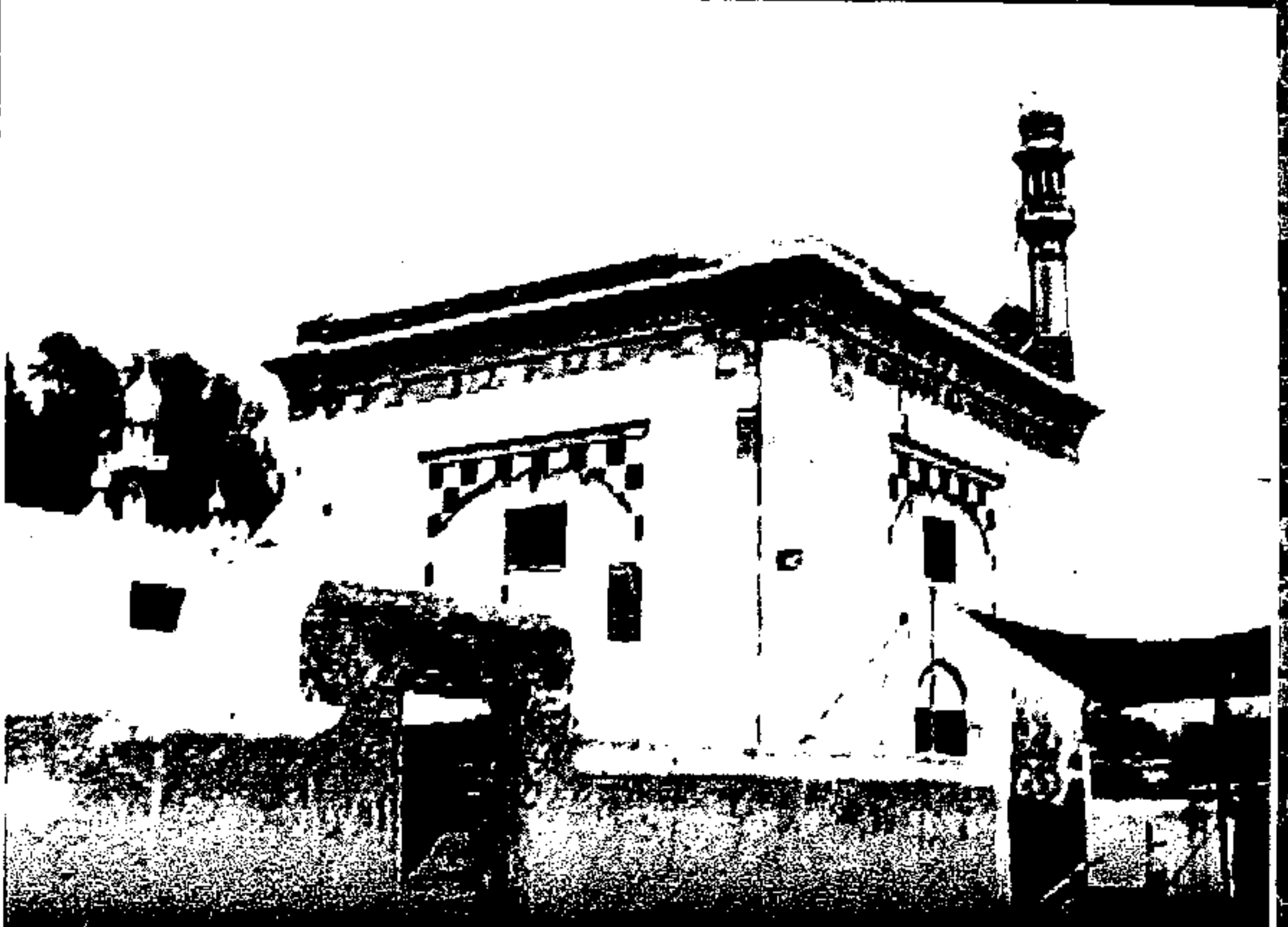
۱۔ مجتبیٰ آخرو زمانی 09 نومبر 2011ء کو مکمل ہو چکی تھی اور دربار کی تعمیر اور تکمیل اس کے بعد ہوئی اس لیے اس پیرا کو کتاب کی اشاعت کے وقت جنوری 2013ء میں شامل کیا گیا۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com





سلطان التارکین  
حضرت سخی سلطان  
سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ  
(محل پاک اور تربت مبارک 2011ء)

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



سلطان التارکین  
حضرت سخی سلطان  
سید محمد عبداللہ شاہ  
مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ  
(محل پاک اور تربت مبارک 2012ء)



Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

تھا اور اس عاجز کی التجا پر 2 ستمبر 2012ء سے فیض کا سلسلہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار سے دوبارہ جاری ہو چکا ہے اور فقر کی نعمت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک سے ایک بار پھر تقسیم کی جا رہی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک فتانی چوک، فتانی محلہ احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور میں ہے۔

## عرس مبارک

حضرت نئی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے وقت سلطان العارفین حضرت نئی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحت یابی کی عرض پیش کرنے گئے ہوئے تھے۔ پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد 9 شوال بروز اتوار یعنی شوال کے دوسرے اتوار واپس پہنچے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسی دن ختم شریف دلویا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر سال شوال کے دوسرے اتوار عرس و میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرواتے رہے لیکن بعد میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کا دن ہر سال 29 رمضان المبارک مقرر کر دیا گیا۔ اب اس عاجز نے پہلی روایت کو زندہ کرتے ہوئے شوال کے دوسرے اتوار کو عرس مبارک اور میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد شروع فرمایا ہے۔

## سجادہ نشین

سلطان التارکین سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں ہی محرم راز پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا فرزند اور وارث فرمایا تھا اس لیے پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں ہی بڑے صاحبزادے پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت عطا فرما کر سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کا سجادہ نشین مقرر فرما دیا اور نصیحت فرمائی کہ لنگر کبھی بند نہ ہونے دینا۔ پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی محبت اور عقیدت سے اس احسن فرض کو نبھایا اور مزار کی توسیع کے لیے 1925-26ء میں 19 کنال 4 مرلہ اراضی خرید کر مزار میں شامل کی۔ اس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات ”ملفوظات پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ“ کے نام سے قلمبند کی۔ پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ 18 محرم 1361ھ (4 فروری 1942ء) بروز بدھ وصال فرما گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تین صاحبزادے تھے۔ فضل حق، عبدالقادر اور عبدالعزیز۔ پیر فضل حق رحمۃ اللہ علیہ دوسرے سجادہ نشین ہوئے ان کا وصال

۱۲۔ پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مدھ شریف جھنگ میں پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے اندر اور پیر فضل حق رحمۃ اللہ علیہ کا باہر مغربی دیوار کے ساتھ واقع ہے۔

فروری 1994 میں ہوا۔ میاں فضل حق کے دو صاحبزادے تھے۔ شمس الحق اور احسان الحق۔ اب پیر شمس الحق سجادہ نشین ہیں لیکن رہائش ڈر جہانہ ضلع جھنگ میں ہے۔ عرس پاک کے موقع پر آتے ہیں، دربار پاک کی دیکھ بھال میں دلچسپی نہ ہونے کے برابر ہے۔ دربار پاک کو مجاور حاجی نور محمد صاحب سنبھالتے ہیں۔

(۱) حاجی نور محمد صاحب دربار شریف کے مجاور ہیں پہلے ان کے والد حاجی غلام نبی مرحوم و مغفور اور دادا محمد ابراہیم مرحوم و مغفور نے یہ فرض نبھایا۔

## سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں چند غلط روایات اور اصل حقائق

1999ء میں جب مزار مبارک گرا کر 2002ء میں دوبارہ تعمیر کرایا گیا تو مزار مبارک کے دروازہ پر یہ عبارت کندہ کرادی گئی تھی ”مرقد حضرت سید عبداللہ شاہ بخاری ولد سید عبدالرحمن دہلوی سلسلہ قادریہ“۔ یوں لگتا تھا کہ یہ عبارت بغیر سوچے سمجھے کندہ کرائی گئی تھی۔ نہ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ سید عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ہیں کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اور سید عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان 98 سال کا عرصہ ہے۔ اور نہ ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ بخاری ہیں، یہ کیسے ممکن ہے کہ والد جیلانی دہلوی ہو اور فرزند بخاری۔ یہ عبارت عجیب سی محسوس ہوتی تھی۔ 2008ء میں جب سجادہ نشین دربار عالیہ پیر سید محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ جناب پیر محمد ایوب قریشی صاحب اور سجادہ نشین دربار سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پیر شمس الحق صاحب سے صورت حال معلوم کی گئی تو انہوں نے بتایا کہ جب مزار مبارک کو گرا کر دوبارہ تعمیر کیا گیا تو مجاور نے بغیر صلاح و مشورہ کے یہ عبارت غلطی سے کندہ کرادی تھی جسے جلد ہی ختم کرادیا جائے گا۔ آخر کار اس عاجز کی درخواست پر شعبان 1432ھ (جولائی 2011) میں محمد اسد خان سروری قادری (لاہور) محمد راشد سروری قادری اور نعیم حسین سروری قادری (اوج شریف) نے سجادہ نشین پیر شمس الحق صاحب اور سجادہ نشین دربار پیر عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ محمد ایوب قریشی صاحب کی اجازت سے اور مجاور حاجی نور محمد صاحب کے تعاون سے مزار کی مرمت رنگ و روغن اور تزئین و آرائش کروائی اور اس عبارت کو درست کر دیا اور اصل حقائق کے مطابق یوں درج کروادیا گیا ”سلطان التارکین حضرت نخی سلطان سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ“۔

سوانح عمری پیر عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ میں مرقوم ہے کہ سید عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ سید عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے



پوتے ہیں۔ ملفوظات پیر عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ (غیر مطبوعہ) مولف پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پاک سے ہیں۔ جب حقیقتِ حال کے لیے 2008ء میں پیر محمد ایوب قریشی صاحب سجادہ نشین دربار پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سید عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں۔ یہ بات درست نہیں ہے۔ ”ملفوظات پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ“ (غیر مطبوعہ) میں جسے پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے قلم بند کیا ہے اور جو سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی پر مشتمل ہے، میں درج ہے کہ آپ سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پاک میں سے ہیں نہ کہ پوتے، اور مضمون کے آغاز میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جو شجرہ نسب درج کیا گیا ہے اس سے بھی یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پاک (پڑپوتے) میں سے ہیں۔

3. ڈاکٹر سلطان الطاف علی مرآت سلطانی (باہو نامہ کامل) میں سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”یہ خانقاہ احمد پور شرقیہ میں 1263ھ سے مرجعِ خلائق ہے۔ صاحبِ مزار مدینہ منورہ سے دربار حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ آئے اور مزار سلطان العارفین قدس سرہ سے براہِ راست اکتسابِ فیض کیا۔ ڈمپال (جھنگ) کے پیر عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں آئے اور مرید ہوئے۔“ یہ بات کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ”1263ھ“ سے مرجعِ خلائق ہے درست نہیں ہے۔ سوانحِ عمری پیر عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ میں درج ہے کہ پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ 25 سال کی عمر میں سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئے۔ پیر محمد عبدالغفور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1242ھ میں ہوئی اور اس میں اگر 25 سال جمع کریں تو 1267ھ نکلتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ 1267ھ تک سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ حیات تھے۔ اس لحاظ سے ڈاکٹر الطاف علی کی روایت درست نہیں ہے کہ نہ صرف آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 1263ھ میں ہو چکا تھا بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک بھی مرجعِ خلائق بن چکا تھا۔

4. ”صاحبِ لولاک“ (بارِ اول، دوم اور سوم) میں طارق اسماعیل ساگر تحریر کرتے ہیں: آپ (سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ) نے تریسٹھ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ اب لوگوں نے آنے والے وقت کا انتظار شروع کر دیا۔ بالآخر کوئی دو سو سال بعد وہ وقت آتا دکھائی دیا کہ جب سید محمد عبداللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سوالِ فقر لے کر بیٹھ گئے اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت و غلامی شروع کر دی۔ نہ کوئی آپ کی طرف توجہ کرتا اور نہ آپ کسی سے کوئی غرض و غایت رکھتے۔ یونہی چپ چاپ خدمت کا سلسلہ چلتا رہا۔ بالآخر چھ سال بعد آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلام سے خواب میں پوچھا: ”تو اس خدمت کے بدلے میں کیا چاہتا



ہے؟“ سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خزانہ فقر چاہیے۔“ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آپ کے حصہ میں فقر کا خزانہ ضرور ہے لیکن آپ کو سلطان الفقر حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جانا ہوگا۔“ بیداری پر سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ حیران اور پریشان ہوئے کہ میرا اس طرف یعنی ہند کی طرف جانا عجیب ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تمام تر رشد و ہدایت کا منبع ہیں۔ ان کے در کو چھوڑ کر میں کہیں نہیں جاؤں گا۔ امید و انتظار میں رات دن گزرتے رہے کہ جانے کب آقا صلی اللہ علیہ وسلم مہربانی فرمادیں اور خزانہ فقر سے مالا مال کر دیں۔ اسی طرح مزید چھ سال گزر گئے۔ تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلام سے دوبارہ پوچھا ”اے سید محمد عبداللہ تو اس غلامی سے کیا حاصل کرنا چاہتا ہے؟“ آپ نے وہی عرض دہرائی ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خزانہ فقر چاہیے۔“ اس کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا ”تجھے فقر کا خزانہ حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ سے ملے گا۔“ سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو اس ملک و علاقے اور زبان و رسم و رواج اور ماحول سے ناواقف ہوں۔“ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ہم تجھے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کرتے ہیں اور تمہیں وہاں پہنچانا ان کی ذمہ داری ہوگی۔“ اس فرمان کو لے کر سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ بغداد کی طرف عازم سفر ہوئے۔ طویل مسافت کے بعد آپ غوث الاعظم شیخ المشائخ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر پہنچے تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خواب میں مراقبہ کی ترتیب بتاتے ہوئے نگاہ شفقت کے بعد فرمایا آپ کو سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچانا میری ذمہ داری ہے۔ لہذا میں تمہیں اپنے بیٹے شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کرتا ہوں وہ تمہیں اگلے صاحب مزار تک پہنچائے گا اور پھر اسی ترتیب سے ہر ایک سے ملتے جانا اور ان میں ہر ایک تمہیں اگلے صاحب مزار تک پہنچادے گا اور پھر اس طرح انشاء اللہ تم اپنی منزل مقصود تک پہنچ جاؤ گے۔“ سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی ترتیب سے اپنا سفر شروع کیا۔ بالآخر آپ اپنی طویل مسافت کے بعد پاکستان کے علاقہ ضلع لیہ میں پہنچے۔ یہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد کامل کی خوشبو محسوس کی اور خیال کیا کہ لگتا ہے منزل قریب آچکی ہے۔ اسی ترتیب سے آپ لعل عیسن پہنچے۔ یہاں آپ کو جلال و جمال کے ساتھ فقر کی خوشبو محسوس ہوئی اور دل میں خیال کیا کہ شاید یہی میری منزل ہے پھر آپ لعل عیسن کر ڈھ سے مراقبہ میں ملتے ہیں اور یہی عرض کرتے ہیں: ”حضور مہربانی فرمائیں اور میری امانت مجھے دے دیں۔“ اس پر لعل عیسن اپنی زبان مبارک دکھا کر فرماتے ہیں کہ ہماری زبان پر مہریں لگی ہوئی ہیں ہم خزانہ فقر یا تقسیم ولایت نہیں کر سکتے ہاں البتہ دو مزارات سے قیامت تک فیض جاری رہے گا۔ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار سے اور حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار سے۔ یہ میری ذمہ داری

ہے کہ میں تجھے سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار تک پہنچا دوں۔ پھر ان کی راہنمائی میں آپ اپنی منزل مزار اقدس حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہوئے اور مراقبہ فرمایا اور دیکھا کہ سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ انتظار میں ہیں اور ملتے ہی فرمایا ”آئیے سید محمد عبداللہ شاہ ہم تو آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔“ (صاحب لولاک بارِ اوّل، دوم اور سوم) اگر ہم اس طویل عبارت پر غور کریں اور یہ فرض کر لیں کہ سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے دو سو سال بعد پہنچے تو یہ سال 1302ھ بنتا ہے۔

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 1102 ہجری میں ہوا اور اگر اس میں 200 سال جمع کر لیں تو اس حساب سے تو سید محمد عبداللہ شاہ مزار سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ پر 1302ھ میں پہنچے۔ یعنی سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ 1302ھ میں دربار حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ پر پہنچے اور امانت الہیہ یعنی امانت فقر حاصل کی۔ یہ بات کسی لحاظ سے بھی درست نہیں ہے بلکہ ناممکنات میں ہے اور محض فرضی، افسانوی اور تحقیق سے خالی ہے کیونکہ پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت 1242ھ میں ہوئی اور آپ 25 سال کی عمر میں یعنی 1267ھ میں سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ 1267ھ سے قبل سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ علیہ ہندوستان تشریف لا کر احمد پور شرقیہ میں سکونت اختیار کر چکے تھے۔ 1276ھ میں سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا اور 1278ھ میں پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ شورکوٹ تشریف لائے اور 1278ھ میں ہی شورکوٹ میں شہباز عارفاں سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔ یعنی سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی مدینہ منورہ سے احمد پور شرقیہ آمد، منتقلی امانت الہیہ اور وصال وغیرہ کے تمام معاملات تیرھویں صدی ہجری میں ہی وقوع پذیر ہو چکے تھے اور مصنف صاحب لولاک سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہند آمد 1302ھ یعنی چودھویں صدی ہجری میں بتا رہے ہیں۔

صاحب لولاک (بارِ اوّل، دوم اور سوم) کی یہ عبارت فرضی، افسانوی اور تحقیق سے خالی تھی۔ پھر حضرت لعل عیسن (لیہ) کے ذکر کی بھی منطق سمجھ نہیں آتی کہ وہ تو سروری قادری سلسلہ کے مشائخ میں شامل ہی نہیں ہیں پھر وہاں جانے کی منطق سمجھ میں نہیں آئی لہذا یہ بات بھی فرضی اور افسانوی قصہ ہے۔

سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ صاحب لولاک کے بارِ اوّل اپریل 2004، بارِ دوم 2006 اور بارِ سوم نومبر 2008 میں موجود رہا ہے جس میں یہ عبارت بھی موجود تھی۔ مارچ 2011 میں بارِ چہارم شائع ہوا اس میں سے سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ خارج کر دیا گیا ہے جس کے ساتھ ہی یہ عبارت اب صاحب لولاک میں موجود نہیں رہی۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

## سجادہ نشینی یا جاسیدا کا تنازعہ (1986-1993)

1986 سے 1993 تک سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی سجادہ نشینی اور ملحقہ اراضی کی عدالتی جنگ تین مختلف فریقین کے درمیان جاری رہی جب عدالتی ریکارڈ کا مطالعہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ سجادہ نشینی سے زیادہ دربار سے ملحقہ 19 کنال 4 مرلے زرعی اراضی کے حصول کا تنازعہ تھا۔ اس کو مختصراً بیان کرتے ہیں:

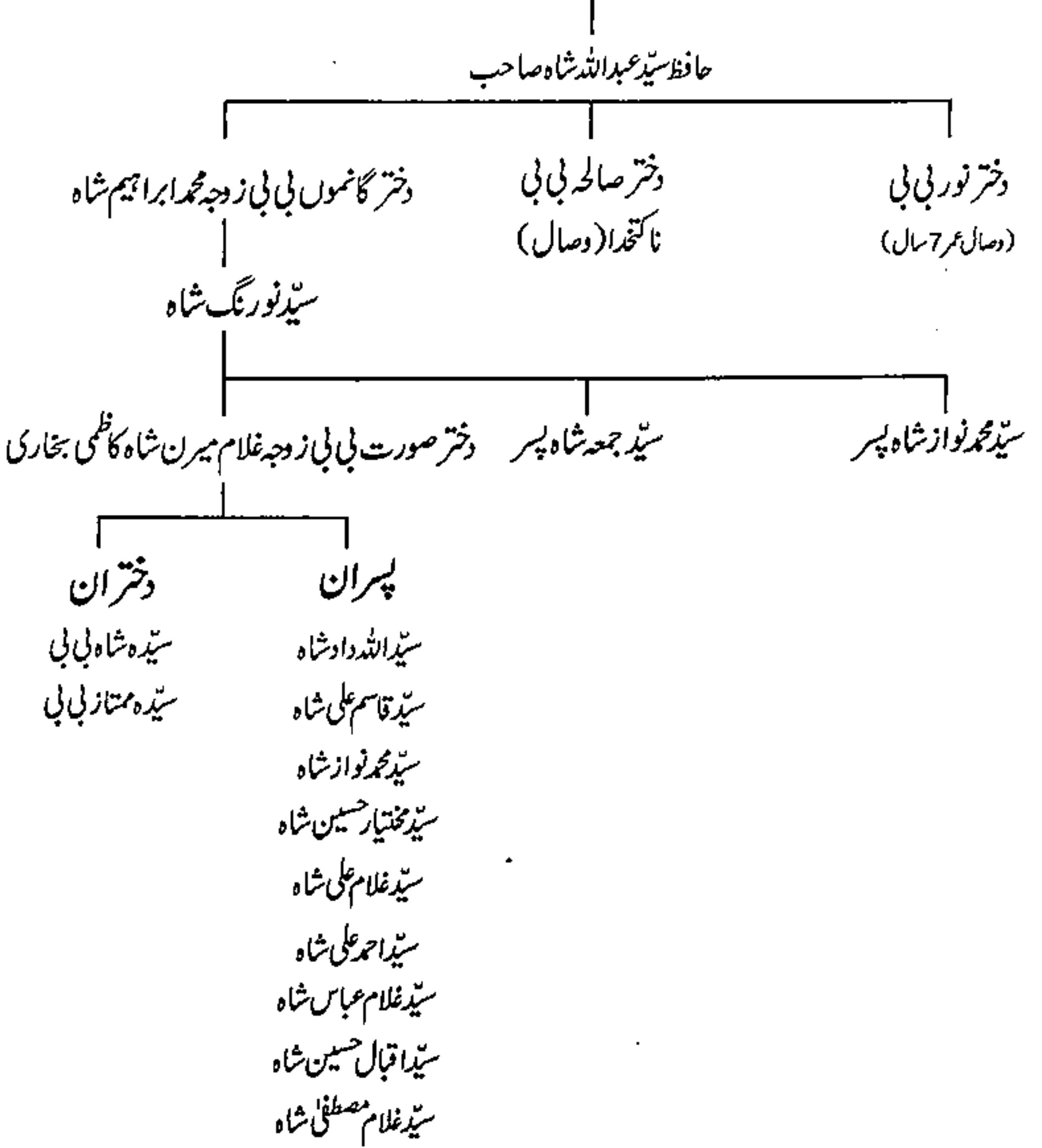
1. پیر سید محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی تعمیر کا آغاز 1327ھ (1909ء) میں فرمایا اور بڑے فرزند پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کو سجادہ نشین مقرر فرمایا۔ 1328ھ (1910ء) کو پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال تک دربار اور ملحقہ مسجد کی تعمیر مکمل ہو چکی تھی۔
2. 1925-26 میں دربار کی توسیع کی غرض سے پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے 19 کنال 4 مرلہ اراضی مال کھاتہ نمبر 159/80 کھتونی 379 مستطیل 147/3 خسرہ جات 13-الف ،  $\frac{4}{4-0}$  ،  $\frac{7}{4-0}$  اور  $\frac{8}{4-0}$  خریدی۔
3. 18 محرم 1361ھ (4 فروری 1942ء) بروز بدھ پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا تو اُن کے بڑے صاحبزادے پیر فضل حق متفقہ طور پر سجادہ نشین مقرر ہوئے انہوں نے موقف اختیار کیا کہ نئی خرید کردہ زمین دربار کے لیے خریدی گئی ہے اس لیے اس زمین کا انتقال سجادہ نشین کے نام ہونا چاہیے کیونکہ یہ زمین سجادہ نشین اول پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر انتقال شدہ ہے، تو خانوادہ پیر عبدالحق صاحب کے مشورہ سے 30 اپریل 1942ء کو انتقال نمبر 358 کے تحت یہ زمین پیر فضل حق صاحب کو منتقل ہو گئی۔ 1942 سے 1985 تک اس زمین کا کوئی تنازعہ موجود نہ تھا۔ 1986 میں نئی جمع بندی میں انتقال نمبر 159/86 کے تحت یہ زمین ”پیر فضل حق متولی خانقاہ سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ“ کے نام منتقل ہو گئی۔
4. 1986 میں احمد پورہ شرقیہ میں رہائش کنندگان سید مختیار شاہ اور اُن کے آٹھ بھائی دربار سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور ملحقہ اراضی پر قابض ہو گئے اور دعویٰ کیا کہ وہ اس مزار کے حقیقی سجادہ نشین ہیں کیونکہ ان کے نانا سید نورنگ شاہ دربار کے پہلے سجادہ نشین تھے اور وہ سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کے نواسے تھے۔
5. پیر فضل حق سجادہ نشین نے سول جج احمد پور شرقیہ کی عدالت میں سول دعویٰ دائر کر دیا۔ یہ دعویٰ ”پیر فضل حق بنام مختیار شاہ“ کے نام سے سول کورٹ احمد پور شرقیہ میں 1986 سے 1993 تک زیر سماعت رہا اور اس

دعویٰ میں مختلف درخواستیں داخل ہوتی رہیں اور دعویٰ دردعویٰ دائر ہوتے اور خارج ہوتے رہے۔ پیر فضل حق نے موقف اختیار کیا کہ اُن کا خاندان خانقاہ سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا شروع سے سجادہ نشین چلا آ رہا ہے اور زمین مذکورہ اُن کے والد سجادہ نشین اول پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی خرید کردہ ہے۔

6. سید مختیار شاہ اور اُن کے بھائیوں نے موقف اختیار کیا کہ ماحقہ زمین دربار کی ملکیت ہے اور دربار کے سجادہ نشین اول اُن کے نانا سید نورنگ شاہ تھے اس کے ثبوت کے طور پر انہوں نے ایک شجرہ نسب (مادرانہ و پدرانہ) بعنوان ”شجرہ نسب مبارک سجادگان سید حافظ محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ قادری گیلانی حسنی و حسینی محلہ فتانی احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور“ اور ایک اشنام پیر عدالت میں پیش کیا۔ ان کا پیش کردہ شجرہ نسب مادرانہ یہ ہے:

### شجرہ نسب مادرانہ

حضرت سید عبدالرحمن (دہلی شریف بھارت)



اب اس شجرہ نسب کو غور سے دیکھا جائے تو اس میں دکھائے گئے بہت سے حقائق غلط نظر آتے ہیں۔ اول یہ کہ اس میں دکھایا گیا ہے کہ سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ سید عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ہیں یہ بات تاریخی لحاظ سے درست نہیں ہے۔ سید عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شاہجہان کے آخری اور اورنگ زیب عالمگیر کے اولین دور میں ہندوستان میں رہائش پذیر ہے۔ 1088ھ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا جبکہ سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ 1241ھ کو 55 سال کی عمر میں نواب بہاول خاں سوئم کے دور میں احمد پور شرقیہ (ریاست بہاولپور) تشریف لائے۔ سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال (1088ھ) اور سید عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت (1186ھ) کے درمیان ہجری تقویم کے مطابق 98 سال کا فرق ہے۔ اگر اس کو درست مان لیا جائے تو عبارت یوں ہو سکتی ہے کہ سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے 98 سال بعد پیدا ہوئے۔ کیا مذاق ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ سید عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نہ فرزند ہیں اور نہ پوتے بلکہ پڑپوتے ہیں جیسا کہ پہلے ذکر کیا چکا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ازواج اور اولاد کے ضمن میں ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صرف دو صاحبزادیاں تھیں (ان کے نام بھی خانوادہ عبدالحق کے ایک شخص نے اسی جعلی شجرہ کی تیاری کے سلسلہ میں سید مختیار شاہ اور ان کے بھائیوں کو دیئے)۔ اگر ہم فرض کر لیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تیسری صاحبزادی بھی تھی تو کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ جیسے کامل عارف باللہ نے اس کا نام گانموں بی بی ہی رکھنا تھا جبکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جدی جیلانی، ہندوستانی نثراد فارسی پر عبور رکھنے والے اور حجاز میں ولادت اور پرورش کے باعث عربی پر کامل دسترس رکھنے والے حافظ قرآن بھی تھے اور اسی لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دونوں صاحبزادیوں کے نور بی بی اور صالحہ بی بی جیسے خوبصورت نام رکھے۔ صاف دکھائی دیتا ہے کہ یہ شجرہ جلد بازی میں زمین پر ملکیت ثابت کرنے کے لیے تیار کیا گیا تھا۔ پھر گانموں بی بی کے ایک صاحبزادے سید نورنگ شاہ صاحب بنائے گئے، اور نورنگ شاہ کے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھی۔ نہ تو نورنگ شاہ صاحب کا کہیں سراغ ملتا ہے اور نہ ہی ان کے صاحبزادوں سید جمعہ شاہ اور سید نواز شاہ کا اور نہ ان کی اولاد کا۔ اس شجرہ نسب کے مطابق اولاد کا سلسلہ نورنگ شاہ کی اکلوتی دختر صورت بی بی زوجہ غلام میرن شاہ سے چلتا ہے اور صورت بی بی یا اس کے صاحبزادوں کو نورنگ شاہ صاحب کا نام تو معلوم ہے لیکن صورت بی بی کو اپنی والدہ اور ان کے صاحبزادوں کو اپنی نانی کا نام معلوم نہیں۔ اور دلچسپ بات یہ ہے ان کو اپنے دونوں ماموں جمعہ شاہ اور نواز شاہ کے بارے میں بھی کچھ معلوم نہیں۔ اسی لیے انہوں نے شجرہ نسب میں ان کی اولاد کے متعلق کچھ معلومات فراہم نہیں کیں اور شجرہ نسب ادھورا چھوڑ دیا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ قابضین دربار و رقبہ نے اس زمانہ میں اپنے مقاصد کے حصول کے لیے ایک فرضی نورنگ شاہ صاحب کو نانا بنا



کر سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک فرضی صاحبزادی گانموں بی بی کے نام کے ساتھ ملا کر اپنا شجرہ سید محمد عبداللہ شاہ صاحب کے ساتھ ملا لیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دونوں صاحبزادیوں کے ساتھ سلسلہ نسب ملایا ہی نہیں جاسکتا تھا کیونکہ یہ سب کو معلوم تھا کہ ایک صاحبزادی کا بچپن میں وصال ہو گیا تھا اور دوسری صاحبزادی کی شادی ہی نہیں ہوئی تھی۔ دوسری طرف سید عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے اوپر شجرہ نسب دیا ہی نہیں گیا کیونکہ معلوم ہی نہیں تھا۔ شجرہ نسب مادرانہ کے ساتھ انہوں نے اپنا شجرہ نسب پدرانہ بھی داخل عدالت کیا۔ چونکہ ہمارا موضوع شجرہ نسب مادرانہ یعنی شجرہ نسب سید محمد عبداللہ شاہ سے متعلق ہے اس لیے شجرہ نسب مادرانہ پر تبصرہ بھی کر دیا ہے۔ شجرہ نسب پدرانہ ہمارے موضوع میں شامل نہیں ہے۔

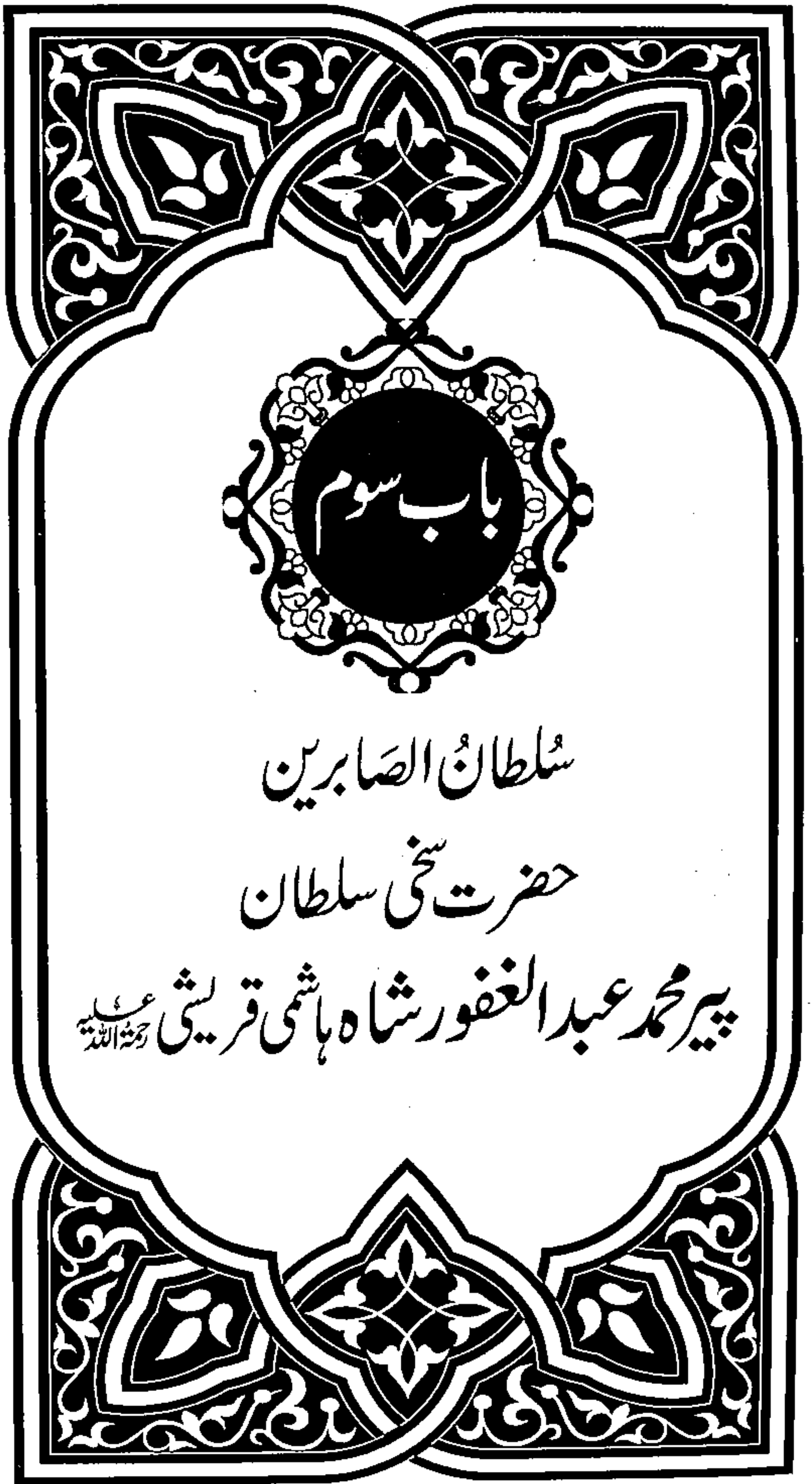
نورنگ شاہ صاحب کو دربار شریف کا سجادہ نشین اول ظاہر کرنے کے لیے 19 مئی 1923ء کا عبدالغفور خان ولد سردار علی اکبر خان صاحب قوم بلوچ احمد پور شرقیہ کا تحریر کردہ ایک ایشام بھی عدالتی دعویٰ کے ساتھ لف کیا گیا۔ اس ایشام میں عبدالغفور خان ولد سردار علی اکبر خان صاحب تحریر کرتے ہیں کہ انہوں نے دونوں کا کئے لیکن اولاد زینہ سے محروم رہے لیکن ”پیر حضرت نورنگ سلطان شاہ صاحب ولد مخدوم محمد ابراہیم شاہ صاحب سجادہ نشین دربار عالیہ حضرت پیر عبداللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ“ کی دعا سے ان کے ہاں 13 اپریل 1923ء کو ایک فرزند پیدا ہوا اور پھر وصیت کرتے ہیں کہ ان کی 979 کنال 3 مرلے اراضی جو کہ موضع علی محمد والا تحصیل احمد پور شرقیہ میں ہے، پیر نورنگ شاہ کی نذر کر دی گئی ہے اور وہ جب چاہیں مجھ سے یا میرے مرنے کے بعد میرے ورثا سے یہ اراضی لے سکتے ہیں۔ لیکن نہ تو یہ اراضی پیر سید محمد عبداللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار کو ملی اور نہ ہی نورنگ شاہ صاحب نامی شخصیت کو موضع علی محمد والا میں۔ اس کے جواب میں اتنا ہی کافی ہے کہ پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ 1909ء سے اپنے وصال یعنی 1942ء تک دربار کے سجادہ نشین رہے اور ایشام 1923ء کا تحریر کردہ ہے تاکہ ثابت کیا جاسکے کہ 1923ء میں سجادہ نشین نورنگ شاہ صاحب تھے نہ کہ پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ بھی ایک دلچسپ بات ہے کہ نورنگ شاہ صاحب سجادہ نشین کے مزار اور قبر کے بارے میں ان کے وارثان بھی لاعلم ہیں۔ سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کرامت کا یہاں ذکر کرنا چاہوں گا کہ جب یہ لوگ دربار سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور ماحقہ مسجد اور زمین پر قابض ہو گئے تو سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں پیر فضل حق رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا کہ تم نے لڑائی جھگڑا اور دغا فساد نہیں کرنا ہم خود ایک ایک کر کے ان سے نمٹ لیں گے اور یوں ایک ایک کر کے یہ لوگ اس دنیا سے رخصت ہونا شروع ہو گئے۔ احمد علی شاہ صاحب اور غلام عباس شاہ صاحب یہ ماجرا دیکھ کر شروع میں ہی ان سے علیحدہ ہو گئے اور 2005ء کے بعد تک حیات رہے لیکن باقی ایک ایک کر کے رخصت ہوتے گئے اور ان کے تمام سول دعویٰ جات اور درخواستیں عدم

پیروی اور کورٹ فیس ادا نہ کرنے کی وجہ سے خارج ہوتے رہے اور آخر کار 1993 تک اس خاندان کے باقی ماندہ افراد اور ان کی اولاد دربار اور زمین چھوڑ کر چلے گئے لیکن اس دوران دربار کو بہت نقصان پہنچا۔

8. دوسری طرف جب پیر فضل حق رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی عبدالقادر اور عبدالعزیز کے صاحبزادوں میاں محبوب الحق میاں انوار الحق اور صاحبزادیوں نے پیر فضل حق رحمۃ اللہ علیہ کو دربار پر قابضین سے عدالتی جنگ لڑتے دیکھا تو یہ لوگ بھی وارثین کے طور پر حصہ دار بن کر پیر فضل حق رحمۃ اللہ علیہ کے مقابل آگئے اور 87-4-22 کو انہوں نے 19 کنال 4 مرلہ میں وراثت کے حصول کے لیے سول جج احمد پور شرقیہ کورٹ نمبر 6 میں فریق مقدمہ بننے کی درخواست دائر کی جو منظور ہوئی۔ میاں محبوب الحق نے 87-3-12 کو ایک درخواست استقرار حق کے لیے دائر کی۔ پیر فضل حق رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے جواب میں جو جواب داخل کیا اس میں لکھا کہ متولی قانوناً بڑا لڑکا ہوتا ہے اور تمام خاندان نے انہیں پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد سجادہ نشین منتخب کیا اور 19 کنال 4 مرلہ زمین ان سب کی رضامندی سے متولی دربار سید محمد عبداللہ شاہ کے طور پر ان کے نام منتقل ہوئی۔

9. بہر حال اس مقدمہ نے اتنا طول کھینچا کہ درخواست پر درخواست دعویٰ پر دعویٰ دائر ہوتا رہا۔ 14 فروری 1994ء کو پیر فضل حق سجادہ نشین کا وصال ہو گیا۔ 94-2-26 کو ان کے بڑے صاحبزادے میاں شمس الحق سجادہ نشین سوم منتخب ہوئے اور انہوں نے 1994-3-8 کو سول جج احمد پور شرقیہ کی عدالت میں درخواست دائر کی کہ پیر فضل حق وفات پا گئے ہیں اور پیر فضل حق کے وارثان کو فریق مقدمہ بناتے ہوئے معروضات پیش کرنے کی اجازت طلب کی۔ پیر شمس الحق نے تنازعہ زمین تمام وارثان میں تقسیم کرنے پر رضامندی ظاہر کی اور یوں 1994 میں یہ جائیداد انتقال نمبر 2305 اور 2306 کے تحت خانوادہ پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے تمام وارثان میں تقسیم کر دی گئی۔

اس تنازعہ کا سید محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن یہ تمام تنازعہ سلسلہ سروری قادری کے منسلکین، محبین اہلیان احمد پور شرقیہ کے علم میں ہے۔ اگر اس پر تحقیق نہ کی جاتی تو ”سوانح عمری سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ“ تقریباً نامکمل رہتی۔ اگر کبھی کسی محقق کے سامنے اس تنازعہ کے کاغذات اور واقعات آتے تو اس کو عجیب صورت حال کا سامنا کرنا پڑتا اسی بات کے پیش نظر ہم نے مختصراً تمام صورتحال واضح کر دی ہے اور کوئی بات پوشیدہ رکھنے کی کوشش نہیں کی کیونکہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے ”جو حق بات کہنے سے خاموش رہا وہ گونگا شیطان ہے۔“ (عین الفقر)



Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

## سلطان الصابرين حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ ہاشمی قریشی رحمۃ اللہ علیہ

سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ”امانت“ سلطان الصابرين حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی اور آپ سلسلہ سروری قادری کے شیخ کامل کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔

### ولادت باسعادت

سلطان الصابرين حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ 14 ذوالحجہ 1242ھ (9 جولائی 1827ء) بروز سوموار نماز مغرب کے وقت چوٹی ضلع ڈیرہ غازی خاں میں فضل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پیدا ہوئے۔

### سلسلہ نسب

سلطان الصابرين حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ قریشی ہاشمی ہیں۔ 26 واسطوں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سید الشہدا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ شجرہ نسب اس طرح سے ہے:

پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ بن شیخ فضل شاہ بن شیخ جیون شاہ بن شیخ بخش شاہ بن شیخ جام شاہ بن شیخ حاصل شاہ بن شیخ قلندر شاہ بن شیخ حلیم شاہ بن شیخ جمن شاہ بن امیر داؤد بن امیر جنید بن امیر شہزاد بن امیر چاکر بن امیر بایزید بن امیر سومرا بن امیر صدیق بن امیر جلال بن امیر جبل بن امیر مختار بن امیر سعد بن امیر مظہر بن امیر معاذ بن امیر برطیجہ بہادر بن امیر بدیع الزماں بن حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ۔

### ولادت کی بشارت

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کی بشارت چشتی سلسلہ کے عظیم المرتبت بزرگ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ سوانح عمری حضرت خواجہ عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ، مرتب: پیر محمد یوسف

اللہ علیہ نے پہلے ہی دے دی تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبے کا اظہار بھی فرمایا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد پیر فضل شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے اور اکثر ملاقات کے لیے اُن کی محفل میں جایا کرتے تھے۔ ایک بار تشریف لے گئے تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا فضل شاہ صاحب ”گھر میں کوئی امید ہے۔“ عرض کیا ”یا حضرت اہلیہ امید سے ہیں“ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”تیرے گھر میں ایک ولی کامل پیدا ہونے والا ہے تجھے مبارک ہو۔“

## بچپن اور شباب

آپ رحمۃ اللہ علیہ بچپن ہی سے حُسن و جمال کا پیکر تھے جو دیکھتا مبہوت ہو جاتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک 8 سال تھی کہ والد محترم وصال فرما گئے۔ اٹھارہ سال کی عمر تک آپ تمام دینی علوم حاصل کر چکے تھے جیسے جیسے دینی علوم بڑھتے جا رہے تھے اسی قدر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اندر ایک تڑپ اور پیاس بھی بڑھتی جا رہی تھی۔ 20 سال کی عمر میں والدہ بھی وصال فرما گئیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بے چینی اور بے سکونی بہت زیادہ بڑھ گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بے چین ہو کر جنگلوں اور ویرانوں میں بھٹکتے پھرتے حتیٰ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں مبارک لہولہان ہو جاتے۔ ایک روز دن کے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے کہ خواب میں فقر کے مختارِ کل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان العارفين حضرت نخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم فرمایا کہ احمد پور چلے جاؤ وہاں سید محمد عبداللہ شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تمہارا انتظار کر رہے ہیں تم فقر کی امانت کے لیے منتخب ہو چکے ہو۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک تقریباً 25 سال تھی۔ فوراً ہی سفر پر روانہ ہو گئے۔ اس دن جو چوٹی سے نکلے تو دوبارہ کبھی اس طرف کا رخ نہ کیا اور ساری عمر اللہ تعالیٰ کی راہ میں گزار دی۔

## بیعت

جیسے ہی نیند سے بیدار ہوئے خواب میں ملے ہوئے حکم کے مطابق ریاست بہاول پور کے شہر احمد پور شرقیہ روانہ ہو گئے۔ طویل سفر کے بعد 8 شوال 1267ھ (5۔ اگست 1851ء) بروز منگل احمد پور شرقیہ پہنچے۔ شہر کے باہر ایک موچی کی دکان تھی اس سے دریافت کیا ”سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کہاں رہتے ہیں۔“ اس



نے جواب دیا کہ میں عبداللہ شاہ صاحب کو نہیں جانتا ایک بہاؤ الدین<sup>۱</sup> صاحب تھے جو شہر کے چوک میں رہتے تھے وہ برقع پہنتے تھے وہ تو فوت ہو گئے۔“ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”میں ان کا نہیں عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا پوچھ رہا ہوں“ اس دکان پر ایک اور شخص بیٹھا ہوا تھا اس نے بتایا ”ایک عبداللہ شاہ ہیں جو جادوگر مشہور ہیں کیونکہ نواب صاحب (بہاول خان سوئم) جب ان کے پاس زیارت کے لیے آتے ہیں تو اجازت لے کر آتے ہیں اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ اجازت نہ دیں تو واپس چلے جاتے ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے رہتے ہیں جب تک اجازت نہ دیں بیٹھے نہیں اس لیے لوگوں میں مشہور ہے کہ عبداللہ شاہ صاحب نے نواب صاحب پر جادو کیا ہوا ہے اس لیے جادوگر کے نام سے مشہور ہیں۔“ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”وہی ہیں“ اس شخص نے جواب دیا ”یہاں سے مشرق کی طرف چلے جاؤ شہر کے باہر ہی ان کا مکان ہے۔“ آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی طرف روانہ ہوئے، کچھ آگے پہنچے تو ایک گلی شروع ہو رہی تھی اس کے سرے پر ایک آدمی کھڑا ہوا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کے قریب سے گزرنے لگے تو اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے پکارا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا تو اس نے کہا ”عبداللہ شاہ صاحب نے تجھے بلایا ہے۔“ اس آدمی کے ساتھ ایک حویلی میں پہنچے تو دیکھا کہ صحن میں ایک نورانی صورت بزرگ پلنگ (چارپائی) پر بیٹھے ہیں اور باقی لوگ زمین پر بیٹھے ہیں ان میں نواب صاحب کے وزراء اور سپاہی بھی ہیں۔ حضرت سخی سلطان پیر محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے ہی دل میں جو بے چینی اور بے سکونی عرصہ دراز سے بسیرا کیے ہوئے تھی ختم ہو گئی اور دل نے گواہی دی کہ یہی وہ صورت ہے جس کی تلاش میں در بدر پھر رہا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آگے بڑھ کر قدم بوسی کی اور ادب سے زمین پر بیٹھ گئے۔ حضرت سخی سلطان پیر محمد عبداللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تمام احوال دریافت

۱ ”سوانح عمری حضرت خواجہ پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ“ میں یہ روایت یوں درج ہے ”شہر کے باہر ایک موچی کی دکان تھی اس سے دریافت کیا ”سید محمد عبداللہ شاہ کہاں رہتے ہیں“ اس نے جواب دیا کہ ایک عبداللہ شاہ شہر کے چوک میں رہتے تھے وہ برقع پہنتے تھے وہ فوت ہو گئے۔“ دراصل یہ عبداللہ شاہ نہیں حضرت مخدوم بہاؤ الدین آخر رحمۃ اللہ علیہ تھے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے۔ حضرت بہاؤ الدین آخر کا معمول تھا کہ وہ لوگوں سے بچنے کے لیے برقع پہنا کرتے تھے اور ان کی رہائش حضرت سخی سلطان سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قریب ہی تھی اور اب مزار بھی قریب ہی ہے۔ حضرت سخی سلطان سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کوئی دوسرا عبداللہ شاہ احمد پور شرقیہ میں موجود ہی نہیں تھا اور نہ ہی اب کسی کا مزار ہے۔ سید بہاؤ الدین آخر کا وصال 26 رمضان المبارک 1267ھ (24 جولائی 1851ء) بروز جمعرات ہوا جبکہ حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ 8 شوال 1267ھ (5 اگست 1851ء) بروز منگل یعنی ان کے وصال کے 12 دن بعد احمد پور شرقیہ پہنچے تھے۔ اس لیے سوانح عمری حضرت خواجہ پیر عبدالغفور شاہ میں بیان کی گئی یہ روایت تاریخی لحاظ سے درست نہیں ہے۔ سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ جادوگر کے نام سے اس لیے بھی مشہور تھے کہ جو بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاتا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا گردیدہ ہو جاتا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہی ہو کر رہ جاتا۔

فرمایا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کر دیا۔ نہ چاہتے ہوئے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ قدموں میں گر کر رونے لگے حضرت سخی سلطان سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اٹھایا اور سینے سے لگا کر فرمایا کہ آج آرام کر لو کل صبح بات کریں گے۔

صبح جب آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سخی سلطان سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو انہوں نے حویلی کے کنویں پر پڑی مٹی ہموار کرنے کو کہا۔ مٹی ہموار کرتے کرتے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ لہولہان ہو گئے اور خون جاری ہو گیا۔ مگر آپ زخمی ہونے کے باوجود کام کرتے رہے۔ کچھ دیر بعد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بلایا اور ہاتھ دیکھنے کے بعد کہا ”تمہارے ہاتھ تو بہت نرم و نازک ہیں۔ تم نے انہیں اتنی تکلیف کیوں دی؟“ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا ”حضور اللہ تعالیٰ کی تلاش میں نکلا ہوں اگر اس دوران ہاتھ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑیں تو بھی کوئی پرواہ نہیں“ یہ سن کر حضرت سخی سلطان سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”تو صحیح انتخاب ہے اور جو انتخاب کرتے ہیں وہ ایسے ہی نہیں کر لیتے“ اس کے بعد فوراً مرہم منگوایا۔ سید عبداللہ شاہ صاحب مرہم ہاتھوں پر لگاتے جاتے اور فرماتے جاتے ”بڑے نازک ہاتھ ہیں، بڑے نازک ہاتھ ہیں، بڑے نازک ہاتھ ہیں۔ یہی تو ہمیں چاہئیں۔“ مرہم کر کے پٹی باندھی اور تین روز بعد 11 شوال 1267ھ (8۔ اگست 1851ء) بروز جمعۃ المبارک بیعت فرما کر اسم اللہ ذات عطا فرمایا جو سونے کا بنا ہوا تھا۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ تمام تعلیم و تدریس، گھربار بھول گئے اور مرشد کے در کے ہی ہو کر رہ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 8 سال، گیارہ ماہ اور تقریباً 21 دن مرشد کے ساتھ گزارے۔

## سلسلہ چشتی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت اور خلافت کی غلط روایت اس کے خلاف قوی دلائل اور اصل حقیقت

”سوانح عمری حضرت خواجہ عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ“ جو تیسری نسل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور سجادہ نشین پیر محمد یوسف نے مرتب کی اس میں درج ہے ”جس وقت آپ (پیر محمد عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ) جوان ہو گئے خواجہ صاحب (خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ) نے بیعت فرما کر خلافت عطا فرمائی۔“ یہ روایت صرف اسی کتاب میں ہے۔ اس کے علاوہ نہ تو کسی اور کتاب سے اور نہ ہی زبانی روایت سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔

### ۱۔ علمی اور تحقیقی دلائل

1۔ یہ روایت اس لحاظ سے درست نہیں ہے کہ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے سلسلہ چشتی کے عظیم

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

المرتبہ ولی جن کو باطنی طور پر علم ہو کہ پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے سروری قادری سلسلہ کا شیخ بننا ہے، طریقت و فقر کے اصولوں کے خلاف نہ صرف آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت کریں بلکہ خلافت بھی عطا فرمائیں۔

2- اسی سوانح عمری میں درج ہے کہ جب خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر 25 سال تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ روتے ہوئے فصلوں میں نکل گئے۔ پھر حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں آپ کو سلسلہ قادری میں سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کا حکم دیا۔ حالانکہ تصوف کا یہ اصول ہے جب خرقہ خلافت مل جائے تو خلیفہ کے پاس یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ مرشد کی وفات کے بعد مرشد کے مزار سے فیض حاصل کرے، اس کو کسی دوسری بیعت کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ اب حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا خلیفہ ہو اور مرشد کے ظاہری وصال کے بعد مرشد سے باطنی رابطہ نہ کر سکتا ہو اور پھر حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ خود کسی دوسرے کی بیعت کا حکم خواب میں دیں، یہ تو حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبہ کو بھی گھٹانے اور کم کرنے کی ایک کوشش ہے۔ اور پھر حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کسی اور خلیفہ کو دوسری بیعت کا حکم کیوں نہیں دیا صرف پیر محمد عبدالغفور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کیوں یہ حکم فرمایا یہ بات عقل قبول ہی نہیں کرتی؟

3- کسی کتاب میں بھی حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کی فہرست میں پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام نہیں ملتا۔

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات اُن کے خلفاء اور خلفاء کے خلفاء کی سوانح پر ڈاکٹر محمد حسین لٹہی کی کتاب ”خواجہ حضرت سلیمان تونسوی اور اُن کے خلفاء“ ایک سند کا درجہ رکھتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا تعلق خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور خلیفہ حضرت فیض بخش اللہ شریف ضلع جہلم کے خانوادہ سے ہے۔ وہ اس سے قبل حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات ”نافع السالکین“ کا اردو ترجمہ ”تذکرہ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ“ کے نام سے کر چکے ہیں۔ ڈاکٹر محمد حسین لٹہی نے اپنی کتاب ”حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی اور اُن کے خلفاء“ کی تصنیف کے دوران نہ صرف تونسہ شریف کے کتب خانہ بلکہ پاک و ہند کے تمام کتب خانوں اور لائبریریوں سے استفادہ کیا۔ اُن کی کتاب میں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ اُن کے پوتوں (صاحبزادوں کا وصال خواجہ صاحب کی حیات میں ہی ہو گیا تھا) تمام خلفاء اور خلفاء کے حالات زندگی مکمل تفصیل کے ساتھ درج کیے گئے ہیں۔ 1979ء (1399ھ) میں اسلامک بک فاؤنڈیشن 249/N سن آباد لاہور نے اسے شائع کیا اور اس کتاب پر کراچی یونیورسٹی سے

ڈاکٹر محمد حسين لہي نے ڈاکٹريٹ (Ph.D) کی ڈگری حاصل کی۔ ڈاکٹر محمد حسين لہي کی تحقیق کے مطابق حضرت خواجہ محمد سليمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کے نام یہ ہیں:

- 1- خواجہ اللہ بخش (تونسہ شريف۔ پوتے خواجہ محمد سليمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ)
- 2- مولانا محمد علی مکھڑی (مکھڑ شريف کيميل پور (موجودہ انگ))
- 3- خواجہ شمس الدين سيالوی (سيال شريف سرگودھا)
- 4- خواجہ فيض بخش لہي (لہ شريف ضلع جہلم)
- 5- خليفہ محمد باران صاحب (کلاچی ضلع ڈيرہ اسماعيل خان)
- 6- مولانا احمد تونسوی (تونسہ ضلع ڈيرہ غازی خان)
- 7- حافظ سيد محمد علی خير آبادی (اودھ۔ ہندوستان)
- 8- حاجی نجم الدين شيخاواٹی (راجپوتانہ۔ ہندوستان)
- 9- خواجہ محمد فاضل شاہ (گرہی افغاناں ضلع راولپنڈی)
- 10- مولوی سرفراز فریدی (ڈيرہ اسماعيل خان)
- 11- مولوی محمد حيات دہلوی (دہلی۔ ہندوستان)
- 12- شاہ حسن عسکری دہلوی (دہلی۔ ہندوستان)
- 13- سيد امام علی شاہ (جٹی ضلع سرگودھا)
- 14- مولوی دیدار بخش پاک پٹی (پاکپتن)
- 15- مولوی محمد حسين پشاوری (پشاور)

ڈاکٹر محمد حسين لہي کے مطابق مندرجہ بالا خلفاء میں سے اول الذکر پانچ خلفاء ممتاز حیثیت کے مالک تھے اور انہوں نے اپنے علاقوں میں خانقاہوں کی بنیاد رکھی اور حضرت خواجہ محمد سليمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے کام کو آگے بڑھایا اور ان کی خانقاہوں سے چشتیہ سلسلہ کے بڑے بڑے اولیاء کرام وابستہ ہوئے۔

4- مرزا احمد اختر نے ”تذکرۃ الفقراء“ میں اور ہندوستان کے مشہور محقق اور دانشور ڈاکٹر ظہور الحسن شارب اجمیری نے ”تذکرہ اولیائے پاک و ہند“ میں حضرت خواجہ محمد سليمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے انہی خلفاء کا تذکرہ فرمایا ہے۔

5- پاکستان کے مشہور محقق دانشور ڈاکٹر مبین عبدالجید سندھی نے ”پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں“ میں حضرت

خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں اُن کے پچاس خلفاء کی جو فہرست دی ہے وہ یہ ہے:

- (1) خواجہ اللہ بخش تونسوی۔ (2) صاحبزادہ غلام نصیر الدین کالے صاحب۔ (3) حافظ محمد علی خیر آبادی۔ (4) حاجی نجم الدین شیخاوائی۔ (5) حافظ محمد باراں۔ (6) صاحبزادہ نور بخش۔ (7) مولانا فضل بخش الہی۔ (8) خواجہ شمس الدین سیالوی۔ (9) مولانا محمد علی مکھڑی۔ (10) مولانا احمد تونسوی۔ (11) قطب الدین۔ (12) مولوی نور جہانیاں بہاولپوری۔ (13) مولوی شہسوار سکند نواحی مہار۔ (14) حاجی بختاور۔ (15) حاجی برخوردار۔ (16) مولوی سرفراز ڈیرہ اسماعیل۔ (17) میاں عبدالشکور خیر آبادی۔ (18) سردار خان ولایتی۔ (19) حسن شاہ قندھاری (20) ولی اللہ خراسانی (21) مولوی محمد حیات دہلوی (22) حسن عسکری دہلوی (23) میر فضل علی جھجری (24) مولوی قیام الدین دہلوی (25) مولوی شرف الدین سوتری (26) شیخ احمد مدنی (27) مولوی صالح محمد تونسوی (28) میاں عبداللطیف چینا پٹنی (29) مولوی نور محمد ملتانی (30) حافظ نور الدین ڈھنڈی نواحی مہار (31) مولوی امام الدین (حضرت خواجہ صاحب کے ملفوظات نافع السالکین کے مرتب) (32) نور احمد سندھی (33) نور عالم سکند مکھنہ (34) فاضل شاہ کشمیری (35) امیر الدین بن فضل شاہ کشمیری (36) سید شیر شاہ پاک پٹنی (37) سید مستان شاہ کابلی (38) ابوالحسن لانگھوی سکند سنگھ (39) حافظ عظمت علی مغروی نواحی مہار (40) فیض اللہ شاہ تجوی (41) میاں دلیل خانپوری (42) مولوی محمد یار بہاوری (43) مولوی نور محمد نارووالہ (44) مولوی شمس الدین سکند ساہیوال (45) میاں نظام الدین ساکن بمبئی (46) مشرف الدین گروہستانی (47) غلام محمد رسول پوری (48) غلام احمد پٹنی (49) پیر محمد فاضل شاہ ساکن گڑھی شریف (50) سخی خان سکند پھسڈی۔

مندرجہ بالا تمام علمی تحقیق کے مطابق حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کی کسی فہرست میں ”پیر محمد عبدالغفور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ“ کا نام شامل نہیں ہے اور ہو بھی نہیں سکتا۔ یہ اس لیے کہ نہ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست بیعت ہوئے اور نہ ہی اُن سے خلافت پائی۔ اور پھر ملفوظات حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور سلسلہ سروری قادری کے مشائخ کی روایات میں کہیں بھی اُن کے سلسلہ چشتیہ میں بیعت ہونے یا خلافت پانے کا ثبوت نہیں ملتا۔

## ب۔ روحانی دلائل

سلطان الصابرين حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے



سلسلہ سروری قادری سے منسلک ہیں اور سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ ایک سے زیادہ سلاسل سے خلافت کے قائل نہیں ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرشد یا طالب یا تو قادری ہوتا ہے یا چشتی یا نقشبندی یا سہروردی۔ تمام سلاسل یا ایک سے زیادہ سلاسل سے جو حصولِ خلافت کا دعویٰ کرتا ہے سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ اسے کاذب قرار دیتے ہیں اور اسرارِ قادری میں فرماتے ہیں کہ اس کی بات کا اعتبار نہ کرو کیونکہ اس حرامی کے بہت سے باپ ہیں، یاد رکھیے مرشد کامل باپ ہوتا ہے اور باپ ایک ہی ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

✽ اگر کوئی شخص کہے کہ مجھے ہر طریقہ کی خلافت حاصل ہے تو اس کی بات کا اعتبار نہ کرو۔ کیونکہ اس حرامی کے بہت سے باپ ہیں اس کی بات محض ایک گپ ہے۔ قادری لایحتاج ز شیر ہے۔ خدا نہ کرے کہ قادری مرید اپنے طریقہ کو چھوڑ کر کسی اور طریقہ میں داخل ہو جائے قادری مرید ہر طریقے پر غالب ہے۔<sup>۱</sup>

✽ بعض (دنیاوی شہرت کی خاطر) کہا کرتے ہیں کہ ہمیں ہر طریقہ کی خلافت حاصل ہے (اور ہم ہر طریقہ سلوک میں لوگوں کو بیعت کرنے کے مجاز ہیں) قادری طریقہ اتنا عظیم تر ہے کہ قادری کو صد حیا اور ہزار شرم آتی ہے کہ وہ کسی دوسرے طریقہ کی طرف رجوع کرے اور جو طالب مرید قادری ہے نہ تو وہ کسی دوسرے طریقہ (مرشد) سے کوئی التجا کرتا ہے اور نہ ہی کسی دوسرے طریقہ کی احتیاج رکھتا ہے (لیکن جو جاہل ہے در بدر دھکے کھانا اس کا مقدر ہے)۔<sup>۲</sup>

✽ بعض تقلید کرنے والے اکثر کہا کرتے ہیں کہ مجھے ہر طریقہ سے خلافت حاصل ہے اور میں طریقہ نقشبندی و طریقہ سہروردی و طریقہ چشتی و طریقہ قادری میں بیعت کر سکتا ہوں (یعنی کہ میں ہر سلسلہ میں مرید کر سکتا ہوں) ایسے لوگ کذاب (جھوٹے) ہیں۔ (سج الاسرار)

سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے ان فرامین کے بعد کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہ جاتی ہے کہ سروری قادری شیخ تو درکنار سروری قادری مرید بھی کسی دوسرے سلسلہ میں بیعت نہیں ہو سکتا اور نہ ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے کسی کو یہ اجازت مل سکتی ہے اور خاص طور پر جو طالب ازل سے سلسلہ سروری قادری کی "امانت" کا حامل ہو وہ کسی دوسرے سلسلہ میں جا کر بیعت ہو جائے یہ تو امانتِ الہیہ اور امانتِ فقر کے اصولوں کے ہی خلاف ہے۔ اس لیے یہ بات نہ صرف فقر کے اصولوں بلکہ سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے بھی بالکل برعکس ہے کہ پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ چشتی میں بیعت ہوئے ہوں گے اور پھر یہ بات اس وقت اور بھی دلچسپ صورتحال اختیار کر جاتی ہے کہ نہ صرف پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ سروری قادری ہیں بلکہ پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اکبر اور ان سے امانت

۱ (1) اسرارِ قادری ترجمہ: اللہ والوں کی قومی دکان لاہور، (2) اسرارِ قادری ترجمہ: فقیر محمد الطاف حسین سروری قادری، ناشر شبیر برادرز

لاہور ۲ نور الہدیٰ کلاں ترجمہ: فقیر محمد الطاف حسین سروری قادری، ناشر شبیر برادرز لاہور

حاصل کرنے والے سلسلہ سروری قادری کے اٹھائیسویں شیخ کامل شہباز عارفاں پیر سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی  
المشہدی رحمۃ اللہ علیہ بھی سروری قادری ہیں اور ان کے بعد کے تمام مشائخ بھی سروری قادری ہیں لیکن پیر محمد عبد  
الغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ چشتی قادری ہیں۔ کیا عقل اس بات کو تسلیم کرتی ہے؟

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ ”سروری قادری“ سلسلہ ”چشتی قادری“ کیسے  
بنا اور اس کو اتنی شدت سے یہ ثابت کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی کہ سلطان الصابرين حضرت نخی سلطان پیر  
محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف سلسلہ چشتی میں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیعت تھے بلکہ ان سے خرقہ  
خلافت بھی پایا؟ جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت نخی سلطان پیر محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی اولاد  
نرینہ نہ تھی اس لیے انہوں نے محرم راز سلطان الصابرين حضرت نخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا فرزند  
قرار دیا تھا اور حضرت نخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دوسری زوجہ محترمہ سے اپنے بڑے صاحبزادے  
پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت عطا فرما کر اپنے مرشد سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کا سجادہ نشین اور اپنا  
جانشین مقرر فرما دیا تھا اور وصیت فرمائی تھی کہ وہاں کبھی لنگر بند نہ ہونے دینا۔ پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ درویش اور صوفی  
منش انسان تھے۔ تعمیل حکم کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ احمد پور شرقیہ منتقل ہو گئے اور ہمہ وقت دربار سید محمد عبداللہ شاہ  
صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر رہنے لگے اور وسیع لنگر جاری فرمایا۔

سلطان الصابرين حضرت نخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی زوجہ محترمہ سے سب سے بڑے فرزند پیر  
محکم الدین رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کو پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت عطا فرمائی تھی وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ہی  
لا ولد وصال فرما گئے تھے۔

پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ اور پیر محکم الدین رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت عطا فرمائی۔ عام اور  
مشہور روایت یہی ہے کہ چھوٹے فرزند پیر عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کو نہ تو بیعت فرمایا اور نہ ہی خلافت عطا فرمائی۔ اس  
کی تصدیق ماہنامہ ”مرآة العارفین“ لاہور کے شمارہ دسمبر 2004 کی اس عبارت سے ہوتی ہے۔

۱۔ ملفوظات میں جو سلسلہ سروری قادری درج ہے وہ وہی ہے جو باب اول میں ہم سلطان العارفین حضرت نخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ فقر  
میں درج کر چکے ہیں اس میں سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے بعد سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے بعد پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام آتا ہے۔  
لیکن دربار شریف حضرت نخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے شائع شدہ کتاب میں جو چشتی اور قادری سلسلہ علیحدہ علیحدہ درج کیا گیا ہے  
اس میں چشتی سلسلہ میں بھی اور قادری سلسلہ میں بھی حضرت نخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد پیر عبدالرزاق صاحب کا ہی نام آتا  
ہے اور قادری سے پہلے سروری درج نہیں ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

”پیر عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مزید بیعت نہ کی حتیٰ کہ اپنے بیٹے عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ

کو بھی بیعت نہ کر سکے اور وہ سلسلہ چشتیہ میں جا کر بیعت ہوئے۔“ لہ

ماہنامہ مرآة العارفین لاہور کی عبارت اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ سلسلہ چشتیہ میں پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نہیں بلکہ اُن کے بعد اُن کے فرزند پیر عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ بیعت ہوئے اور یہیں سے ”چشتی قادری سلسلہ“ کا آغاز ہوا۔

1328ھ (1910ء) میں حضرت نئی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا تو حضرت نئی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دربار کی سجادہ نشینی پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی پیر عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے خود بخود سنبھال لی۔ کیونکہ پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ احمد پور شرقیہ میں سید عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پاک پر سجادہ نشینی کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ پیر عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ان کے صاحبزادے پیر محمد یوسف سجادہ نشین ہوئے۔ موجودہ نظام جو دربار حضرت نئی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر چل رہا ہے پیر محمد یوسف صاحب کا وضع کردہ ہے اور انہوں نے ہی ”سوانح عمری خواجہ پیر عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ“ تصنیف فرمائی ہے۔

## عشق مرشد

ملفوظات پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ مرتب پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ (غیر مطبوعہ) میں ہے کہ حضرت نئی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ظاہری صورت میں حسین اور حسن و جمال میں بے مثال میں نے کسی کو اپنے مرشد حضرت سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے برابر اپنی تمام عمر میں نہیں دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر زیادہ دیر تک کوئی نگاہ نہیں رکھا سکتا تھا۔ آنکھوں میں آنکھیں ڈالنا تو ناممکن تھا۔ جو آدمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کسی بھی کام کے سلسلہ میں حاضر ہوتا وہ حضور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار میں ایسا لگن ہو جاتا کہ اس کو گھربار اور سب کام بھول جاتا حتیٰ کہ وہ لڑکے جو کھیل کود میں مصروف ہوتے وہ حضور کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر دیدار میں اتنے محو ہو جاتے کہ ان کو کھیل کود بھول جاتا۔ حضرت پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں سراپکی میں جو کلام لکھا ہے اس کے ایک ایک لفظ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے مرشد سلطان التارکین سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے عشق کا اظہار ہوتا ہے۔ انہوں نے کسی منقبت میں بھی

لہ ماہنامہ مرآة العارفین لاہور ”شمارہ دسمبر 2004ء صفحہ 38 زیر ادارت چیف ایڈیٹر سلطان احمد علی، ایڈیٹر طارق اسماعیل ساگر

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ نہیں فرمایا ہے بلکہ ہر جگہ پیر عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا فیض رساں یعنی مرشد قرار دیا ہے۔ اس میں پہلی منقبت ”چشمہ کھلیا نور حقانی“ مارچ 2002ء میں اس عاجز نے اپنی کتاب ”گلدستہ ابیات و مناجات شہباز عارفاں سلطان الاولیاء حضرت نخی سلطان سید محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ“ میں سید بہادر علی شاہ کے نام سے صفحہ 58 تا 60 پر شائع کر دی تھی۔ ملفوظات کے مطالعہ کے دوران معلوم ہوا کہ یہ منقبت حضرت نخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جو انہوں نے اپنے مرشد حضرت سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں لکھی ہے اور منقبت پر غور کریں تو کلام بھی حضرت نخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس کے آخر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا تخلص عبدال استعمال فرمایا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام ثابت کرتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد صرف اور صرف سلطان التارکین حضرت نخی سلطان سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہی ہیں۔

چشمہ	کھلیا	نور	حقانی
شاہ	عبداللہ	فیض	رساں
احمد پور	وچ	نور	برسدا
جتنے	شاہ	عبداللہ	وسدا
واقف	لوح	قلم	تے مسدا

ہے وچ ملک بہاول خان  
شاہ عبداللہ فیض رساں

عرف	عجائب	عارف	باللہ
طالب	دیکھ	عجب	سلسلہ
شکر	پڑھن	الحمد	للہ

دیکھ جمال رسول نشانی  
شاہ عبداللہ فیض رساں

طالب	صادق	سالک	آون
لین	مراداں	جھولی	پاون
کر	تلقین	تے	راہ وکھاون

۱۔ ضلع بہاولپور کی تحصیل احمد پور شرقیہ ۲۔ سیاہی (ink) جو لوح پر قلم سے لکھنے کے لیے استعمال ہوتی ہے ۳۔ ریاست بہاولپور کی طرف اشارہ ہے

کھول سناون راز نہانی  
شاہ عبداللہ فیض رسانی

رمزاں مخفی جگ وچ ہلیاں  
ملک فلک تے مارن جھلیاں  
دریاں نور کرم دیاں کھلیاں

تھئی سب حور پری مستانی  
شاہ عبداللہ فیض رسانی

فیض فیاض دے دیکھ پارے  
مارے جوڑ انا الحق نعرے  
نالے ان حد پیا طوارے

چال مجازی ہوگی فانی  
شاہ عبداللہ فیض رسانی

عاشق بے سر پھرے مسافر  
توڑے لوگ سدے چا کافر  
واللہ عار نہیں کجھ آخر

دیکھ چشمہ لعل بیانی  
شاہ عبداللہ فیض رسانی

خوبی زگس ناز نظر دی  
نیتی طاقت ہوش صبر دی  
عبدل آہی لیل قدر دی

واہ روشن او ستر سبحانی  
شاہ عبداللہ فیض رسانی

۱۔ چھپے ہوئے ۲۔ فرشتے ۳۔ آوازیں بلند کرنا ۴۔ کڑکیاں ۵۔ پھیلاؤ ۶۔ بے انتہاء بے حد

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



چشمہ کھلیا نور حقانی  
شاہ عبداللہ فیض رسانی

☆☆☆☆☆☆

مندرجہ ذیل منقبت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف اپنے مرشد سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حسن کا ذکر فرما رہے ہیں بلکہ سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد سلطان العارفين حضرت نجاتی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اور حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فیض کا بھی ذکر فرما رہے ہیں:

اللہ عجز پیر نوازیاً یا غوثِ اعظم جیلانی  
واہ حضرت سلطان باہو تینوں کیتی مہربانی  
پیر عبداللہ شاہ معظم آل رسول نشانی  
احمد پور وچ تخت تیرا وچ ملک بہاول خانی  
حسن کمال خوابیدہ چہرہ ویکہ سیرت انسانی  
اُو لٹ پون مہتاب صحیٰ کر جلوہ شاہ نورانی  
تاب کنوں بے تاب کرے اُو صورت یوسف ثانی  
نال نظر امداد کرم دے سیرے کھولن طبقاتی  
پیر عبداللہ شاہ معظم آل رسول نشانی  
ثابت قدم شرع تے محکم تمہ الفقر مکانی  
کر تقرار نصیب ازل دا دیکھن قلم ربانی  
طالب خاص چھکن گھن دوروں نالے طرح نہانی  
طالب نوں تلقین کرن دس کھولن رکن یزدانی  
پیر عبداللہ شاہ معظم آل رسول نشانی  
جوڑ کلید تصور دی تہہ دیوین گرم دوکانی  
سالک دا کر بہت تسلا بولن ڈر دہانی  
دیکھ کلید تصور دی سبھ قفل کھلن ہریانی

۱۔ صحیح ۲ رکاوٹ دور کریں ۳۔ اسم اللہ ذات ۴۔ تسلی ۵۔ حیرانی

عکس کلید کریبی دل نوں روشن دوہاں جہانی  
 پیر عبداللہؒ شاہ معظم آل رسولؐ نشانی  
 آتش مشق سڑی سبھ زنا تے کفرستانی  
 سینہ صاف کریبی سبھ وہمات ویناؑ نفسانی  
 لیل نہار تھسی وت وارد وچ ہر وقت زمانی  
 دہ لکھ ستر ہزار تجٹی پوسی وچ دل جانی  
 پیر عبداللہؒ شاہ معظم آل رسولؐ نشانی  
 ویکھ ظہور اصل دیاں لاٹاں غیر تھسی نیانیؑ  
 سالک نوں سمجھائیں بہہ نال استمدادؑ امکانی  
 کہ مذکور اظہار سناں آکھن بات لسانی  
 بخش برات ازل وچ دیوین کھون کان خزانہ  
 پیر عبداللہؒ شاہ معظم آل رسولؐ نشانی  
 نور کنوں سرور کرین دل موج دیوے جریانیؑ  
 تروڑؑ حجاب سٹن ظلماتی گھلے عین عیانی  
 کر غم دور گھنیں دلداری نال ہمت مردانی  
 در آئے دی لاج پالنؑ رکھ شیوہ شان شہانی  
 پیر عبداللہؒ شاہ معظم آل رسولؐ نشانی  
 شفقت نال سمہالینؑ ہر دم سنجؑ دیوین ارزانیؑ  
 ظاہر باطن کرد توجہ نال کرم احسانی  
 نال نظر ارشاد کرینؑ دس اسم اعظمؑ سبحانی

۱۔ وہماتِ نفس، خواہشات ختم ہو جائیں گی ۲۔ غیر اللہ کو بھول جائے گا ۳۔ مدد چاہنا ۴۔ جاری رہنے والا ۵۔ توڑ کر، ہٹا کر  
 ۶۔ عزت کا بھرم رکھنا ۷۔ سنبھالیں ۸۔ خزانہ فقر ۹۔ سستا۔ یعنی طالب کو خزانہ فقر آسانی کے ساتھ اور بے حساب عطا کرنا  
 ۱۰۔ کریں ۱۱۔ اسم اعظم یعنی اسم اللہ ذات

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

سُنیم! بات صفات تیری دی عجب لگی حیرانی  
 پیر عبداللہؒ شاہ معظم آل رسولؐ نشانی  
 بھاپیں! حسن تیرے دیاں بلیاں! ہوکے لگی تن گانی ہے  
 عشق چراغ بلیا وچ دل دے شوق گھتی گل گانی ہے  
 حُب دیدار تیرے دی غالب کیتی سیکے روحانی  
 تھی راہی گھر چھوڑ چلیم توں واگ پچھکی جسمانی  
 پیر عبداللہؒ شاہ معظم آل رسولؐ نشانی  
 وچ جناب تیرے دے پہنچیا ایہہ بندہ سفرانی  
 نال کرم سڈ کول بہا تے دے سایہ سبحانی  
 جو احکام کیتونی بہی وت کیتم سبھ فرمانی  
 کر احسان کمال لطافت ولولہ قول کیتانی ہے  
 پیر عبداللہؒ شاہ معظم آل رسولؐ نشانی  
 پورا رہم قرار اوہن تے کر مشکل آسانی  
 شالہ قول پہنچایم قبلہ نال ہمت مردانی  
 صحبت دی گل یاد کیتی کجھ عبدآل طرح بیانی  
 ہے تلقین حقیقی اس وچ حضرت پیر پیرانی  
 پیر عبداللہؒ شاہ معظم آل رسولؐ نشانی

☆☆☆☆☆☆

درج ذیل منقبت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ مرشد سے حاصل ہونے والے اسرار بیان فرما رہے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد حضرت نخی سلطان سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں کوئی اولاد زینہ نہیں تھی اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا فرزند بنایا ہوا تھا۔ اس منقبت میں آپ خود اس کا اظہار فرما رہے ہیں۔

جان ونج نال ادب دے پیٹھیم نیڑے مرد صفائی  
 پیر عبداللہؒ شاہ مینوں ہک بات عجب سمجھائی

۱۔ سنی ۲۔ آگ ۳۔ جلی ۴۔ درد بھری آہ ۵۔ کمزور ٹھیک ۶۔ گلے کا ہار کے چاہت ۷۔ بار بار ۸۔ آپ نے فرمایا

تو ہیں فرزند اساڈا دل وچہ رکھ چھپائی  
 تھی خوشحال حضور پٹھیم جد کمال رمز ویکھائی  
 کر تسکین تکیم وچ خدمت تھیم امید سوائی  
 پیر عبداللہ شاہ مینوں ہک بات عجب سمجھائی  
 ہک دینہہ نال عنایت دے شاہ ایہ گفتار آلائی  
 پند میری فرزند میرا سن ہویا بہت سجائی  
 جیکر موت ونجیں گھن اسانوں جانے نہیں جدائی  
 رہن قریب ہمیش اساڈے نت دل جان رلائی  
 چھوڑیں ناں اسانوں ہرگز ہوسی نہیں لوئی  
 پیر عبداللہ شاہ مینوں ہک بات عجب سمجھائی  
 تھیی گال کمال تینوں سبھ جو گجھ اسان آلائی  
 گئی سستی وت چھوڑ جتھاں شہہ محکم بندھائی  
 خامی کنوں حضور اگے میں کر تقریر سنائی  
 جے فرماؤ حجرے وچ پکڑ بہاں تنہائی  
 چلے دی بھی دیود رخصت پوے قبول سکائی  
 پیر عبداللہ شاہ مینوں ہک بات عجب سمجھائی  
 چھ ماہ گزر گئے وچ خدمت آکھیم نال جھکائی  
 زری نال زبان کنوں شاہ گل ایہہ فرمائی  
 حجرہ گل دا جان فریبی چلہ سبھ مکرائی  
 جوڑ قلعہ وچ حجرے دے چھپ بیٹھا درد ہوائی  
 کر دعوے فرعون وانگوں نت رکھدا فخر وڈائی  
 پیر عبداللہ شاہ مینوں ہک بات عجب سمجھائی

۱۔ رہنا قیام کرنا ۲۔ نصیحت ۳۔ پختہ مضبوط ۴۔ کہا ۵۔ اچکپاتے ہوئے، عاجزی سے

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

حجرہ اصل پچھان پسر پیا گوڑا سبھ چترائی  
حجرے دے وچ گم ہوں ہور دی خبر نہ کائی  
چلہ چال جمال دیکھیں جتھے اسم کرے روشنائی  
کیا قول پلیوں<sup>۱</sup> اسان نالے - حکم خدائی

وقت اوتے موقوف سبھ گل تھیسے بہت چنگائی  
پیر عبداللہ<sup>۲</sup> شاہ مینوں ہک بات عجب سمجھائی  
ہوسی نہیں زوال کوئی گل تھیسے نہیں آجائی<sup>۳</sup>  
غور کنوں فی الفور کرے بھی مخفی طور بھلائی  
عاجز دی نت کرے تسلی وہ رہبر مولائی  
عین یقین مقیم تھیا وت کرن وعدہ وفائی  
عبدال جو تقدیر مقدر جان لکھی سر آئی  
پیر عبداللہ<sup>۲</sup> شاہ مینوں ہک بات عجب سمجھائی

☆☆☆☆☆☆

اس منقبت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حسن کی تعریف فرما رہے

ہیں:

نور اللہ کر آیا تجلی جوڑ شکل شاہانی  
پیر عبداللہ<sup>۲</sup> شاہ گل کھویا<sup>۴</sup> باغوں شاہ جیلانی  
شاہ خوباں محبوباں دا ہادی ہے لاثانی  
شمس قمر تے لیل قدر سبھ دیکھ رہن حیرانی  
عارف کامل خاص مکمل صاحب عین عیانی  
سے مشتاق جمال اللہ تے جان کرن قربانی  
نور اللہ کر آیا تجلی جوڑ شکل شاہانی  
پیر عبداللہ<sup>۲</sup> شاہ گل کھویا<sup>۴</sup> باغوں شاہ جیلانی

۱۔ جھوٹ ۲۔ بھانئیں گے، پورا کریں گے ۳۔ لا پرواہی ۴۔ کھلا

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



سلک سلوک دے کھولے ہادی جانتے دُر معانی  
 کر کے جوش و خروش اوچھلے وجدی طغیانی  
 بہن شہباز ہدایت دے کیا چال چلن مستانی  
 مارن جوڑ اناحق نعرہ ذات اللہ وچ فانی  
 نور اللہ کر آیا تجلی جوڑ شکل شاہانی  
 پیر عبداللہ شاہ گل کھڑیا باغوں شاہ جیلانی  
 واہ واہ سید پاک مکرم وجہ اللہ نورانی  
 وچہ ادراک قدیم کیا پوچھن وہم خیال گمانی  
 کھولے لطفوں عارف کامل سبھے راز نہانی  
 سد حضور چا کشف کرائی اسم اعظم قرآنی  
 نور اللہ کر آیا تجلی جوڑ شکل شاہانی  
 پیر عبداللہ شاہ گل کھڑیا باغوں شاہ جیلانی  
 ہک طرفے وچ جس نوں چاہے سیر کھولے طبقاتی  
 جے چاہے جھمکار اندر پہنچائے لامکانی  
 منزل اُس مقام پہنچائے نہیں جو وچ بیانی  
 کر گلزار دیدار کنوں سب راز جانا عرفانی  
 نور اللہ کر آیا تجلی جوڑ شکل شاہانی  
 پیر عبداللہ شاہ گل کھڑیا باغوں شاہ جیلانی  
 خادم روز ازل تے کرو خاصہ گنج ارزانی  
 ہر دم دم وچ قدم قدم تے کرو فیض رسانی  
 قلب ستیم سلیم کرو ذرہ فیضوں دے درمانی  
 ظاہر باطن پہنچو ہادی کر امداد روحانی

۱۔ جان جائیں ۲۔ نایاب معانی

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

نور اللہ کر آیا تجلی جوڑ شکل شاہانی  
 پیر عبداللہ شاہ گل کھڑیا باغوں شاہ جیلانی  
 شاد آباد کرو ایہہ دل سبھ فوج نئے شیطانی  
 بخش تصرف کامل ہادی نور دیکھا جسمانی  
 نور اللہ کر آیا تجلی جوڑ شکل شاہانی  
 پیر عبداللہ شاہ گل کھڑیا باغوں شاہ جیلانی

☆☆☆☆☆☆

ملفوظات میں یہ منقبت اردو میں ملی ہے جو پیر محمد عبدالغفور شاہ مدظلہ نے اپنے مرشد سلطان التارکین  
 حضرت سخی سلطان سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی مدظلہ کی شان میں لکھی ہے:

مجھے بھاتے ہیں یا حضرت اذکار تیرے  
 میرا ورد وظیفہ ہیں وہ خوش اسرار تیرے  
 جو حضرت مصطفیٰ کے ہیں تمام اطوار تیرے  
 جو حضرت غوث اعظم کے ہیں سبھ آثار تیرے  
 نظارا خاص وجہہ اللہ و ج دیدار تیرے  
 جو اکبر حج ہوتا ہے مجھے دربار تیرے  
 یقین میں ایک گلبن ہوں کنوں گلزار تیرے  
 یہ ہیں گل پھل تیرے سبھ خار تیرے  
 کسی سے کچھ غرض نہیں ہم ہیں سرکار تیرے  
 اگر زاہد و عابد ہیں دگر گناہ گار تیرے  
 محبت کے ہیں دل خموش میں بھڑکار تیرے  
 غلامی کے ہوئے حق سے ہمیں حقدار تیرے

حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ مدظلہ نے شاعری میں ”عبدل“ تخلص استعمال فرمایا ہے اور ان کے  
 کلام کے ایک مصرعے سے اپنے مرشد سید محمد عبداللہ شاہ مدظلہ سے عشق اور محبت کا اظہار ہوتا ہے اور یہی

۱۔ دوسرے

سب سے بڑا ثبوت ہے کہ آپ ﷺ حضرت سخی سلطان پیر محمد عبداللہ شاہ ﷺ کے ہی دست بیعت ہوئے اور ان کے عاشق بنے اور پھر عاشق سے معشوق اور محبت سے محبوب۔

## مرشد کے ساتھ سفر

آپ ﷺ کے مرشد سید محمد عبداللہ شاہ ﷺ ہر ماہ کم از کم ایک بار سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باہو ﷺ کے مزار مبارک پر حاضری دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ ہمیشہ ان سفروں میں اپنے مرشد پاک کے ساتھ ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ کے مرشد پاک کبھی کسی طرف سفر کے لیے تشریف نہیں لے گئے۔

## مرشد کا وصال

وصال سے چھ ماہ قبل آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد پاک کی طبیعت ناساز رہنے لگی تھی۔ ایک دن حضرت سخی سلطان سید محمد عبداللہ شاہ ﷺ کی طبیعت زیادہ ناساز ہو گئی تو آپ ﷺ اجازت لے کر سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باہو ﷺ کے محل پاک پر پہنچے تاکہ مرشد پاک کی صحت یابی کی عرض پیش کریں۔ مزار پاک پر پہنچتے ہی فوراً مزار پاک کے اندر تشریف لے گئے۔ ابھی آپ ﷺ نے دعا شروع ہی کی تھی کہ کسی شخص نے آپ ﷺ کو السلام علیکم کہا آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیتے ہوئے مڑ کر دیکھا تو وہ آپ ﷺ کے مرشد حضرت سخی سلطان سید محمد عبداللہ شاہ ﷺ تھے۔ انہوں نے اپنا دایاں ہاتھ مزار مبارک پر رکھا اور بائیں ہاتھ سے آپ ﷺ کو پکڑ کر سینے سے لگا لیا۔ یوں لگا جیسے نور کا ایک سمندر مزار مبارک سے نکلا اور ایک آپ ﷺ کے مرشد کے سینے سے نکلا اور وہ دونوں سمندر مل کر آپ ﷺ کے سینے کے اندر داخل ہو گئے یا یوں کہیے امانت الہیہ یا امانت فقر منتقل ہو گئی۔ آپ ﷺ کو غش سا آ گیا۔ ہوش آنے پر اپنے مرشد کے بارے میں وہاں موجود لوگوں سے پوچھا سب نے نفی میں جواب دیا کہ انہوں نے ان کو نہیں دیکھا۔ مزار پر ہر طرف سے پتہ کیا گیا تو جواب نفی میں ملا کہ حضرت سخی سلطان سید محمد عبداللہ شاہ ﷺ یہاں تشریف نہیں لائے۔ آپ ﷺ بہت متفکر ہوئے اور فوراً ہی احمد پور شرقیہ کے لیے واپس روانہ ہو گئے۔ جب آپ ﷺ 9 شوال 1276ھ (29 اپریل 1860ء) بروز اتوار احمد پور شرقیہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے مرشد وصال پا چکے ہیں اور ٹھیک اسی وقت ان کا وصال ہوا جس وقت سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باہو ﷺ کے محل پاک کے اندر

اُن سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ہوئی تھی۔ اُس دن 29 رمضان المبارک 1276ھ (20 اپریل 1860ء) اور جمعۃ المبارک کا دن تھا۔

## جنگل نوردی

مرشد کے وصال نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیوانہ کر دیا۔ پاگلوں کی طرح ننگے پاؤں جنگلوں میں، ویرانوں میں پھرتے۔ اگر کھانے کو کچھ مل جاتا تو کھا لیتے ورنہ بھوکے رہتے۔ دیوانگی کی یہ حالت ایک سال آپ رحمۃ اللہ علیہ پر طاری رہی۔ ایک دن اسی دیوانگی میں زمین پر بیٹھے ایک لکڑی سے زمین پر لکیریں کھینچ رہے تھے کہ یکدم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وجود کے اندر روشنی پھیل گئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے باطن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد نے ظاہر ہو کر کہا ”ہمیں کہاں تلاش کرتے ہو ہم تو تمہارے اندر ہیں۔“ یوں تلاش ختم ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حکم ملا کہ شورکوٹ سلطان العارفين حضرت نخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے شہر چلے جاؤ۔ وہاں حاضری دیتے رہنا۔ عنقریب تمہیں تمہارا مستقل ٹھکانہ عطا کر دیا جائے گا۔ دوئی ختم ہو چکی تھی۔ حضرت نخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات حضرت نخی سلطان سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات میں فنا ہو چکی تھی۔ دل کو اطمینان اور سکون آ گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ شورکوٹ تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جنگل نوردی کا عرصہ تقریباً ایک سال بنتا ہے۔ 10 شوال 1276ھ (30 اپریل 1860ء) کو آپ رحمۃ اللہ علیہ مرشد کے مزار سے دیوانہ ہو کر نکلے اور 21 شوال 1277ھ (2 مئی 1861ء) جمعرات کو شورکوٹ پہنچے۔

## شورکوٹ آمد اور قیام

21 شوال 1277ھ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ شورکوٹ میں ایک کنویں پر، جو ایک سادات خاندان کی ملکیت تھا، پہنچے اور اس پر موجود چھوٹی سی مسجد میں قیام پذیر ہو گئے۔ سادات کا یہ خاندان بہت غریب تھا اُن کے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا۔ قریب ہی سے شام کے وقت ایک اور سید زادہ آیا اور کہا کہ میرے ساتھ میرے ڈیرہ پر چلیں وہاں چار پائی، بستر اور روٹی سب کچھ ملے گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہمارا ڈیرہ یہی ہے میری فکر نہ کرو۔ اسی کنویں پر آباد سادات خاندان کی سید زادی مرشد کامل کی تلاش میں رہتی تھی اسے رات کو خواب میں اشارہ ہوا کہ آج مرشد کامل تیرے در پر آیا ہوا ہے بیعت کرنی ہے تو کر لے۔ اس سید زادی نے اپنے خاوند کو جگایا اور کہا کہ جاؤ

دیکھو باہر فقیر بیٹھا ہے یا نہیں۔ اگر بیٹھا ہے تو اس کو اپنے گھر لے آؤ میں نے بیعت کرنی ہے مجھے اشارہ ہوا ہے۔ وہ سیدزادہ کنویں پر آیا اور آپ ﷺ سے کہا ایک بار میرے گھر تشریف لائیں میری بیوی نے بیعت کرنی ہے۔ آپ ﷺ اُس سید کے ہمراہ اس کے گھر گئے اُس سیدزادی نے بیعت کی اور پھر خیال آیا کہ کچھ پکا کر آپ ﷺ کو کھلاؤں۔ تمام گھر میں تلاش کیا لیکن کچھ نہ ملا سوائے ایک پاؤ چاولوں کے۔ سیدزادی وہ چاول پکا کر آپ ﷺ کے پاس لے آئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا بچوں کو بھی بلاؤ۔ مائی نے عرض کیا قبلہ آپ کھالیں آپ کا بچا ہوا تبرک ہم کھالیں گے۔ آپ ﷺ نے چاول کھالیے پھر اس سیدزادی نے تمام گھر والوں کو جگایا تمام گھر والوں نے وہی چاول کھائے آپ ﷺ کی برکت سے وہ پاؤ بھر چاول تمام خاندان کو کافی ہوئے۔ اس کے بعد اسی کنویں پر آپ ﷺ نے ڈیرہ لگا لیا۔ یہاں آپ ﷺ کا ڈیرہ یا قیام تقریباً دو سال تک رہا۔

یہاں پر ہی شہباز عارفاں حضرت سخی سلطان سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی ﷺ آپ ﷺ کے دست مبارک پر 2 اگست 1861ء (25 محرم 1278ھ) بروز جمعہ المبارک کو بیعت ہوئے۔ حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ ﷺ وہ خوش قسمت مرشد ہیں جن کو تلقین و ارشاد کی مسند سنبھالتے ہی محرم راز مل گیا، جن سے آپ ﷺ کی رفاقت 21 فروری 1910ء تک یعنی انچاس سال قائم رہی۔

مڈر جبانہ سے مراد علی سیال پیر شاہ سید اور کافی لوگ شور کوٹ جا کر آپ ﷺ کے بیعت ہوئے اور آپ کی خدمت میں کچھ عرصہ آتے جاتے رہے۔ کچھ عرصہ کے بعد مراد علی سیال اور چند مرید شور کوٹ گئے اور آپ ﷺ کو مڈر جبانہ آنے کی دعوت دی کہ صرف ایک رات کے لیے آپ مڈر جبانہ تشریف لائیں۔ علی الصبح آپ ﷺ کو واپس شور کوٹ پہنچا دیں گے۔ آپ ﷺ ان مریدوں کے ہمراہ 7 صفر 1279ھ (4 اگست 1862ء) بروز سوموار مڈر جبانہ تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جس وقت رات کو میں کوزہ لے کر باہر آیا اور جس جگہ اب مزار مبارک ہے اس جگہ پہنچا تو حکم الہی ہوا کہ یہی جگہ آپ کے لیے مقرر ہے آپ ﷺ اس جگہ رہائش رکھیں۔ علی الصبح مراد علی سیال کا خیال تھا کہ پیر صاحب واپس تشریف لے جائیں گے ان کی نذر کے لیے کچھ روپے تلاش کرنے لگا مگر بہت کوشش کے باوجود بھی روپے نہ مل سکے۔ پھر آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ قبلہ آپ ﷺ کی نذر کے لیے روپے کی بہت تلاش کی ہے مگر نہیں مل سکے اپنی ملکیت میں سے نصف رقبہ زمین آپ ﷺ کی نذر کرتا ہوں منظور فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فقیر کو زمین کی ضرورت نہیں تمام روئے زمین فقیر کی ملکیت ہے جس جگہ چاہے رہ سکتا ہے جس کا مکان لامکاں میں ہو اس کو



مکان کی ضرورت نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ صرف ایک حجرہ کے لیے جگہ کی ضرورت ہے کیونکہ اس جگہ بیٹھنے کا حکم ہو گیا ہے۔ مراد علی سیال نے جواب دیا ”حضور تمام جگہ آپ کی ہے جس جگہ چاہیں حجرہ تیار کروالیں۔“ آپ ﷺ کے مریدوں نے یہاں پر آموں کا باغ لگا دیا دریا سے گھڑوں میں پانی بھر کر لاکر آموں کے درختوں کو دیا جاتا۔ جب دریا کا پانی خشک ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ آموں کو پانی دینے کے لیے ایک کنواں کھودلو۔ فقیروں نے ایک کنواں تیار کر کے آموں کو پانی دینا شروع کیا۔ جس وقت آموں کا باغ پھلوں سے لد گیا تو اردگرد سیالوں کو حسد ہوا کہ فقیر کسی طرح اس جگہ سے چلا جائے اور باغ ہمارے ہاتھ لگ جائے۔ مہتمم صاحب بندوبست کوٹ مپال آیا ہوا تھا۔ سیالوں نے درخواست دی کہ کوئی سیرانی فقیر اس جگہ آیا ہے اور ہمارے کنویں اور باغیچے پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ اس کو اٹھا دیا جائے۔ مہتمم صاحب نے چڑا سی کو بھیجا کہ ایک بار فقیر صاحب کو کوٹ مپال ہمارے پاس لے آؤ۔ جس وقت چڑا سی آپ ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں آسکتا۔ مہتمم صاحب کو کہیں کہ جو کچھ آپ کا دل چاہے لکھ دیں۔ ہم تو خدا تعالیٰ کے حکم سے بیٹھے ہیں اور خدا کے حکم ہی سے اٹھیں گے۔ جب چڑا سی واپس گیا اور آپ کا پیغام دیا تو مہتمم صاحب گھوڑی پر سوار ہو کر آپ ﷺ کی خدمت میں آ گیا۔ صرف ایک چار پائی تھی جس پر آپ بیٹھے تھے۔ مہتمم صاحب آپ ﷺ کے پاس چار پائی پر بیٹھ گئے۔ فقر کے مسائل شروع ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد سیالوں نے مہتمم صاحب سے کہا کہ فیصلہ تو ہو گیا ہے جب ہمارا مخالف آپ کے برابر چار پائی پر بیٹھا ہے اور ہم زمین پر کھڑے ہیں۔ مہتمم صاحب نے کہا کہ چڑا سی کہاں ہے دو دو چابک ان سیالوں کو لگاؤ مجھے اختیار ہے خواہ میں اپنے برابر جس کو چاہوں بٹھاؤں۔ پھر مہتمم صاحب نے آپ ﷺ کو کہا کہ دو گواہ مجھے بتادیں تاکہ میں ان کا بیان لے کر درخواست کا فیصلہ کر لوں۔ پیر صاحب نے فرمایا کہ میں کسی کو گواہی کے لیے نہیں کہتا جس طرح آپ کی منشا ہو فیصلہ لکھ دیں۔ مہتمم صاحب نے ایک بوڑھے سیال کو بلایا اور اس سے دریافت کیا کہ کنواں کس نے بنوایا ہے اور باغیچہ کس نے لگوایا ہے؟ بوڑھے سیال نے کہا کہ جتنے آدمی اس وقت موجود ہیں تمام میرے رشتہ دار ہیں اور یہ سب بے ایمان ہیں۔ یہ کنواں فقیر صاحب نے بنوایا ہے اور یہ باغیچہ بھی فقیر صاحب نے لگوایا ہے۔ مہتمم نے صرف ایک شخص کی گواہی لے کر فیصلہ لکھنے کا ارادہ کیا۔ سیالوں نے کہا کہ جناب یہ فقیر صاحب سیرانی ہے یہ کنواں اور باغیچہ فروخت کر کے کہیں اور چلا جائے گا اور ہمارا اس میں نقصان ہوگا۔ پھر آپ ﷺ نے مہتمم کو فرمایا کہ آپ یہ فیصلہ لکھ دیں کہ جب تک میں اس جگہ موجود ہوں کنواں اور باغیچہ ہمارا ہے۔ جس وقت ہم چھوڑ کر چلے جائیں مالکان کو تقسیم کر دیا جائے۔ سیال اس بات پر بہت خوش ہوئے کہ اب فیصلہ ہمارے حق میں

ہو گیا ہے جس وقت ہم چاہیں فقیر کو اٹھادیں گے اور کنواں اور باغیچہ پر قبضہ کر لیں گے۔ دوسرے دن احمد سیال نمبردار جو ٹڈ پرانا میں رہتا تھا اس نے ایک آدمی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بھیجا کہ ہم بہت فسادی لوگ ہیں، آپ شریف آدمی ہیں، رات کو جگہ چھوڑ کر خود بخود چلے جائیں تو بہتر ہے ورنہ ہم جھگڑا فساد کریں گے۔ جس وقت آدمی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا اور احمد سیال کا پیغام دیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم تو خدا تعالیٰ کے امر سے بیٹھے ہیں اگر آج حکم مل جائے تو ہم اسی وقت چلے جائیں گے ہمیں تو کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد سیالوں کو ایک قتل کے کیس میں مظفر گڑھ جانا پڑا۔ چھ ماہ کے بعد احمد سیال نے پھر آدمی بھیجا کہ پہلے بھی ہم نے ایک آدمی بھیجا تھا مگر آپ نے پرواہ نہیں کی ہم آپ کی کوٹھڑی گرا دیں گے اور پودے اکھیڑ کر پھینک دیں گے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”احمد سیال گھلا (دیوانہ) ہے ہم تو خدا تعالیٰ کے امر سے بیٹھے ہیں جس وقت امر ہو جائے گا ہم چلے جائیں گے۔ احمد سیال کو کہو کہ اپنے گھر کا خیال رکھے۔“ چند ہی دنوں بعد دریا میں طغیانی آئی اور ٹڈ پرانا جو کہ احمد سیال کی بستی تھی، سب دریا میں بہ گئی، کوئی چیز ہاتھ نہ آئی۔ پھر دوسری جگہ ٹڈ کی بستی بنائی گئی، کچھ عرصہ کے بعد احمد سیال دیوانہ ہو گیا۔ نہ کپڑوں کا ہوش رہا اور نہ کھانے پینے کا۔ جب یہ حالت سیالوں نے دیکھی تو ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں آنے سے ڈر جہانہ ٹڈ شریف ہو گیا۔ شہباز عارفاں پیر سید بہادر علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آمیاں میرے دوستا میرے پیر دا نور ظہور ویکھو  
 موضع ٹڈ مشہور خبیث آہا، آج ٹڈ شریف دا نور ویکھو  
 ظاہر عام نوں فیض دوا دا ای، باطن صادقوں دا کوہ طور ویکھو  
 سلطان سید بہادر شاہ دریا ہے بخشش، صحیح صورت عہد تے معنی غفور ویکھو

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پورے پچاس سال ٹڈ شریف میں ایک ہی جگہ مقیم رہ کر قائم مقام فقیر کی حیثیت سے زندگی گزاری۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پچاس سال اپنے حجرہ میں قیام پذیر رہے اور نزدیک رہنے والے لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت بھی آ کر نہ کی کہ فیض ہی حاصل کر لیں، مگر دور دراز کے علاقوں سے آ کر لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اسم اللہ ذات کا فیض حاصل کیا۔

## فرمودات

✽ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک قاضی رات کو خچر پر سوار ہو کر کسی دوست سے ملنے کے لیے

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

جا رہا تھا کہ راستے میں جنگل سے ایک ڈاکو نکل آیا اس نے کہا قاضی صاحب نجوم کا علم جانتے ہو؟ قاضی نے کہا کہ حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ علم نجوم پر اعتبار نہ کرو۔ ڈاکو نے کہا کہ حضور ﷺ نے یہ بھی تو فرمایا ہے الرقیق ثم الطریق یعنی پہلے رقیق بناؤ پھر سفر کرو۔ تمہارا کوئی رقیق ہے؟ تم تو حضور ﷺ کے فرمان کے خلاف چل رہے ہو ایک حدیث پر عمل کر لیا ہے اور دوسری کو چھوڑ دیا ہے۔ میں علم نجوم جانتا ہوں میں نے حساب کیا ہے میرا ستارہ تجھ پر غالب ہے نجر سے اتر آؤ اور تمام کپڑے بھی اتار کر مجھے دے دو۔ قاضی نجر سے اتر آیا اور نجر ڈاکو کو دے دیا اور کپڑے بھی دے دیئے صرف ایک چادر رہ گئی۔ ڈاکو نے کہا کہ چادر اتار دو۔ قاضی نے کہا میں نے نماز ادا کرنی ہے۔ ڈاکو نے کہا کہ مسئلہ مجھے بھی معلوم ہے تو پھر کیا دیر ہے جلدی سے چادر اتار دو اگر دیر کی تو تلواریں میرے پاس ہے۔ قاضی نے چادر اتار دی اور چھپ چھپا کر کسی کے کھیت میں پہنچا اور کسی سے چادر لے کر رات کو بمشکل گھر پہنچا۔ علی الصبح جس وقت قاضی کچھری میں گیا تو اس وقت وہی ڈاکو قاضی والے کپڑے پہن کر اور اسی نجر پر سوار ہو کر کچھری میں آ گیا اور قاضی کے پاس آ کر بغیر سلام کیے بیٹھ گیا۔ قاضی نے کہا کہ تم نے سلام کیوں نہیں کیا تو ڈاکو نے کہا کہ سلام دو قسم کا ہے۔ ایک سلام شریعت کا دوسرا تعظیم اور خوف کا شریعت کا میں قائل نہیں کیونکہ میں ڈاکو ہوں اور تعظیم اپنے سے بڑے کی کی جاتی ہے میں تم کو اپنے سے بڑا نہیں مانتا اور نہ مجھے کوئی خوف تجھ سے ہے۔ میں تم کو کیوں سلام کرتا۔ قاضی نے کہا تو اب کیا کہتا ہے؟ ڈاکو نے کہا کہ میرے پاس کوئی مکان نہیں ہے۔ تم اپنا مکان مجھے دے دو تا کہ میں زندگی کے دن آرام سے گزار سکوں یا اتنی رقم دے دو کہ میں نیا مکان تیار کر سکوں۔ بالآخر قاضی نے نقد روپے دے کر ڈاکو کو رخصت کیا۔ یہ مثال ڈاکو شیطان کی ہے جو تمام اعمال چھین کر لے جاتا ہے اور انسان کو ننگا کر کے چھوڑ دیتا ہے۔ تمام ظاہری علم شیطان پڑھا ہوا ہے اور کوئی ایسا علم نہیں جو شیطان نہ جانتا ہو۔ اگر کوئی رقیق پیر کامل تیرے ساتھ نہ ہوگا تو تمام اعمال صالحہ شیطان تجھ سے چھین لے گا۔ اس لیے پیر کامل کے ساتھ رابطہ قائم کرنا ضروری ہے۔ جو شخص نابینا ہو اس کا فرض ہے کہ آنکھوں والے کا ہاتھ پکڑ لے اور فرمان کی تعمیل کرے تب نابینا منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہے۔

✽ ایک دفعہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص کو پیر کامل کی تلاش تھی اس نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ میرے مال کا حساب کر کے مجھے روپے دے دو۔ انہوں نے حساب کر کے پانچ سو روپے اس کو دے دیئے۔ وہ شخص پانچ سو روپے لے کر ایک فقیر کے پاس گیا اور عرض کی کہ آپ پانچ سو روپے لے کر مجھے خدا کا راستہ سمجھا دیں۔

فقیر صاحب نے فرمایا کہ روپے لے کر خدا کا راستہ نہیں سمجھایا جاتا خدا کے واسطے تجھے سمجھاتا ہوں۔ تم عمل کرو اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت فرمائے گا۔ مگر اس نے کہا کہ میں تو روپے دے کر خدا کا راستہ سمجھوں گا۔ پھر کئی

بزرگوں کے پاس گیا انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ خدا کے واسطے خدا کا راستہ سمجھاتے ہیں۔ مگر اس نے کہا کہ میں تو روپے دے کر خدا کا راستہ سمجھوں گا۔ آخر الامر جنگل میں روپے لے کر جا رہا تھا کہ ایک ڈاکو مل گیا۔ پوچھا تیرے پاس کوئی مال ہے اس نے جواب دیا پانچ سو روپے ہیں اور یہ روپے دے کر خدا کا راستہ سمجھنا ہے۔ ڈاکو نے کہا کہ روپے مجھے دے دے میں تجھے خدا کا راستہ سمجھا دیتا ہوں۔ اس نے روپے دے دیئے وہ ڈاکو روپے لے کر فرار ہو گیا اور وہ شخص تین دن اسی جگہ بیٹھا رہا۔ تیسرے دن اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو بھیجا کہ میرا بندہ جنگل میں بیٹھا ہے اس کو تلقین کر۔ خضر علیہ السلام جنگل میں پہنچ گئے اور اس شخص کو کہا کہ خضر کے بارے میں سنا ہوا ہے؟ میں خضر ہوں اور مجھے اللہ تعالیٰ نے تیری ہدایت کے لیے بھیجا ہے، میں تجھے تلقین کرتا ہوں اور تو اس پر عمل کر۔ اس شخص نے کہا ”میں اپنا پیر بنا چکا ہوں اور روپے بھی دے چکا ہوں۔ میں آپ کی تلقین پر عمل نہیں کر سکتا۔ جس وقت پیر صاحب آئیں گے تو جو وہ فرمائیں گے میں اس پر عمل کروں گا۔ آج صرف تین دن گزرے ہیں اب میں اپنے پیر سے بے اعتقاد ہو کر آپ کو پیر بنا لوں، مجھ سے یہ ہرگز نہیں ہوگا۔“ حضرت خضر علیہ السلام نے جناب الہی میں عرض کیا کہ خداوند تعالیٰ یہ شخص میرے فرمان پر عمل نہیں کرتا۔ حکم ہوا کہ ڈاکو کو تلاش کر کے اس کو تلقین کر تا کہ وہ واپس جا کر اس کو تلقین کرے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے ڈاکو کو تلاش کر کے تلقین کی اور اس نے اس شخص کو آ کر تلقین کی۔ یہ ہے طلب صادق۔ ہدایت کرنے والا اللہ تعالیٰ خود ہے۔ اپنے دوستوں کے ذریعے ہدایت فرماتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس شخص کو میں ہدایت کرتا ہوں وہی ہدایت پاتا ہے اور اس کو اپنے دوستوں کی طرف بھیج دیتا ہوں اور جو شخص میری بارگاہ کا رد کیا ہوا ہے اس کے لیے نہ کوئی مرشد ہے اور نہ ولی۔

✽ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا حضرت اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کی کیا نشانی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر تو اللہ تعالیٰ کی ہر مصیبت اور بلا پر راضی ہے تو اللہ تعالیٰ بھی تجھ پر راضی ہے۔ اگر تو تکلیفوں اور مصیبتوں میں اللہ سے ناراض ہے تو اللہ بھی تجھ پر ناراض ہے۔ بموجب قولہ تعالیٰ ”رضی اللہ عنہم ورضوعنہ“ یعنی جو شخص خدا کی ہر مصیبت پر راضی ہے اللہ تعالیٰ بھی اس پر راضی ہے۔

## آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لقب

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے منتقلی امانت الہیہ کے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ”سلطان الصابرين“ کے لقب سے سرفراز کیا گیا۔ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ آپ کو ”پیر محمد“ کے لقب سے مخاطب فرمایا کرتے تھے۔ جس کی طرف شہباز عارفاں حضرت سخی سلطان سید

محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے، جنہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے امانتِ فقر حاصل کی، ان اشعار میں اشارہ فرمایا ہے:

واہ ”پیر محمد“ رمز بتائی  
میں وچ میں نہ رہ گئی کائی  
پھر فرماتے ہیں:

بشریت دے وچ ”عبد“ سدائے  
بخشش وقت غفور اکھائے  
جد لامکانی رتبہ پائے  
”پیر محمد“ نام دھرائے

ایک اور منقبت میں فرماتے ہیں:

ہے مظہر انوار ”پیر محمد“ سائیں  
ہے مخزن اسرار ”پیر محمد“ سائیں

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری میں یہ درج کیا گیا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ”پیر محمد جی“ کا لقب ملا جو بعد میں بدل کر ”پیر محمد جیو“ ہو گیا۔

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ سے امانتِ فقر کے حصول اور ان کے سلسلہ سے تعلق کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نخی سلطان اور قبیلہ ہاشم اور قریش سے نسبت کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ہاشمی قریشی کہا جاتا ہے۔

## آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فقہی مسلک اور سلسلہ فقر

آپ رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھتے تھے اور فقہ میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سلطان التارکین حضرت نخی سلطان سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد سلسلہ سروری قادری کے شیخ ہیں۔

## ازواج اور اولاد

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مڈر جہانہ میں دو شادیاں کیں۔ پہلی شادی سے پیر محکم الدین رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں ہی لا ولد فوت ہوئے ان کا مزار دربار حضرت نخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہی باہر



مغرب کی طرف ایک کمرے میں واقع ہے۔ دوسری شادی سے پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ اور پیر عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے جن سے اولاد کا سلسلہ چلا۔

## مرشد کے مزار کی تیاری

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال سے ایک سال قبل 1327ھ (1909ء) میں اپنے مرشد سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی تعمیر سلطان العارفین حضرت نخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے عکس کے مطابق شروع کرا دی اور اپنے بڑے صاحبزادے پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کو سجادہ نشین بھی مقرر فرما دیا، تعمیر کا یہ سارا کام پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نگرانی ہی ہو رہا تھا۔ فتح دین فقیر گجرات والا تعمیر کا کام کروا رہا تھا۔ وصال سے ایک روز قبل شام کو جس وقت تمام لوگ کام سے فارغ ہوئے تو فتح دین نے دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ دربار شریف کے اندر داخل ہو گئے ہیں۔ وہ جلدی سے زیارت کے لیے آیا کہ آج پیر صاحب تشریف لائے ہیں۔ جس وقت وہ دربار شریف کے اندر داخل ہوا تو پیر صاحب موجود نہ تھے۔ بڑا حیران ہوا کہ اپنی آنکھوں سے پیر صاحب کو دیکھا کہاں چلے گئے۔ علی الصبح آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔ آپ کے مرشد سید عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے وقت صفر 1328ھ میں مکمل ہو چکا تھا اور سلطان العارفین حضرت نخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کا عین بعین عکس تھا۔

## خلفاء

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دو خلیفہ اصغر تھے دونوں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ اور پیر محکم الدین رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ مرآة العارفین کی روایت کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے صاحبزادے پیر عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد سلسلہ چشتیہ میں بیعت ہوئے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

## منتقلی امانت فقر

وصال سے دو روز قبل 8 صفر 1328ھ (بمطابق 19 فروری 1910ء) بروز ہفتہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے محرم

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

راز سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے کر سلطان العارفين رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سلطان العارفين رضی اللہ عنہ کی اجازت سے امانتِ فقر سید محمد بہادر علی شاہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دی۔

## وصال مبارک

آپ رضی اللہ عنہ 10 صفر 1328ھ بمطابق 21 فروری 1910ء بروز سوموار صبح کے وقت عالم فنا سے عالم بقا میں تشریف لے گئے۔

## مزار مبارک

آپ رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک گڑھ بہارا جہ (ضلع جھنگ) سے مشرق کی جانب 13 کلومیٹر کے فاصلے پر شریف میں ہے۔

## عرس پاک

آپ رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک ہر سال 9 اور 10 صفر کو منعقد ہوتا ہے۔

## سجادہ نشین

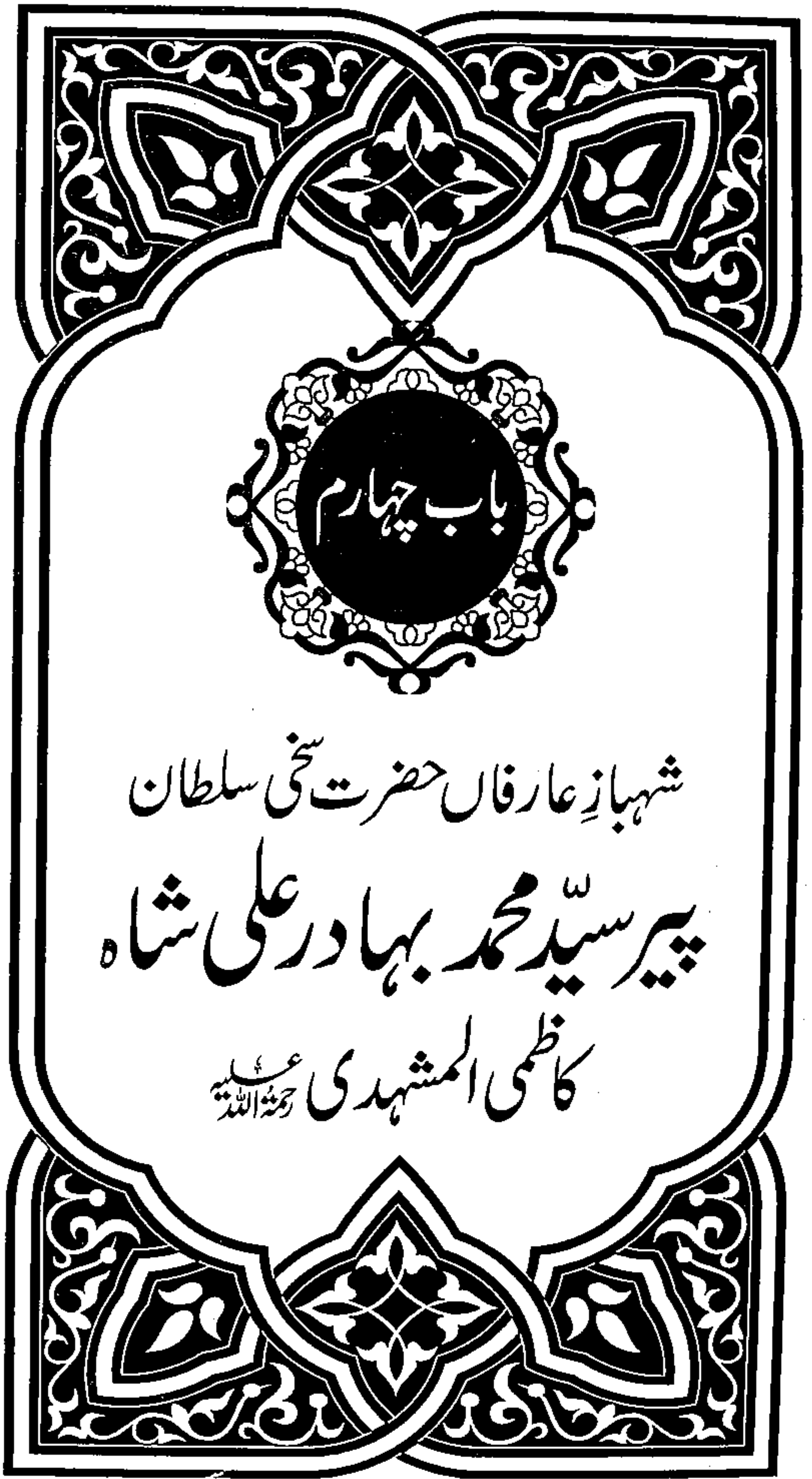
آپ رضی اللہ عنہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے پیر عبدالرزاق رضی اللہ عنہ صاحب پہلے سجادہ نشین بنے دوسرے سجادہ نشین ان کے بڑے بیٹے محمد یوسف مقرر ہوئے۔ محمد یوسف کے تین بیٹے تھے محمد یعقوب بڑے محمد ایوب بچھلے اور محمد الیاس چھوٹے صاحبزادے تھے ان میں بچھلے صاحبزادے میاں محمد ایوب قریشی اب سجادہ نشین ہیں۔

سلطان الصابرين حضرت سخی سلطان  
پیر محمد عبدالغفور شاہ ہاشمی قریشی رحمۃ اللہ علیہ

(محل پاک، تربت مبارک اور تصویر مبارک 2011ء)



Marfat.com  
Marfat.com  
Marfat.com



Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

## شہباز عارفاں حضرت سخی سلطان پیر سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ

سلطان الصابریں حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد شہباز عارفاں حضرت سخی سلطان سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کو امانت فخر منتقل ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ سروری قادری کے شیخ کامل کے منصب پر فائز ہوئے۔

### سلسلہ نسب

شہباز عارفاں حضرت سخی سلطان سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک میں سے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قبیلہ ایران کے شہر مشہد سے ہجرت کر کے اس وقت کے ہندوستان اور اب پاکستان کے صوبہ پنجاب کے ضلع راولپنڈی کے قریب آ کر آباد ہوا۔  
آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب یہ ہے:

سید محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بن سید فتح علی بن سید شاہ شرف بن سید کمال شاہ بن سید گل شاہ بن سید محمد کریم بن سید فتح محمد بن سید محمد مالی بن سید محمد سجاد بن سید محمد ملہو بن سید حبیب اللہ بن سید محمد غالب بن سید عبدالرحمن بن سید محمد یوسف بن سید محمد بن سید محمد فاروق بن سید ریاض الدین بن سید شہاب الدین بن سید سلطان محمد فخر الدین بن سید غیاث الدین بن سید ابوالقاسم حسین بن سید محمد امیر بن سید عبدالرحمن بن سید محمد ثانی بن سید اسحاق ثانی بن سید محمد موسیٰ زاہد ابی الحسن بن سید شاہ عالم ابی الحسن بن سید قاسم علیم بن سید محمد اول عبداللہ بن سید شاہ اسحاق الموفق بن حضرت امام موسیٰ کاظم بن سید امام جعفر صادق بن سید امام محمد باقر بن سید امام زید بن العابدین بن سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بن امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ابن ابی طالب۔

۱۔ اس سے قبل آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مختلف روایات کے مطابق حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پاک میں سے لکھا جاتا رہا ہے حالانکہ حضرت شاہ عبداللطیف کاظمی المعروف بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ اس سلسلہ میں تحقیق کے لیے دربار سید محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے موجودہ سجادہ نشین سید طالب حسین شاہ مدظلہ الاقدس کے صاحبزادے سید فخر سلطان مدظلہ الاقدس سے 2009ء میں رابطہ کیا گیا تو انہوں نے مندرجہ بالا شجرہ نسب عطا فرمایا اور پہلی بار مجتبیٰ آخرومانی میں سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب شائع ہو رہا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والدین راو پنڈی سے ہجرت کر کے پہلے چکوال اور پھر شورکوٹ (ضلع جھنگ) سے شمال مغرب کی جانب قصبہ حسووالی میں آباد ہوئے اور کاشتکاری کا پیشہ اختیار کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد سید فتح علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ صوفی منش درویش صفت اور دیندار انسان تھے اور حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے اور اکثر حاضری کے لیے دربار حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے جایا کرتے تھے۔

## ولادت باسعادت

شہباز عارفان حضرت سخی سلطان پیر سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی سروری قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت میرے مرشد پاک سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق 16- اگست 1801ء (5 ربیع الثانی 1216ھ) بروز اتوار بوقت فجر قصبہ حسووالی تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ میں ہوئی۔ ابتدا ہی سے نور فقر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ انور سے تاباں تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی نور فقر کی وجہ سے اپنے بھائیوں سے علیحدہ اور ممتاز نظر آتے تھے۔

## حصولِ علمِ ظاہری اور دربار سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ پر قیام

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد سید فتح علی رحمۃ اللہ علیہ جب بھی سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پاک پر حاضری کے لیے جاتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے والد کے ہمراہ ہوتے۔ انہی حاضریوں کے دوران حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو باطنی طور پر سیراب فرماتے رہے۔

دین کی طرف آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دلچسپی اور شوق کو دیکھتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ملتان کے مشہور عالم دین اور اپنے مرشد سید پیر مولانا محمد عبید اللہ ملتان رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجنے کا ارادہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد آٹھ سال کی عمر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر ملتان روانہ ہوئے اور ملتان روانگی سے قبل حضرت

حضرت مولانا پیر محمد عبید اللہ ملتان رحمۃ اللہ علیہ میں قادری سلسلہ کے بزرگ گزرے ہیں آپ بہت بڑے عالم تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ سے لاکھوں تشنگان علم نے اپنی پیاس بجھائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ملتان سے شرک و بدعات کا خاتمہ فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جامع مسجد جھنگ صدر اور دوسری جامع مسجد خیر پور ٹامیوالی بہاولپور میں تعمیر کروائی۔ ملتان میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

نئی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پاک پر آپ کے ہمراہ حاضری دی اور سات دن دربار شریف پر قیام فرمایا۔ ان سات دنوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد سید فتح علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹے کے لیے کرم اور مہربانی کی دعا فرماتے رہے۔ سات دن کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد صاحب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر ملتان پہنچے اور تعلیم کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مرشد پیر مولانا محمد عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کر دیا اور خود واپس خسروالی تشریف لے آئے۔ اگلے دن پیر مولانا عبید اللہ شاہ صاحب نے تعلیم و تدریس کے لیے سید محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو طلب فرمایا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ابتدائی قاعدہ رکھا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ قاعدہ پڑھ کر اپنے استاد محترم کو سنا دیا۔ پھر پارہ حتیٰ کہ پورا قرآن پاک سنا دیا۔ مولانا نے سمجھا شاید بچہ گھر سے حفظ کر کے آیا ہے۔ لہذا انہوں نے درس نظامی کی تعلیم دینی شروع کی مگر یہاں بھی وہی کیفیت تھی۔ مولانا جو کتاب سامنے رکھتے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پہلے سے ازبر ہوتی اس طرح تقریباً سترہ دنوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام کتب کی تعلیم مکمل کر لی۔ سترہ دن بعد مولانا عبید اللہ شاہ صاحب نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد کو خط لکھا کہ آپ کا بیٹا تعلیم مکمل کر چکا ہے آ کر لے جائیں۔ آپ کے والد پیر سید فتح علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ خط پڑھ کر بہت رنجیدہ ہوئے کہ شاید میرا بیٹا اپنے استاد کے معیار پر پورا نہیں اترایا اس سے کوئی کوتاہی ہوگئی ہے۔ اسی پریشانی کے عالم میں خط ملتے ہی آپ فوراً ملتان پہنچے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علم کے بارے میں جب مولانا صاحب نے آپ کے والد کو بتایا تو وہ بہت حیران ہوئے۔ مولانا صاحب نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم سے پوچھا کہ یہ تعلیم اس نے کہاں سے حاصل کی؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد نے بتایا اس سے پہلے ان کو کسی مدرسہ میں داخل نہیں کروایا گیا۔ جب سید محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس سلسلہ میں استفسار کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ جن سات دنوں میں ان کا قیام حضرت نئی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پاک پر رہا ان دنوں میں حضرت نئی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں علم لدنی عطا فرمایا۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ملتان سے حضرت نئی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک پر لے آئے۔ حضرت نئی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد کو خواب میں حکم فرمایا ”آپ اپنے بیٹے کو یہیں ہمارے پاس چھوڑ جائیں ہم اس کے نگہبان ہیں۔“ اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سلطان العارفین حضرت نئی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طویل عرصہ حضرت نئی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر گزارا۔ 8 سال کی عمر یعنی 1809ء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ دربار پاک پر آئے اور 1849ء تک تقریباً 40 سال دربار حضرت نئی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ پر رہے۔ 40 سال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ سے حکم ملا کہ اب آپ رحمۃ اللہ علیہ گھر تشریف لے جائیں اور ہر ماہ پیر کو محفل میں حاضر ہو جایا کریں۔ 1861ء تک معاملات اسی طرح چلتے

رہے اور 1861ء میں جب آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک دن دربار پاک پر حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری دست بیعت کے لیے شور کوٹ جانے کا حکم ملا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ جب 1241ھ (1825ء) میں سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ دربار نئی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ پر پہنچے تو سید بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف دربار پاک پر موجود تھے بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک 24 سال تھی اور پھر نہ صرف آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت اپنے مرشد پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے قبل ہوئی (آپ کی ولادت 1216ھ میں جبکہ آپ کے مرشد پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1242ھ میں ہوئی) بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے مرشد پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے عرصہ تلقین و ارشاد کے دوران دربار پاک پر موجود رہے۔ 1825ء میں جب سکھوں نے دربار پاک پر یورش دوم کی اور سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی تمام اولاد دربار پاک چھوڑ کر مختلف اطراف میں ہجرت کر گئی تو اس دوران بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ دربار پاک پر موجود تھے بلکہ جب دربار پاک قصبہ سمندری (گڑھ مہاراجہ جھنگ) سے 1336ھ میں موجودہ جگہ پر منتقل ہوا تو اس وقت بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ حیات تھے۔

## دربار سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ پر قیام کے دوران فرائض

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دربار حضرت نئی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ پر قیام کے دوران مختلف قسم کے فرائض سرانجام دیئے۔ شروع کے بارہ سال آپ رحمۃ اللہ علیہ نے زائرین کے وضو کے لیے پانی بھرنے کی ڈیوٹی سرانجام دی۔ لنگر کی تقسیم، زائرین کو ٹھہرانے اور دربار پاک کی صفائی کی ڈیوٹی بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے طویل عرصہ تک سرانجام دی۔ دربار پاک پر قیام کے دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اہم کارنامہ سلطان العارفین حضرت نئی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کے نسخہ جات کی نقل کر کے ان کو محفوظ کرنا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شمس العارفین، گنج الاسرار، کلید التوحید، کلاں، کلید التوحید خورد، مجالس النبی، محکم الفقر کلاں، عین الفقر، عقل بیدار اور نور الہدیٰ کلاں کو نقل کر کے آئندہ نسلوں کے لیے محفوظ کیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 40 سال جو دربار پاک پر گزارے ان میں سب سے اہم معمول روزانہ ذکر و تصویر اسم

اللہ ذات تھا۔

## ظاہری دست بیعت

جب 53 سالہ ریاضت کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی باطنی تربیت مکمل ہوگئی تو آپ کو پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت کا حکم دیا گیا۔ پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد کے وصال کے بعد اس وقت شورکوٹ میں مقیم تھے اور سلسلہ سروری قادری کے شیخ تھے۔ سوانح عمری پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ سید محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ شورکوٹ میں پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست بیعت ہوئے اور ”ماہنامہ مرآة العارفین لاہور“ کے شمارہ اپریل 2000ء سے بھی اس کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ اس شمارہ کی عبارت یوں ہے:

”سلطان العارفین حضرت نئی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو حکم فرمایا کہ آپ سروری قادری سلسلہ کے مردِ کامل کے ہاتھ پر ظاہری بیعت کریں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مؤدبانہ التماس کی کہ حضور آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی میری راہبری فرمائیں۔ حضرت نئی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے پیر محمد عبدالغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام بتاتے ہوئے ان کی طرف اشارہ فرمایا اور یہ بھی وضاحت فرمادی کہ وہ شورکوٹ شہر میں قیام پذیر ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ بشارت سنتے ہی شورکوٹ روانہ ہو گئے اور پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ڈیرے پر پہنچے اور شرف زیارت کے بعد بیعت کی استعداد کی۔ پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسکرا کر فرمایا کہ تم بھی حکم کے تابع ہو اور میں بھی۔ اس طرح پیر محمد عبدالغفور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سید محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو دست بیعت فرمایا۔“ (صفحہ نمبر 18)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 2۔ اگست 1861ء (25 محرم الحرام 1278ھ) بروز جمعہ المبارک کو شورکوٹ میں پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت فرمائی۔

دست بیعت کے بعد جب آپ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچے تو حکم ہوا کہ یہ سلطان الفقیر پنجم کا خزانہ فقر ہے جو تمہیں سلطان الفقیر ششم کو منتقل کرنا ہے جو میری اولاد سے ہوگا۔ یہ سب فقر کے مختارِ کل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے منظور ہو چکا ہے اور غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس پر مہر لگا چکے ہیں۔ حضرت پیر سید محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی کہ میں اُسے پہچانوں گا کیسے؟ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میری اولاد میں ایک مردِ کامل پیدا ہوگا جو ختنہ شدہ اور ناف بریدہ ہوگا اس کے گھر میں سلطان الفقیر ششم کی ولادت ہوگی۔

۱۔ روایت سلطان الفقیر (ششم) حضرت نئی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ جو انہوں نے اپنے مرشد حضرت نئی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے سماعت کی۔



## ملازم دفتر دافرما یا ذات سخی سلطانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا یہ معمول تھا کہ ظاہری دست بیعت کے بعد دن مرشد کے پاس گزارتے اور رات حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پاک پر۔ ہر رات دربار شریف پر ایک باطنی محفل منعقد ہوتی تھی جس میں سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے تمام خلفاء اپنے مراتب کے لحاظ سے ترتیب وار نشست فرما ہوا کرتے تھے۔ ترتیب کے لحاظ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا آخری نمبر تھا اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ آخری نمبر پر بیٹھتے۔ ایک رات حاضری کے لیے دربار شریف روانہ ہوئے تو شدید آندھی اور طوفان نے آیا۔ ملاح نے کہا کہ دریا میں شدید طوفان ہے میں اس حالت میں دریا کے پار کشتی نہیں لے جاسکتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ کیسے گوارا کر سکتے تھے کہ محفل میں غیر حاضری لگ جائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طوفان میں ہی دریا میں چھلانگ لگا دی اور طوفان میں تیر کر دریا پار کر لیا جب آپ رحمۃ اللہ علیہ دربار شریف پہنچے اور محفل میں حاضری نصیب ہوئی تو سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلیفہ نورنگ سلطان جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بیٹھتے تھے سے فرمایا کہ آج پیر صاحب بڑی محنت کر کے آرہے ہیں لہذا یہ جگہ ان کے لیے خالی کر دو۔ اس طرح پیر سید محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں مرتبہ اول حاصل ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس دن سے سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے خزانہ فقر کا نگران مقرر فرما دیا گیا۔ اسی روز آپ کو سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ سے ”پیر صاحب“ کا لقب عطا ہوا اور لوگوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ ”حضور پیر صاحب“ کے نام سے مشہور ہوئے۔

یہ انعامات پا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ملازم دفتر دافرما یا ذات سخی سلطانی رحمۃ اللہ علیہ

یہ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں لکھی گئی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک طویل منقبت کا مصرعہ ہے۔ ایک روز اپنے مرشد پاک سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ سے اس عاجز نے اس مصرعہ کی شرح پوچھی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پیر بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے محبوب ہیں اور محبوب سے کوئی چیز چھپا کر نہیں رکھی جاتی اس لیے حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا تمام باطنی خزانہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرما دیا ہے۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے ”زندگی بھر مجھے ایسا طالب صادق نہیں ملا جسے میں اپنا باطنی ورثہ عطا کر دیتا“ لیکن سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے ظاہری وصال کے بعد پیر سید محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ وہ واحد طالب تھے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معیار پر پورے اترے اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ تمام خزانہ انہیں سونپ دیا

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



اور فرمایا ”پیر صاحب آج تک جو طالب مولیٰ بھی میرے در پر آیا میں نے بلا واسطہ اُسے اُس کی منزل تک پہنچایا لیکن اب قیامت تک جو طالب مولیٰ بھی میرے پاس آئے گا وہ آپ کے واسطہ ہی سے فقر پائے گا“ یہ ہے اس مصرعہ کی شرح۔

## آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لقب

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لقب ”شہباز عارفان“ ہے جو بارگاہِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو عطا ہوا۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ”پیر صاحب“ کے نام سے مخاطب فرمایا کرتے تھے۔ ”سید“ خاندانِ سادات کے نسب کی وجہ سے اور ”سخی سلطان“ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ سے امانتِ فقر کی منتقلی کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا حصہ بنا۔

## فقر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ سے عطا ہوتا ہے

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق اب فقر اور فقر سے متعلق تمام معاملات پیر بہادر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی میں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق طے پاتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کی مہربانی سے سالکینِ فقر کے درجات و مقامات طے ہوتے اور ان کے ظاہری اور باطنی مسائل حل ہوتے ہیں۔ ”کراماتِ عزیز یہ“ میں سلطان محمد فاروق رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں ”آپ (سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ) کو جب بھی کوئی مسئلہ پیش آتا آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد حضرت سخی سلطان محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جا کر ان سے فوراً حل کروا لیتے۔“

سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اکثر حضرت سخی سلطان محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر اکیس دن قیام فرماتے آپ رحمۃ اللہ علیہ اس دورانہ کو ”اکبہ“ فرماتے تھے اسی طرح نورانیہ یعنی نورات کا قیام اور پنج راتہ یعنی پانچ رات کا قیام۔ یہی معمول میرے مرشد پاک حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کا رہا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جس کام کا بھی آغاز کرنا ہوتا دربار حضرت سخی سلطان سید محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہی کرتے۔ اس خادم کا بھی یہ معمول ہے کہ جو بھی مسئلہ راہِ فقر میں درپیش ہو فوراً سلطان سید محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض پیش کر دیتا ہوں۔ اس خادم کے سلسلہ میں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اور آسانی فرمادی ہے کہ ایک دن یا چند گھنٹوں میں ہی معاملہ حل ہو جاتا ہے۔

## فیض اسم اللہ ذات

حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو عملی شکل دینے اور ان کے فیض سلطانی کو عام کرنے کے لیے پیر سید محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے انقلابی قدم اٹھائے اور اس سلسلہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سینکڑوں کی تعداد میں سونے کے اسم اللہ ذات تیار کروائے۔ ان اسم اللہ ذات کی عبارت آپ رحمۃ اللہ علیہ خود رقم فرماتے اور اس پر سونا لگانے کے لیے ملتان میں ایک سنار کے پاس بھیجا کرتے۔ اس طرح سینکڑوں طالبان مولیٰ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نوازا۔ سونے کے اسم اللہ ذات تیار کروانے کا سلسلہ پھر دوبارہ میرے مرشد پاک سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے شروع فرمایا اور اس کے لیے ”حضور پیر صاحب“ کا تیار کردہ اسم اللہ ذات ہی نمونہ بنایا گیا جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس محفوظ تھا۔

## ازدواجی زندگی اور اولاد

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نکاح فرمایا۔ مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات زندگی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گھریلو زندگی کو بہت متاثر کیا۔ سسرال والوں کا اصرار تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فقر کا راستہ چھوڑ کر دنیاوی کام کاج اور کاشتکاری کریں۔ اتنے مجاہدے، محنت، ریاضت اور مشقت کے بعد فقر کی جو نعمت حاصل ہوئی تھی اس کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کیسے چھوڑ سکتے تھے۔ آخر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے دورانے رکھے گئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی نے کہا کہ یا تو آپ مجھے چھوڑ دیں یا پھر وہ راستہ چھوڑ دیں جس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ چل رہے ہیں۔ تب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے بیوی کو طلاق دے دی اور دنیا سے مکمل چھٹکارا حاصل کر لیا اور باقی عمر تہجد میں گزاری۔ اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

## حسن و جمال اور لباس

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 132 سال 6 ماہ اور گیارہ دن کی عمر پائی لیکن زندگی کے آخری لمحہ تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حسن و جمال میں کوئی فرق نہ آیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ مبارک نور حق سے روشن اور تاباں تھا۔ سر مبارک بڑا، بینی

مبارک بلند قد درمیانہ تھا لیکن جب لوگوں میں کھڑے ہوتے تو سب سے دراز قد معلوم ہوتے۔ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک طول و عرض میں برابر تھی اور آپ ﷺ ریش مبارک کے بالوں کو دونوں رخساروں کی طرف اس طرح سنوارتے تھے کہ درمیان میں سیون (مانگ) بن جاتی اور بال دونوں رخساروں کی جانب برابر مڑ جاتے اس طرح داڑھی مبارک بڑی خوبصورت اور پیاری معلوم ہوتی تھی۔ آنکھیں بڑی بڑی اور مے سے بھری ہوئی معلوم ہوتیں۔ سر کے بال کانوں سے نیچے تک رہتے۔ جسم بھرا بھرا تھا۔ ہاتھ کی ہتھیلیاں ریشم کی طرح نرم اور انگلیاں لمبی اور مخروطی تھیں۔ کرتہ اور تہہ استعمال فرماتے کبھی لمبا کوٹ بھی استعمال فرمایا کرتے۔ دستار عموماً سفید استعمال فرماتے آپ ﷺ کی ایک تصویر موجود ہے جس میں ہنر دستار ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہنر دستار بھی استعمال فرمایا کرتے تھے۔ پاؤں میں کھسہ استعمال فرماتے۔

لباس کے معاملہ میں بہت سادہ مزاج تھے۔ ایک مرتبہ دربار سلطان العارفین ﷺ کے صحن میں بیٹھے اپنے کپڑوں میں پیوند لگا رہے تھے کہ حضور سلطان العارفین ﷺ نے فرمایا پیر صاحب آپ سروری قادری سلسلہ کے فقیر ہیں اور سروری قادری فقیر کو تو شاہی لباس پہننا چاہیے اور زر گھوڑے پر سواری کرنی چاہیے۔ اس فرمان کو سن کر آپ ﷺ نے بہترین لباس پہننا شروع فرمایا۔

## ہجرت

اپنے مرشد حضرت نئی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ حسو والی سے ہجرت فرما کر دیوان سنگھ تحصیل کبیر والا ضلع ملتان کچھ عرصہ عارضی طور پر مقیم رہے۔ یہ آپ ﷺ کے شمس العارفین کے خطی نسخہ سے معلوم ہوتا ہے۔ آپ ﷺ اپنا خطی نسخہ ان الفاظ پر ختم فرماتے ہیں: تمام شد شمس العارفین راقم آثم خادم الفقراء بہادر شاہ سلطانی 26 رمضان المبارک سابق متوطن خٹو والی حال خانہ بدوش دیوان سنگھ تحصیل کبیر والا ضلع ملتان۔“ ترجمہ: یہ کتاب شمس العارفین 26 رمضان شریف کو اختتام پذیر ہوئی اور اس کو لکھنے والا یہ آثم جو کہ خادم الفقراء بہادر شاہ سلطانی ہے جس کا وطن پہلے خٹو والی تھا اور اب خانہ بدوشوں کی طرح (عارضی طور پر) دیوان سنگھ تحصیل کبیر والا ضلع ملتان میں مقیم ہے۔

لیکن جلد ہی آپ ﷺ دیوان سنگھ سے ہجرت فرما کر مستقل طور پر موضع فرید محمود کاٹھیہ (شور کوٹ سے 14 کلو میٹر کے فاصلے پر جھنگ روڈ پر اڈہ قاسم آباد سے مشرق کی جانب 2 کلو میٹر) میں آباد ہو گئے۔ اس کو آپ ﷺ نے ہجرت کا نام دیا۔ جس وقت آپ موضع فرید محمود کاٹھیہ تشریف لائے تو وہاں جہالت عام تھی۔ لوگ دین اور

معرفت کے علوم سے بے بہرہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں کے لوگوں کے دلوں میں دین کی شمع روشن کی اور لوگوں کو معرفت حق تعالیٰ اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم دی۔ موضع فرید محمود کا ٹھہیہ کے قریب جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ڈیرہ لگایا تھا، ایک مسجد تعمیر کرائی اور اس جگہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کی معرفت کے مشن کی بنیاد رکھی۔ یہ جگہ بعد میں ”پیر دی بھنیزوی“ کے نام سے مشہور ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ازدواجی زندگی سے چھٹکارہ کے بعد اپنی زندگی اسم اللہ ذات کے فیض اور دین کی خدمت کے لئے وقف کر دی۔ ہر وقت لوگوں کا ایک جم غفیر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گرد جمع رہتا۔ سالکان حق اور طالبان حق دور دور سے فقر کی دولت حاصل کرنے کیلئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جس کو بھی اسم اللہ ذات عطا فرماتے اسے خود لکھتے اور سونا لگوا کر عطا فرماتے۔ اس کے علاوہ دین حق کی تبلیغ اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور معرفت حق تعالیٰ کی دعوت کے سلسلہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے سفر کیے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سفر زیادہ تر احمد پور شرقیہ بہاولپور (مزار مبارک سلطان التارکین سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ)، دہاڑی، ملتان، خانیوال اور میاں چنوں کے علاقوں کی طرف ہوا کرتے تھے۔

### منتقلی امانت الہیہ (امانت فقر)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک ہی خلیفہ اکبر ہیں جنہیں امانت فقر منتقل ہوئی۔ خلیفہ اصغر کوئی نہیں۔ شہباز عارفان حضرت سخی سلطان پیر سید محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی زندگی میں ایک ہی ایسا طالب ملا جو دل کا محرم اور مطلوب تھا۔ اس عظیم ہستی کا نام نامی اسم گرامی حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تھا جن کا تعلق حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے خانوادہ سے تھا اور جن کے متعلق سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پہلے ہی باطنی طور پر آگاہ کر دیا تھا ”میری اولاد میں ایک مرد کامل پیدا ہوگا جو ختنہ شدہ اور ناف بریدہ ہوگا اور آپ کو ہماری امانت فقر نہیں منتقل کرنا ہوگی۔“ اس مرد کامل سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو خزانہ فقر منتقل کرنے سے امانت الہیہ دوبارہ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی نسل میں واپس آگئی۔

اس لیے سلطان پیر سید محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سلطان محمد عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے:

پھلا دے گلاب دیا  
تینوں سانجھ سانجھ رکھاں  
میرے ماپے دے باغ دیا

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے 13 مارچ 1932ء (6 ذیقعد 1350ھ) بروز اتوار بعد نماز عشاء سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر سلطان سید محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کی اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک 21 سال تھی۔

میرے مرشد پاک سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سلطان پیر سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کے واقعہ کو اس طرح بیان فرمایا ہے! ”میرے حضور (سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ) بغداد شریف جا کر حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے تھے۔ ایک دفعہ پیر بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ دربار حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ میرے مرشد سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بعد نماز عشاء دربار حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضور میں چاہتا ہوں کہ ظاہری دست بیعت حضور غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پاک سے کروں اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھے اجازت دیں تاکہ میں بغداد شریف جا کر دست بیعت کا فرض ادا کر آؤں۔ اس پر حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ مزار مبارک سے باہر تشریف لائے اور اپنے دائیں ہاتھ سے حضرت سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی دائیں کلائی پکڑ لی اور فرمایا کہ آپ بغداد شریف چلے جائیں یا مدینہ شریف لے جائیں، ہوگا وہی جس کا فیصلہ بہت پہلے ہو چکا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس پر مہر لگا چکے ہیں اور وہ یہ کہ آپ کی بیعت سلطان پیر بہادر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر ہوگی اور اس فیصلے پر حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی مہر تصدیق ثبت کر چکے ہیں لہذا ابھی اور اسی وقت آپ کی دست بیعت سلطان پیر محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے کرائی جاتی ہے۔ ساتھ ہی حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے حضور پیر صاحب کو آواز دی کہ پیر صاحب جلدی تشریف لے آئیں آپ کا شکار ہم نے پکڑ رکھا ہے۔ حضور پیر بہادر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو مزار مبارک کے باہر تشریف فرما تھے تجدید وضو کیلئے تالاب کی طرف لپکے تو حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”پیر صاحب آپ کا وضو تو ازل سے قائم چلا آ رہا ہے آپ تیمم فرمائیں“ چنانچہ سلطان پیر بہادر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تیمم فرما کر فوراً تشریف لے آئے حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان محمد عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ سلطان پیر بہادر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں دے کر فرمایا ”پیر صاحب آپ انہیں دست بیعت فرمائیں“ حضرت سلطان پیر بہادر علی شاہ صاحب نے عرض کی ”حضور آپ کی اولاد ہے آپ خود ہی انہیں دست بیعت فرمائیں“ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے پھر فرمایا ”پیر صاحب آپ انہیں دست بیعت فرمائیں“ اسی طرح جب تیسری بار حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے حکم فرمایا تو حضرت سلطان پیر بہادر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے



سلطان محمد عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دست بیعت فرمایا۔

13۔ مارچ 1932 سے 27 فروری 1934 تک یعنی اپنے مرشد کے وصال تک سلطان محمد عبدالعزیز

رحمۃ اللہ علیہ نے تمام وقت اپنے مرشد شہباز عارفان حضرت سخی سلطان پیر سید محمد بہادر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رفاقت میں

گزارا۔

## کرامات

یوں تو سلسلہ سروری قادری میں کرامات کو حیض و نفاس کا درجہ دیا جاتا ہے اس لئے سروری قادری عارفین سے بہت کم کرامات کا ظہور ہوتا ہے لیکن بعض اوقات کرامات عارفین سے ظاہر ہو ہی جاتی ہیں، یہ ان کی مرضی یا نفسی خواہش نہیں ہوتی بلکہ من جانب اللہ ہوتی ہیں۔

✽ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرید کے گھر تشریف لے گئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک خلیفہ اور دو گھوڑیاں تھیں۔ مرید بڑا غریب تھا اور اس کے پاس گھوڑیوں کی خدمت کے لئے کچھ نہ تھا اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حضور عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو گھوڑیوں کو باہر لے جا کر جنگلی گھاس پر رسہ باندھ کر چھوڑ دوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت دے دی جب واپسی پر وہ گھوڑیوں کو لینے کے لئے اس جگہ گیا جہاں گھوڑیوں کو چھوڑا تھا تو گھوڑیاں اس جگہ موجود نہ تھیں واپس آ کر رو کر عرض کرنے لگا حضور پیر صاحب دونوں گھوڑیاں چور لے گئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ نقصان میری وجہ سے ہوا ہے اور یہ میری بد نصیبی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو تسلی دی اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کے بعد اس مرید کے حالات دریافت فرماتے رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو برابر یہی جواب ملتا کہ وہ مرید اس دکھ کی وجہ سے بہت روتا ہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ تین سال بعد اس مرید کے گھر دوبارہ تشریف لے گئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا تو کیوں روتا رہتا ہے؟ اس نے کہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نقصان میری بد نصیبی کی وجہ سے ہوا ہے اس لیے روتا ہوں۔ حضور پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! ذرا باہر جا اور اسی جگہ پر جا کر گھوڑیوں کو دیکھ۔ وہ مرید باہر گیا اور جا کر دیکھا تو اسی جگہ اسی کھیت میں گھوڑیاں کھڑی ہوئی تھیں۔ جب وہ خوشی خوشی گھوڑیوں کو لے کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”جا اسی تڑپ اور مرشد سے محبت کی وجہ سے تمہیں نوازا دیا ہے۔“

✽ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سن کر ایک آدمی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مہربانی

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

فرمائیں کہ خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کروں گا اور کل تمہیں بتاؤں گا۔ وہ شخص اگلے دن پھر حاضر ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا درخواست منظور ہو گئی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ مکان کو خوب پاکیزہ اور معطر رکھو۔ وہ شخص چلا گیا اور اگلے دن آ کر عرض کی کہ حضور پیر صاحب ﷺ مجھے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار نصیب نہیں ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں عرض پیش کروں گا تم کل آنا۔ اگلے دن وہ شخص پھر آیا اور کہا کہ مجھے تو آج بھی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تھے لیکن تیرے مکان میں حقے اور تمباکو کی بو پھیلی ہوئی تھی پھر آپ ﷺ نے اس شخص سے سوال کیا کہ کیا تم حقہ پیتے ہو؟ اس نے بتایا جناب میں تو حقہ نہیں پیتا البتہ اس دن میرے گھر میں کچھ مہمان آئے تھے وہ حقہ پیتے رہے اور حقے کا پانی گرا کر حقہ تازہ بھی کرتے رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسی پلیدی کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف نہیں لائے۔ اس کے بعد اس شخص نے مکان کی صفائی کروائی اور خوشبو یا ت کا اہتمام کیا تو اس رات اُس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار نصیب ہوا۔ یہی وجہ تھی کہ حضور پیر صاحب ﷺ حضرت سلطان العارفین ﷺ کے ختم شریف کے موقع پر اعلان فرماتے کہ جو اس محفل میں حقہ یا تمباکو پینے والے ہیں وہ باہر چلے جائیں تاکہ ختم شریف شروع کیا جاسکے کیونکہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو ﷺ عین الفقر کے باب نہم میں فرماتے ہیں: ہر کہ کشد تمباکو و در رسم کفاراں یہود نیز بہر اتبہ نمود۔ ترجمہ: جو آدمی تمباکو کا دھواں (کسی بھی طریقہ سے) پیتا ہے وہ رسم کفار و یہود ادا کرتا ہے اور وہ مراتب نمود پر ہے۔

✽ آپ ﷺ کے دل کے محرم حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز ﷺ کے ایک مرید لالہ احمد خان پٹھان جو کڑی خیسور ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کا رہنے والا تھا نے ایک دفعہ حضور پیر صاحب کی بارگاہ میں عرض کی کہ ہماری ایک خاندان سے دشمنی ہے آپ ﷺ مہربانی فرما کر صلح کروادیں۔ پیر صاحب ﷺ نے حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز ﷺ سے فرمایا کہ جائیں اور ان دونوں گروہوں میں صلح کروادیں۔ حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز صاحب ﷺ نے دونوں خاندانوں کو اکٹھا بٹھا کر صلح کروادی۔ مگر کچھ دنوں بعد جب حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز صاحب ﷺ آرام فرما رہے تھے، پیر صاحب نے اُن کو جگایا اور فرمایا کہ مخالف خاندان نے صلح نہیں مانی اور تمہارے مرید پر گولیاں چلا دیں مگر ان گولیوں کو ہم نے ہاتھ میں پکڑ لیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے مٹھی کھول کر وہ گولیاں حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز ﷺ کے حوالے کر دیں۔ مولانا روم ﷺ فرماتے ہیں:

اولیاء را ہست قدرت از الہ  
تیر جتہ باز گرداند ز راہ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

ترجمہ: اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے وہ طاقت حاصل ہوتی ہے کہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کو واپس موڑ لیتے ہیں۔

✽ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تمام مریدین طالب مولیٰ تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ صرف طالبان مولیٰ پر ہی مہربانی فرماتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جس پر مہربانی فرما کر اسم اللہ ذات کاراز کھولتے وہ دیدار الہی میں اس قدر گرم ہو جاتا کہ ظاہری حواس معطل ہو جاتے۔ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مطلوب اور محرم راز حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جن کو بعد میں امانت فقر منتقل ہوئی، رات کو ڈیرہ کے نزدیک والی چھوٹی نہر پر وضو کرنے گئے اور جب وضو کے لئے پانی میں ہاتھ ڈالا تو پانی انتہائی گرم تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت حیران ہوئے اور اسی حیرانی کے عالم میں پانی کے بہاؤ کی طرف چل پڑے کہ دیکھیں ماجرا کیا ہے؟ دور جا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ حضور پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خلیفہ اسم اللہ ذات میں مستغرق پانی میں پاؤں ڈالے بیٹھا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ جہاں وہ خلیفہ پانی میں پاؤں ڈال کر بیٹھا تھا اس سے پیچھے آنے والا پانی ٹھنڈا تھا اور اس کے پاؤں سے ٹکرا کر گزرنے والا پانی گرم تھا۔ یہی کیفیت لنگر والوں کی ہوتی تھی کہ وہ اسم اللہ ذات میں اتنے محو اور غرق ہو جاتے کہ روٹیاں اور سالن جل جاتا تھا پھر یہی جلی ہوئی روٹیاں اور سالن حضور پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تناول فرمانا پڑتا۔ بالآخر ایک دن سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حکم فرمایا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جلی ہوئی روٹیاں کھاتے ہیں تو ہمیں تکلیف ہوتی ہے اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ سا لکین پر حسب برداشت مہربانی فرمائیں اور سالک کی برداشت اور وسعت کے مطابق اسم اللہ ذات کاراز منکشف کریں ورنہ تمام کی حالت مجذوبی ہو جائے گی۔ ہاں جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں پر نزع کا عالم طاری ہو تو اس وقت جتنا چاہیں اسم اللہ ذات کھول دیں اور جتنا چاہیں نواز دیں۔

## عارفانہ کلام

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سالکین حق کے لئے ابیات اور منقبتیں بھی لکھیں۔ سلسلہ سروری قادری میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ابیات اور منقبتیں بہت مقبول ہیں۔ اس عاجز اور خادم نے اپنے مرشد پاک حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ہی حضرت سخی سلطان محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری کو ”گلدستہ ابیات و مناجات شہباز عارفان حضرت سخی سلطان محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ“ کے نام سے جمع کر کے مکتبہ العارفین کے زیر اہتمام

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

شائع کیا جب مکتبہ العارفین اس خادم اور عاجز کی زیر نگرانی کام کر رہا تھا۔ یہ کتاب بہت مقبول ہوئی کیونکہ اس سے پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری سینہ بہ سینہ خواص تک محدود تھی۔ یہ کتاب ایک سرقہ نویس اور چور ایم۔ اے۔ شاکر (راجن پور) پیش لفظ اور کلام کی نقل کے ساتھ ہو بہو ”عارفانہ کلیات“ کلام شہباز عارفان حضرت سلطان سید محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے عنوان سے بڑی ڈھٹائی سے مسلسل شائع کر رہا ہے۔ اس خادم اور عاجز کو مکتبہ العارفین سے علیحدہ کیے جانے کے بعد اب اس عاجز کی زیر نگرانی ”سلطان الفقیر پبلیکیشنز“ کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ انشاء اللہ اس کتاب کو ایک نئے انداز سے یہ ادارہ عنقریب دوبارہ شائع کر رہا ہے۔

ایک اردو دعا کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سارا کلام پنجابی اور سرائیکی میں ہے اور باطنی اور روحانی منازل طے کرنے والوں کے لئے مینارۂ نور ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری تخیل و تصور نہیں بلکہ حقیقت اور کلام حق ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انداز بیان سیدھا اور سادہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سی حرفی کے علاوہ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ، اور اپنے مرشد حضرت سید پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان التارکین سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں منقبتیں بھی لکھی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری اللہ تعالیٰ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق و محبت، تصور اسم اللہ ذات اور مرشد کامل اکمل سے محبت و عشق کے گرد گھومتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی مفصل مضمون کو صرف ایک بیت میں بند کر دیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بیت کا ترجمہ کرنے کیلئے پورا ایک مضمون تحریر کرنا پڑتا ہے۔

✽ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اردو میں جو ایک دعا لکھی وہ یہ ہے:

پاک کر ظلماتِ عصیاں سے الہی دل میرا  
 کر منور نورِ عرفاں سے الہی دل میرا  
 آ پڑا ہوں در تیرے پر ہر طرف سے ہوں ملول  
 کچھو یہ عرض میری اپنی رحمت سے قبول  
 کچھ نہیں مطلب دو عالم کے گل و گلزار سے  
 کر مشرف مجھ کو تو دیدارِ پُر انوار سے

آپڑا ہوں در تیرے پر میں گنہگار و اشیم  
 فضل کر مجھ پر الہی انت ذوالفضل العظیم  
 کر میرے دل سے تو اے واحد دوئی کا حرف دور  
 دل میں اور آنکھوں میں بھر دے سر بسر وحدت کا نور  
 کر معطر روح کو بوئے محمدؐ سے میری  
 اور منور چشم کر روئے محمدؐ سے میری  
 دل سے پردہ ہستی موہومؑ کا معدومؒ کر  
 اور حیات ابدی عطا یا حیٰ یا قیوم کر  
 غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں آپ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:-

بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؑ  
 کرو ہر دم مہربانی اے محی الدین جیلانیؑ  
 توں ہیں مشہور و معرونیؑ  
 دیہو مقصود موقونیؑ  
 کھلن احوال مکشونیؑ

نورانی      رمز      دکھایو

بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؑ

تینوں      چنیا      رسول      اللہ

تو      سہرا      ہیں      ولی      اللہ

کھلایو      اسم      ذات      اللہ

حیرانی      دور      چا      کرو

بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانیؑ

خدا      قدرت      دتی      تینوں

۱ انت؛ تو ۲ موہوم؛ وہم ۳ معدوم؛ نیست و نابود ۴ معرونی؛ مقام و مرتبہ میں مشہور ۵ موقونی؛ مطلوبہ مقام  
 ۶ مکشونی؛ سراغیوب کا ظاہر ہونا



نوازش چا کریں جینوں  
دیو حق الیقین<sup>۱</sup> مینوں

وہنجن وخطرات گردانی  
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانی

غوثِ اعظم ہیں توں بغدادی  
کرو ویران کو آبادی  
لیں سب داد فریادی

کرو جتیں ول قدم رانی<sup>۲</sup>  
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانی

✽ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں آپ عرض گزار ہیں اس منقبت کے گیارہ بند

ہیں:-

سبحان اللہ سلطان صاحبؑ دا محل مقدس وادی  
”ہو“ اللہ تے ”یاہو“ دی ہے سدا ندا منادی  
وجدانی عرفانی دی واہ اس جا کل آبادی  
فیض رسانی دا ہے قبلہ روز ازل دا ہادی  
بخشنے لکھ ہا گنج الہی خاص جمعیت شاہ دی  
اکسیر نظر تے قلوب رحمت تعریف اس راہنما دی  
سن فریاد نمانے دی یا اکمل مرشد ہادی  
ملازم دفتر دا فرمایا ذات سخی سلطانی<sup>۲</sup>  
شرف الفاظ لحاظ ہووے میں گرچہ پُر عصیانی<sup>۳</sup>  
فاجر فاسق فرض کیتا پُر عیب خطا نفسانی  
شان فیاض کرم سلطانی<sup>۲</sup> ہے بے حد بے پایانی

۱۔ یقین کا آخری مرتبہ، یقین کے تین مراتب ہیں علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین ۲۔ قدم بڑھانا، مہربانی کرنا، توجہ کرنا

۳۔ گناہوں سے بھرا ہوا

خطا معاف فرما یا ہادی، دے پردہ نور نورانی  
اے غم خانہ کاشانہ کز نال مبدل شادی  
سن فریاد نمانے دی یا اکمل مرشد ہادی  
طوق غلامی دا گل تیرا روزِ ازل دا پایا  
نام تیرے دا فخر کریندیاں گزر زمانہ آیا  
فیض تے کرم حضور انور دا صدہا بار آزمایا  
سلطان سید محمد بہادر شاہ تے کریو مد نظر<sup>۱</sup> دا سایہ  
خلعت<sup>۲</sup> خاص عطا ہووے ہر ویلے غور لقا<sup>۳</sup> دی

سن فریاد نمانے دی یا اکمل مرشد ہادی

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں ایک سی حرفی ”الف سے لے کر ی“ تک لکھی

اس سی حرفی میں 30 ابیات ہیں جن میں سے تین ابیات درج ذیل ہیں:-

✽ الف: آستاں سلطان<sup>۴</sup> ہے بابِ امان<sup>۵</sup> یا مطلق<sup>۶</sup> ہے کوہ طور پیارے

آکھ ربِ ارنی سُن سو ف ترانی<sup>۷</sup> یا صفت جمال اے نور پیارے

ہوا و ہوس ہے ڈھوڑ بھائی<sup>۸</sup> جاروب<sup>۹</sup> دلا ضرور پیارے

ظلم دا قسم سلطان سید محمد بہادر شاہ<sup>۱۰</sup> تاں نور ویکھیں مستور پیارے

✽ الف: اللہ نوں اپنا کر لئیں<sup>۱۱</sup> سخی سلطان<sup>۱۲</sup> تینوں جے منظور کیتا

ایہہ ”نور محمدی“ ہی ”نور اللہ“ جس نور باہو<sup>۱۳</sup> ظہور کیتا

اسم پاک باہو<sup>۱۴</sup> اللہ<sup>۱۵</sup> ہو یاہو، ذکر پاک محمد<sup>۱۶</sup> نور کیتا

سلطان سید محمد بہادر شاہ<sup>۱۷</sup> جس پکایا ورد باہو، اس نوں نور خدا ضرور کیتا

✽ ت: تصور اصل یاہو<sup>۱۸</sup> ہے باہو<sup>۱۹</sup> مشہور مشہود میاں

اسماء حسنی نوں ویکھ بھائی<sup>۲۰</sup> ہے اوہ ہادی اسم موجود میاں

مبجود عشاق ملائک دا<sup>۲۱</sup> حق باہو<sup>۲۲</sup> معبود میاں

اس دے منکر نوں شیطان جانیں، یا مردود<sup>۲۳</sup> مطرود<sup>۲۴</sup> میاں

۱۔ تبدیل کرنا ۲۔ کشش نظر ۳۔ لباس ۴۔ دیدار ۵۔ جھاڑ ۶۔ دھتکارا ہوا

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

سلطان التارکین حضرت سید محمد عبد اللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جن کا ذکر باب دوم میں گزر چکا ہے اور جن کو حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ سے امانت فقر منتقل ہوئی اور حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے خزانہ فقر کے وارث بنے، کی شان میں فیض کے لئے درخواست گزار نظر آتے ہیں یہ منقبت 10 بندوں پر مشتمل ہے اور ہر بند میں چار اشعار ہیں۔

حمد الہی ہر دم ہووے شامل جاودانی  
لا محدود درود نبیؐ نوں ہر ویلے ورد زبانی  
آل اصحاب رسول اللہ تے ہے رحمت رحمانی  
حضرت پیر پیارا رب دا منظر فیض ربانی  
منور سارا عالم نوروں شمس صحیح فیضانی  
سلطان الفقر فیاض دو عالم ہو محبوب سبحانی  
علم جمال اعلیٰ فرمایوس فیض باہو سلطانی  
تریاق مزار حضور انور دا زہر ونجے نفسانی

حمد الہی ہووے ہر دم شامل جاودانی  
سلطان سخی عبداللہ شاہ دی واہ واہ فیض رسانی

عمر تمام خراب ہوئی جناب، گناہ وچالے  
پا جھاتی اسماء صفاتی، دور ہوون سب کالے  
حقیقت حق تحقیق ہووے بھی کنہہ کن ابہالے  
دے موج دکھاؤ اوج سخی، کر دو جگ مالا مالے  
نہ دیکھیں حالت میری نام تیرا لچ پالے  
توں امواج ہے بحر کرم دا، والا منصب اعلیٰ

کرم اپنے دا دان عطا کر قبلہ دوہیں جہانی  
سلطان سخی عبداللہ شاہ دی واہ واہ فیض رسانی

۱۔ زہر کو ختم کرنے والی دوا ۲۔ بلندی

سامان لیاون ساک! تیرے نیکی تے بھلیائی  
اس بندے گندے مندے تیرے ضائع عمر و نجائی  
آس افضال تہاڈے دی ہک آہم جھولی پائی  
محویت<sup>۱</sup> ہاویت<sup>۲</sup> ہووے مطلق بخش خدائی  
حساب نہ زیبا بادشاہاں ادنیٰ نال گدائی  
غلام کمینہ دیرینہ ہے حاضر سیس<sup>۳</sup> نوائی

استغراق ہووے توحیدی حالت خاص عرفانی

سلطان سخی عبداللہ شاہ<sup>۴</sup> دی واہ واہ فیض رسائی

صبح تے شام ہک نام تہاڈا لیندیاں عمر گزاراں  
اسم مبارک اعظم تیرا اندر باغ بہاراں  
باہجھ<sup>۵</sup> تیرے نہیں ساہجھ<sup>۶</sup> کائی سر تیرے توں واراں  
کر کرم تے دل نوں گرم، کر عشق لیے ہن ساراں  
غیر دی سیرکے و نجاؤ دل توں نور ہووے انواراں  
ہادی مست است کرو ہک حرف ہللی<sup>۷</sup> پکاراں

تاثیر اسم اللہ<sup>۸</sup> دل وچ پا ہووے قبول سوال زبانی

سلطان سخی عبداللہ شاہ<sup>۴</sup> دی واہ واہ فیض رسائی

عطا تاثیر بخشو جو بے انداز خزانہ  
دریا فضل دا جاری ہووے بے حد بیکرانہ  
عام تے خاص اٹھاؤن فائدہ عالم مرد زنانہ  
دنیا دے خطرے چھوڑ و نجن تے چھوڑے نفس آشیانہ  
وقت مرن دے حاضر ہوویں رہے حیران زمانہ  
زندہ قبر ایمان سلامت فیض کریں شاہانہ

۱۔ طالب مولیٰ ۲۔ استغراق ۳۔ ہاویت ۴۔ پیشانی۔ ماتھا ۵۔ بغیر ۶۔ ساتھ ۷۔ غیر اللہ کے خیالات ۸۔ ہاں (قالوا ہللی)

یا حضرت اس عاجز دی آ آپ کریں قل خوانی  
سلطان سخی عبداللہ شاہ دی واہ واہ فیض رسانی  
قبض<sup>۱</sup> تے بسط<sup>۲</sup> و نجاؤ ہووے استغراق مدامی<sup>۳</sup>  
ہر ویلے تینوں حاضر دیکھاں پوے قبول غلامی  
بہرہ مند فنا فی الشیخو ذوقوں رہاں سلامی  
بنا محقق عارف قبلہ تاں جاوے ناکامی  
افعال اقوال بہک حال ہوون الہامی<sup>۴</sup> تے اعلامی<sup>۵</sup>  
کر پختہ آوند یا خداوند باقی رہے نہ خامی

ممتاز مفرز کر یا مرشد دے خلعت شاہانی  
سلطان سخی عبداللہ شاہ دی واہ واہ فیض رسانی  
سبحان اللہ یاد آوے اکثر فیض کرم سلطانی  
بہک دم طے طریقت ہووے گھلے راز نہانی  
کشف حقیقت نور نظارے مطلق عین عیانی  
فرعون بنایا ناگاہ مینوں صحبت بدھ<sup>۶</sup> امانی  
دے کر دان دلاون ناہیں شیوہ شان شاہانی  
اجڑی جھوک وسایا قبلہ دے حالت وجدانی  
محاق کے مثال ضیاء خورشیدی بخشو ضو نورانی  
سلطان سخی عبداللہ شاہ دی واہ واہ فیض رسانی

کیا پرواہ اس نوں جس دا توں ہوویں پیر مکمل ہادی  
موسیٰ وانگ دکھائیں ہر دم خاص مقدس وادی  
فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ<sup>۷</sup> فرمائش کر کے طرف خدا منادی

۱۔ بندش سختی ۲۔ کھلنا، نرم ہونا ۳۔ ہمیشہ کیلئے ۴۔ القائے باطنی ۵۔ خبر دینا ۶۔ بدھ مت (ایک مذہب) کے چاند کا گھٹنا  
بڑھنا ۷۔ پارہ 6 ظہ آیت نمبر 12



دے جمال خوشحال کرو کر دشمن دور فسادی  
تیرے سوریان غم جاوے تے ظاہر ہووے شادی  
ذلیل علیل جلیل ہوئے، سر پا کر چھان ہما دی  
ذری نوں خورشید بنا، نفسانی نوں نورانی  
سلطان سخی عبداللہ شاہ دی واہ واہ فیض رسانی  
کر روشن سینہ بے کینہ گنجینہ دے الہی  
اطہر اشہر ہووے جگ وچ نام تیرے دی شاہی  
فرما درختاں فیض اویسی ماہ کولوں تا ماہی  
قائم اسم اللہ دا کر، فرمایو ہر دم ہمراہی  
تاثیر تصرف بخشو حضرت بے حد لائق  
طالب نوں انوار دیوں جاوے دور سیاہی

عما دی حالت ہووے صادر سبحانی ما اعظم شانی  
سلطان سخی عبداللہ شاہ دی واہ واہ فیض رسانی

حق یقین عطا ہووے تے استعداد خدا دی  
باجہ یقین نہیں کجھ حاصل ہے سب ظلمت وادی  
عین یقین نصیب کرو، جو چال اخص فقرا دی  
توں ہوویں میں نہ ہوواں جاوے بو ہوا دی  
یا مرشد وقت آخیر ہویا ہے غالب نفس عنادی  
للہ غور کرو، دے غیر کولوں آزادی

سلطان سید محمد بہادر شاہ تسلی کرنت فضل ہوسی سلطانی  
سلطان سخی عبداللہ شاہ دی واہ واہ فیض رسانی

☆☆☆☆☆

آپ ﷺ نے اپنے مرشد حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ صاحب ﷺ کی شان میں بھی دو منقبتیں لکھیں

۱۔ یاد کرنا پکارنا ۲۔ مبارک پرندہ مراد مرشد ۳۔ خزانہ ۴۔ پاکیزہ شہرت ۵۔ باطنی رابطہ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

ان دونوں منقبتوں کا ایک ایک مصرعہ آپ ﷺ کے اپنے مرشد سے عشق کی انتہا کو ظاہر کرتا ہے:-

واہ پیر محمد رمز بتائی  
میں وچ میں نہ رہ گئی کائی  
نَحْنُ اقْرَبُ اَلدِّی سبھ آئی  
فِیْ اَنْفِیْکُمْ تشریح سائی  
فَاَیْنَمَا تَوَلَّوْا ویکھ اس نوں ہر جائی  
اسماء صفات انداھارا جائی

واہ پیر محمد رمز بتائی  
میں وچ ”میں“ نہ رہ گئی کائی  
فرمایوں رکھ نگاہ ادب نوں  
میرے پایاں لہجھیں رب نوں  
مد نظر رکھ جلم غضب نوں  
میں موصوف صفات خدائی

واہ پیر محمد رمز بتائی  
میں وچ ”میں“ نہ رہ گئی کائی  
جلال جمال اوصاف ہن میرے  
خطا معاف کریاں تیرے  
میتھوں بھلا پرے پریے  
رب دی اس نوں خبر نہ کائی

واہ پیر محمد رمز بتائی  
میں وچ ”میں“ نہ رہ گئی کائی  
عمل ارشاد بموجب کیتا  
فضلوں جام محبت پیتا

۱۔ پارہ 26 سورہ ق آیت نمبر 16 ۲۔ پارہ 26 سورہ الذاریت آیت نمبر 21 ۳۔ پارہ 1 سورہ البقرہ آیت نمبر 115

راہ	اغیار	دا	سارا	سیتا	
علم	لذتی	کھلا	بھائی		
	واہ	پیر	محمد	رمز	بتائی
	میں	وج	”میں“	نہ	گئی
	فقر	دا	راہ	سکھایا	
فنا	خلاف	طریق	بتایا		
مضمون	ہدایت	کلی	پایا		
غیروں	دتی	پیر	جدائی		
	واہ	پیر	محمد	رمز	بتائی
	میں	وج	”میں“	نہ	گئی
	حجاب	ہن	ذات	خدا	تے
صفات	جاون	بے	مرشد	باتے	
بھل	پیر	صحیح	کر	جاتے	
جہاں	حجاب	صفات	اسائی		
دور					
	واہ	پیر	محمد	رمز	بتائی
	میں	وج	”میں“	نہ	گئی
	مرشد	ہے	کون	د	مکان
	آمر	ہے	کن	فکاں	دا
	حافظ	ہے	سود	زیاں	دا
	دم	بدم	میرے	غم	مٹائی
	واہ	پیر	محمد	رمز	بتائی
	میں	وج	”میں“	نہ	گئی
	تیرا	رتبہ	ہے	محبوبی	

فرمائیں طالب نوں مطلوبی

قبلہ مثل تساؤی خوبی

سنی نہ دیکھی وچ لوکائی

واہ پیر محمد رمز بتائی

میں وچ ”میں“ نہ رہ گئی کائی

مڈ شریف! ہے مڈ پر مڈ دا

جیس پیتا اے جام کرم دا

واقف ہو یا سنبھہ قدم<sup>۲</sup> دا

نظر آیا راہ تسلیم رضائی

واہ پیر محمد رمز بتائی

میں وچ ”میں“ نہ رہ گئی کائی

بشریت دے وچ عبد سداے

بخشش وقت غفور اکھائے

جد لامکانی رتبہ پائے

پیر محمد نام دھرائے

واہ پیر محمد رمز بتائی

میں وچ ”میں“ نہ رہ گئی کائی

اکھ بنوا جاہل بے چارا

تاں دیکھیں ایہہ نور نظارا

صفاتی ہے یا ذاتی چکارا

دیکھے کون کون بجز بینائی

۱۔ مڈ شریف آپ کے پیر و مرشد حضرت نئی سلطان محمد عبدالغفور شاہ صاحب کا ڈیرہ تھا اور اب ان کا مزار مبارک بھی وہیں موجود ہے۔

۲۔ قدیم۔ مراد اللہ تعالیٰ کی ذات پاک جس نے حدوث یعنی مخلوق کی صورت میں اپنا اظہار فرمایا

واہ پیر محمد رمز بتائی  
 میں وچ ”میں“ نہ رہ گئی کائی  
 مد شریف ہے خاص مدینہ  
 جیں روشن کیتا نوروں سینہ  
 نہ رہیا کبر ہوا تے کینہ  
 رخصت ہوئی علت غائی

واہ پیر محمد رمز بتائی  
 میں وچ ”میں“ نہ رہ گئی کائی  
 سلطان بہادر شاہ، مرشد ہے صفت خدا دی  
 بن آیا صورت خاص ہما دی  
 خلقت طالب بوم<sup>۲</sup> ہوا دی  
 در پیر دے رہ نت<sup>۳</sup> سیس نوائی

واہ پیر محمد رمز بتائی  
 میں وچ ”میں“ نہ رہ گئی کائی

☆☆☆☆☆☆

آپ ﷺ اپنے مرشد پاک پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان ایک اور منقبت میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ہے مظہر انوار پیر محمد سائیں  
 ہے مخزن اسرار پیر محمد سائیں  
 مد شریف نشان جنہاں دا  
 مسجود ملائک جن انساں دا  
 دشمن نفس انجسٹ شیطان دا  
 ہے مظہر انوار پیر محمد سائیں  
 ہے مخزن اسرار پیر محمد سائیں

۱۔ مقصود و مطلوب کی پریشانی ۲۔ نحوست ۳۔ ہمیشہ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



فیاض

جہان

محبوب

الہی

روشن

فیض

از

ماہ

تا

ماہی

علوی

سفلی

نامتناہی

پاون فیض جو بہن ہشیار پیر محمد سائیں

ہے مخزن اسرار پیر محمد سائیں

ذره

بے

مقدار

کمینہ

طالب

اول

دیہ

دیہینہ

توں

صاحب

اوصاف

مدینہ

دے فضلوں چہکار پیر محمد سائیں

ہے مخزن اسرار پیر محمد سائیں

مل سوہنا مینوں گل لا کے

دستور سوابق دیوچہ آکے

غم الم تمام ونجا کے

کر سینہ پر انوار پیر محمد سائیں

ہے مخزن اسرار پیر محمد سائیں

دے لباس مکمل نوری

فقر انحص دا خاص ضروری

دور ہووے مہجوری دوری

اغیار نہ رہے دیوے یار پیر محمد سائیں

ہے مخزن اسرار پیر محمد سائیں

تیں میں دے دج فرق نہ کوئی

دم دم نال کریں دلجوئی

ضرورت دعا منگن دی ہوئی

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

هل من مزید ہو یا زوار پی محمد سائیں  
 ہے مخزن اسرار پیر محمد سائیں  
 اصلی حالت توں ہیں توں ہیں  
 اس منزل توں پہنچن سو ہیں  
 توں بے شبہ بیخوں ہیں  
 ستار تے غفار پیر محمد سائیں  
 ہے مخزن اسرار پیر محمد سائیں  
 میں گدا تو شاہ حقیقی  
 جس پایا او صاحب تحقیقی  
 ایہ یقین ہو یا تصدیقی  
 فضل تیرا درکار پیر محمد سائیں  
 ہے مخزن اسرار پیر محمد سائیں  
 دن فضلوں تیرے گل گمراہی  
 غیر تساڈا گل سیاہی  
 تو مطلق ہیں گل نور الہی  
 تیرا رہے پیار پیر محمد سائیں  
 ہے مخزن اسرار پیر محمد سائیں  
 کدیں لباس رسالت پایا  
 حضرت آدمؑ نوحؑ ہو آیا  
 کدیں خلیلینؑ نچال تے آیا  
 سبھ تیرے ادوار پیر محمد سائیں  
 ہے مخزن اسرار پیر محمد سائیں  
 مذ شریف ہے راہ منظوری

ہر دی حاجت ہووے پوری  
نال یقین رہے معموری  
ہے شیوہ ابرار پیر محمد سائیں  
ہے مخزن اسرار پیر محمد سائیں  
بہادر شاہ جیس پیر پچھاتا  
اُس خدا نوں صحیح کر جاتا  
پورا ولی ولی سنجاتا  
پا جھاتی ہو اظہار پیر محمد سائیں  
ہے مخزن اسرار پیر محمد سائیں

☆☆☆☆☆

آپ ﷺ نے اپنے مرشد حضرت نئی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ صاحب ﷺ کی شان میں ایک سی حرفی بھی لکھی جو ”الف سے ی“ تک کل تیس ابیات پر مشتمل ہے۔ پڑھیں اور آپ ﷺ کے اپنے مرشد سے عشق کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں:-

الف: آ میاں میرے دوستا میرے پیر دا نور ظہور دیکھو  
موضع مڈ مشہور خبیث آہا، اج مڈ شریف دا نور دیکھو  
ظاہر عام نوں فیض دوا دا ای، باطن صادق دا کوہ طور دیکھو  
سلطان سید محمد بہادر شاہ دریا ہے بخشش صحیح، صورت عبدتے معنی غفور دیکھو

☆☆☆

الف: اللہ دی خبر نہ بھلیاں نوں بھلے پیر توں رب توں بھل گئے  
رفیق بناں طریق ناہیں، اوجھڑ جنگل دے وچ زل گئے  
ہویا علم حجاب کبیر اکبر، توالے نفس ہوا دے تل گئے  
سلطان سید محمد بہادر شاہ جہاں پیر پالیا، آہے جزتے ہوا وہ کُل گئے

☆☆☆

۱۔ وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا جلوہ دکھایا ۲۔ حدیث پاک الرفیق ثم الطریق (پہلے ساتھی تلاش کرو پھر راہ چلو) ۳۔ حدیث پاک العلم حجاب الاکبر (علم بہت بڑا پردہ ہے)

ب: بس بھائی بے دس<sup>۱</sup> ناہیں ، مینوں پیر دی تَس<sup>۲</sup> بے وس کیتا  
اللہ بس سکھایا جناب مینوں، باقی غیر معلوم ہوس کیتا  
سرمہ پیر دے پیراں دی خاک پائی، مصحف<sup>۳</sup> خاص مزار داس<sup>۴</sup> کیتا  
سلطان سید محمد بہادر شاہ<sup>۵</sup> جداں اکھ تیز ہوئی دیدار خدا دا بس کیتا

☆☆☆

ت: تار توار الست والی<sup>۱</sup> سوہنے پیر دتی تعلیم مینوں  
آیا کلمہ بلی دا یاد بھائی<sup>۲</sup> تسلیم ہوئی تعظیم مینوں  
صورت عبد آداب سکھا دتے<sup>۳</sup> ہادی ہو کے رب کریم مینوں  
سلطان سید محمد بہادر شاہ<sup>۴</sup> ہوئے دکھ دور سارے جد پیر کیتی تفہیم<sup>۵</sup> مینوں

☆☆☆

ث: ثابت صدق یقین سیتی<sup>۱</sup> جیہڑے پیر دے آ مرید ہوئے  
انہاں نَحْنُ اقْرَبُ بِبَعْضِنا لیا<sup>۲</sup> اوہ ماہر حَبْلِ الْوَرِيدِ ہوئے  
فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفْلا تَبْصِرُوْنَ<sup>۳</sup> اوہ صاحب شان مزید ہوئے  
سلطان سید محمد بہادر شاہ<sup>۴</sup> قدیر ہے پیر بلی<sup>۵</sup> بے سمجھاں دے فکر بعید ہوئے

☆☆☆

ج: جاہل جیندا پیشوا ہوئے اوہ کتھوں محمد<sup>۱</sup> دا شان جانے  
صدیق تصدیق تحقیق کیتا<sup>۲</sup> جیہڑا مِّنْ رَّائِيْ عِيَانِ جانے  
جیں اللہ ہادی پہچان لیا<sup>۳</sup> اوہ علمہ البیان<sup>۴</sup> جانے  
سلطان سید محمد بہادر شاہ<sup>۵</sup> پیر توں بھل ناہیں<sup>۶</sup> وسواس قیاس شیطان جانے

☆☆☆

ح: حول<sup>۱</sup> نہ کر لا حول پڑھیں<sup>۲</sup> جیہڑا پیر کولوں گمراہ کرے  
اوہ ہے شکل انسان تے اصل شیطان<sup>۳</sup> تینوں رب توں بے وساہ<sup>۴</sup> کرے

۱ سبق دینا بتانا ۲ پیاس مراد محبت ۳ کتاب جس میں رسالے اور صحیفے جمع ہوں ۴ چھونا ۵ سمجھانا ۶ حدیث پاک (جس نے مجھے دیکھا پس اس نے حق کو دیکھا) کے پارہ 27 سورة الرحمن آیت 4 ۵ خوف ۶ بھلا دے

صورت آخری دیکھ قرآن والی، خناس خدا پناہ کرے  
سلطان سید محمد بہادر شاہؒ بھلیں بھلاوٹاں تے اللہ قسمت ظل اللہ کرے

☆☆☆

خوف نہیں طالباں صادقان نوں جیندا پیر اکمل دستگیر ہووے  
چہرا پیر دا بدر منیر بھائی، طالب دیکھ کے روشن ضمیر ہووے  
پیر پورا کرے تروٹاں ساریاں نوں، ہر امر تے اوہ قدیر ہووے  
سلطان سید محمد بہادر شاہؒ دیکھے ہر حال تیرے، اوہ علیم، کلیم، بصیر ہووے

☆☆☆

دل گولیں لے جے توں رب لوڑیں، اللہ دل اندر ڈیرہ لانوندا ای  
ہزار کعبہ کولوں ہک دل بہتر، صوفی فتویٰ علیہ فرمانوندا ای  
لَا يَسْعُنِي فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ<sup>۱</sup>، ہور کسے نہ جاہ سمانوندا ای  
سلطان سید محمد بہادر شاہؒ مراد ہے دل مرشد ظاہر عارف اللہ کہا نوندا ای

☆☆☆

ذکر تے فکر قبول تداں، دل مرشد دا رابطہ دار ہووے  
حضرت عبد الغفور حضور ہووے، اغیار نہ کیوں مسمار<sup>۲</sup> ہووے  
دم دم دے نال جے پیر دیکھیں، غم دور حاضر ستار<sup>۳</sup> ہووے  
سلطان سید محمد بہادر شاہؒ نادان جہان سے، جہاں پیر کولوں انکار ہووے

☆☆☆

رضا مند ہونو نا رب دا ای، جیکر پیر تینوں منظور کیتا  
مقبول منظور مردود ہوئیں، مرشد شفقت توں جے تینوں دور کیتا  
مرشد سایہ خداوند پاک دا ای، تبدیل لباس ظہور کیتا  
سلطان سید محمد بہادر شاہؒ مسرور<sup>۴</sup> مغفور سے، جہاں بخش غفار غفور کیتا

☆☆☆

۱۔ تلاش ۲۔ حدیث قدسی (میں نہ زمین اور نہ آسمان میں ساتا ہوں لیکن بندہ مومن کے دل میں سما جاتا ہوں) ۳۔ ختم جاہ ۴۔ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام مبارک ہے خوش



زیان کرے شیطان تنہا، جیہڑے مرشد نوں بہندے وِسار<sup>۱</sup> بیلی  
ہوئے غرق طوفان کنعان<sup>۲</sup> وانگوں، کیتے نفس خبیث خوار بیلی  
صورت پیر دی کشتی امان میاں، ہو سوار نہ رکھ افکار بیلی  
سلطان سید محمد بہادر شاہ رفیق تحقیق ہویا، سوہنا ہادی غفور غفار بیلی

☆☆☆

سک<sup>۳</sup> جیہڑے تن پیر دی ہے اوہا سک خدا قدر جانے  
اوہ راہ عرفان رحمن دا ای اوہ خاص انص تدبیر جانے  
فنا فی الشیخ فنا فی الرسول ہوون مشہود وجود ستر<sup>۴</sup> جانے  
سلطان سید محمد بہادر شاہ ہدایت خاص ایہا صورت پیر دی جے تصویر جانے

☆☆☆

شک نہیں ہویا پک مینوں پیر پوج خدا پوجار پیارے  
پیر پرست خدا پرست ہوندے ایہہ عارفان دے زوار<sup>۵</sup> پیارے  
پیر پرستی ہے فرض پہلا، کچھے واجب ہے ذکر اذکار پیارے  
سلطان سید محمد بہادر شاہ ہے علم گمان جہاں اس راہ کولوں پزار پیارے

☆☆☆

صاف طواف اطراف سارے صورت پیر دی کعبہ خدا دا ای  
پیر منے<sup>۶</sup> تاں رب منی گیا، مرشد باجھ پرست ہوا دا ای  
پیر بھلیاں نوں رب بھل گیا، ایہو راہ گمراہ اغوا دا ای  
سلطان سید محمد بہادر شاہ دا راہنما ہویا پایا خاص طریق صفا دا ای

☆☆☆

ض: ضرورت ناہیں کعبے جانوںے دی حج پیر دی صورت نصیب ہووے  
ظلمات و ہمات خطرات گئے خناس دی سد کے تخریب<sup>۷</sup> ہووے

۱۔ بھلا بیٹھنا ۲۔ حضرت نوح کے بیٹے کا نام جو طوفان میں غرق ہوا ۳۔ محبت ۴۔ پردے میں چھپا ہوا ۵۔ ریت، رواج، طرز ۶۔ راضی ہو کے روک تھام دیوار ۷۔ تباہ کاری مراد شیطانی وسوس اور خناس کی تباہ کاری کو روک دینا

روشن نور ظہور غفور کیتا، وحدت واحد دی تقریب ہووے  
سلطان سید محمد بہادر شاہ ہے دلیل خدا ہادی، ایہہ رمز عجیب غریب ہووے

☆☆☆

طلب تینوں بے خدا دی ہے، اوّل مرشد-گول کمال میاں  
پیر ملیا تے رب مل گیا، ایہا مثل ہے بے مثال میاں  
اسماء صفات عبارت ہن، توں معنی ویکھ جمال میاں  
سلطان سید محمد بہادر شاہ بے ہادی اللہ دیکھیں، ہوویں کامل صاحب حال میاں

ط:

☆☆☆

ظاہر نمود تے باطن وجود وچ، پیر دے محمود بیلی  
تابع امر خداوند پیر دے ہو، تاں دیکھیں ہک معبود بیلی  
مرشد ہو تے رب نوں ہوو، دیکھیں ایہو دودا ہویا بے سود بیلی  
سلطان سید محمد بہادر شاہ میاں مت ماریاں نوں ہے خالی قیام قعود بیلی

ظ:

☆☆☆

عین دیکھیں نہیں غین بھائی، نقطے غین بنایا ہے عین میاں  
ونجیں نقطہ غین تاں عین دیکھیں، خود پردہ ہوویں مابین میاں  
سلطان عبدالغفور دا نور کرے، جینوں روشن وچ دارین میاں  
سلطان سید محمد بہادر شاہ ظلمات وہمات گئے سب، نور دے کونین میاں

ع:

☆☆☆

غرق گناہ تباہ ہوئے شیطان کیتے حیران میاں  
پیر بھلیاں دا پیر ابلیس ہویا، رہبر شرک اتے کفران میاں  
مرشد باجھ اسلام دی ساچھ سلگئی، ہویا دین زیان کے ایمان میاں  
سلطان سید محمد بہادر شاہ بے پیر دھیان کیتا، ہویا بخش کرم غفران میاں

غ:

☆☆☆

۱۔ دھند غبار دھواں ۲۔ دونوں جہان ۳۔ سوچ بوجھ ۴۔ ضائع ۵۔ معافی ..

ف: فرق فراق نہ بھال میاں تینوں "میں" دے پردے خوار کیتا  
 نافرمان ہو یوں سوہنے پیر دا بے شیطان بے سار گنوار<sup>۱</sup> کیتا  
 باہر جگ جہان دھیان کریں دلدار ڈیرہ دل یار کیتا  
 سلطان سید محمد بہادر شاہ<sup>۲</sup> ہے لاہاتے مول تنہاں جنہاں پیر دا ہک وپار کیتا

☆☆☆

ق: قریب توں بہت بعید ہو یوں جے پیر توں ہو یوں بعید بیلے  
 سایہ پیر دا ظل اللہ ہو یا ہو یوں دور شقی پلید بیلے  
 سلطان عبدالغفور<sup>۳</sup> حضور ویکھیں ہو یوں نور مزید ازید بیلے  
 سلطان سید محمد بہادر شاہ<sup>۴</sup> نوں آسرا پیر دا ای دوا خالی ہے گفت و شنید<sup>۵</sup> بیلے

☆☆☆

ک: کرم ہو یا رب پاک دا جی جیندا کامل راہنما ہو یا  
 ید اللہ فوق ایدہم<sup>۶</sup> ضامن احمد<sup>۷</sup> مجتبیٰ ہو یا  
 لاخوف علیہم<sup>۸</sup> شان اس دا فرمان صحیح خدا ہو یا  
 سلطان سید محمد بہادر شاہ<sup>۹</sup> ہو یا راضی پیر جداں بے نوا<sup>۱۰</sup> توں بانوا ہو یا

☆☆☆

ل: لا الہ تینوں پیر دے تداں کفر تے شرک دی سار<sup>۱۱</sup> ہووے  
 الا اللہ پڑھیاں توحید حاصل دل مظہر نور انوار ہووے  
 جاوے شرک جلی کے خفی<sup>۱۲</sup> بھائی اغیار کولوں بیزار ہووے  
 سلطان سید محمد بہادر شاہ<sup>۱۳</sup> سب نور تے نور ویکھیں سوہنا پیر جیکر نظار ہووے

☆☆☆

ل: لا نفی کر ماسویٰ اثبات رہے ہک پیر پیارے  
 ونجیں رات ظلمات صفات بھائی واحد ہادی بدر منیر پیارے

۱۔ اجڈ جاہل ان پڑھ ۲۔ بات کرنا اور سننا ۳۔ پارہ 26 سورة الفتح آیت 10 ۴۔ پارہ 11 سورة یونس آیت 62  
 ۵۔ بے سہارا لا خبر کے بڑا ۶۔ چھپا ہوا

دوساں قیاس خناس ہوئے اسماء سوا اسیر پیارے  
سلطان سید محمد بہادر شاہؒ جے پیر دھیان کرنے کھل جاوے کل زنجیر پیارے

☆☆☆

مجرم نوں محرم پیر کرنے بخشے جاہل نوں علم عیان بلی  
کافر فاسق تے جیکر نظر کرنے ہووے کامل اہل عرفان بلی  
وسیلہ اہل ایمان تے فرض ہویا ثابت نال آیت قرآن بلی  
سلطان سید محمد بہادر شاہؒ رموز تے راز کھلن جد مرشد کرے دھیان بلی

☆☆☆

نفس شیطان نابود ہوئے جیندا پیر ہویا معبود میاں  
جہاں پیر نوں غیر خدا جاتا مردود ہوے مطرود میاں  
ابلیس صفت انکار کرن ملکوت دا ہے مسجود میاں  
سلطان سید محمد بہادر شاہؒ نوں رمز ایہہ پیر دکی وسجد واقرب ہو زود میاں

☆☆☆

دنج نہیں بوہے غیر اتے ہو پیر دے در دربان پیارے  
ایہہ باب جنان رضوان بھائی کرے مشکل سب آسان پیارے  
آئینہ انوار خزینہ اسرار مبین کن بیان پیارے  
سلطان سید محمد بہادر شاہؒ انہاں رب پالیا جہاں پیر دا ہک دھیان پیارے

☆☆☆

ہدایت آپ کرنے ہو ہادی ویس وٹا آوے  
اسماء حسنیٰ نوں سوچ میاں موصوف صفات اسماء آوے  
ہو عبد لباس ہدایت دا دج بڈ شریف خدا آوے  
سلطان سید محمد بہادر شاہؒ ہے کفر جے غیر دیکھیں ہادی مطلق راہنما آوے

☆☆☆

۱ کھلا، ظاہر ۲ تبدیل

یاد کریں سوہنے پیر نوں جے تداں یاد آوے رحمن تینوں  
 ہوویں فانی فنا وچ شیخ جداں ہووے پک تے جاوے گمان تینوں  
 دیکھیں پیر نوں غیر خدا بھائی، سواس پائے شیطان تینوں  
 سلطان سید محمد بہادر شاہ خدا پناہ ہووے اللہ بلی تے حق منان تینوں

☆☆☆

## آپ ﷺ کا فقہی مسلک اور سلسلہ فقر

آپ ﷺ اہل سنت والجماعت سے تھے اور آپ ﷺ فقہ میں حضرت امام ابوحنیفہ ﷺ کے پیروکار  
 یعنی حنفی مسلک تھے۔ آپ ﷺ حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ ﷺ کے بعد سلسلہ سروری قادری کے شیخ  
 ہیں۔

## وصال مبارک

فقر کا یہ ماہتاب، امانتِ فقر سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز ﷺ کے سپرد کرنے کے  
 بعد 27 فروری 1934ء (14 ذیقعد 1352ھ) بروز منگل ظاہری طور پر ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔  
 آپ ﷺ کا مزار مبارک ”پیردی بھینٹری موضع فرید محمود کاٹھیہ“ میں ہے جو شورکوٹ جھنگ روڈ پر شورکوٹ  
 سے 13 کلومیٹر پر اڈہ قاسم آباد سے مشرق کی جانب دو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ آپ ﷺ کے مزار مبارک  
 کے ساتھ ایک خوبصورت مسجد ہے آپ ﷺ کا مزار مبارک حضرت سلطان العارفین ﷺ کے مزار مبارک کا  
 عکس ہے۔ ابتدائی طور پر مسجد اور مزار کی تعمیر سلطان محمد عبدالعزیز ﷺ نے کروائی۔ مسجد کی بیرونی اور خانقاہ کی  
 اندرونی تزئین و آرائش کا کام مستری لالہ موہاں والانے سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز ﷺ  
 کی زیر نگرانی شروع کیا۔ ابھی یہ کام جاری تھا کہ 12۔ اپریل 1981ء کو حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز ﷺ کا  
 وصال ہو گیا۔ اس کے بعد مزار کی تکمیل سلطان الفقیر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی ﷺ نے فرمائی۔ بعد میں  
 خانقاہ کی بیرونی تزئین و آرائش، گنبدوں کی تعمیر اور دربار کے صحن کی توسیع اور تعمیر موجودہ سجادہ نشین سید  
 طالب حسین شاہ صاحب کے دور میں شروع ہوئی۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



مزار مبارک کے اندر اور باہر چاروں طرف نور اور رحمت برستی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ طالبانِ حق آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری کے دوران بے پناہ قلبی سکون محسوس کرتے ہیں اور واضح طور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے اپنے قلب کو روشن ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں۔

## عرس مبارک

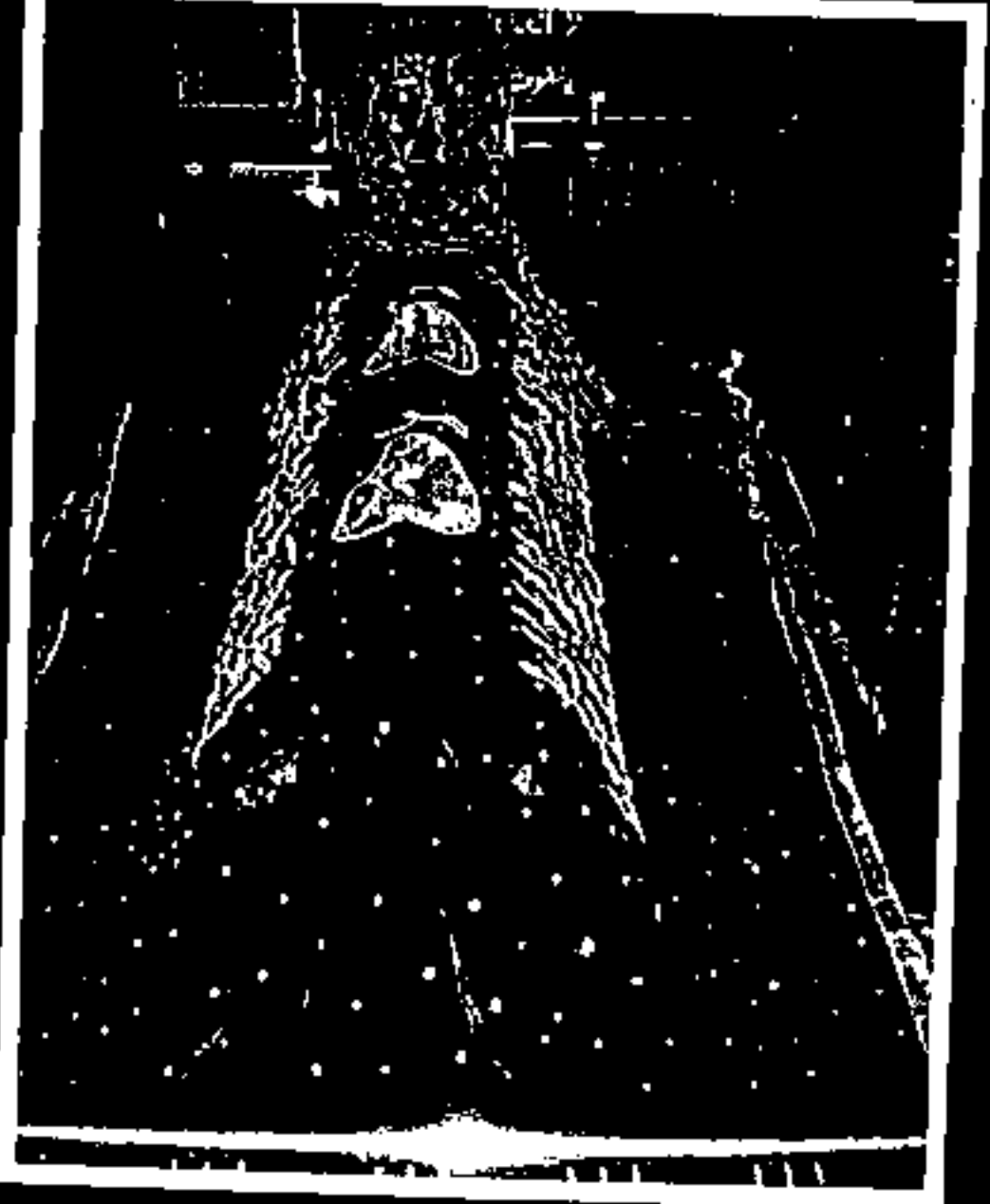
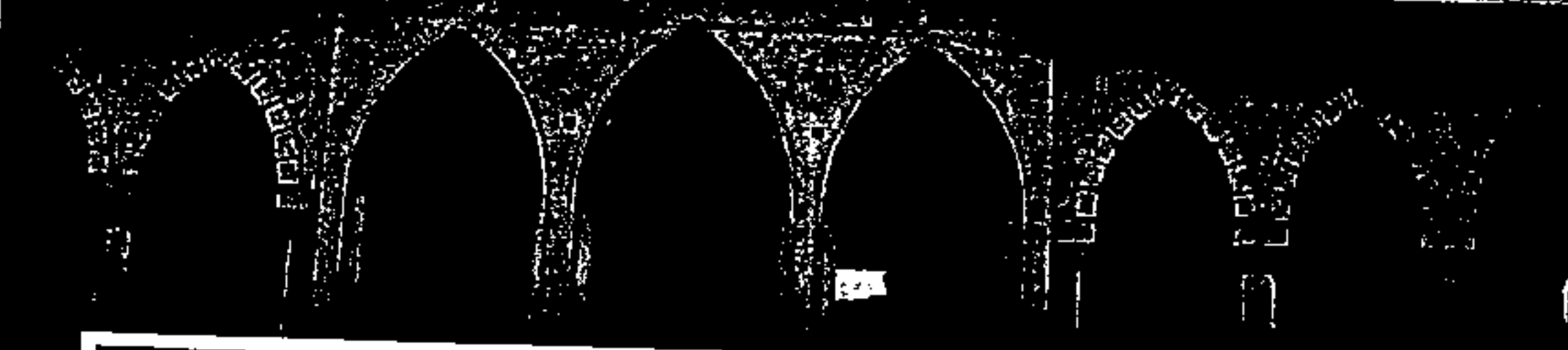
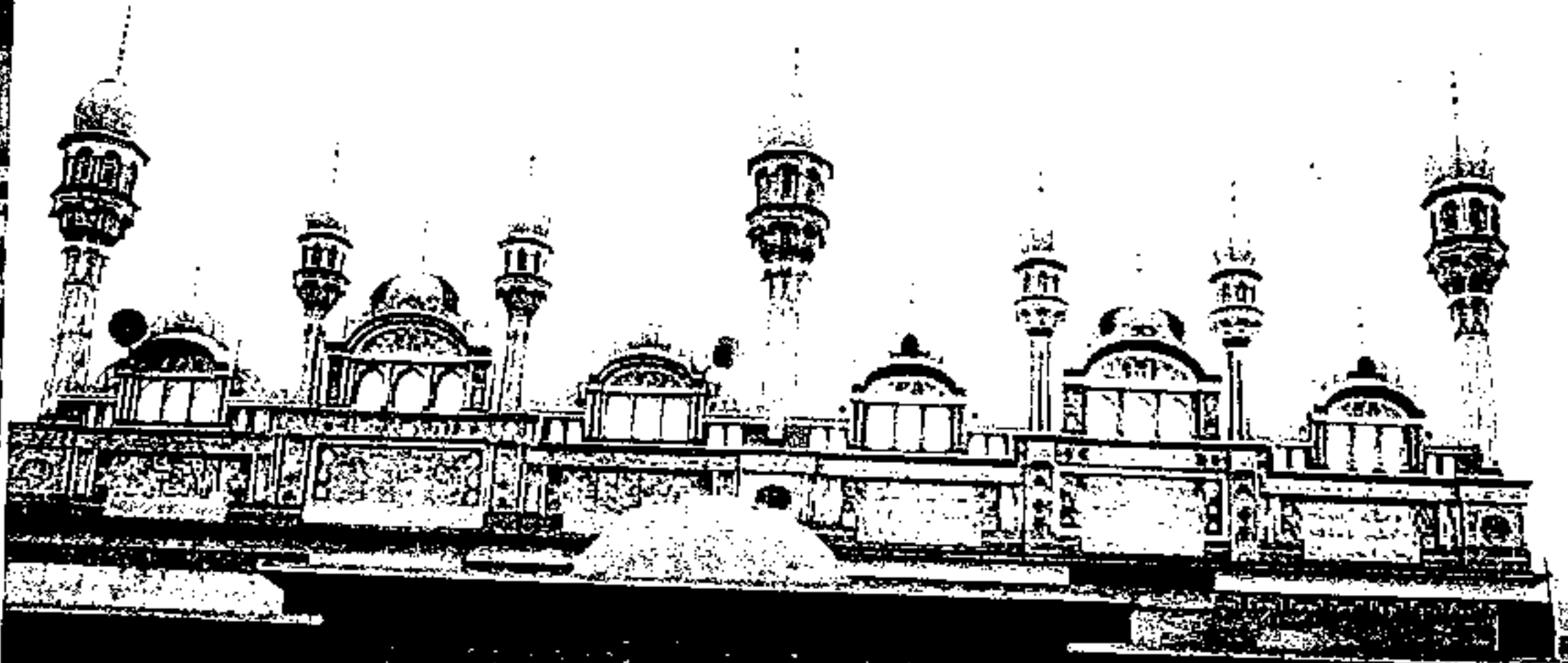
آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہر سال 25-26 اور 27 فروری کو منعقد ہوتا ہے۔

## سجادہ نشین

حضرت سخی سلطان پیر سید محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے تین بھائی تھے۔ حافظ محمد عالم شاہ، فاضل شاہ اور کمال شاہ صاحب۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی فاضل شاہ صاحب لا ولد تھے۔ حافظ محمد عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے سید عبدالقادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ پہلے سجادہ نشین ہوئے ان کا مزار آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے پہلو میں ہی ہے۔ ان کے بعد سید عبدالقادر شاہ صاحب کے بھتیجے سید قاسم علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین مقرر ہوئے ان کا مزار آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے ساتھ والے کمرے میں ہے اور انہی کے نام سے اڈہ قاسم آباد مشہور ہے اور اب سید قاسم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے سید طالب حسین شاہ مدظلہ الاقدس سجادہ نشین ہیں۔

# شہزادگان حضرت نوحی سلطان پیر سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی الشہری

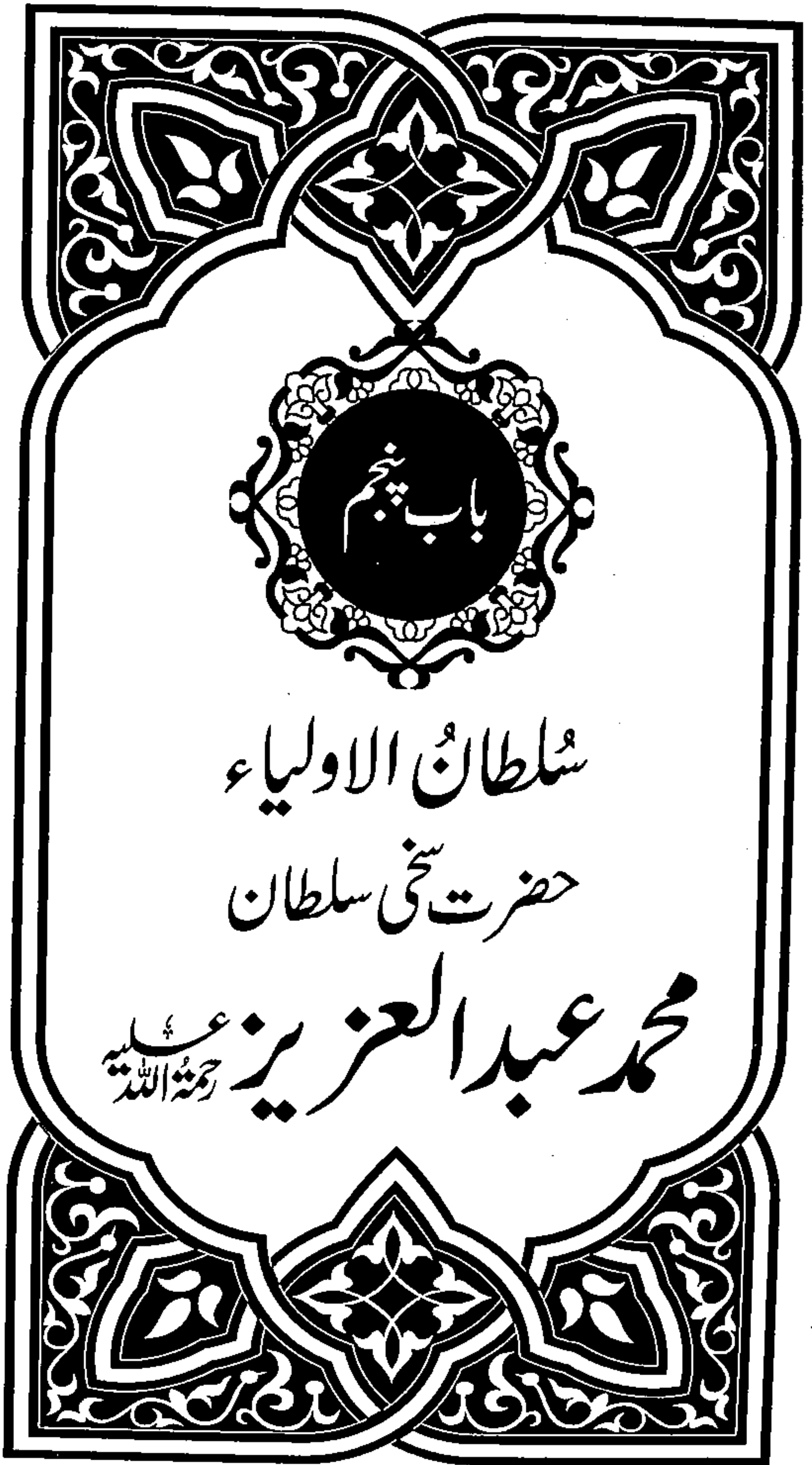
(محل پاک، تربت مبارک اور تصویر مبارک 2011ء)



Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

## سلطان الاولیاء

حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

شہباز عارفان حضرت سخی سلطان سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد امانت فقر سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی وہ ہستی ہیں کہ جن سے امانت فقر دوبارہ خاندان باہو رحمۃ اللہ علیہ میں سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کرنے کے لیے منتقل ہوئی۔

## سلسلہ نسب

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق قبیلہ اعوان سے ہے اور سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پاک سے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد سلطان فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی اولاد زینہ نہ تھی۔ سلطان فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ ایک سادہ مزاج اور صوفی منش انسان تھے۔ ایک دن حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پاک کا طور نامی خلیفہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مہمان ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود اس کی خاطر مدارت کی۔ خلیفہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خود کام کرتے ہوئے دیکھ کر پوچھا ”کیا آپ کا کوئی بیٹا نہیں ہے جو اس عمر میں آپ خود کام کر رہے ہیں؟“ سلطان فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ نے نفی میں جواب دیا۔ اس خلیفہ نے واپس جا کر سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں باطنی عرض گزاری کی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مہربانی فرمائیں کہ اللہ پاک سلطان فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ صاحب کو اولاد زینہ عطا فرمائے۔ اسی رات خلیفہ طور کو خواب میں بشارت دی گئی کہ سلطان فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں دو بیٹے پیدا ہوں گے ان میں سے ایک فقیر ہوگا اس کی نشانی یہ ہوگی کہ وہ ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوگا اور دوسرا امیر ہوگا۔ اس دعا کی برکت سے ادھیڑ عمری میں سلطان فتح محمد کے ہاں دو بیٹے سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب آٹھویں پشت میں حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ

کا شجرہ نسب اس طرح سے ہے۔

سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بن سلطان فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ بن سلطان غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ بن سلطان غلام  
میراں رحمۃ اللہ علیہ بن سلطان ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ بن سلطان نور محمد رحمۃ اللہ علیہ بن سلطان محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ بن سلطان ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ بن  
سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ۔

## ولادت باسعادت

حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت 12 مارچ 1911ء (12۔ ربیع الاول  
1329ھ) بروز اتوار بوقت سحر قصبہ سمندری دربار حضرت سخی سلطان باھو گڑھ مہاراجہ ضلع جھنگ میں ہوئی۔  
یعنی جس دن لوگ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منانے کی تیاریاں کر رہے تھے اسی رات آپ رحمۃ اللہ  
علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی بشارت کے مطابق  
ختم شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے۔

## پہلی نظر دیدارِ مرشد

ولادت باسعادت کے بعد سات دن تک آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھیں نہیں کھولیں۔ آپ کے والد محترم  
سلطان فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دربار حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ پر لے گئے شہباز عارفاں حضرت سخی سلطان  
محمد بہادر علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت دربار شریف پر قیام پذیر تھے۔ سلطان فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی بارگاہ میں  
عرض کیا کہ میرا بیٹا آنکھیں نہیں کھولتا آپ رحمۃ اللہ علیہ مہربانی فرمائیں۔ جونہی سید محمد بہادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان محمد عبد  
العزیز صاحب کو گود میں لیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھیں کھول دیں اس طرح گویا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی نظر ہی مرشد  
کے دیدار کے لیے کھلی۔

## بچپن اور شباب

بچپن سے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت میں ایک نورانی وقار تھا۔ جو بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے



اخلاق و گفتار سے بہت متاثر ہوتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بچپن اور شباب عام لوگوں سے بہت مختلف تھا۔ کم گو، سنجیدہ مزاج اور متین شخصیت کے مالک تھے۔ فضول کھیلوں، کاموں اور گفتگو سے گریز فرماتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اکثر وقت غور و فکر میں صرف ہوتا تھا۔

## ظاہری و باطنی تعلیم

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی طرح کوئی ظاہری علم حاصل نہیں کیا۔ باطنی تعلیم آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت کے بعد اپنے مرشد سید بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر سلطان الطاف علی کی کتب ”سلطان محمد نواز رحمۃ اللہ علیہ حیات و تعلیمات“ اور ”مرآت سلطانی“ سے کچھ ابہام پیدا ہوتا ہے۔ ان کتب میں ڈاکٹر سلطان الطاف علی سلطان، محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی باطنی تعلیم، بیعت تلقین اور اسم اللہ ذات کی تلقین کو سلطان محمد نواز رحمۃ اللہ علیہ سے ظاہر کرتے ہیں جبکہ بیعت طریقت سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کرتے ہیں۔ لیکن اس کی شہادت کہیں سے بھی نہیں ملتی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسم اللہ ذات کی تلقین یا بیعت تلقین سلطان محمد نواز رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی ہو۔ میرے مرشد پاک سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے تھے۔ عاجز نے اپنے مرشد سلطان الفقیر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی انتہائی قریبی رفاقت میں زندگی کے 6 سال گزارے اور ”محرم راز درون خانہ“ اور محرم راز درون مے خانہ“ ہوں لیکن کبھی بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان محمد نواز رحمۃ اللہ علیہ کی رفاقت یا ان سے تلقین یا فیض کا ذکر نہیں فرمایا۔ ہمیشہ یہی فرمایا کہ مجھے یا میرے مرشد سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو جو کچھ ملا سید محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ سے ملا۔

## بیعت

سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے 13 مارچ 1932ء (6 ذیقعد 1350ھ) بروز اتوار بعد نماز عشاء سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر سلطان سید محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کی اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک 21 سال تھی۔

میرے مرشد پاک سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سلطان پیر بہادر

علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کے واقعہ کو اس طرح روایت فرمایا ہے ”میرے حضور (سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ) بغداد شریف جا کر حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے تھے۔ ایک دفعہ پیر بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ دربار حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ میرے مرشد سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بعد نماز عشاء دربار حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضور میں چاہتا ہوں کہ ظاہری دست بیعت حضور غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پاک سے کروں اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھے اجازت دیں تاکہ میں بغداد شریف جا کر دست بیعت کا فرض ادا کر آؤں۔ اس پر حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ مزار مبارک سے باہر تشریف لائے اور اپنے دائیں ہاتھ سے حضرت سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی دائیں کلائی پکڑ لی اور فرمایا کہ آپ بغداد شریف چلے جائیں یا مدینہ شریف لے جائیں ہوگا وہی جس کا فیصلہ بہت پہلے ہو چکا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس پر مہر لگا چکے ہیں اور وہ یہ کہ آپ کی بیعت سلطان پیر بہادر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر ہوگی اور اس فیصلے پر حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی مہر تصدیق ثبت کر چکے ہیں لہذا ابھی اور اسی وقت آپ کی دست بیعت سلطان پیر محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے کرائی جاتی ہے۔ ساتھ ہی حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے حضور پیر صاحب کو آواز دی کہ پیر صاحب جلدی تشریف لے آئیں آپ کا شکار ہم نے پکڑ رکھا ہے۔ حضور پیر بہادر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو مزار مبارک کے باہر تشریف فرما تھے تجدید وضو کیلئے تالاب کی طرف لپکے تو حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”پیر صاحب آپ کا وضو تو ازل سے قائم چلا آ رہا ہے آپ تیمم فرمائیں“ چنانچہ سلطان پیر بہادر علی شاہ صاحب تیمم فرما کر فوراً تشریف لے آئے۔ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان محمد عبدالعزیز صاحب کا ہاتھ سلطان پیر بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کے ہاتھ میں دے کر فرمایا ”پیر صاحب آپ انہیں دست بیعت فرمائیں“ حضرت سلطان پیر بہادر علی شاہ صاحب نے عرض کی ”حضور آپ کی اولاد ہے آپ خود ہی انہیں دست بیعت فرمائیں“ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے پھر فرمایا ”پیر صاحب آپ انہیں دست بیعت فرمائیں“ اسی طرح جب تیسری بار حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے حکم فرمایا تو حضرت سلطان پیر بہادر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان محمد عبدالعزیز صاحب کو دست بیعت فرمایا۔

بیعت کا یہی درست اور حقیقی واقعہ ہے جو کہ میرے مرشد پاک سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ اکثر سنایا کرتے تھے اس کے علاوہ بیعت کے کسی اور واقعہ کا وجود نہیں ہے اور نہ ہی کبھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

## بیعت کی ایک غلط روایت

ماہنامہ مرآة العارفین لاہور نے فروری 2008ء میں ”شہباز عارفان سید بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نمبر“ شائع کیا۔ اس میں سلطان احمد علی صاحب جو سلطان الفقیر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے منجھلے صاحبزادے ہیں، اپنے مضمون ”کنہہ قدم“ میں صفحہ 17 پر بیعت کا واقعہ اسی طرح بیان فرما رہے ہیں جس طرح ہم نے درج فرمایا ہے۔ لیکن اے۔ کے۔ نیازی صاحب اسی شمارہ میں اپنے مضمون ”سید بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ“ میں صفحہ 34 پر ”انتقال امانت فقر“ کے عنوان سے اور ریاض احمد پہاڑ پور والے اپنے مضمون ”مرشد شاہ ہے کون و مکان دا“ میں صفحہ 36 پر منتقلی امانت کے موضوع پر لکھتے ہوئے بیعت کا واقعہ اس طرح درج کرتے ہیں:

”ایک دفعہ سلطان محمد نواز صاحب نے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں عرض کی کہ جناب مہربانی فرمائیں کہ سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ صاحب کوئی مرشد پکڑ لیں۔ یہ عرض کر کے آپ مزار کے ساتھ لیٹ گئے اور خواب میں دیکھا کہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ صاحب ایک تخت پر تشریف فرما ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ پیر سید بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور وہیں حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان محمد عبدالعزیز صاحب کا ہاتھ پکڑ کر پیر سید بہادر علی شاہ صاحب کے ہاتھ میں دے دیا۔ پھر بعد میں سلطان محمد نواز صاحب نے اپنا خواب سلطان محمد عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا آپ رحمۃ اللہ علیہ خواب سن کر خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔ پھر ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مشہور گھوڑے اطلس پر سوار ہو کر پیر صاحب کی خدمت میں موضع فرید محمود کاٹھیہ پہنچے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھوڑے کے ہنہانے کی آواز سن کر سید محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ استقبال کے لیے باہر آ گئے۔ چونکہ سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے حکم ہو چکا تھا لہذا آپ رحمۃ اللہ علیہ

لے بیٹھے۔ اے۔ کے۔ نیازی صاحب کون ہیں اس کے بارے میں یہ خادم لاعلم ہے کیونکہ سلطان الفقیر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی طویل سنگت کے دوران اس نام کے کسی شخص کو کبھی نہیں دیکھا اور خاص طور پر خواص کی محفل میں۔ یہ صاحب سلطان الفقیر (ششم) رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ماہنامہ مرآة العارفین میں لکھنا شروع ہوئے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ موصوف سلطان الفقیر (ششم) رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ہی کسی کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے۔ ہاں سید امیر خان نیازی مرحوم و مغفور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں میں سے تھے اور انہوں نے سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کے تراجم کیے انہوں نے بھی شمس العارفین کے ترجمہ کے پیش لفظ میں بیعت کا وہی حقیقی واقعہ بیان کیا ہے جو ہم بیان کر چکے ہیں۔ ریاض احمد پہاڑ پور والے کا بھی یہی حال ہے جو اے۔ کے۔ نیازی کے سلسلہ میں بیان ہو چکا ہے اور یہ صاحب سخی سنائی باتیں لکھنے کے ماہر ہیں

منتظر تھے۔ پیر صاحب نے سلطان محمد عبدالعزیز صاحب کو ایک دن اپنے ڈیرے پر ٹھہرایا اور اگلے دن ساتھ لے کر سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر پہنچے یہاں پر پیر صاحب نے آپ کو بیعت کر کے خرقہ خلافت پہنایا۔“

طارق اسماعیل ساگر نے ”صاحب لولاک“ میں بھی بیعت کا مندرجہ بالا واقعہ درج کیا ہے اس سے اُن کی سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ سے قربت کا اندازہ ہوتا ہے۔

فروری 2003 کے مرآة العارفین اور صاحب لولاک میں شائع ہونے والے بیعت کے اس واقعہ کے برعکس سید امیر خان نیازی مرحوم و مغفور سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب شمس العارفین کے ترجمہ کے پیش لفظ کے صفحہ 6، 7، 8 پر وہی بیعت کا حقیقی واقعہ اس طرح اپنے مرشد حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں جس طرح ہم پہلے درج کر چکے ہیں۔ چونکہ شمس العارفین کا ترجمہ سلطان الفقیر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات پاک میں ہی شائع ہو گیا تھا اس لیے اس واقعہ کا مستند ہونا زیادہ قرین قیاس ہے کیونکہ اگر یہ غلط ہوتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ ضرور اس کی تردید فرماتے۔

شمس العارفین کے ترجمہ کے ”پیش لفظ“ میں سید امیر خان نیازی مرحوم و مغفور نے جو واقعہ درج کیا ہے وہ ہم ہو بہو نقل کر رہے ہیں آپ لکھتے ہیں:

”1973 میں جب میں نے حضرت سلطان محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر حضرت سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور کچھ دن اُن کی خدمت میں رہا تو ایک دن میں نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ حضور! آپ تو سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہیں، آپ کو اپنے گھرانے سے باہر آ کر حضرت سلطان محمد بہادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ تو حضرت صاحب نے فرمایا ”جب سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلطان محمد بہادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا باطنی ورثہ عطا فرمایا تو یہ تاکید بھی فرمائی کہ یہ میری امانت ہے جو آپ کو مستقبل قریب میں میری اولاد میں سے صاحبزادہ سلطان محمد عبدالعزیز صاحب کو لوٹانی ہے۔ میری عمر سات آٹھ برس تھی کہ ایک روز میں دربار شریف پر گیا اور حبیب سلطان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کھیلتے کھیلتے ہم دونوں دربار شریف کے احاطہ میں جا نکلے، وہاں حضرت سلطان محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سلطان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی کتاب نقل فرما رہے تھے۔ ہم دونوں اُن کے پاس پہنچے تو حضرت سلطان محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے حبیب سلطان صاحب سے پوچھا کہ یہ بچہ کون ہے؟ حبیب سلطان صاحب نے جواب دیا کہ یہ آپ کے خلیفہ سلطان محمد عبدالعزیز صاحب ہیں۔ حضرت سلطان محمد بہادر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! اچھا تو یہ ہیں سلطان محمد عبدالعزیز صاحب! اور ساتھ ہی میری آنکھوں میں

آنکھیں ڈال کر دیکھنے لگے۔ کافی دیر تک وہ مجھے دیکھتے رہے اور میں انہیں دیکھتا رہا، نہ انہوں نے آنکھ جھپکی اور نہ ہی میں نے آنکھ جھپکی، بس ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتے رہے۔ اسی دیکھا دیکھی میں انہوں نے مجھے انوارِ باطنی سے سیراب کر دیا۔ بعد میں جب میری عمر انیس (19) برس ہوئی تو ایک دن میں نے دربار شریف پر حاضری دی، اُن دنوں حضور پیر بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی دربار پر آئے ہوئے تھے۔ میں محل شریف میں حاضر ہوا اور سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی ”حضور میں چاہتا ہوں کہ میں ظاہری دستِ بیعت حضور غوث پاک شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولادِ پاک سے کروں اس لیے آپ مجھے اجازت دیں تاکہ میں بغداد شریف جا کر بیعت کا فرض ادا کر آؤں۔“ اس پر حضور سلطان صاحب مزار مبارک سے باہر نکل آئے اور اپنے دائیں ہاتھ سے میری دائیں کلائی پکڑ لی اور فرمایا ”آپ بغداد شریف چلے جائیں یا مدینہ شریف چلے جائیں، ہوگا وہی جس کا فیصلہ بہت پہلے ہو چکا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس پر مہر لگا چکے ہیں اور وہ یہ ہے کہ آپ کی بیعت سلطان محمد بہادر علی شاہ صاحب کے ہاتھ پر ہوگی تاکہ نعمتِ فقر کا فیض آپ کے ذریعہ سے قیامت تک جاری رہ سکے۔ اس فیصلے پر حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ بھی مہر تصدیق لگا چکے ہیں لہذا ابھی اور اسی وقت آپ کی دستِ بیعت سلطان محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے کرائی جاتی ہے۔“ اور ساتھ ہی آپ نے حضور پیر صاحب کو آواز دی کہ پیر صاحب جلدی تشریف لے آئیں، آپ کا شکار میں نے پکڑ رکھا ہے۔ حضور پیر صاحب تجدیدِ وضو کے لیے تالاب کی طرف لپکے تو حضور حق باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”پیر صاحب آپ کا وضو تو ازل سے قائم چلا آ رہا ہے آپ دیر کیوں کر رہے ہیں، آپ تیمم فرمائیں۔“ چنانچہ حضور پیر صاحب تیمم فرما کر فوراً تشریف لے آئے، حضور سلطان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میرا ہاتھ اُن کے ہاتھ میں دے کر فرمایا ”آپ انہیں دستِ بیعت فرمائیں۔“ حضور پیر صاحب نے عرض کی کہ ”حضور! آپ کی اولاد ہے آپ خود ہی انہیں دستِ بیعت فرمائیں۔“ حضرت سلطان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پھر فرمایا کہ: ”پیر صاحب! آپ انہیں دستِ بیعت فرمائیں۔“ اس طرح جب تیسری بار حضرت سلطان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حکم فرمایا تو حضور پیر صاحب نے مجھے دستِ بیعت فرمایا۔“

۱۔ سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کے وقت عمر مبارک تقریباً 21 سال تھی۔ سید امیر خان نیازی سے یہاں سہو ہوا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1911ء اور بیعت 1932ء میں ہوئی اس لحاظ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک 21 سال بنتی ہے۔ ۲۔ شمس العارفین تصنیف سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ۔ مترجم سید امیر خان نیازی بار اول 2002ء، ناشر انجمن غوثیہ عزیز یہ حق باہو سلطان پاکستان و عالم اسلام رجسٹرڈ دربار عالیہ حضرت سخی سلطان باہو۔ بار دوم دسمبر 2004ء، ناشر العارفین پبلیکیشنز 14/A یکسٹیشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور۔ اشاعت 2007ء ناشر العارفین پبلیکیشنز میکوڈ روڈ لاہور۔



## آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لقب

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لقب ”سلطان الاولیاء“ ہے جو بیعت کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بارگاہِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے

عطا ہوا۔

## آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فقہی مسلک اور سلسلہ فقر

آپ رحمۃ اللہ علیہ مسلکِ اہل سنت والجماعت سے تھے اور فقہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار تھے۔ حضرت سخی سلطان پیر سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد سلسلہ سروری قادری کے شیخ ہیں۔

## عشقِ مرشد

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مرشد سے عشق کمال کو پہنچا ہوا تھا ہمیشہ مرشد کی ہمراہی میں رہنے کی کوشش کرتے لیکن پھر بھی جب کبھی گھر تشریف لاتے اگلے ہی لمحے مرشد کے عشق میں تڑپ کر واپس مرشد کے پاس فرید محمود کاٹھیہ چلے جاتے۔ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ گھر سے مرشد کے پاس تشریف لے گئے وہاں سے پتہ چلا کہ پیر صاحب ٹینڈروالا چلے گئے ہیں جو کہ وہاں سے تقریباً 40 کلومیٹر دور ہے۔ آپ نے بغیر آرام کے ٹینڈروالا کی طرف سفر شروع کر دیا۔ آپ کے پاؤں میں نیا جوتا تھا جو تنگ تھا اور کاٹتا تھا۔ جب آپ ٹینڈروالا پہنچے تو پتہ چلا کہ حضور پیر صاحب تلمبہ تشریف لے گئے ہیں۔ تلمبہ بھی ٹینڈروالا سے تقریباً 30 کلومیٹر دور ہے۔ ٹینڈروالا میں مریدین نے آپ کو مجبور کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ یہاں آرام فرمائیں لیکن مرشد کے عشق میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اس قدر بے چین تھے کہ ایک لمحہ آرام نہ کیا۔ مریدین نے جب رہائش کیلئے مجبور کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بہانہ سے باہر تشریف لے گئے اور اوجھل ہو گئے اور تلمبہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ سخت اور نئے جوتوں کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں میں چھالے (آبلے) پڑ گئے اور ان سے خون رشنا شروع ہو گیا۔ لیکن کوئی بھی تکلیف اور رکاوٹ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو عشق کے سفر سے روکنے میں کامیاب نہ ہو سکی۔ ادھر حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کشف سے پتہ چل گیا کہ میرا عاشق اور محبوب تقریباً 100 کلومیٹر سفر طے کر کے زخمی پاؤں سے ہر رکاوٹ کو توڑتا ہوا چلا آ رہا ہے۔ حضور پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بستر لگوا دیا اور زخموں کے علاج کیلئے مرہم تیار کروایا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ حضور پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے تو حضور پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خود قینچی سے آبلے کاٹ کر ان پر مرہم لگایا اور آرام کرنے کا حکم دیا۔ اور مرشد

کی طرف سے یہ حکم بھی ملا کہ آئندہ جب بھی ملنے آنا ہو گھوڑے پر سوار ہو کر آنا (کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب بھی مرشد کو ملنے جاتے تو گھوڑے پر سوار نہیں ہوتے تھے اور عقیدتاً پیدل ہی جاتے تھے۔ اس سے بھی بیعت کے غلط روایت والے واقعہ کی نفی ہوتی ہے جب بیعت کے بعد یہ حال ہے تو جب طالب مرشد کے پاس پہلی دفعہ حاضر ہوتا ہے وہ بھی بشارت کے ساتھ تو ادب اور بھی زیادہ ہوتا ہے)۔

✽ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مرشد کی محبت اور غلامی سے سکون حاصل ہوتا تھا اور کوشش کرتے کہ مرشد کا ہر کام خود کریں۔ حضور پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گھوڑوں کا بھوسہ بڑی چھلنی سے رگڑ کر چھانا جاتا تھا۔ جب رات کو سب لوگ سو جاتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اٹھ کر رات کو بھوسہ چھان کر رکھ دیتے۔ یہ مشہور ہو گیا کہ حضور پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گھوڑوں کا بھوسہ فرشتے چھان کر جاتے ہیں۔ ایک رات حضور پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کسی مرید کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ رات کو نگرانی کرے اور دیکھے کہ یہ کام کون کرتا ہے۔ رات کو مرید نے دیکھا کہ یہ کام حضرت سلطان محمد عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کرتے ہیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس مرید کی منت کی کہ حضور پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یہ نہ بتایا جائے۔ صبح جب حضور پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مرید سے رات کے واقعہ کے بارے میں دریافت کیا تو مرید نے بتایا کہ یہ کام ساری رات سلطان محمد عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کرتے رہے ہیں۔ اس کے بعد حضور پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کام کرنے سے منع کر دیا۔

✽ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد کے عشق میں فنا ہوئے اور مقام حقیقت تک پہنچے تو بے ساختہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک پر یہ کلام آ گیا:

آج ملے سوہنا پیر مینوں، اکھیں دیکھن کارن بے قرار ہویاں  
سوہنا پیر دیکھن تاں قرار پاون، اے تاں ہر دم وچ انتظار ہویاں  
سلطان بہادر شاہ دی صورت، دیکھ کارن ہر وقت طرف دربار ہویاں  
سلطان محمد عبدالعزیز دایار سلطان بہادر شاہ ہویا، اکھیں اس جہان توں بیزار ہویاں

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد کی دید و زیارت کیلئے بے تاب ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میری آنکھیں راہ تک رہی ہیں اور صورت محبوب دیکھنے کیلئے بیقرار ہیں۔ چونکہ پیر بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق دربار شریف حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اس لئے میری آنکھیں بھی دربار شریف کی طرف لگ چکی ہیں اور سلطان محمد

لے کچھ لوگوں نے اس واقعہ کو حسد والی سے منسلک کیا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ حسد والی تشریف لے گئے پھر وہاں سے یہ سفر شروع ہوا تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ جب 1932ء میں سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سلطان پیر بہادر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے تو پیر صاحب اس سے کافی عرصہ قبل فرید محمد کاٹھیہ میں رہائش پذیر ہو چکے تھے۔

بہادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہی میرایار اور میرا محبوب ہے۔ اس محبوب کو میری آنکھوں نے اپنے اندر اس قدر بسالیا ہے کہ اب وہ دنیا و جہان کی کوئی چیز بھی دیکھنے کے لئے تیار نہیں یعنی میری آنکھوں نے دنیا سے بیزاری اختیار کر لی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد کامل حضور پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے طرز تلقین اور فیض سلطانی اسم اللہ ذات کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

آؤ سہیلو میریو نی جیں دیکھنا نور اللہ والا  
ایہو اسم مبارک چا لکھ سینے میرے پیر بہادر شاہ والا  
اللہ ہو یا ہو جسم اسدا ایہو نور ہے خاص بارگاہ والا  
سلطان محمد عبدالعزیز دایار نہیں شک بے شک جانے اسنوں نور ظہور کبریا والا

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ مرشد کامل کی شان بتانے کیلئے اپنے دوستوں اور ساتھیوں کو دعوت عام دیتے ہیں کہ آؤ جس نے بھی اللہ تعالیٰ کے نور کی ایک جھلک دیکھنی ہو وہ آجائے اور دیکھ لے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اور کائنات کے تمام حسن کو اکٹھا کر کے میرے محبوب میں رکھ دیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اگر دل کی آنکھ منور ہو تو دیکھ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی اسم ذات ہیں اور خاص بارگاہ الہی کا نور ہیں۔ پھر اپنے آپ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ اس میں شک نہیں لیکن اس نور کی حقیقت کو وہی تسلیم کرے گا جس پر یہ ظاہر ہوگا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اٹھیا شعلہ نوری شو والیو وچ نہنگ دے آیائی  
کالی رات جہالت اندر آکر چانن لایائی  
اول سب تھیں صفت خدا دی  
پچھے نعت رسول ہدی دی  
آئے جو اسان ول ہادی

کمایائی

کرم

مولا

اوس لے شعلے۔ نور خدائی  
کر انسانی شکل دکھائی  
چار چو فیروں لے ہوئی روشنائی

اے اُس لے ارد گرد چاروں طرف

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

و کھایائی	حسن	جلوہ			
			بہادر	شاہ	سدائس
			دین	ذنی	وچ
			وانگوں	یوسف	وچ
سویائی	رب	کیتا			
			صورت	سوہنی	خوش
			شعلے	نور	پودن
			داڑھی	وال	تلی
چڑھائی	حسن	روغن			
			کھلا	متھا	خوش
			چمکے	چیونکر	چن
			گوہڑے	نین	مریندے
سویائی	روپ	دنداں			
			قد	سرو	دے
			صورت	دی	کیا
			دیکھن	والا	صدقے
گھمائی	گھول	کوئی			
			عالم	فاضل	کامل
			عابد	زاہد	ولی
			کامل	عالم	راہبر
لایائی	راہ	بھلیاں			
			سوہناں	چہرہ	نور
			چیونکر	روشن	چن

۱۔ نام ۲۔ دنیا

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

صاحبِ حلم احسانِ خلقِ دا  
 رجبایانی<sup>۱</sup> جس نے ملک رجبایانی<sup>۱</sup>  
 ہر صفتوں موصوف کمالی  
 تاریخیں جنیں نوں سلطان باہو<sup>۲</sup> عالی  
 ڈھیال<sup>۳</sup> حضوروں منصب عالی  
 بہایانی<sup>۴</sup> تحت مولا  
 جاں سوہنا تشریف لے آیا  
 ہک پل ہویا عین سویا  
 سارا جگ سلائی آیا  
 ملایانی<sup>۵</sup> رب مرشد  
 بخت کاٹھیاں<sup>۶</sup> دے رب تارے  
 آگئے جس دم لعل سوہارے  
 وچ جہالت جنگل بارے  
 لگایانی<sup>۷</sup> باغ دینی  
 خبراں ملیاں ہرہر تھائیں<sup>۸</sup>  
 چار چوہیرے شہر گرائیں<sup>۹</sup>  
 خاص نہنگ والیاں تے رب سائیں  
 برسایانی<sup>۱۰</sup> مینہہ رحمت  
 گھن مرید چمن دا مانی  
 گھلایا<sup>۱۱</sup> سانوں پیر ٹڈ سیالی  
 جیوں ملیا شان کمالی  
 ودھایانی<sup>۱۲</sup> قرب مولا

۱۔ رغبت توجہ ۲۔ ملا، حاصل ہوا ۳۔ مراد موضع فرید محمود کاٹھیاں جہاں آپ حسووالی سے ہجرت کر کے آباد ہوئے ۴۔ جگہ  
 ۵۔ اردگرد ہسایہ ۶۔ بھیجا



کھڑیا باغ بلی خوشبوئی  
 دج بھینسی دے رونق ہوئی  
 دوروں آون لگا ہر کوئی  
 پائی نام ملکیں

بلبل کونلاں بن کنی ڈاراں<sup>۲</sup>  
 بھج بھج آون بنھ قطاراں  
 سوہنا باغ لگایا یاراں  
 پائی جھرمت بھوراں

جو آون سو فیض اٹھاون  
 باغ بجن تھی خوشبو پاون  
 اس سوہنے تھی صدقے جاون  
 لائی گلشن جس اے

کچھ دن سوہنی رونق لا کے  
 چھوڑ گئے پھر دل چرا کے  
 مگروں عاشق روون آ کے  
 چائی چت<sup>۳</sup> کیوں جانی

کھلی وا<sup>۴</sup> وچھوڑے<sup>۵</sup> والی  
 چلے چھوڑ چمن دے والی  
 سجاں باغ گئے کر خالی  
 وٹائی رنگ ہر بے

جس دم جانی چھوڑ سدھائے  
 ڈگے پتے پھل گرمائے<sup>۶</sup>  
 بلبل کونلاں رونے پائے

۱. بیٹھک ڈیرہ ۲. قطار ۳. دل سے ہوا ۴. دوری ۵. ہجر ۶. پریشان ہوئے

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

مچائی	شور	بھوراں	عاشق	سب	مشاقتی	روون
			سوز	آواز	فراقی	کر کر
			جام	دے	ساقی	چھپ گئے
ترہائی	دل	ہر	بہادر	شاہ	والی	خلافت
			سہالی	شاہ	سہالی	پیر
			صورت	حسن	کمالی	صاحب
لگائی	نور	نوروں	شاہ	پیر	پیارا	عبدالقادر
			مولا	نور	ستارا	بخشیا
			وانگوں	چہرہ	سارا	حضرت
لیائی	شکل	سگوں	مولہ	کرم	کمایا	شکر ہے
			سوہنا	بوٹا	لایا	جس اے
			چاچے	باغ	سوپایا	آ
سجائی	رنگ	رونق	فاضل	کتیا	مولے	عالم
			خلق	مٹھا	منہ	صاحب
			طالب	جاون	گھولے	سارے
نوایائی	سیس	ہر اک	رب	صاحبزادیاں	تائیں	یا
			لمی	عمر	خوشائیں	بخشیں

۱ پہلے سجادہ نشین سید عبدالقادر علی شاہ ۲ سنہ ۱۰۰۰ھ میں مولیٰ ۳ مولیٰ ۴ مولیٰ ۵ مولیٰ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

نالے اگوں بوٹا لائیں  
 رکھ رحمت دا سایائی  
 شالا ایہہ گھر فیضان والا  
 آخر نوری رہے اجالا  
 جس تھیں جگ ہويا خوشحالا  
 لکھاں فیض اٹھایائی  
 پیر قاسم<sup>۱</sup> شاہ<sup>۲</sup> دی واری آئی  
 چاچے دی گدی سوہائی  
 عالم فاضل نور الہی  
 کل مریداں شکر بجایائی

## محبوب مرشد

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مرشد سے عشق تھا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے مرشد کے محبوب تھے حضور پیر بہادر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کو ”حضرت صاحب“ کہہ کر پکارا کرتے تھے اور ہمیشہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سینے سے لگاتے تو فرماتے:

پھللا دے گلاب دیا  
 تینوں سانجھ سانجھ رکھاں  
 میرے ماہیے دے باغ دیا

”کراماتِ عزیزِیہ“ میں سلطان محمد فاروق صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کو جب بھی کوئی مسئلہ پیش آتا آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد حضرت سخی سلطان سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ان کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر ان سے فوراً حل کروا لیتے یہ آپ کی شانِ محبوبیت ہے۔“

۱ آگے ۲ دوسرے سجادہ نشین سید قاسم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد کے وصال کے بعد اکیس اکیس دن وہاں قیام فرماتے اور اس دوران یہ کو "اکیسہ" فرماتے تھے اسی طرح "نورات" یعنی نورات کا قیام "پنج رات" پانچ رات کا قیام "تن رات" تین رات کا قیام فرماتے۔ سید بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں تین کمرے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے بنوائے تھے جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ قیام فرمایا کرتے تھے۔ یہ کمرے پہلے سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زیر استعمال رہے۔ اس کے بعد میرے مرشد پاک سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر استعمال رہے۔ فروری، مارچ 2001ء میں انہیں گرا کر نئے سرے سے تعمیر کیا گیا اور اب سلطان محمد علی صاحب کے زیر استعمال ہیں۔ شہباز عارفان حضرت سخی سلطان محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پاک کے سجادہ نشینوں کی ایک عظمت یہ بھی ہے کہ 1934ء سے لے کر آج تک انہوں نے نہ تو کبھی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پاک میں سے کسی کو دربار پاک پر آنے سے روکا اور نہ ہی وہ کمرے دوبارہ واپس لیے۔

## ازدواجی زندگی اور اولاد

خاندان کے بزرگ اور رشتہ دار جب بھی شادی کیلئے سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو مجبور کرتے آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ خاموشی اختیار فرماتے۔ آخر خاندان کے تمام بزرگ حضور پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ کی شادی کیلئے عرض کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی خاموشی اختیار فرمائی۔ رات کو حضور پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود نکاح پڑھا رہے ہیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان محمد عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو شادی کا حکم دیا۔ اس حکم کی تعمیل میں 1933ء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انگہ شریف (خوشاب وادی سون) میں اپنی ہم کفو خاتون محمودہ بیگم سے نکاح فرمایا۔ اولاد زینہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چار صاحبزادے ہوئے:

۱۔ سلطان محمد صفدر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ ۱

۲۔ سلطان الفقیر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۲

۳۔ سلطان محمد فاروق صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ ۳

۱۔ سید امیر خان نیازی مرحوم و منثور نے صراط الصالحین جلد اول میں سلطان صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال 13۔ نومبر 1986 جبکہ سلطان الطاف علی نے مرات سلطانی (بھٹو نامہ) میں 28۔ اکتوبر 1986 درج کی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے بائیں طرف (جانب غرب) قدموں کے قریب دفن کیا گیا۔ ۲۔ سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات و حیات کے لیے ملاحظہ فرمائیں باب ششم ۳۔ سلطان محمد فاروق رحمۃ اللہ علیہ کا وصال پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور میں 17۔ جولائی 2000 کو ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو 18 جولائی 2000ء کو سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر نمازہ جنازہ کی ادائیگی کے بعد دربار سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے اندر مشرقی دیوار کے ساتھ دفن کیا گیا۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

۴۔ سلطان محمد معظم علی مدظلہ الاقدس۔

سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ خود باطنی تعلیم و تلقین سے نوازتے رہے اور سلطان محمد فاروق رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان محمد معظم علی صاحب کو دینی درسگاہ میں تعلیم کے حصول کیلئے داخل فرمایا جہاں سے دونوں صاحبزادگان نے قرآن پاک حفظ کیا پھر سلطان معظم علی صاحب نے درس نظامی کی سند حاصل کی۔

## ہجرت

27 فروری 1934ء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد حضرت پیر محمد بہادر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما گئے اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ سمندری (گڑھ مہاراجہ جھنگ) سے حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک سے شمال مشرق کی طرف نصف کلومیٹر کے فاصلے پر منتقل ہو گئے جو اب آستانہ عالیہ سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے معروف ہے اور اس منتقلی کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ”ہجرت“ کا نام دیا۔ یہاں آ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پکے مکانات کی بجائے ”چھپڑ“ (جھونپڑے) بنا کر رہائش اختیار کر لی۔ کچھ لوگوں نے اعتراض کیا کہ اپنے بہترین گھروں کو چھوڑ کر ”چھپڑوں“ (جھونپڑوں) میں رہائش اختیار کرنا عجیب ہے۔ مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فقیر کیلئے مکان ضروری نہیں ہے۔

## وظائف اور روزانہ مصروفیات

پابندی وقت کا یہ عالم تھا کہ ایک لمحہ کی کمی بیشی بھی طبیعت پر گراں گزرتی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ صبح تین بجے اٹھ کر چائے پیتے اور وظائف پڑھتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی اور نماز فجر کے بعد ایک گھنٹہ کیلئے تصور اسم اللہ ذات میں مشغول رہتے۔ اس کے بعد ملاقاتیں اور طالبان مولیٰ کو تلقین و ارشاد فرماتے۔ پھر دن کے معمولات جاری رہتے۔ وقت کی اس قدر پابندی اور کبھی نماز قضا نہ ہونے دینا ایک کرامت سے کم نہیں۔ صبح و شام کے وقت طویل چہل قدمی بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معمول میں شامل رہی اس چہل قدمی میں سلطان الفقیر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ہمراہ ہوا کرتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ انہیں عین الفقیر نور الہدیٰ اور شمس العارفین کا درس دیا کرتے تھے۔

۱ بقید حیات ہیں

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



## تلقین و ارشاد

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہر طرح کے لوگ آتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کو ان کی طلب کے مطابق فیض عطا فرماتے اور اسم اللہ ذات کی تلقین فرماتے۔ مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ کار یہ تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اسم اللہ ذات ہر کسی کو عطا نہیں فرماتے تھے بلکہ صرف خاص طالبان مولیٰ کو عطا فرماتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تلقین و ارشاد کا انداز بھی روایتی طریقے سے ہٹ کر تھا۔ آپ جس کسی کو بھی کوئی بات سمجھانا چاہتے اس حکمت سے سمجھاتے کہ وہ سمجھ بھی لیتا اور مشکور بھی رہتا۔ بیعت کے بعد کا واقعہ ہے کہ آپ ابھی پیر محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم و تلقین حاصل کر رہے تھے کہ ایک مسئلہ پیر صاحب کے ہاں پہنچا۔ ان دنوں دربار سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین صاحبزادہ حبیب سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”عین الفقر“ کے ترجمہ کیلئے حافظ محمد رمضان رحمۃ اللہ علیہ خطیب دربار سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا۔ وہ کتاب کا ترجمہ کرتے ہوئے جب اس فقرہ تک پہنچے ”مرشد ابتدائی مقام پر ہو اور طالب انتہا پر تو مرشد اپنے طالب کو اعلیٰ مقام تک لے جاتا ہے۔“ یہ فقرہ پڑھ کر حافظ صاحب پریشان ہوئے کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے اس فقرہ کو صاحبزادہ حبیب سلطان رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش کر کے پوچھا کہ کیا یہ صحیح ہے؟ اگر یہ کتابت کی غلطی ہے تو اسے کاٹ دیتے ہیں۔ یہ فقرہ پڑھ کر صاحبزادہ حبیب سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ پھر حافظ صاحب کو سلطان سید محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیج دیا۔ جب حافظ صاحب نے حضور پیر محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچ کر مسئلہ پیش کیا تو آپ نے سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اس فقرہ کا مطلب بتائیے تو سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ مرشد ابتدا یعنی مقام ازل پر ہوتا ہے جہاں صرف وحدت ہی ہوتی ہے۔ اس وحدت ہی سے تمام کثرت پیدا ہوتی ہے۔ اور موجودہ جہان یعنی کثرت اس وحدت کی

۱۔ صاحب لولاک میں اور بعض رسائل میں یہاں سجادہ نشین کا نام امیر سلطان تحریر کیا گیا ہے امیر سلطان صاحب 1338ھ تا 1350ھ (1920ء تا 1931ء) تک سجادہ نشین رہے اس وقت تک تو سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سید محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت بھی نہیں ہوئے تھے۔

۲۔ بعض روایات میں یہاں مترجم کا نام مولوی نظام الدین لکھا گیا ہے اور صاحب لولاک میں بھی یہی تحریر ہے لیکن درست نام حافظ محمد رمضان ہے کیونکہ حافظ محمد رمضان صاحب نے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی تمام کتب کے تراجم کیے اور انہیں دربار سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ سے شائع کیا تھا۔

آخری صورت اور انتہا ہے۔ اور طالب اس انتہائی منزل عالم کثرت میں ہوتا ہے۔ اب یہ مرشد کمال ہے جو اپنے اس طالب کو مقام دنیا، جو آخری مقام اسفل سافلین ہے، سے نکال کر اعلیٰ مقام وحدت تک لے جائے۔

## حُسن اور صورت و سیرت

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت اور صورت مبارکہ اس قدر جامع اور دلکش تھی کہ جو کوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتا اور زیارت کرتا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دام غلامی میں آجاتا تھا۔ آپ کے منور چہرہ مبارک کو کوئی کنگھی باندھ کر نہ دیکھ سکتا اور نہ کسی کو بات کرنے کی جرأت ہوتی یعنی بات حلق میں اٹک جاتی حتیٰ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود پوچھ لیتے۔ ریش مبارک گھنی تھی اس کو طول و عرض میں برابر رکھتے تھے اور اس میں کنگھی اس طرح فرماتے کہ بال کانوں کی دونوں لوؤں کی طرف ہو جاتے اور درمیان میں سیون (مانگ) بن جاتی اس طرح ریش مبارک بہت دلکش اور خوبصورت معلوم ہوتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس قدر رقیق القلب اور نرم خوتھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی کی تکلیف نہیں دیکھی جاتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جو بھی حاجت مند آجاتا آپ رحمۃ اللہ علیہ اسے خالی نہ لوٹاتے بلکہ ہر حال میں اسے خوش کرنے کی پوری کوشش کرتے اور اگر پاس کچھ نہیں ہوتا تو گھر سے کپڑے وغیرہ لا کر اسے دے دیتے۔ کئی دفعہ اپنے غلاموں اور حاجت مندوں کو خود کھانا کھلاتے اور انہیں خوش کرنے کیلئے ہلکا سا مزاج بھی پسند فرماتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سفید تہمد اور کرتہ استعمال فرمایا کرتے تھے سر پر سفید دستار اور پاؤں میں گھسہ استعمال فرماتے۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر سفر میں رہتے تھے اور خاص طور پر گرمیوں میں کوسٹہ کی طرف جانا آپ کا معمول تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قیام پاکستان سے قبل دہلی اور کابل کا سفر بھی فرمایا۔

## آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ اکبر سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ ہوئے جن کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے امانت فقر منتقل فرمائی اور پانچ خلفاء اصغر ہوئے جن کی تفصیل اس طرح سے ہے:

1- سلطان صغدر علی رحمۃ اللہ علیہ

پہلے خلیفہ اصغر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے سلطان صغدر علی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

2- غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ (جنوبی افریقہ)

ایک بار آپ رحمۃ اللہ علیہ کھوہار (ضلع جہلم) تشریف لے گئے وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید نے عرض کی کہ حضور میرا ایک بیٹا غلام محمد ہے جو اس وقت جنوبی افریقہ میں مقیم ہے۔ میں نے اسے بارہا کہا کہ تو کسی مرشد کے ہاتھ پر بیعت ہو جا مگر وہ ماننے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے یہاں پاکستان میں آ کر بیعت نہیں ہونا اگر کوئی مرشد کامل ہے تو وہ مجھے پاکستان سے ہی افریقہ میں بیعت کر لے۔ میں اسے ہی اپنا مرشد تسلیم کروں گا۔ یہ بات سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلیفہ غلام یسین صاحب کو وضو کرنے کا حکم دیا اور اسم اللہ ذات کی تلقین فرمائی اور اپنے مرید سے فرمایا مبارک ہو ہم نے تمہارے بیٹے غلام محمد کو بیعت کر لیا ہے۔ پھر یہ وقت اور دن اپنے دوسرے خلیفہ ولایت شاہ کو حکم دے کر لکھوایا۔ کئی دن بعد غلام محمد صاحب کا افریقہ سے خط آیا جس میں اس نے دن، وقت اور اپنے مرشد کی صورت کی علامات لکھیں اور لکھا ”میں پریشان بیٹھا تھا کہ اچانک میرے دل میں خیال آیا کہ آج نماز پڑھوں۔ پھر نماز کیلئے وضو کر کے مسجد گیا نماز سے جب فارغ ہوا تو دیکھا کہ ایک نورانی صورت بزرگ ہیں اور میرے قریب آ کر بیٹھ گئے ہیں اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے بیعت کرتے ہیں اور اسم اللہ ذات کے متعلق تلقین کر کے چلے جاتے ہیں۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ ایسی صورت میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔“

جب کچھ عرصہ بعد غلام محمد صاحب پاکستان آئے تو اس کے والد آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملوانے کیلئے دربار شریف لے آئے لیکن پہلے وہ غلام محمد صاحب کو جان بوجھ کر دوسرے صاحبزادوں کے پاس لے جاتے رہے جنہیں دیکھ کر وہ کہتا کہ یہ وہ نہیں ہیں۔ پھر آخر میں سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لایا گیا جو نہی اس نے آپ کی صورت مبارک دیکھی تو پکارا اٹھا یہی وہ بزرگ ہیں جو مجھے بیعت فرما چکے ہیں۔

ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد سلطان محمد بہادر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر موجود تھے اسی مرید غلام محمد نے عرض کی کہ افریقہ میں تبلیغ اسلام کی بہت ضرورت ہے یا تو خود تشریف لے چلیں یا اپنے کسی خلیفہ کو مقرر فرمائیں۔ اس اپیل پر آپ رحمۃ اللہ علیہ خاموش رہے۔ پھر فرمایا کل کسی کو خلیفہ بنا دیں گے۔ اب خلفاء سوچنے لگے کہ کل کس کی ڈیوٹی افریقہ میں لگے گی صبح جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز فجر کے بعد وظیفہ سے فارغ ہوئے تو غلام محمد کو مزار کے اندر بلا لیا اور انہیں مزار پاک پر ہی بیعت فرما کر خرقہ خلافت عطا فرمایا۔

3- حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

تیسرے خلیفہ اصغر کھوہار (جہلم) کے حضرت عبداللہ صاحب ہیں۔

4- پیر سید ولایت شاہ رحمۃ اللہ علیہ

چوتھے خلیفہ اصغر کھوہراں تحصیل دینہ ضلع جہلم کے پیر سید ولایت شاہ صاحب ہیں۔ سید ولایت شاہ صاحب کے متعلق مشہور ہے کہ ایام محرم قریب تھے اور دربار سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ اور قصبہ سمندری کے راستہ میں ایک بہت بڑا گڑھا پڑا ہوا تھا۔ سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خادین اور مریدین سے فرمایا کہ یہ گڑھا بھر دیا جائے تو آنے میں جو تکلیف ہوتی ہے وہ ختم ہو جائے اور کوئی آنے جانے والا اس میں گر کر زخمی نہ ہو جائے۔ دو دن بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا تو گڑھا اسی طرح موجود تھا۔ جب وہاں سے گزرتے ہوئے ولایت شاہ صاحب نے اپنے مرشد کے چہرہ مبارک پر ناگواری کے تاثرات دیکھے تو رات کو کسی کو بتائے بغیر گڑھا بھر دیا۔ اگلے دن حضرت صاحب جب وہاں سے گزرے تو یہ معاملہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور پوچھا کہ یہ کام کس نے کیا ہے؟ سب لوگ خاموش رہے تھوڑی دیر کے سکوت کے بعد ولایت شاہ صاحب نے آگے بڑھ کر عرض کیا حضور اس ناچیز نے یہ گڑھا بھرا ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تو پھر سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے تمہیں بھر دیا ہے اور انہیں سینے سے لگا کر خرقہ خلافت عطا فرمایا۔

5- میاں جیون رحمۃ اللہ علیہ

پانچویں خلیفہ اصغر جنڈانوالہ (جھنگ) کے میاں جیون رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

## انتقالِ امانتِ فقر

13۔ اپریل 1979 (6 جمادی الاول 1399ھ) بروز جمعۃ المبارک اپنے وصال سے صرف دو سال قبل آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد حضرت سخی سلطان سید محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے قریب بیٹھ کر اپنے دائیں طرف سلطان صفدر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور بائیں طرف سلطان الفقیر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کو بٹھایا اور مزار مبارک پر ہاتھ رکھ کر بیعت فرمایا اور اپنے سر سے دستار مبارک اتار کر سلطان محمد صفدر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر رکھی اور خرقہ خلافت عطا فرمایا اور شور کوٹ سے دستار منگوا کر سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کو

پہنائی اور امانتِ فقر منتقل فرمائی۔ چونکہ امانت (فقر) دل (باطن) میں منتقل کی جاتی ہے اور دستار ظاہری خلافت یا نظام چلانے کے لیے سر پر سجانے کے لیے ہوتی ہے اس لیے سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سر کی ظاہری دستار سلطان محمد صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمائی جبکہ سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کو رازداری سے امانت منتقل فرمائی اور اس منتقلی کے راز کو عوام الناس کی نظر سے پوشیدہ رکھنے کے لیے ان کو اپنے سر کی دستار عطا کرنے کی بجائے ان کے لیے دستار شور کوٹ سے منگوائی۔

## کرامات

✽ ایک دن آپ بارہ ٹالیاں (جھنگ) میں تشریف فرما تھے اور اپنے ایک مرید غلام محمد عرف دھوتو کو دربار شریف بھیجا کہ وہ گھوڑے کی زین وغیرہ لے آئے۔ جب دھوتو فقیر بارہ ٹالیاں سے چلا تو اس وقت دن ڈھل رہا تھا دھوتو فقیر مغرب سے پہلے دربار شریف پہنچا اور وہاں گھر سے زین وغیرہ سر پر اٹھا کر چل پڑا اور سوچنے لگا اب تو سواری نہیں ملے گی کیونکہ اس زمانہ میں مغرب کے بعد اس روڈ پر ٹریفک بند ہو جاتی تھی۔ پھر یہ فیصلہ کیا کہ دریا کے راستے شور کوٹ چلا جائے لیکن دریا کے قریب پہنچا تو پریشان ہو گیا کہ یہاں تو کشتی بھی نہیں ہے اور دریا میں پانی بھی گہرا ہے۔ پھر یہ سوچتے ہوئے کہ دریا میں پانی برابر نہیں ہوتا گہرے پانی میں تیر لوں گا اور کم گہرے پانی میں دریا چل کر عبور کر لوں گا، سامان اور کپڑوں کی گٹھڑی سر پر رکھ کر دریا میں چھلانگ لگا دی ابھی چند قدم ہی دریا میں چلا تھا کہ ڈوبنے لگا پھر کوشش کر کے دریا سے باہر نکل کر کنارے پر بیٹھ کر رونے لگا کہ آج یہ مجھ پر کیسا امتحان ہے۔ کافی دیر تک گریہ زاری کرتا رہا پھر دل کو مضبوط کر کے یہ فیصلہ کیا کہ میرا مرشد کامل ہے مجھے اس نے حکم سے دربار شریف بھیجا ہے اب میرے پاس ان کا سامان بھی ہے۔ میری موت دریا میں ہے تو ہو میں مرشد کے حکم کو درمیان میں نہیں چھوڑوں گا بیشک مرجاؤں۔ یہ سوچ کر وہ دوبارہ دریا میں داخل ہو گیا اس بار وہ پورا دریا پار کر گیا اور پانی پنڈلیوں سے بھی نیچے رہا۔ پھر رات تقریباً 12 بجے بارہ ٹالیاں پہنچا۔ اسے دیکھتے ہی حضرت صاحب مسکرا دیئے اور فرمایا دھوتو اگر تو پہلی بار کامل یقین اور توکل کے ساتھ چلا آتا تو تب بھی پار ہوتا لیکن تجھے اس وقت دریا کا گہرا پانی خوف دلا رہا تھا اس لئے ڈوب گیا جب تو نے یقین کامل کر کے مکمل توکل اور بھروسہ کیا تو کامیاب ہو گیا۔

✽ آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرماتے کہ قادری فقیر کامل تصرف کا مالک ہوتا ہے اس کی نگاہ نشانہ پر لگنے والے تیر کی مثل ہوتی ہے یعنی جتنا بھی بڑا مجمع ہو وہ جس کو چاہے فیض سے نواز دے اسے حجروں میں چھپنے کی ضرورت



نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے والے ہزاروں لوگ ہوتے تھے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ دلوں کے حال دیکھ کر خاص بندوں پر مہربانی فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد کے دربار شریف پر تشریف فرما تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مرید لالہ احمد خان پٹھان کڑی خیسور (ڈیرہ اسماعیل خان) آ کر گریہ کرنے لگا ”جناب والا! ہماری دوسرے خاندان سے دشمنی ہے اور وہ بہت طاقتور ہیں انہوں نے پیغام بھیجا ہے کہ ہم چند دنوں میں حملہ کے لیے آئیں گے اور تم لوگوں کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ آپ مہربانی فرمائیں ہمارے حق میں دعا فرمائیں۔ اللہ ہمیں دشمن سے محفوظ رکھے۔“ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے تسلی دی اور فرمایا کہ انشاء اللہ میرے مرشد پاک کے وسیلہ سے تم لوگ خیریت سے رہو گے۔ پھر اگلے دنوں جب دشمنوں نے لالہ احمد خان پر کڑی خیسور میں حملہ کیا اور لالہ احمد پر سیدھے دس فائز کر کے چلے گئے لیکن لالہ احمد مکمل امن و امان سے رہے اور انہیں یہ گولیاں کوئی گزند نہ پہنچا سکیں۔ کچھ دنوں بعد سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد سلطان محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے وہاں سلطان سید محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ان دس گولیوں کے سکے دے کر فرمایا کہ یہ گولیاں ہم نے اپنے ہاتھ پر روکیں ہیں۔ یہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کو ثابت کر دیا ہے:

اولیاء را ہست قدرت از الہ تیر جتہ باز گرداند ز راہ

یعنی اولیاء کا ملین کو بارگاہ الہی سے وہ طاقت حاصل ہوتی ہے کہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کو واپس موڑ لیتے ہیں۔ اس طرح ہی پیر صاحب نے کیا۔

✽ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد سلطان محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک کی طرف جا رہے تھے کہ ہاتھی خیل میانوالی سے رب نواز خان اپنی کار سے اتر کر دوڑتا ہوا آیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں میں سر رکھ دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا بتاؤ بھائی خیریت تو ہے؟ تو رب نواز خان نے رو رو کر عرض کی جناب میرا بیٹا قتل کے ایک جھوٹے کیس میں ملوث ہے اگلے دن صبح اس کی آخری تاریخ ہے دعا کریں کہ اسے رہائی مل جائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صبر کرو میں اپنے مرشد حضور پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھ کر بتاتا ہوں۔ خان صاحب مزار شریف کے دروازے پر بیٹھ گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ دروازہ بند کر کے مزار مبارک کے اندر تشریف لے گئے۔ جب آپ حاضری دے کر واپس آئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رب نواز سے فرمایا ”حضرت سلطان محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی برکت سے تمہارا لڑکا بری ہو گیا ہے لیکن فقرہ گھوڑہ شیرینی میں لگے گا۔“ رب نواز نے عرض کیا ”جناب ایک گھوڑا یا نو۔“ تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”آپ نے دینا تو ایک بھی نہیں“ لیکن یاد رکھو اگر عدالت جانے سے پہلے تیرے بیٹے عادل کی ہتھ کڑی گھل کر نیچے گر جائے تو سمجھنا میرے مرشد کی دعا ہے اور اگر نہ گرے تو سمجھنا

نہیں۔ اگلے دن جب اسے پیشی کے لیے پولیس والے لے گئے تو اس کے ہاتھوں سے ہتھکڑیاں کھل کر گر پڑیں۔ پھر جب وہ عدالت میں پیش ہوا تو بری ہو گیا۔

✽ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ گراکوڈ جو ٹانک (ڈیرہ اسماعیل خان) کے قریب ہے تشریف لے گئے۔ یہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید ملک عمر دراز نے آپ کے پاس آ کر عرض کی! جناب میری اولاد نہیں ہے دعا فرمائیں۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے عمر دراز اللہ تعالیٰ تمہیں دو بیٹے عطا کرے گا ایک کا نام عمر حیات اور دوسرے کا نام خضر حیات رکھنا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے دو بیٹوں سے نوازا۔

✽ مارچ 1979ء کے آخری دنوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو گردوں کی شدید تکلیف ہوئی۔ آپ بارہ ٹالیاں جو کہ بھکر روڈ جھنگ سے تقریباً تین کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے مہر احمد خان <sup>۱</sup> مکھیانہ کے ڈیرہ پر ڈاکٹر محمد یوسف سرجن کے زیر علاج رہے۔ ایک دن تکلیف زیادہ ہونے پر ڈاکٹر صاحب نے چیک اپ کرنے کے بعد مایوسی کا اظہار کیا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اگلے دن صبح سویرے سلطان الفقر سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ کل ڈاکٹر صاحب نے میری صحت کے بارے میں مایوسی کا اظہار کیا ہے لیکن آپ مایوس نہ ہوں بلکہ آپ فوراً میرے مرشد پاک پیر بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دربار عالیہ پر حاضر ہوں اور وہاں مزار مبارک پر ہاتھ رکھ کر ان کی بارگاہ میں عرض کریں اور میری صحت کا سوال کریں اور پھر وہ ہاتھ کسی چیز کو لگائے بغیر واپس آجائیں۔ سلطان محمد اصغر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فوراً حضور پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر تشریف لے گئے اور دربار عالیہ پر حاضر ہو کر مزار پاک پر ہاتھ رکھا اور والد محترم کی صحت کا سوال عرض کیا پھر اسی حکم کے مطابق اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہوئے جب واپس پہنچے تو سلطان محمد عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان محمد اصغر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں کو اپنے چہرے پر لگایا اور پھر گردوں کے مقام پر پھیرا اس سے یہ اثر ہوا کہ فوراً تکلیف رفع ہو گئی۔

## ✽ وصال مبارک ✽

اپریل 1981ء کے آغاز میں ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آنکھوں کے آپریشن کیلئے لاہور میو ہسپتال میں داخل کروایا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 8 اپریل 1981ء کو فرمایا کہ مجھے آپریشن کی ضرورت نہیں کل 9 اپریل کو سلطان

۱۔ مہر احمد خان مکھیانہ ساکن بارہ ٹالیاں ضلع جھنگ، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کرنے والے پہلے شخص ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہے میں اس میں ضرور شامل ہوں گا آپ لوگ مجھے گھر لے چلیں۔ سلطان محمد اصغر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان محمد صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے اصرار کیا کہ آپریشن کرا کر ہی چلیں گے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یاد رکھیں کہ میری موت لاہور میں لکھی جا چکی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اصرار پر سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو واپس لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تیاری کر کے 9 اپریل کو عرس مبارک میں شمولیت کیلئے دربار شریف پر حاضری دی۔

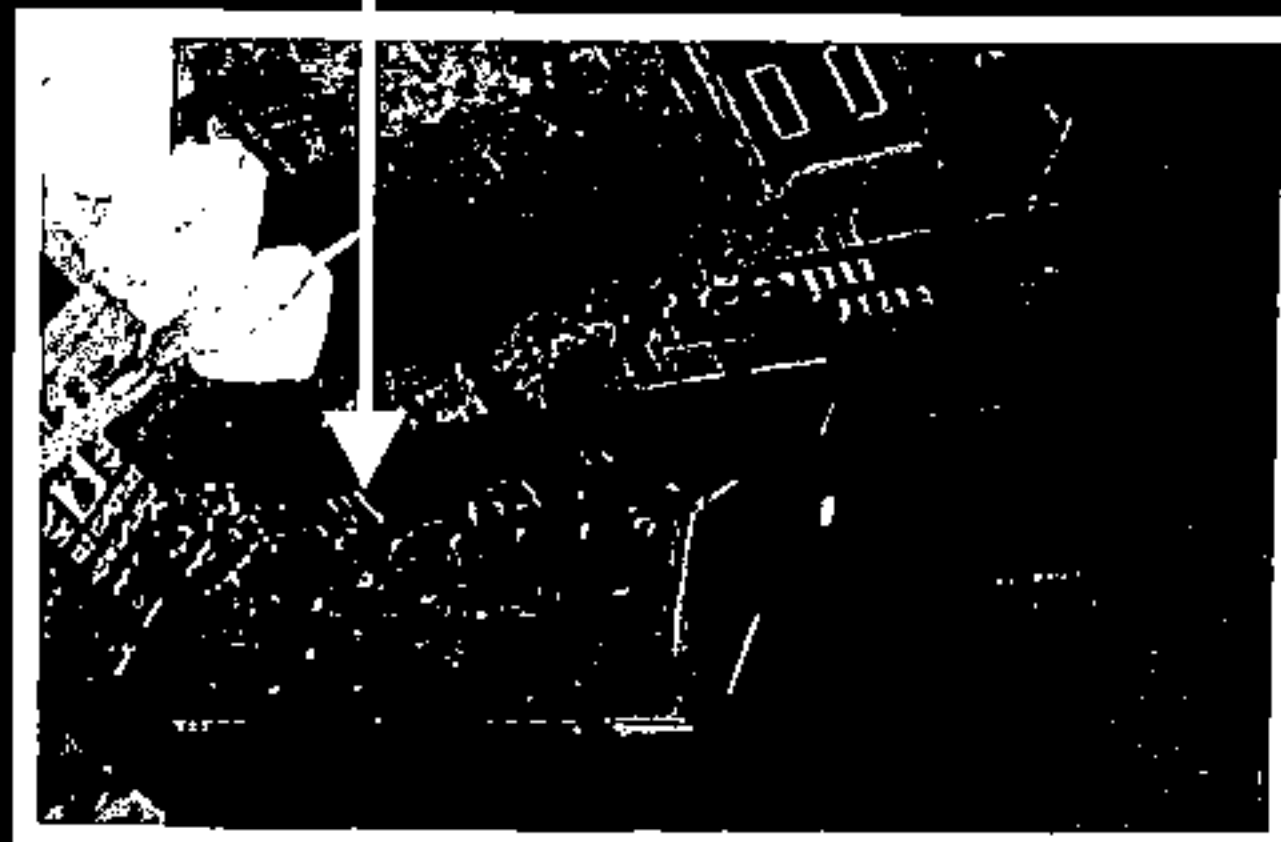
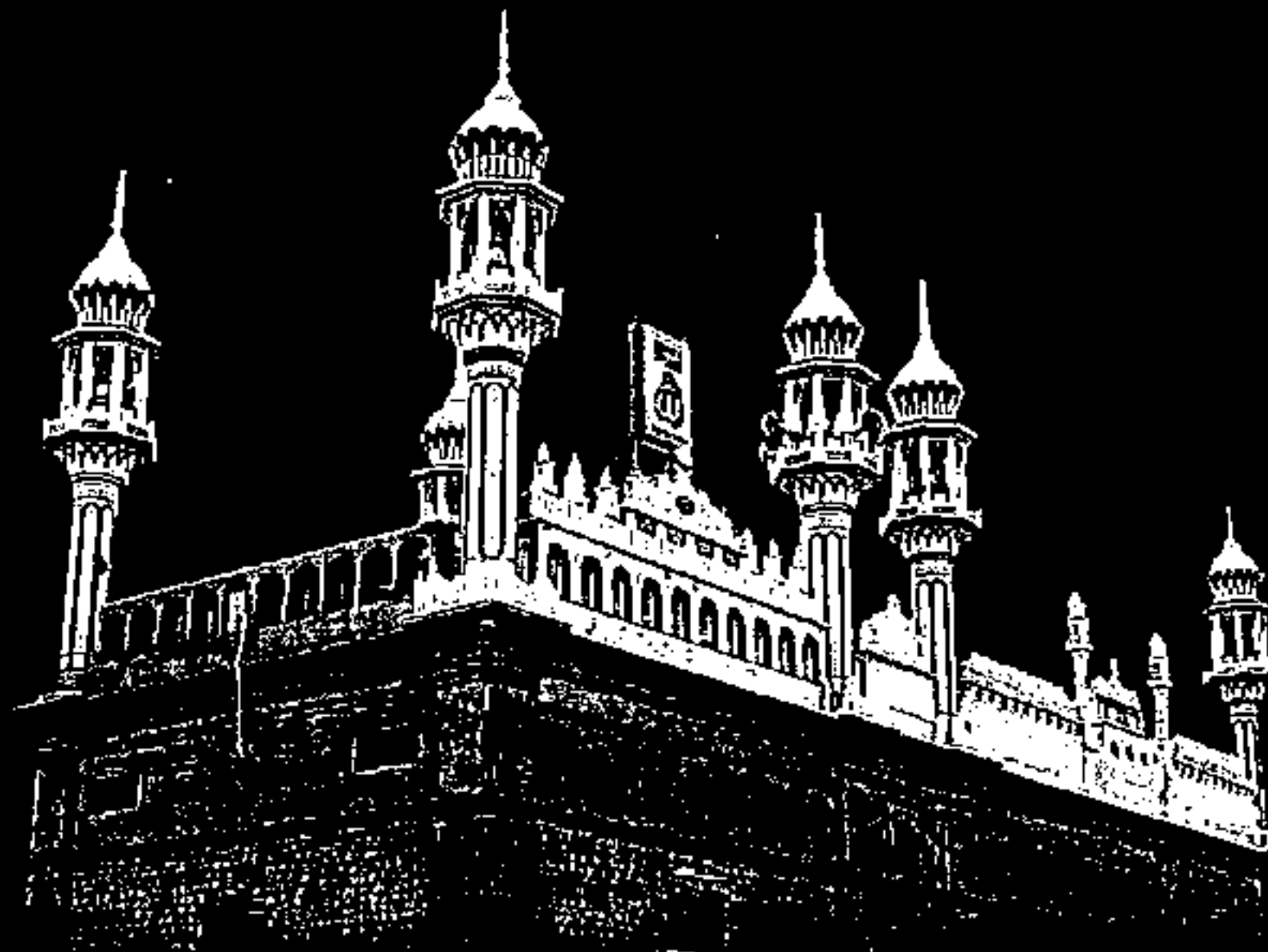
11 اپریل کو تکلیف بڑھ گئی تمام برادری نے مجبور کیا کہ لاہور چلے جائیں۔ جب آپ کو لاہور کیلئے لیکر چلنے لگے تو آپ نے فرمایا ”چلو رب کی رضا اسی طرح ہے“۔ آپ کو 12 اپریل کو صبح سات بجے لاہور میوہسپتال دوبارہ داخل کروادیا گیا۔ اچانک آپ رحمۃ اللہ علیہ پر غشی طاری ہو گئی دن کے وقت ایک بچ کر پندرہ منٹ پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھ کھولی اور پوچھا کہ وقت کیا ہے؟ ایک مرید نے بتایا سو ایک بچ چکا ہے۔ استفسار کے انداز میں فرمایا کہ نماز کا وقت ہے۔ اس مرید نے عرض کی کہ ابھی کچھ دیر ہے۔ پھر فرمایا ہماری نماز کا ٹائم ہو چکا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اشاروں سے تیمم فرمایا پھر ظہر کی نماز ادا کی۔ اس کے بعد حکم دیا کہ اسم اللہ ذات لے آؤ تا کہ وظیفہ پڑھ لوں۔ جس پر یہ کہا گیا کہ وہ تو جلدی میں گھر رہ گیا ہے۔ اسی حالت میں 12 اپریل 1981ء بمطابق 7 جمادی الثانی 1401ھ بروز اتوار بعد نماز ظہر وصال فرما گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں اتوار کا دن بہت اہمیت رکھتا ہے آپ کی ولادت بیعت اور وصال اتوار کے دن ہی ہوئے۔

وصال کے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر 70 سال ایک ماہ تھی۔ وصال کے بعد 13 اپریل کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر ادا کرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو موجودہ مزار کی جگہ پر سپرد خاک کیا گیا۔

## مزار مبارک

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک سے شمال مشرق کی جانب تقریباً نصف کلومیٹر کے فاصلے پر ہے ساتھ ایک عظیم الشان مسجد میرے مرشد پاک سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں ہی مکمل ہو چکی تھی۔ مسجد اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کا عکس ہے۔

سلطان الاولياء حضرت سخی سلطان  
محمد عبدالعزیز علیہ  
رحمۃ اللہ علیہ  
(گلپاک عزت پورک اور شہر پورک 2011ء)



Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

## سجادہ نشین

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پاک کے پہلے سجادہ نشین آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے سلطان محمد صفر علی رحمۃ اللہ علیہ مقرر ہوئے۔ اُن کے وصال کے بعد میرے مرشد پاک سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ متفقہ طور پر دوسرے سجادہ نشین مقرر ہوئے اب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے سلطان محمد علی مدظلہ الاقدس سجادہ نشین ہیں۔

## عرس پاک

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پاک پر سال میں دو بڑے اجتماعات ہوتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس پاک آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی ہجری تاریخ کے مطابق سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک یعنی جمادی الثانی کی پہلی جمعرات کے بعد پہلے اتوار اور سوموار کو منعقد ہوتا ہے۔ اور دوسرا بڑا اجتماع میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی عیسوی تاریخ 12، 13 اپریل کو ہر سال منعقد ہوتا ہے۔





سُلطانُ الفقَر (ششم)

حضرت سخی سلطان

محمد اصغر علی  
رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

## فصل 1

# سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ روحی شریف میں پانچ سلطان الفقر کے ناموں کا انکشاف فرمادیا تھا جو آپ باب اول سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ میں پڑھ چکے ہیں دو دیگر ارواح کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دو روح دیگر اولیاء۔ بحرمت یمن ایشان قیام دارین تا آنکہ آں دو روح از آشیانہ وحدت بر مظاهر کثرت نخواہند پرید؛ قیام قیامت نخواہند شد۔

ترجمہ: اور دو ارواح دیگر اولیاء کی ہیں۔ ان ارواح مقدسہ کی برکت و حرمت سے ہی دونوں جہان قائم ہیں۔ جب تک یہ دونوں ارواح وحدت کے آشیانہ سے نکل کر عالم کثرت میں نہیں آئیں گی قیامت قائم نہیں ہوگی۔

ان دو ارواح میں سے روح ششم عالم احدیت سے 1947ء میں عالم ناسوت میں جلوہ نگن ہوئی اور 2003ء تک اس عالم بشریت میں جلوہ گر رہی اور لوگوں کی کثیر تعداد اس کے نور سے منور ہوئی۔ عالم بشریت میں روح ششم کا اسم گرامی ”حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ“ ہے۔

## ولادت باسعادت

سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت 14۔ اگست 1947ء

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

(27 رمضان المبارک 1366ھ) بروز جمعہ المبارک بوقت سحر قصبہ سمندری گڑھ مہاراجہ ضلع جھنگ میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب اس طرح سے ہے:

حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ بن سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بن سلطان فتح محمد بن سلطان غلام رسول بن سلطان غلام میراں بن سلطان ولی محمد بن سلطان نور محمد بن سلطان محمد حسین بن سلطان ولی محمد بن سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ۔

## بچپن

حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کو ازل سے سلطان الفقیر کا مرتبہ حاصل ہے اس لیے بچپن ہی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ مبارک نور حق سے منور تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ حسن و جمال کا منبع اور تمام بھائیوں سے حسین اور جدا نظر آتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس حُسن بے مثال کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد مرشد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بچپن ہی سے ”چن“ (چاند) کے لقب سے مخاطب فرماتے تھے۔

## تعلیم و تربیت

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پرائمری تک گڑھ مہاراجہ میں تعلیم حاصل کی پھر جھنگ کے اسلامیہ سکول سے مڈل کا امتحان پاس کیا اور نوشہرہ وادی سون ضلع خوشاب سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ میٹرک کے امتحان کے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک سترہ سال تھی۔ اس دنیاوی تعلیم کے دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ”عین الفقیر اور شمس العارفین“ کی تدریس بھی مکمل کی۔ میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت تقویٰ کر کے راہ فقرا اختیار کی۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کبھی بھی اپنے مرشد کے وصال تک ان سے جدا نہ ہوئے اور ہر لمحہ ہر آن ان کے ساتھ رہے بس چند دن کمالیہ میں مرشد کے حکم پر ٹھیکیداری کا کام کیا اور چند دن بعد ہی مرشد پاک کے حکم کے مطابق ٹھیکیداری کا یہ جھنجھٹ چھوڑ دیا اور خود کو مرشد پاک کے لیے وقف کر دیا۔

## فصل 2

## عشقِ مرشد

اگر سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رضی اللہ عنہ کو ”طالبِ مولیٰ“ کے طور پر دیکھا جائے تو طالبِ مولیٰ کی جو صفات سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی ہیں وہ سب آپ رضی اللہ عنہ میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کے والد تو تھے ہی لیکن آپ رضی اللہ عنہ کے مرشد بھی تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے ساری عمر اپنے والد کو والد نہیں مرشد سمجھ کر ایک طالبِ مولیٰ کی طرح اُن کی اطاعت اور خدمت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہیں ہے جو اطاعتِ مرشد سے خالی ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ کے مرشد سے عشق کا یہ حال تھا کہ کسی بھی لمحہ مرشد سے جدا رہنا آپ رضی اللہ عنہ گوارا نہیں فرماتے تھے، مرشد پاک کے وصال تک آپ رضی اللہ عنہ ہر لمحہ زندگی مرشد کے ساتھ رہے۔ اگر آپ رضی اللہ عنہ کو مرشد کی ذات سے عشق تھا تو آپ رضی اللہ عنہ بھی مرشد کے محبوب تھے مرشد بھی آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی نگاہوں سے اوجھل نہ ہونے دیتے تھے اس بات کی تصدیق ماہنامہ مرآة العارفین لاہور کی مندرجہ ذیل دو عبارات سے ہوتی ہے:

1 سلطان محمد عبدالعزیز صاحب رضی اللہ عنہ زیادہ تر سفر میں رہا کرتے تھے اور سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر میں رہتے تھے۔<sup>۱</sup>

2 مریدین کے اصرار پر آپ رضی اللہ عنہ (سلطان محمد عبدالعزیز رضی اللہ عنہ) نے اپنے بڑے صاحبزادے سلطان صفدر علی صاحب رضی اللہ عنہ کو پیر قاسم علی شاہ رضی اللہ عنہ کے پاس تعلیم حاصل کرنے کے لیے بھیجا اور سلطان محمد اصغر علی صاحب رضی اللہ عنہ کو خود پڑھاتے رہے اور بعد میں سلطان محمد فاروق صاحب رضی اللہ عنہ اور سلطان محمد معظم علی صاحب کو دینی درسگاہ

۱ مضمون ”سلطان صفدر علی صاحب“ صفحہ نمبر 29۔ ماہنامہ مرآة العارفین لاہور شمارہ جون 2001ء سجادہ نشین دربار پاک سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی رضی اللہ عنہ جن کا ذکر باب چہارم میں گزر چکا ہے۔

میں تعلیم کے حصول کے لیے داخل کروایا جہاں سے دونوں صاحبزادوں نے قرآن پاک حفظ کیا پھر سلطان محمد معظم علی صاحب نے درسِ نظامی کی سند حاصل کی۔

ان روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپؒ کے مرشد پاک بھی ہر لمحہ ہر آن آپؒ کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتے تھے اور یہی ہوا دونوں محبت اور محبوب ہمیشہ ساتھ رہے اور آج بھی مزار مبارک میں ساتھ ساتھ آرام فرما ہیں۔ مرشد طالب کو مختلف فرائض یا ڈیوٹیاں تفویض کر کے آزماتا ہے۔ اصل میں مرشد کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ طالب کو پرکھ لے کہ وہ یہ تفویض کردہ ڈیوٹی بہ امرِ مجبوری کر رہا ہے، بے دلی سے کر رہا ہے یا خلوص اور صدق کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہے یا مرشد کی ڈیوٹی سے کوئی ذاتی فائدہ اٹھا رہا ہے۔ ڈیوٹی ادا کرتے وقت جتنا دل میں خلوص اور صدق ہوتا ہے اسی کے مطابق فیض ملتا ہے۔

ایک دفعہ اس خادم نے آپؒ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ حضور اگر مرشد باپ ہو تو فقر کے سفر میں آسانی ہو جاتی ہے۔ آپؒ نے فرمایا ایسا نہیں ہے یہاں امتحان اور آزمائشوں کا طریقہ سب کے لیے یکساں ہے۔ اگر میں صاحبزادہ بنا رہتا تو کبھی بھی اس مقام تک نہ پہنچتا۔ جب میں نے اپنے اندر سے صاحبزادگی کو نکال دیا تو میں نے منزل کو پالیا۔ پھر آپؒ نے فرمایا کیا خواجہ حسن بصریؒ، داؤد طائیؒ، شیخ حبیب عجمیؒ یا پھر سید محمد عبد اللہ شاہ، سید محمد عبدالغفور شاہ اور سید پیر بہادر علی شاہ کو فقر و ارثت کی وجہ سے ملا تھا؟ بھائی نجیب الرحمن یہاں تو سب کو ایک ہی راہ سے گزرنا پڑتا ہے۔ آپؒ کے عشقِ مرشد کے چند واقعات درج ذیل ہیں:-

۱۔ آپؒ کے مرشد پاک سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیزؒ کو فجر کی نماز باجماعت ادا کیگی کے فوراً بعد گرم گرم چائے پینے کی عادت تھی ایک دفعہ ایک طالب جو سید تھا، سلطان محمد عبدالعزیزؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور مہربانی کی التجا کی۔ آپؒ نے چائے کی ڈیوٹی اس کے ذمہ لگادی لیکن وہ سید صاحب اس ڈیوٹی کے اسرار و رموز کو نہ سمجھ سکے۔ وہ روزانہ نماز باجماعت پڑھنے کی غرض سے سلطان محمد عبدالعزیزؒ کے ساتھ نماز باجماعت میں شامل ہو جاتے۔ جب آپؒ کے مرشد نماز سے واپس تشریف لاتے اور چائے طلب فرماتے تو شاہ صاحب کہتے کہ حضور ابھی تیار کر کے حاضر کرتا ہوں۔ یہ سلسلہ کئی دنوں تک جاری رہا آپؒ کی چائے میں تاخیر ہو جاتی اور آپؒ نوش نہ فرماتے۔ سب مریدین یہ بات محسوس کر رہے تھے لیکن عرض کرنے کی کسی میں بھی ہمت نہ تھی آخر ایک دن سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ اپنے مرشد کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور چائے کی ڈیوٹی کے لیے عرض کی۔ انہوں نے فرمایا ”چن

۱۔ صفحہ نمبر 26۔ ماہنامہ مرآة العارفین لاہور، شمارہ ستمبر 2000 مضمون ”سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیزؒ“



اصغر آپ بہت نفیس طبیعت کے مالک ہیں آپ یہ مشکل کام کیسے ادا کریں گے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا کہ توفیق مرشد حاصل رہی تو کامیاب ہو جاؤں گا۔ مرشد پاک کی طرف سے یہ ڈیوٹی آپ ﷺ کو عطا کر دی گئی۔ آپ ﷺ رات کو ہی چائے کا سارا انتظام مکمل کر لیتے اور ساری رات جاگ کر گزارتے کہ کہیں آنکھ لگ گئی تو چائے میں دیر نہ ہو جائے۔ جیسے ہی آپ ﷺ کے مرشد پاک نماز کی ادائیگی کے بعد واپس تشریف لاتے آپ ﷺ فوراً چائے اُن کی بارگاہ میں پیش کر دیتے یہ ڈیوٹی آپ ﷺ نے ایک دو دن نہیں سا ہا سال ادا کی اس کے علاوہ مرشد پاک کے لیے کھانا بنانے کی ذمہ داری بھی آپ ﷺ نے لمبے عرصہ تک ادا کی۔

✽ مرشد پاک نے جب آپ ﷺ کی ڈیوٹی گھوڑوں کی دیکھ بھال پر لگائی تو آپ ﷺ نے یہ ڈیوٹی اتنے احسن طریقے سے ادا کی کہ جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ آپ ﷺ نے گھوڑوں کی تمام بیماریوں اور اُن کے علاج کا علم حاصل کیا۔ گھوڑوں کی نسلوں کے متعلق آگاہی حاصل کی بلکہ آپ ﷺ گھوڑوں کی لید بھی خود اپنے ہاتھوں سے صاف فرماتے تھے۔ جب مریدین مدد کے لیے عرض کرتے تو فرماتے یہ میری ڈیوٹی ہے اور مجھے ہی ادا کرنی ہے۔

✽ آپ ﷺ کے مرشد پاک نے آپ ﷺ کی ڈیوٹی لنگر پاک پر لگائی تو آپ ﷺ نے یہ ڈیوٹی بھی احسن طریقہ سے ادا کی۔ آپ ﷺ اپنی نگرانی میں لنگر پکواتے اور خود لنگر تقسیم فرماتے اور خود ہی برتنوں کی صفائی فرماتے۔

✽ ایک بار آپ ﷺ کے مرشد پاک میانوالی کے نزدیک داں پھراں کے علاقہ تھل میں سفر میں تھے آپ ﷺ بھی حسب معمول اپنے مرشد کے ہمراہ تھے۔ اس زمانہ میں دیہاتوں تو کجا شہروں میں بھی بجلی کا تصور محال تھا۔ ایک گاؤں میں آپ ﷺ نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے مرشد پاک کا گرمی کی وجہ سے بڑا برا حال ہے اور پھر قارئین جانتے ہیں صحرائی علاقہ کی گرمی ہوتی بھی کتنی شدت کی ہے۔ آپ ﷺ یہ دیکھ کر مرشد پاک کی بارگاہ میں تشریف لے گئے اور دو دن کی چھٹی کی درخواست کی اور عرض کیا کہ ایک ضروری کام سے جانا ہے۔ آپ ﷺ کے مرشد پاک نے اجازت دے دی آپ ﷺ بڑی تیزی سے لاہور تشریف لائے اور اپنی گاڑی فروخت کر کے ایک پیڈسٹل فین اور ایک جنریٹر خرید کر بذریعہ بس واپس پہنچے اور مرشد کی خدمت میں پیش کر دیا۔ پیڈسٹل فین سے ہوا جب آپ ﷺ کے مرشد کو پہنچی تو آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے سکون کی دولت پالی۔ مرشد پاک نے پوچھا ”چن اصغر! گاڑی کہاں ہے؟“ آپ ﷺ نے فرمایا ”حضور اس کو بیچ کر اس کی رقم بڑی احسن جگہ لگائی ہے۔“

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد پاک حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد حضرت سخی سلطان سید محمد بہادر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک اور مسجد تعمیر کروا رہے تھے کہ رقم ختم ہو گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد پاک نے کہا اگر دو ڈھائی لاکھ روپیہ ہوتا تو کام مکمل ہو جاتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سنا تو لاہور تشریف لے گئے اور اپنی دوسری گاڑی بھی فروخت کر کے رقم لا کر مرشد پاک کی بارگاہ میں پیش کر دی اور فرمایا کہ حضور آپ رحمۃ اللہ علیہ دربار اور مسجد مکمل فرمائیں۔ مرشد پاک نے پوچھا ”چن اصغر گاڑی کے بغیر کیا کرو گے؟“ فرمایا! ”حضور گزارہ ہو جائے گا۔“ یہ سنت اس خادم کو بھی ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی جب حج 2001 کے موقع پر اس خادم نے اپنی کار فروخت کر کے حج کے اخراجات کا انتظام کیا۔

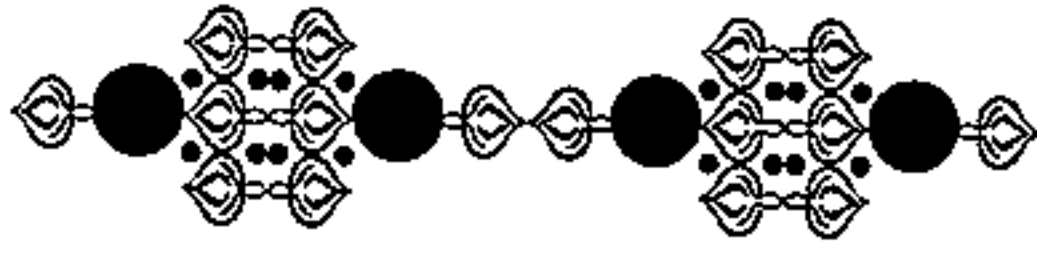
یہ مارچ 1979ء کا واقعہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد پاک سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو گردوں کی شدید تکلیف ہوئی۔ وہ بارہ ٹالیاں جو کہ بھکر روڈ جھنگ سے تقریباً تین کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے مہر احمد خان مگھیانہ کے ڈیرہ پر ڈاکٹر محمد یوسف کے زیر علاج تھے۔ ایک دن تکلیف زیادہ ہونے پر ڈاکٹر صاحب نے چیک اپ کرنے کے بعد مایوسی کا اظہار کیا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد پاک نے اگلے دن صبح سویرے سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا ”کل ڈاکٹر صاحب نے میری صحت کے بارے میں مایوسی کا اظہار کیا ہے لیکن آپ مایوس نہ ہوں بلکہ آپ فوراً میرے مرشد پاک کے دربار عالیہ پر حاضر ہوں اور وہاں ان کے مزار مبارک پر ہاتھ رکھ کر ان کی بارگاہ میں میری صحت کا سوال عرض کریں اور پھر وہ ہاتھ کسی چیز کو لگائے بغیر میرے پاس واپس آجانا۔“ آپ رحمۃ اللہ علیہ فوراً حضرت پیر بہادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر تشریف لے گئے اور دربار عالیہ پر حاضر ہو کر مرشد پاک کی صحت کا سوال عرض کیا پھر اسی حکم کے مطابق اپنے ہاتھ بندر کھتے ہوئے اور کسی چیز کو چھوئے بغیر ایک لمبا سفر طے کرتے ہوئے اپنے مرشد پاک کے پاس پہنچے تو سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان الفقیر محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں کو اپنے چہرے پر لگایا اور پھر گردوں کے مقام پر پھیرا تو سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فوراً صحت مند ہو گئے۔

یہ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عشق مرشد کے چند ایک واقعات ہیں اصل میں حق تو یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جتنا عرصہ بھی اپنے مرشد پاک کی بارگاہ میں گزارا طالب مولیٰ بن کر گزارا یہ الگ بات ہے کہ آپ اپنے مرشد پاک کے محبوب تھے یعنی طالب بھی مطلوب بھی۔ مریدین اور خلفاء آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ اپنی عرضیاں اور درخواستیں سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پیش کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دست مبارک سے اپنے مرشد پاک کو وضو کراتے، جائے نماز خود بچھاتے، گھوڑے پر خود سوار کرواتے۔ مرشد پاک کی صحت کا خیال خود رکھتے بیمار ہونے

پر ہسپتال لے کر جاتے اور ساتھ ساتھ رہتے۔ جب مرشد پاک کی صحت گھڑ سواری کے قابل نہ رہی تو ایک کار نمبر 422 مرشد پاک کی خدمت میں خرید کر پیش کی۔ یہ سنت اس خادم کے حصہ میں بھی آئی جب اس خادم نے 1999 میں ایک ڈبل کیبن ہائی لکس نمبر LXM-422 خرید کر اپنے مرشد سلطان الفقیر حضرت نخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پیش کی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ سیرت اور صورت دونوں میں مرشد کی ذات میں اس قدر فنا ہو گئے تھے کہ انہی کی تصویر بن

گئے۔



## فصل 3

## منتقلی امانت فقر

سلطان الفقیر حضرت نئی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کو منتقلی امانت فقر کے بارے میں اب تک تین روایات موجود ہیں اور تینوں کے راوی سید امیر خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ مرحوم و مغفور ہیں۔ ان روایات کو پڑھنے سے قبل یہ ذہن میں رکھیے کہ یہ بیعت انتقال امانت فقر ہے اور سلطان الاولیاء سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال سے دو سال قبل حضرت نئی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بیعت فرمائی کیونکہ بیعت توبہ و تقویٰ تو پہلے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ 16 سال کی عمر میں کر چکے تھے اور اسم اللہ ات کے ذکر و تصور سے کامل ہو چکے تھے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ 1947 سے 1979 تک آپ رحمۃ اللہ علیہ بیعت ہی نہ ہوئے ہوں کیونکہ بیعت کے بغیر تو اسم اللہ ذات کا تصور اور ذکر اسم اعظم ہو کا خیال بھی محال ہے لیکن نیازی صاحب اپنی روایات میں ان کو بیعت یا بیعت خلافت ہی فرماتے ہیں۔ نیازی صاحب نے وہ روایات اس طرح تحریر فرمائی ہیں:

1- 1979ء میں ایک مرتبہ حضرت صاحب (سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ) اپنے مرشد پاک حضرت سلطان محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر تشریف فرما تھے میں بھی ساتھ تھا۔ ہفتہ کے بعد میں چھٹی لے کر گھر چلا آیا، ہفتہ گزار کر میں دوبارہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آ گیا۔ جو نبی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو فرمایا ”سید امیر خان! تمہیں مبارک ہو کہ سلطان محمد صفدر علی صاحب اور سلطان محمد اصغر علی صاحب کو میرے مرشد پاک حضور سلطان محمد بہادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے دست بیعت فرمایا ہے۔ اور انہیں اپنی طرف سے خلافت بھی عطا فرمادی ہے۔“

۱۔ سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے بیعت تھے اور ان کے وصال کے بعد حضرت سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی رہے۔  
11 جولائی 2011 کو انتقال فرما گئے۔

میں بہت خوش ہوا اور عرض کی ”حضور! خیر مبارک! یہ کب اور کیسے ہوا؟“ فرمایا ”گزشتہ منگل کے روز میں محل شریف کے اندر گیا تو حضور پیر محمد بہادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”حضرت صاحب جمعہ کے روز رات کو سلطان محمد صفدر علی صاحب اور سلطان محمد اصغر علی صاحب کو دست بیعت کرنا ہے آپ تیار رہیں۔“ سلطان محمد اصغر علی صاحب تو میرے پاس موجود تھے لیکن سلطان محمد صفدر علی صاحب اپنے گھر دربار حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ پر تھے، چونکہ پیر صاحب نے دونوں کو دست بیعت کرنے کا فرمایا تھا اس لیے مجھے یقین تھا کہ آپ باطنی تصرف سے سلطان محمد صفدر علی صاحب کو بھی بلا لیں گے اور ہوا بھی یہی کہ جمعہ کے روز سلطان محمد صفدر علی صاحب بھی صبح سویرے خود بخود پہنچ گئے۔ مغرب کی نماز کے بعد جب میں سلام کرنے محل شریف کے اندر داخل ہوا تو حضور پیر صاحب نے فرمایا کہ ”آؤ اب صاحبزادگان کو دست بیعت کر لیں۔“ چنانچہ بظاہر تو میں نے دونوں صاحبزادوں کے ہاتھوں کو اپنے مرشد پاک حضرت سلطان محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر رکھوا کر ان کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھے اور ایک ہی نظر میں دونوں کو واصل باللہ، فتانی باللہ، بقا باللہ کر دیا لیکن باطن یہ سب کچھ حضور پیر صاحب نے خود کیا اور انہیں اپنی خلافت بھی عطا فرمادی۔“ میں نے حیران ہو کر حضرت صاحب سے پوچھا کہ ”حضور کیا ایک ہی دم میں تمام مراتب طے کرادیے آپ نے؟“ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”تو اور کیا؟ میں انہیں راستے میں چھوڑ دیتا؟“ لے

۲۔ سلطان الفقیر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مبارکہ پر ایک مضمون میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دنیاوی تعلیم کے حصول کا ذکر کرنے کے بعد سید امیر خان نیازی لکھتے ہیں ”اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ (سلطان الفقیر ششم) نے اپنے والد (سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ) صاحب سے باطنی سلک سلوک کی منازل طے کیں اور علوم باطنیہ میں کمال حاصل کر کے 1981 میں مسند ارشاد سنبھالی۔“ لے

۳۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ (سلطان الفقیر) کے مرشد کریم حضور قبلہ حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آخر ایام میں اپنے دونوں بڑے صاحبزادوں حضرت سخی سلطان محمد صفدر علی صاحب اور حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی صاحب کو حضور پیر بہادر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدس پر حاضر فرمایا اور حضور پیر بہادر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں وہ وعدہ پیش فرمایا جس میں حضور پیر بہادر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فقر کا خزانہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کو خود منتقل کرنے کا عہد کیا تھا۔ مزار مبارک کے دائیں طرف حضور سلطان محمد صفدر علی

۱۔ صفحہ 10-11 پیش لفظ ”طس العارفین“ مترجم سید امیر خان نیازی۔ پہلا ایڈیشن 2002ء میں انجمن غوثیہ عزیز یہ حق باھو سلطان و عالم

اسلام دربار عالیہ حضرت سخی سلطان باھو نے شائع کیا اور بعد میں اس کتاب کو العارفین پبلیکیشنز لاہور نے شائع کیا۔

۲۔ صفحہ 15، ماہنامہ مرآة العارفین شمارہ دسمبر 2004۔

نوٹ: بریکٹ میں الفاظ میرے ہیں جو میں نے قارئین کو سمجھانے کی غرض سے درج کیے ہیں۔



صاحب کو اور بائیں طرف سلطان الفقیر حضرت نخی سلطان محمد اصغر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بٹھایا۔ والد صاحب نے اپنے سر مبارک والی دستار حضور سلطان محمد صفدر علی صاحب کے سر مبارک پر رکھ کر خلافت عطا فرمائی اور مائی باپ کے شہر شور کوٹ سے ایک پیشل دستار منگوا کر حضور سلطان الفقیر حضرت نخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے سر مبارک پر رکھی اور دونوں کو حضور پیر بہادر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد فرمایا۔ (ماہنامہ مرآة العارفین شمارہ نومبر 2007ء - صفحہ 75) بیعت کا حقیقی واقعہ اس طرح سے ہے کہ سلطان الاولیا حضرت نخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ 11۔ اپریل 1979ء (12۔ جمادی الاول 1399ھ) بروز بدھ اپنے مرشد شہباز عارفان حضرت نخی سلطان پیر سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدس پر پہنچے۔ 13۔ اپریل 1979ء (16۔ جمادی الاول 1399ھ) بروز جمعۃ المبارک سلطان الاولیاء حضرت نخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بعد ادا یگی نماز اپنے دونوں صاحبزادوں سلطان محمد صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان الفقیر حضرت نخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر اپنے مرشد شہباز عارفان حضرت نخی سلطان پیر سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے اندر تشریف لے گئے اور ثربت مبارک کے قریب بیٹھ کر اپنے دائیں طرف سلطان صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ اور بائیں طرف سلطان الفقیر (ششم) حضرت نخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کو بٹھا کر اپنے دست مبارک مرشد پاک کے مزار مبارک پر رکھ کر دونوں صاحبزادگان کے ہاتھوں کو اپنے دست مبارک پر رکھا اور بیعت فرمایا۔ سلطان صفدر علی صاحب کے سر مبارک پر اپنے سر سے دستار مبارک اتار کر رکھی اور خلافت عطا فرمائی اور شور کوٹ شہر سے منگوائی گئی نئی دستار سلطان الفقیر حضرت نخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے سر مبارک پر رکھی اور امانت الہیہ، امانت فقر منتقل فرمائی۔

یاد رکھیے امانت دل (باطن) میں منتقل کی جاتی ہے اور دستار تو صرف سر پر سجانے کے لیے ہوتی ہے۔ امانت الہیہ دستار کی محتاج نہیں ہے یہاں پر سلطان الاولیاء حضرت نخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہر کو ظاہر سے اور باطن کو باطن سے ملا دیا۔ فَهَمَّ مَنْ فَهَمَّ۔

### مسند ارشاد

مسند ارشاد کا ذکر کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ بیعت کے سلسلہ میں بیان ہونے والی سید امیر خان نیازی مرحوم و مغفور کی مندرجہ بالا تینوں روایات سے پیدا ہونے والے شبہات کو دور کر لیا جائے۔ یہ بات تو

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

درست ہے کہ سلطان صفدر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سلطان محمد اصغر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو شہباز عارفاں سید محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت فرمایا اور یہ روایت میں نے خود سلطان الفقیر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ سے سماعت کی ہے۔ لیکن کچھ باتوں کی وضاحت ضروری ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا وصال مبارک 12۔ اپریل 1981ء کو ہوا اور سلطان محمد صفدر علی صاحب کا وصال مبارک 13۔ نومبر 1986ء کو ہوا یعنی اپنے مرشد سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے تقریباً پانچ سال بعد تک سلطان محمد صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ حیات رہے۔ اب ان روایات میں موجود تضادات کا ذکر کرتے ہیں:

۱۔ جہاں تک پہلی روایت کا تعلق ہے سید امیر خان نیازی صاحب کا کہنا ہے کہ یہ روایت انہیں سلطان محمد عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خود بتائی ہے اور سینہ بہ سینہ یہ روایت ہمیشہ مریدین میں موجود رہی ہے اور سلطان الفقیر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ سے جب بھی کسی نے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نیازی صاحب کو بلا تے کہ بیان فرمائیں۔ نیازی صاحب اسے ہمیشہ یوں ہی بیان فرماتے۔ پہلی بار اسے تحریری شکل میں 2002ء میں شمس العارفین کے ترجمہ کے پیش لفظ میں درج کیا گیا۔ لیکن اس روایت پر غور کرتے وقت یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ بیعت کے وقت کسی کو بھی معلوم نہ تھا کہ سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ سلطان الفقیر (ششم) کے مرتبہ پر فائز ہوں گے۔ کیونکہ بیعت کا واقعہ 1979ء کا ہے اور ان کے سلطان الفقیر کے مرتبہ کا اعلان 1997ء یعنی پورے 18 سال بعد ہوا اور یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ سروری قادری مرشد قدم محمد رحمۃ اللہ علیہ پر ہوتا ہے اور وہ کوئی بھی راز قبل از وقت عیاں نہیں کرتا اور نہ ہی کسی کو اللہ کے رازوں سے آگاہ کرتا ہے، سوائے دل کے محرم (محرم راز) کے، تا کہ معین وقت تک کسی بھی فتنہ وغیرہ سے بچا جاسکے۔ یہ راز سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم تھا یا پھر محرم راز سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کو، کیونکہ کوئی بھی راز محرم راز سے پوشیدہ نہیں رکھا جاتا۔ چونکہ قبل از وقت اس راز کو افشاں نہ کرنا ہی حکمت تھی اس لیے جتنی اس وقت ضرورت تھی اتنی بات سید امیر خان نیازی مرحوم و مغفور کو بیعت کے وقت بتا دی گئی۔ سید امیر خان نیازی اس کو اصلاحی جماعت اور مریدین میں روایت کرتے رہے اور یہ ان کے توسط سے روایت در روایت ہوتی رہی۔ لیکن جو بات بیان کرنے کی ہے وہ یہ ہے کہ اس روایت میں یہ عبارت

سید امیر خان نیازی مرحوم نے صراط الصالحین جلد اول میں سلطان صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال 13۔ نومبر 1986ء جبکہ سلطان الطاف علی نے مرآت سلطانی (باہونامہ) میں 28 اکتوبر 1986ء درج فرمائی ہے۔

موجود ہے ”دونوں صاحبزادگان کو فنا فی اللہ بقا باللہ کر دیا۔“ اب ”فنا فی اللہ بقا باللہ“ وہ مقام ہے جہاں پر انسان کامل ہو کر تلقین و ارشاد کی مسند پر فائز ہوتا ہے اور انسانِ کامل دنیا میں صرف ایک ہوتا ہے۔

✽ علامہ ابن عربیؒ انسانِ کامل کے بارے میں فرماتے ہیں:

- ۱- انسانِ کامل، اکمل موجودات ہے۔
- ۲- واحد مخلوق ہے جو مشاہدے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت بجالاتی ہے۔
- ۳- صفاتِ الہیہ کا آئینہ ہے۔
- ۴- مرتبہ حد امکان سے بالا اور مقامِ خلق سے بلند ہے۔
- ۵- حادث ازلی اور دائم ابدی اور کلمہ فاضلہ جامعہ ہے۔
- ۶- حق تعالیٰ سے وہی نسبت ہے جو آنکھ کو پتلی سے ہے۔
- ۷- عالم کے ساتھ اس کی نسبت انگشتری میں نگینے کی مانند ہے۔
- ۸- رحمت کی جہت سے اعظم مخلوقات ہے۔
- ۹- انسانِ کامل عالم کی روح ہے اور عالم اس کا قالب۔
- ۱۰- انسانِ کامل ربوبیت اور عبودیت کا جامع ہے اگر اللہ واحد ہے تو اس کا خلیفہ (انسانِ کامل) بھی (دنیا میں) ”واحد“ ہے۔

۱۱- عالم میں ہر موجود حق تعالیٰ کے کسی نہ کسی اسم کا مظہر ہے اور وہی اسم اس کا رب ہے اور انسانِ کامل حق تعالیٰ کے اسم جامع اسم اللہ کا مظہر ہے جو سب اسماء الہی کا رب ہے پس رب الارباب ہے پس رب العالمین ہے۔

۱۲- حق تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں نے انسانِ کامل کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا دونوں ہاتھوں سے مراد دونوں صفات جلال اور جمال کی ہیں پس حضرت انسانِ کامل جو مدبرِ عالم ہے، عالم کی روح ہے لہذا غائب ہے اگرچہ خلیفہ سے خارج میں موجود ہے لیکن سوائے خاص اولیاء کے اس کو کوئی نہیں پہچانتا لہذا غائب ہے۔ خلیفہ سے مراد قطبِ زمان ہے اور وہ اپنے وقت کا سلطان ہے (یہاں خلیفہ سے مراد اس آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں)۔

۱۳- سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ رسول جو نئی شریعت لائے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہر زمانہ میں ”ایک“ ایسا فردِ کامل رہے گا جس میں حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوگا

اور وہ فنا فی الرسول کے مقام سے مشرف ہوگا وہ فردِ کامل قطبِ زمان ہے اور ہر زمانہ میں ”ایک“ ولی اس منصب پر فائز کیا جاتا ہے۔

۱۴۔ ہر زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازل سے لے کر اب تک اپنا لباس بدلتے رہتے ہیں اور اکمل افراد

کی صورت پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی جلوہ نما ہوتے ہیں۔ (فصوص الحکم والایقان) ۱

۱۵۔ چونکہ اسم اللہ ذات جامعہ جمیع صفات و منج جمیع کمالات ہے لہذا وہ اصل تجلیات و رب الارباب

کہلاتا ہے اور اس کا مظہر جو عین ثانیہ ہوگا وہ عبد اللہ عین الاعیان ہوگا۔ ہر زمانے میں ایک شخص قدم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

پر رہتا ہے جو اپنے زمانے کا عبد اللہ ہوتا ہے اس کو قطب الاقطاب یا غوث کہتے ہیں جو عبد اللہ یا محمدی

المشرب ہوتا ہے وہ بالکل بے ارادہ تحت امر و قرب و فرائض میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ کو جو کچھ کرنا ہوتا ہے اسکے

توسط سے کرتا ہے۔ (فصوص الحکم) ۲

✽ حضرت شیخ موید الدین جندی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں سورہ فاتحہ کی شرح کرتے ہوئے اسم اللہ

کے بارے میں فرماتے ہیں:-

”اسم اعظم جس کا ذکر مشہور ہو چکا ہے اور جس کی خبر چار سو پھیل گئی ہے وہ حقیقتاً و معنایاً عالم حقائق اور معنی

سے ہے اور سورۃ و لفظاً عالم صورت و الفاظ سے ہے۔ جمیع حقائق کمالیہ سب کی سب احادیث کا نام حقیقت ہے

اور اس کے معنی وہ انسانِ کامل ہے جو ہر زمانہ میں ہوتا ہے یعنی وہ قطب الاقطاب اور امانت الہیہ کا حامل اللہ

تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے اور اسم اعظم کی صورت ولی کامل (انسانِ کامل) کی ظاہری صورت کا نام ہے۔“ ۳

✽ حضرت سید عبدالکریم بن ابراہیم الجلیلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف انسانِ کامل میں فرماتے ہیں:-

”وجودِ تعینات میں جس کمال میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متعین ہوئے ہیں کوئی شخص

متعین نہیں ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق، احوال، افعال اور اقوال اس امر کے شاہد ہیں کہ آپ ان کمالات میں

منفرد ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم انسانِ کامل ہیں اور باقی انبیاء و اولیاء اکمل صلوٰۃ اللہ علیہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے ملحق ہیں

جیسے کامل اکمل سے ملحق ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ نسبت رکھتے ہیں جو فاضل کو افضل سے ہوتی ہے

لیکن مطلق اکمل انسان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک ہی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالاتفاق انسانِ کامل ہیں۔“

مزید فرماتے ہیں:- ”انسانِ کامل وہ ہے جو بمقتضائے حکم ذاتی بطور ملک و اصالت اسماء ذاتی و صفات

۱۔ فصوص الحکم والایقان۔ فتوحات مکیہ ۲۔ فصوص الحکم ترجمہ مولانا عبدالقدیر صدیقی ناشر نذرین سنز لاہور ۳۔ تفسیر روح البیان

جلد اول صفحہ نمبر 41 ترجمہ مولانا فیض محمد اویسی ناشر مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور

الہی کا مستحق ہو۔ حق کیلئے اس کی مثال آئینے کی سی ہے کہ سوائے اس کے کہ کوئی شخص اپنی صورت نہیں دیکھ سکتا ورنہ اس کیلئے ممکن نہیں کہ سوائے..... اسم اللہ کے آئینہ کے، کہ وہ اس کا آئینہ ہے، اپنے نفس کی صورت دیکھ سکے اور انسانِ کامل بھی حق کا آئینہ ہے اس لئے حق تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ سوائے انسانِ کامل اپنے اسماء صفات کو کسی اور چیز میں نہ دیکھے۔ یہی امانتِ الہیہ کا حامل ہے یہی معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے:

”إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا“۔ (ترجمہ: ہم نے بارِ امانت کو آسمانوں زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا۔ سب نے اس کے اٹھانے سے عاجزی ظاہر کی لیکن انسان نے اسے اٹھالیا۔ بے شک وہ اپنے نفس کے لیے ظالم اور نادان ہے۔)

آپ رحمۃ اللہ علیہ انسانِ کامل کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”انسانِ کامل قطبِ عالم ہے جس سے اول سے آخر تک وجود کے فلک گردش کرتے ہیں اور وہ جب وجود کی ابتدا ہوئی اس وقت سے لے کر ابد الابد تک ایک ہی شے ہے پھر اس کے لیے رنگارنگ لباس ہیں اور باعتبار لباس کے اس کا ایک نام رکھا جاتا ہے اور دوسرے لباس کے اعتبار سے اس کا وہ نام نہیں رکھا جاتا اس کا اصلی نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اس کی کنیت ابوالقاسم اور اس کا وصف عبد اللہ ہے اور اس کا لقب شمس الدین ہے پھر باعتبار دوسرے لباسوں کے اس کے نام ہیں پھر ہر زمانہ میں اس کا ایک نام ہے جو اس زمانہ کے لائق ہوتا ہے۔۔۔۔۔

حقیقت محمد یہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر زمانہ میں اس زمانہ کے اکمل کی صورت میں اس زمانہ کی شان کے مطابق ظاہر ہوتی ہے یہ انسانِ کامل اپنے زمانہ میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ ہوتا ہے۔ (ترجمہ فضل میراں ناشر نیس اکیڈمی کراچی)

مندرجہ بالا اقوال کی روشنی میں سید امیر خان نیازی مرحوم و مغفور کی روایات کے مطالعہ سے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا دونوں صاحبزادگان بیک وقت ”انسانِ کامل“ تھے۔ ”انسانِ کامل تو دنیا میں ایک ہوتا ہے“ اور کیا دونوں بیک وقت تلقین و ارشاد کی مسند پر فائز تھے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ سلطان الفقر تو ازل سے فنا فی اللہ بقا باللہ ہے یعنی امانتِ الہیہ کا حامل یا امانتِ فقر کا وارث ہوتا ہے اور اس کا قدم تمام غوث و قطب اور اولیاء کے سر پر ہوتا ہے۔

اگرچہ 1997ء میں سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبہ ”سلطان الفقر“ کے اعلان سے قبل سید امیر خان نیازی مرحوم و مغفور ان کی حقیقت اور مرتبہ سے ناواقف تھے اسی لیے یہی روایت



لوگوں سے بیان کرتے رہے لیکن 2002ء میں شمس العارفین میں سلطان الفقیر کی بیعت کے واقعہ کو تحریری شکل دیتے وقت تو نیازی صاحب کو علم تھا کہ ساری دنیا کو حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبہ سلطان الفقیر کے بارے میں علم ہے۔ وہ اپنی پہلی زبانی بیان کردہ روایات اور مشاہدات کو مد نظر رکھتے ہوئے ذہن پر زور دیتے تو اس روایت کی تصحیح کر سکتے تھے۔

باقی دونوں روایات میں سید امیر خان نیازی صاحب نے وہ بات تسلیم کر لی جو ہم اوپر درج کر چکے ہیں یا بیان کرنا چاہتے ہیں یا جو حق ہے کہ سلطان الفقیر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد کے وصال کے فوراً بعد 1981ء میں ہی مسند تلقین و ارشاد سنجال لی تھی اور ان روایات میں سید امیر خان نیازی اس خادم سے متفق نظر آتے ہیں۔ یہ بات سو فیصد درست ہے۔ لیکن اُن کی تیسری روایت پھر بھی شبہات اور اشکالات کو جنم دیتی ہے کہ سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سر سے اپنی دستار اتار کر سلطان محمد صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ کے سر مبارک پر رکھی اور شور کوٹ سے ایک دستار منگوا کر سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر باندھی گئی۔ جیسا کہ آپ مندرجہ بالا سطور میں پڑھ چکے ہیں کہ دنیا میں ایک وقت میں ایک ہی انسان کامل یا امام الوقت ہوتا ہے۔ اب ظاہری دستار تو سلطان محمد صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ کے سر مبارک پر چلی گئی اور حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے شور کوٹ سے دستار منگوائی گئی۔ چنانچہ بعد ازاں سلطان محمد صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ پانچ سال تک خاندان کے سربراہ، آستانہ عالیہ سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین اور ظاہری طور پر سلسلہ سروری قادری کے سربراہ رہے اور بیعت فرماتے اور اسم اللہ ذات بھی عطا فرماتے رہے۔ لیکن اس دوران سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ بھی بیعت فرماتے رہے اور اسم اللہ ذات عطا فرماتے رہے اس بات کی تصدیق سید امیر خان نیازی مرحوم و مغفور صاحب کی ہی تحریر سے ہوتی ہے:

✽ وصال مرشد کے دن (12 اپریل کو وصال ہوا 13 اپریل کو دفن کیا گیا) سے لے کر 25 دن بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ (سلطان الفقیر ششم) جب باہر تشریف لائے تو پہلا خوش نصیب شخص ملک محمد صفدر حسین آف چکوال بیعت کے لیے حاضر ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بیعت فرما کر مسند ارشاد کا آغاز فرمایا۔ (ماہنامہ مرآة العارفین نومبر 2007ء۔ صفحہ 75۔ بریکٹ میں الفاظ اس خادم کے ہیں)

اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ ظاہری طور پر خلافت، سجادہ نشینی، 13 اپریل 1981ء سے 13 نومبر 1986ء تک ضرور سلطان محمد صفدر علی صاحب کے پاس رہی اس کی وجہ یہ ہے کہ خاندانی رسم و رواج کے مطابق بڑا بیٹا ہی وارث بنتا ہے۔ فقیر ظاہری خلافت اور سجادہ نشینی کا محتاج نہیں ہوتا اور پھر اگر سلطان صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ کی

۱۔ مرآة سلطانی کے مطابق تاریخ وصال 28 اکتوبر 1986ء ہے

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

موجودگی میں سلطان محمد اصغر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ظاہری طور پر بھی ظاہری خلافت عطا کر دی جاتی تو خاندان اسے قبول نہ کرتا اور کسی فتنہ کے پیدا ہونے کا احتمال ہوتا اور یہ خاندانی رواج کے بھی خلاف ہوتا اس لیے یہ سب کچھ کرنا پڑا۔ ورنہ امانت الہیہ اور امانت فقر کے ازل سے وارث سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے یا دوسرے الفاظ میں باطنی خلافت (امانت الہیہ، امانت فقر) آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے پاس تھی اور ظاہری خلافت سلطان محمد صفر علی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھی۔

ظاہری اور باطنی خلافت (امانت الہیہ) میں کیا فرق ہے اس کے بارے میں سید امیر خان نیازی مرحوم و مغفور سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت بیان کیا کرتے تھے جو کہ انہوں نے مریدین اور جماعت کے لوگوں میں صرف ایک بار بیان کی اور بعد میں خاموشی اختیار فرمائی۔ سید امیر خان نیازی مرحوم و مغفور فرمایا کرتے تھے ”جنوری 2003 میں وہ ایک مرتبہ سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سفر میں تھے اور گاڑی کی پچھلی نشست پر ان کے ساتھ ملک شیر محمد اور ایک اور صاحب بھی تھے کہ سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”نیازی صاحب ہم نے ایک ظاہری خلافت عطا کرنی ہے اور ایک باطنی خلافت (امانت فقر)۔“ نیازی صاحب فرماتے تھے کہ میں نے ناموں کے متعلق پوچھا کہ کس کو ظاہری خلافت عطا کرنی ہے اور کس کو باطنی؟ تو سلطان الفقیر رحمۃ اللہ علیہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور کوئی جواب نہ دیا۔ نیازی صاحب کے خیال میں دوسرے لوگوں کی موجودگی کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خاموشی اختیار فرمائی ان کا خیال تھا کہ اگر دوسرے لوگ موجود نہ ہوتے تو ان کو ناموں کا پتہ چل جاتا۔ حالانکہ نیازی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے تھا کہ ایسے راز ظاہر نہیں کیے جاتے۔

جب 13 نومبر 1986ء کو سلطان محمد صفر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری طور پر بھی مسند ارشاد سنبھال لی۔ لیکن یہ بڑی حیرت کی بات ہے کہ 13 اپریل 1981ء سے 13 نومبر 1986ء کے عرصہ کے دوران جب آپ رحمۃ اللہ علیہ ظاہری طور پر خاموشی کا زمانہ گزار رہے تھے اس دوران بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلہ سے ہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی پہچان نصیب ہوئی۔ اس کو ہم ان الفاظ میں بیان کر سکتے ہیں کہ سلطان صفر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ”صاحب اسم“ مرشد تھے اور سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مسٹی مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ تھے۔ صاحب اسم اور صاحب مسٹی مرشد میں فرق کو سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے عین الفقیر میں یوں بیان فرمایا ہے:

صاحب اسم صاحب ذکر ہے اور صاحب اسم ”مقام خلق“ (مخلوق، یا مقام ناسوت) پر ہوتا ہے اور

۱۔ مرآت سلطانی کے مطابق 28 اکتوبر 1986

Marfat.com

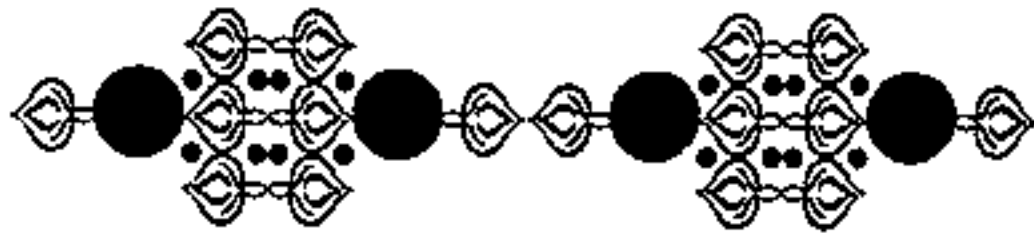
Marfat.com

Marfat.com

صاحبِ مستی صاحبِ استغراق ہے۔ اور صاحبِ مستی مقامِ ”غیر مخلوق“ (مقامِ احدیت) پر ہوتا ہے۔  
صاحبِ مستی پر ذکرِ حرام ہے کہ وہ ظاہرِ باطن میں ہر وقت غرقِ فنا فی اللہ ہوتا ہے۔ (عین الفقر)  
صاحبِ مستی مرشد کی تعریف کرتے ہوئے سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ محکم الفقر کلاں میں فرماتے ہیں:  
”اس راہ (فقر) کا تعلق عرف (شہرت، نام و ناموس) سے نہیں عرفانِ حق سے ہے اللہ تعالیٰ جسے عطا کرتا  
ہے وہ مطلق مستی فنا فی اللہ کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ راہِ معرفت و مستی کا تعلق گفتگو سے نہیں عطاءِ الہی سے  
ہے اللہ تعالیٰ جسے عطا کرتا ہے وہ عارف باللہ ہو جاتا ہے اور وہی اسے جانتا پہچانتا ہے۔

مستی آں کہ باشد لازوالی نہ آں جا ذکر و فکر نہ وصالی  
بود غرقش بہ وحدت عین دانی فنا فی اللہ شود سر نہانی  
ترجمہ: مقامِ مستی لازوال مقام ہے جہاں پر ذکر، فکر و وصال کی گنجائش نہیں اس مقام پر پہنچ کر طالب  
اللہ فنا فی اللہ فقیر ہو جاتا ہے اور اس پر رازِ پنہاں ظاہر ہو جاتا ہے۔ (محکم الفقر کلاں)

اب سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مسندِ ارشاد سنجالنے کی طرف آتے  
ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی امانتِ الہیہ یا امانتِ فقر کے حقیقی وارث تھے اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسندِ  
ارشاد اپنے مرشد کے وصال کے فوراً بعد 13۔ اپریل 1981ء کو ہی سنجال لی تھی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے  
کر کے رہتا ہے۔



## فصل 4

## مرشد کامل اکمل

مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ کی جو صفات سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں بیان فرمائی ہیں سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ ان کی مکمل اور جامع تصویر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ سلطان الفقر پر فائز ہیں۔ جو سلطان الفقر کی شان ہوتی ہے وہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شان ہے اور سلطان الفقر کی تعریف رسالہ روحی شریف میں یہ فرمائی گئی ہے:

”ان کی نظر سراسر نور و وحدت اور کیمیائے عزت ہے جس طالب پر ان کی نگاہ پڑ جاتی ہے وہ مشاہدہ حق تعالیٰ ایسے کرنے لگتا ہے گویا اس کا پورا وجود نور مطلق بن گیا ہو۔ انہیں طالبوں کو ظاہری ورد و وظائف اور چلہ کشی کی مشقت میں ڈالنے کی حاجت نہیں ہے۔“

آپ رحمۃ اللہ علیہ سلطان الفقر کی اسی صفت کا مظہر تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو ریاضتوں و وظائف چلہ کشی کی مشقت میں نہیں ڈالا محض اسم اللہ ذات کے تصور اپنی صحبت اور نگاہ کامل کی تاثیر سے لوگوں کے زنگ آلود قلوب کو نور اسم اللہ ذات سے منور فرمایا۔ اس عاجز اور خادم کا مشاہدہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بار کی توجہ ہزار ہا ورد و وظائف سے بہتر تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ نور تھی جس پر یہ کیمیائی نگاہ پڑی وہ نور مطلق بن گیا۔ اس عاجز نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں لکھی گئی ایک منقبت میں اس کا اظہار یوں کیا ہے:

آپ کی نگاہ کامل سے ناقصوں کو کمال ملا  
ملا سب کو عشق مگر خواص کو مانند بلا ملا  
وہ محفل عشاق میں آپ کا دبے پاؤں آنا

۱۔ باب اول فصل 8 ملاحظہ فرمائیں۔

عاشقوں سے نگاہیں ملا کے وہ نگاہوں کا جھکانا  
 ہلکے سے تبسم سے وہ دلوں کو گرمانا  
 دید میں تڑپتی روجوں کو ایک نظر سے دیوانہ بنانا  
 نجیب ہوا انہی اداؤں سے گھائل دلبر جانی  
 سلطان محمد اصغر علیؒ مظہر ذات ربانی

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ کے بعد جتنے بھی مشائخ سروری قادری یا سروری قادری سلسلہ میں جو بھی فقراء اور خلفاء گزرے ہیں انہوں نے لوگوں کو صرف اسم اللہ ذات کے ذکر کی پہلی منزل ”اللہ ھو“ عطا فرمائی لیکن سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ کے بعد آپؒ ہی وہ ذات ہیں کہ جس نے سلطان الاذکار ”ذکر یاھو“ کو خواص کی بجائے عام لوگوں میں عام کیا اور خاص الخاص طالبانِ مولیٰ کو سونے کا اسم ذات عطا فرمایا جو حقیقی اسم اللہ ذات ہے۔ آپؒ جس زمانہ میں مسند ارشاد پر فائز ہوئے لوگ حُب دنیا اور تصورِ مادیت میں غرق تھے۔ آپؒ نے ظلمت و گمراہی کے دور میں اسم اللہ ذات کا تصور عطا کر کے مشاہدہ سے کمال بخشا۔ سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی صاحبؒ نے زیادہ سے زیادہ لوگوں تک فیض پہنچانے کے لئے طالبِ مولیٰ کیلئے یہ مشکل بھی آسان کر دی کہ برسوں کی محنت و مشقت کی بجائے پہلے ہی دن اسم اللہ ذات عطا فرمادیتے بلکہ بغیر بیعت کے بھی عطا فرمادیا کرتے۔ آپؒ نے جن لوگوں سے ریاضت کرانا چاہی انہیں جنگل و غار میں رہنے کی بجائے تصور اسم اللہ ذات اور صحبتِ مرشد اور مرشد کے لیے مختلف فرائض کی انجام دہی کا حکم دیا۔

آپؒ اپنے طالبوں اور مریدین پر اس قدر مہربان اور شفیق تھے کہ ایک طالبِ مولیٰ کی غلطی پر آپؒ نے فرمایا: ”بیٹا مرشد کامل اپنے طالب (طالبِ صادق) پر کبھی ناراض نہیں ہوتا۔ جو مرشد اپنے طالب (طالبِ صادق) پر ناراض ہوتا ہے تو اس میں خود نقص ہے۔“

آپؒ نے ملک بھر میں سفر کر کے لوگوں کو گھروں میں جا کر فیض یاب فرمایا۔ ایسے ہزاروں لوگوں کی مثالیں موجود ہیں جو آپؒ تک نہیں پہنچ سکے مگر وہ اسم اللہ ذات کے فیض سے مستفیض ہوئے اور باطن کو منور کیا۔ آپؒ نے طالب کو ہر ظاہری و باطنی طریقے سے محبت کے انداز میں تلقین فرمائی۔ آپؒ کے مہربان اور شفیق انداز سے محسوس ہوتا کہ طالب، طالب نہیں بلکہ مطلوب ہے۔ آپؒ نے لاکھوں لوگوں کو واصل باللہ اور عارف باللہ بنایا اور ہزاروں خوش نصیبوں کو دریائے توحید میں غوطہ دے کر فنا فی اللہ کے مقام تک پہنچایا۔



آپ ﷺ لوگوں کی توجہ ایک نکتہ پر مرکوز کراتے۔ جب وہ نکتہ سمجھ آجائے تو پھر تفاسیر میں پڑنے کی حاجت نہیں رہتی۔ اور وہ نکتہ ذکر و تصور اسم اللہ ذات ہے۔ یہ ایسا طریقہ ہے جسے عارفین نے پہلے بھی بیان کیا ہے۔ حضرت بابا بلھے شاہ صاحب ﷺ فرماتے ہیں:

پھر نکتہ چھڈ کتاباں نوں کر بند کفر دیاں باباں نوں  
حضرت نخی سلطان باھو ﷺ فرماتے ہیں: ”علم بہت کثیر ہے مگر بندہ کی عمر بہت قلیل ہے لہذا اس مختصر عمر میں وہ علم حاصل کر جو معلوم تک پہنچا دے۔“

گویا آپ نے کثرت والے علم سے بچا کر وحدت (توحید) کے ایک نکتہ پر مرکوز ہونے کی تعلیم دی جس سے ہزاروں لوگ آسانی سے راز حقیقت سے باخبر ہوئے۔

سلطان الفقر حضرت نخی سلطان محمد اصغر علی صاحب ﷺ مرشدِ کامل اکمل جامع نور الہدیٰ تھے۔ سلطان العارفین حضرت نخی سلطان باھو ﷺ فرماتے ہیں ”مرشدانِ کامل دنیا میں بہت پائے جاتے ہیں اور مرشدِ کامل طالبِ خالص کو سات دن کی توجہ سے واصل باللہ کرتا ہے۔ مرشدانِ مکمل دنیا میں چند پائے جاتے ہیں اور مرشدِ مکمل طالبِ خالص کو لگاتار چوبیس گھنٹے کی توجہ سے واصل باللہ کرتا ہے اور مرشدِ کامل اکمل جامع نور الہدیٰ دنیا میں صرف ایک وقت میں ایک ہوتا ہے جو مظہر ذاتِ الہی اور امام الوقت اور خلیفہ وقت ہوتا ہے اس کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے اذا تم الفقر فهو اللہ (فقر جب کامل ہوتا ہے وہیں اللہ ہوتا ہے) اور ایسے مرشدِ کامل اکمل جامع نور الہدیٰ کی ایک نگاہِ کیمیا اثر ہی طالب کو رازِ فقر تک پہنچا دیتی ہے۔“

آپ ﷺ صاحبِ مستی مرشدِ کامل اکمل تھے آپ ﷺ کا چہرہ مبارک اسم اللہ ذات کا مظہر تھا۔ سلطان الفقر (ششم) حضرت نخی سلطان محمد اصغر علی ﷺ راہِ فقر میں مرشدِ کامل اکمل صاحبِ مستی سروری قادری کی راہنمائی اور راہبری لازمی قرار دیتے ہیں آپ ﷺ فرماتے ہیں:

❁ جو لوگ مرشدِ کامل کی راہبری اور راہنمائی کے بغیر قربِ الہی اور مشاہدہ حق تعالیٰ کا دعویٰ کرتے ہیں وہ کذاب ہیں ان کی بات کا اعتبار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ طریقت، فقر یا تصوف کی تاریخ میں آج تک ایسا ممکن نہیں ہوا کہ کوئی مرشدِ کامل کی راہنمائی کے بغیر خود بخود راہِ سلوک کی منازل طے کرتا ہو اور قربِ الہی میں پہنچ گیا ہو۔

❁ میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ آج کل کامل مرشدِ نایاب ہیں اور ہر طرف جعلی فریبی دھوکہ باز مرشد کا روپ دھار کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ بھائی اگر تم دنیا اور عقبی کے لئے جاؤ گے تو انہی لوگوں کے ہتھے چڑھو گے۔ کوئی طالبِ صادق جو صدق سے اللہ تعالیٰ کے قرب کا خواہاں ہو وہ کبھی بھی جلسا زوں کے ہتھے نہیں چڑھتا کیونکہ

اس کا نگہبان وہ (اللہ) ہوتا ہے جس کی تلاش میں وہ نکلا ہوا ہوتا ہے۔ پہلے اپنی طلب کو دیکھ اور درست کر۔ پھر مرشد کی تلاش کر تجھے منزل مل جائے گی۔ جب اللہ تعالیٰ کی طلب رکھنے والے اس کی پہچان اور تلاش میں نکلنے والے ہی نہیں رہے تو مرشد کامل اکمل نے بھی ان مردار دنیا داروں سے اپنے آپ کو چھپا لیا۔ میں پھر کہتا ہوں صادق دل اور خلوص نیت اور دل سے تعصب کی عینک اتار کر تلاش کر تجھے اپنی منزل مل جائے گی ابو جہل اور ابولہب قریب ہونے کے باوجود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ پہچان سکے حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ نے طلب صادق کی وجہ سے دور ہوتے ہوئے پہچان لیا۔

✽ مرشد کامل اکمل وہ ہوتا ہے جو طالب سے ریاضت چلہ کشی اور درود و وظائف نہیں کرواتا بلکہ اسم اللہ ذات اور تصور اسم محمد کی راہ جانتا ہے اور طالب کو اسم اللہ ذات کا دائمی ذکر اور تصور کے لئے اسم اللہ اور اسم محمد کا سنہری نقش عطا کرتا ہے اور مشق مرقوم وجودیہ کی راہ دکھا کر اسے راہ فقر پر گامزن کر دیتا ہے کیونکہ یہ وہ طریق ہے جو سینہ بہ سینہ چلا آ رہا ہے اور کتب میں درج نہیں۔ مرشد کامل ذکر، تصور اور مشق مرقوم وجودیہ اسم اللہ ذات کے ذریعے طالب کے قلب اور وجود کو پاک کر کے اسے رب تعالیٰ کے حضور پیش کر دیتا ہے۔ جو مرشد یہ نہیں کر سکتا وہ ناقص ہے اس کی اتباع نہیں کرنی چاہیے۔

✽ مرشد کامل کی مجلس میں بیٹھنے سے دل میں محبت الہی پیدا ہوتی ہے جیسا کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ کون سا دوست افضل اور بہتر ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”جس کا دیدار تمہیں اللہ کی یاد دلائے اور جس کی گفتار تمہارے عمل میں زیادتی کا باعث بنے۔“

✽ طالب کو چاہیے کہ مشاہدہ حق تعالیٰ اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری کے لئے ذکر، تصور اور مشق مرقوم وجودیہ اسم اللہ ذات یا تصور اسم محمد (جیسا مرشد حکم دے) جاری رکھے اور مرشد کی مجلس میں حاضری کی کثرت رکھے کیونکہ مرشد کی صحبت اور مجلس ہی ایک ایسی جگہ ہوتی ہے جس میں زنگ آلود قلوب کو پاک اور صاف کر کے ان میں نور ایمان داخل کیا جاتا ہے مرشد کی ایک نگاہ وہ کام کرتی ہے جو ذکر و تصور چھ ماہ میں بھی نہیں کر سکتا۔ اگر مرشد کی بارگاہ میں روزانہ حاضر نہ ہو سکے تو ہفتہ میں ایک بار اور اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو مہینہ میں ایک بار ضرور مرشد کی مجلس میں صدق اور یقین کے ساتھ حاضر ہو کیونکہ مرشد کی محفل اور مجلس میں حاضری کے بغیر اسم اللہ ذات بھی دل میں قرار نہیں پکڑتا۔

✽ مرشد تین قسم کے ہوتے ہیں اول کامل جو مرغی کی مثل ہوتا ہے۔ جس طرح مرغی کے نیچے جو انڈے آجائیں ان سے بچے نکل آتے ہیں اور جو انڈے باہر رہ جائیں ان سے بچے نہیں نکلتے اسی طرح جو مرید مرشد کامل کی صحبت میں بیٹھے رہیں وہ مرشد کی نظر میں ہوتے ہیں اور جو اس کی محفل سے نکل جائیں وہ اس کے تصرف سے باہر ہو جاتے ہیں۔ دوسرا مرشد مکمل جو کچھوے کی مثل ہوتا ہے۔ کچھوا انڈے خشکی پر دیتا ہے لیکن خود پانی میں رہتا ہے اور وہیں سے نگاہ کرتا ہے اور بچے نکل آتے ہیں لیکن اس کی بھی ایک حد ہوتی ہے جہاں تک نگاہ اثر کرتی ہے۔ سوم مرشد کامل اکمل کونج کی مثل ہوتا ہے۔ کونج مشرق میں انڈے دیتی ہے اور مغرب میں جا کر نظر کرتی ہے تو بچے نکل آتے ہیں اس کی نظر کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ اصل مرشد وہی ہوتا ہے جس کی نظر ہر وقت طالب پر رہے چاہے طالب مشرق میں ہو یا مغرب میں۔

✽ مرشد کامل سروری قادری ہر مقام پر حاضر اور ہر کام پر قادر ہوتا ہے بس طالب کا صادق ہونا ضروری ہے۔

✽ ابتدا میں اسم اللہ ذات کا ذکر اور تصور طالب کے دل میں مرشد کی محبت پیدا کرتا ہے غور و فکر کی بات یہ ہے کہ طالب تصور تو اسم اللہ ذات کا کر رہا ہے اور دل میں محبت مرشد کی پیدا ہو رہی ہے جبکہ اصول تو یہ ہے کہ جس کا تصور کیا جائے اس کی محبت دل میں پیدا ہوتی ہے۔ مرشد سے یہ محبت طالب کو بار بار اس کی محفل میں لے جاتی ہے اور پھر یہ محبت عشق بن جاتی ہے پھر یہ عشق آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک کی طرف منتقل ہو کر اور آخر میں اللہ تعالیٰ کے عشق میں تبدیل ہو جاتا ہے اور طالب اپنی منزل کو پالیتا ہے۔

✽ مرشد کامل کی نگاہ راہ فقر کے تمام امراض لالچ، حسد، تکبر، کینہ، انا نیت، ہوس، بغض، حبت دنیا اور حبت عقبیٰ کو ختم کر دیتی ہے۔

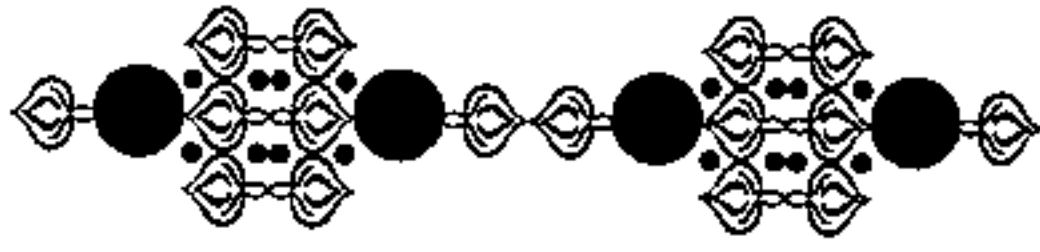
✽ مرشد کامل اکمل کی راہبری اور راہنمائی کے بغیر کی گئی عبادات سے درجات اور ثواب تو حاصل ہوتا ہے لیکن مشاہدہ حق تعالیٰ، حضور قلب، اللہ تعالیٰ کی پہچان اور قرب الہی مرشد کامل اکمل کی راہبری کے بغیر ناممکنات میں سے ہے۔

✽ مرشد کامل فقر کے راستہ کو مختصر کر دیتا ہے اور سالوں کا فاصلہ دنوں میں طے کر دیتا ہے جو مرشد کامل کے بغیر اس راستہ پر چلتا ہے وہ بھٹک جاتا ہے اور تمام عمر بھی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔ حدیث شریف ہے ”جس کا شیخ (مرشد) نہیں اس کا شیخ (مرشد) شیطان ہوتا ہے۔“

✽ مرشد کے بغیر راہ فقر پر سفر تو بہت دور کی بات اس کے بغیر تو اس راہ پر سفر کی ابتدا بھی نہیں ہو سکتی۔

✽ تصویر اسم اللہ ذات سے ظاہر ہونے والے اسرار اور انوار و تجلیات کو اگر طالب نہ سمجھ سکے اور کشمکش و بے یقینی میں مبتلا ہو تو مرشد کو چاہیے کہ طالب کو تصویر اسم مخمک عطا کرے کیونکہ اسم مخمک صراطِ مستقیم ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے ”جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔“

اس عاجز اور خادم نے اپنی پوری زندگی میں آپ ﷺ کے چہرہ مبارک سے زیادہ پُر نور چہرہ نہیں دیکھا اور نہ ہی آپ ﷺ سے حسین و جمیل کسی کو دیکھا۔ جو سعید قلب آپ ﷺ کا دیدار کرتا بس آپ ﷺ کے دیدار میں محو ہو جاتا اور آپ ﷺ کا ہی ہو کر رہ جاتا۔ وصال کے بعد بھی آپ ﷺ کا فیض جاری ہے کیونکہ سلطان الفقر کو جاودانی زندگی حاصل ہے۔



## فصل 5

## فیض اسم اللہ ذات

سلطان الفقیر حضرت نخی سلطان محمد اصغر علی رضی اللہ عنہ نے ”اسم اللہ ذات“ کا فیض جتنا عام کیا آپ رضی اللہ عنہ سے پہلے کسی اور نے نہیں کیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے صوفیاء کرام کا یہ قول کہ اسم اعظم کا چھپانا لازم اور ظاہر کرنا حرام ہے الٹ کر اسم اعظم کا چھپانا حرام اور ظاہر کرنا لازم کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی پوری زندگی اسم اللہ ذات کے فیض کو عام کرنے میں گزری اور اس کے لیے شہر شہر اور گاؤں گاؤں گھوم کر لوگوں کو معرفت الہی کے لیے اسم اللہ ذات کی دعوت دیتے رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ ہر آنے والے کو ”اسم اللہ ذات“ کا ذکر و تصور اور مشق مرقوم و جو دیہ عطا فرمایا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

✽ ”اسم اللہ ذات“ (اللہ، للہ، لہ، ہو) اسم اعظم ہے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی پہچان اور قرب حاصل ہوتا ہے۔ یہ وہ نور ہے جو سالک (طالب) کو مالک (اللہ) تک لے جاتا ہے جس دل کے اندر یہ نقش ہو کر قرار پا گیا اس کے سامنے کائنات کا کوئی راز باقی نہ رہا اور وہ محرم راز ہو گیا۔ بشرطیکہ یہ ”اسم اعظم“ طالب کو کسی مرشدِ کامل صاحبِ مستی سے حاصل ہوا ہو۔

✽ تصور اسم اللہ ذات تمام باطنی علوم کا منبع ہے اس کے ذکر اور تصور سے باطن میں سب سے اعلیٰ مراتب یا مقام، دیدار حق تعالیٰ اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری حاصل ہوتی ہے جو کسی دوسرے ذکر، فکر اور عبادت سے حاصل نہیں ہو سکتی خواہ ساری زندگی دن کو روزے رکھے اور رات کو قیام کرے اور کمر کبڑی ہو جائے۔

✽ انسان کو اپنی ذات اور اللہ تعالیٰ کی پہچان صرف اسم اللہ ذات ہی سے حاصل ہوتی ہے کوئی دوسرا ذکر، فکر یا عبادت انسان کے باطن کے بند دروازے کے قفل کو نہیں کھول سکتی۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



✽ اسم اللہ ذات دل کی کنجی ہے۔

✽ اسم اللہ ذات سے دل کے آئینہ سے زنگ اتر جاتا ہے اور وہ روشن اور صاف ہو جاتا ہے۔

✽ اسم اللہ ذات کا تصور دل کو پاک کر دیتا ہے اور اس کی تاثیر پورے جسم میں اس طرح اثر کرتی ہے کہ جیسے گولی پیٹ میں جاتی ہے اور جسم کے کسی حصہ میں ہونے والی تکلیف کو سکون پہنچاتا ہے اسی طرح ٹیکہ بازو میں لگتا ہے جبکہ زخم اگر پاؤں پر ہو تو ٹھیک ہو جاتا ہے جب انسان اسم اللہ ذات کا ذکر سانسوں سے کرتا ہے اور اس کا تصور کرتا ہے تو پہلے دل اور پھر پورا جسم اس کی تاثیر سے پاکیزہ ہو جاتا ہے۔

✽ اسم اللہ ذات ہی اسم اعظم ہے یہ اس وقت اثر کرتا ہے جب یہ کسی صاحب راز مرشد کامل اکمل سے حاصل ہوا ہو۔

✽ جس نے ذکر اسم اللہ ذات سے اپنی سانسوں کو اور تصویر اسم اللہ ذات سے اپنے قلب (باطن) کو زندہ نہ کیا وہ دنیا سے بے مراد گیا۔

✽ اسم ذات ”ہو“ سلطان الاذکار ہے اور جو ”ہو“ میں فنا ہو کر ”ہو“ ہو گیا وہی سلطان ہے۔

✽ جو اللہ تعالیٰ کی پہچان اور دیدار حاصل کرنا چاہتا ہے وہ سب سے پہلے کسی سروری قادری مرشد کامل اکمل کی تلاش کرے اور پھر اس سے ذکر اور تصویر اسم اللہ ذات طلب کرے۔

سلطان الفقیر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو اسم اللہ ذات ہی کی تلقین فرمائی اور ذکر اسم اللہ ذات اور تصویر اسم اللہ ذات کو زنگ آلود قلب کو منور کرنے کا نسخہ اور باطن کی کنجی قرار دیا۔ سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ ذکر اسم اللہ ذات اور تصویر اسم اللہ ذات کے ساتھ مشق مرقوم وجودیہ بھی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ مشق مرقوم وجودیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

✽ قیامت کے دن سب لوگ اللہ پاک کی بارگاہ میں فطری لباس میں پیش ہوں گے لیکن مشق مرقوم وجودیہ اسم اللہ ذات کرنے والا شخص جب اللہ پاک کی بارگاہ میں پیش ہوگا تو اس کا لباس ہی نور اسم اللہ ذات ہوگا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایسے شخص کے جسم کو قبر کی مٹی نہیں کھاتی اور اس کا جسم قیامت تک محفوظ رہتا ہے اور موت کے بعد اس کی قبر زندہ ہو جاتی ہے۔

نام فقیر تنہا دا باھو قبر جہاں دی جیوے ھو

ترجمہ: اصل فقیر تو وہ ہوتے ہیں جن کی موت کے بعد بھی ان کی قبر سے لوگوں کو روحانی فیض ملتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کئی لاکھ انسانوں کو اسم اللہ ذات عطا فرمایا اور بھولے بھٹکے راہی اپنی نگاہ اکمل سے صراطِ مستقیم

کے مبلغ بنا دیئے۔ صرف پاکستان میں نہیں بلکہ دنیا کے کئی ممالک میں اسم اللہ ذات کا فیض جاری و ساری فرمایا جو قیامت تک جاری رہے گا۔

آپ ﷺ نے اپنی حیات مبارک کے آخری ایام میں جتنا سفر فرمایا ہے اس میں ان گنت طالبانِ مولیٰ کی بے مثال رہنمائی فرمائی۔ اس دوران آپ ﷺ سورہ احزاب کی آیت نمبر 72 اکثر تلاوت فرما کر ساتھ ساتھ ترجمہ اور مفصل طریقے سے تفسیر بھی بیان فرماتے۔

﴿ إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَيُّنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ۗ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ۝ ﴾

”ہم نے اپنی امانت آسمانوں پر، زمین پر اور پہاڑوں پر پیش فرمائی تو تمام چیزیں عاجز آ گئیں اور ڈر گئیں لیکن انسان نے اس بوجھ کو اٹھالیا۔ اے انسان تو اپنے نفس کے لئے ظالم اور نادان ہے۔“

آپ ﷺ ارشاد فرماتے کہ وہ امانت کیا ہے؟ وہ امانت اسم اللہ ذات ہے جو ہر انسان کے سینے میں موجود ہے جسکی وجہ سے ہر انسان فطرتِ سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے چاہے اس بچے کے والدین غیر مسلم کیوں نہ ہو۔ اور پھر کل بروز قیامت اس امانت کو صحیح سلامت لے جانے کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے اور اس پر آپ ﷺ قرآن مجید کی یہ آیت مبارک تلاوت فرمایا کرتے تھے:

﴿ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۝ إِلَّا مَنْ آتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۝ ﴾

”کل قیامت کے دن نہ تمہارا مال کام آئے گا اور نہ اولادیں بلکہ سلامتی والا دل کام آئے گا۔“

پھر اس کی وضاحت فرماتے کہ چونکہ دل کے اندر اسم اللہ ذات پاک بطور امانت موجود ہے اور جب تک ذکر اور تصور اسم اللہ ذات نہ کیا جائے تو نہ دل پاک ہوتا ہے اور نہ وہ امانت بندہ صحیح سلامت واپس لے جاسکتا ہے۔ نہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور نہ سکونِ قلب ملتا ہے۔

آپ ﷺ خاص الخاص طالبانِ مولیٰ کو تصور کے لئے سونے سے لکھا ہوا اسم اللہ ذات اور سلطان الاذکار اسم ھو کا ذکر عطا فرماتے اور انہیں مشقِ مرقوم وجودیہ بتائی جاتی جس پر عمل سے وہ دائمی حضوری کا شرف حاصل کرتے۔ ابتدا میں طالبوں کو چھپا ہوا (Printed) اسم اللہ ذات تصور کے لیے اور ذکر اللہ عطا کیا جاتا۔ اس خادم کو آپ ﷺ کے وصال تک چھپے ہوئے (Printed) اور سونے کے اسم اللہ ذات تیار کروانے کا شرف حاصل رہا ہے اور سونے کے اسم اللہ ذات تیار کروانے کی ڈیوٹی ایسا شرف تھا کہ وہ شروع ہی اس خادم سے ہوئی اور آپ ﷺ کے وصال تک جاری رہی جیسا کہ طارق اسماعیل ساگر صاحب لولہ اک کے

باراؤل (اپریل 2004) میں سلطان الفقر ششم رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ خالد کی زبانی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آخری لمحات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”آپ رحمۃ اللہ علیہ (سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ) نے آخری لمحات میں ہمارے ساتھی نجیب الرحمن صاحب سے اسم اللہ ذات کے متعلق پوچھا جو لاہور میں سونے کے اسم اللہ ذات تیار کرواتے تھے۔ ان دنوں آپ کے گھر سے اپنے والد مرشد کے زمانے کے دو پرانے اسم اللہ ذات ملے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نجیب الرحمن صاحب سے کہا کہ اس طرح کے اسم اللہ ذات ہمارے لیے بھی تیار کروائیں۔ پھر پوچھا کتنے دن لگیں گے۔“

یاد رکھیے کہ ہر سلطان الفقر نے اسم اعظم اسم اللہ ذات عطا فرمایا لیکن اسم اعظم اسم اللہ ذات کو جس قدر سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عام فرمایا ہے اس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اعلان مخصوص لوگوں کے لئے نہیں تھا بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:- ”ملک بھر میں تمام لوگوں کو اسم اللہ ذات کی دعوت دو انہیں بلاؤ اللہ کی طرف کیوں کہ اسی میں ان کی فلاح ہے۔“

آپ رحمۃ اللہ علیہ وہ ذات ہیں جنہوں نے سلطان الاذکار ”ذکر یاھو“ کو عام کیا۔ اس سے پہلے مشائخ سروری قادری صرف اسم اللہ ذات کی پہلی منزل کا ذکر عطا فرمایا کرتے تھے۔ اور پھر جب اسم اللہ ذات اس عاجز کے سپرد فرمایا تو وصیت فرمائی ”بھائی نجیب الرحمن آپ ابتدا میں ہی ذکر ھو عطا کر دیا کرو کیونکہ اب اس پر فتنہ مصروفیت اور مادیت پرستی کے دور میں انسان کے پاس اتنا وقت بھی نہیں کہ وہ اسم اللہ ذات کی چاروں منازل سے گزر سکے اور مشقت برداشت کر سکے اور اسم محمد کے فیض کو عام کرنے کا بھی حکم فرمایا۔“ یوں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قیامت تک سروری قادری مشائخ پر ابتدا میں ہی بیعت کے بعد ذکر یاھو عطا کرنا لازم کر دیا یعنی آپ رحمۃ اللہ علیہ سلطان الاذکار اسم یاھو کا فیض قیامت تک عام فرمائیں گے۔

۱۔ صفحہ نمبر 273 تا 274۔ سن اشاعت اپریل 2004ء۔ پہلا ایڈیشن ناشر مکتبہ العارفین لاہور۔ بعد کے ایڈیشن جو العارفین پبلیکیشنز لاہور نے شائع کیے ان میں سے یہ پیرا نکال دیا گیا ہے۔



## فصل 6

دعوت فقر کے لیے جدوجہد  
اور مساعی

## ۱۔ اصلاحی جماعت کا قیام

صاحبزادہ سلطان صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے یکم جنوری 1986 کو ایک انجمن قائم کی تھی جس کا نام ”انجمن غوثیہ عزیز یہ حق باھو سلطان پاکستان و عالم اسلام“ رکھا۔ اس انجمن کے قیام کا بنیادی مقصد صرف آستانہ عالیہ سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ مریدین کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنا تھا۔ 13 نومبر 1986ء کو صاحبزادہ سلطان صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما گئے۔

سلطان صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے جب ظاہری طور پر بھی سلسلہ سروری قادری کی امامت کو سنبھال لیا اور ”اصلاحی جماعت“ کے نام سے ایک نئی جماعت 27 فروری 1989 کو قائم کی۔ اصلاحی جماعت کا اپنا منشور اور پرچم تھا اس جماعت کا مقصد اسم اللہ ذات کے فیض کو عام کرنا اور طالبان مولیٰ کی باطنی تربیت اور تزکیہ نفس کرنا تھا۔

سلسلہ سروری قادری کی امامت ظاہری طور پر سنبھالتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ علماء صرف ظاہر پر توجہ دے رہے ہیں باطن کی طرف ان کی نظر نہیں ہے اور اسلام کی عبادات روح سے خالی ہو چکی ہیں۔ مسلمان ظاہر پر توجہ کی شدت سے مختلف فرقوں اور مسلکوں میں تقسیم در تقسیم ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اسلام کی حقیقی تعلیمات فرقہ

۱۔ سید امیر خان نیازی نے صراط الصالحین جلد اول میں تاریخ وصال 13 نومبر 1986ء اور سلطان الطاف علی نے مرآت سلطانی میں 28 اکتوبر 1986ء درج فرمائی ہے۔

پرستی کے اندھیروں میں گم ہوتی جا رہی ہیں لہذا ایک ایسی جماعت ہو جو ظاہر کے ساتھ باطن میں بھی لوگوں کی تربیت کرے۔ اس لیے ”اصلاحی جماعت“ کو اللہ تعالیٰ کے اس آفاقی حکم کے تحت وجود میں لایا گیا۔

﴿ وَلَتَكُنَّ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴾ (سورہ آل عمران 104)

ترجمہ: ”اور تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائے انہیں معرفتِ حق تعالیٰ کی تلقین کرے اور برائی سے روکے اور ایسے لوگ فلاح پائیں گے۔“

”معروف“ سے مراد ”واقف ہونا“ ہے۔ ”امر بالمعروف“ کے معنی اللہ سے واقف ہونے یا اللہ کی معرفت حاصل کرنے کا حکم دینے کے ہیں۔ ”نہی عن المنکر اور امر بالمعروف“ ہر صاحبِ صدق مسلمان پر فرض ہے۔ امر بالمعروف یا معرفت کی راہ، فقر کی راہ ہے۔

چونکہ انسان کی زندگی کا مقصد معرفتِ حق تعالیٰ کا حصول ہے اور اس ذات کی معرفت کیلئے اسمِ اللہ ذات کی طلب و تلاش شرط ہے۔ جسے اسمِ اللہ ذات مل جاتا ہے اسے دو جہان کی روشن ضمیری حاصل ہو جاتی ہے اس کا دل با صفا اور روشن آئینہ بن جاتا ہے۔ اور وہ دل میں اللہ تعالیٰ کے ذاتی انوار و تجلیات کے مشاہدہ سے معرفتِ حقیقی پالیتا ہے، اس کا دل زندہ اور نفس مردہ ہو جاتا ہے۔ اسمِ اللہ ذات اللہ تعالیٰ کی ذات کا مظہر ہے اس کی جملہ صفات ذاتی اسم میں مجمل ہیں۔ جب یہ اسم مجمل کسی صاحبِ راز کے سینہ میں منور ہوتا ہے تو اس کے نور سے دل کی کتاب مفصل ہو جاتی ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے ”وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ“ (ترجمہ: اور میں تمہارے اندر موجود ہوں کیا تم نہیں دیکھتے) جس کا دل کتابِ مفصل ہو وہ صاحبِ اسمِ باسْمی کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے اسمِ ذات (اقرا باسم ربك الذی خلق) پڑھا اپنے رب کے نام (اللہ) سے جس نے تجھے پیدا کیا کی تعلیم دی پھر دوسروں کے تزکیہ و تعلیم کا حکم فرمایا ”يُزَكِّهِمْ يَعْلَمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ“۔ اور انہیں پاک کیجیے اور انہیں کتاب و حکمت کا علم عطا فرمیں۔“

حضور اکرم ﷺ نے اپنی نگاہِ پاک سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں کو پاک فرمایا۔ ذکرِ اللہ سے وحدت کی تعلیم دی اور فکری و نظری ارتکاز بخشتا۔ حضور ﷺ کی صورت مبارکہ اور ہر قول و فعل نکتہ وحدت پر ارتکاز کی تعلیم دیتا ہے۔ جبکہ شرک کی وضاحت جو اللہ پاک نے قرآن مجید میں بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے ”کیا آپ نے ایسے شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنے نفس کی خواہشات کو الہ (معبود) بنا لیا ہے۔“ چونکہ نفس کا تعلق عالمِ خلق سے ہے اس لئے اس کی خواہشات تصورِ حقیقی سے ہٹ کر مادی تصورات میں الجھ جاتی ہیں اسی مادیت



اور اس کے تصور کو دنیا، پردہ اور بشریت کہتے ہیں جس کی نفی لازم ہے۔

مرشد کامل اکمل سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی صاحب رضی اللہ عنہ نے تصور اسم اللہ ذات کا فیض عام فرما کر دلوں میں اللہ کا نام نقش کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بات واضح کر دی کہ تمام مادی تصورات کی نفی ”لا الہ“ کر کے ذات واحد ”الا اللہ“ کا تصور دل میں قائم کرنا انسان کی زندگی کا مقصد ہے۔ یہ عین حقیقت ہے کہ جس چیز کو فنا ہے اس کا تصور بھی غیر حقیقی اور فانی ہے جبکہ تمام مخلوق فانی ہے اور اللہ تعالیٰ کو بقا ہے اس لئے عقل مند وہ ہے جو اپنے دل کو غیر اللہ سے پاک کر لے اور غیر محبتوں کو کدورت سمجھتے ہوئے ان کے تصوراتی بتوں کو توڑ دے اور اسم اللہ ذات کا تصور دل میں نقش کر لے۔

سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رضی اللہ عنہ مرشد کامل اکمل جامع نور الہدیٰ تھے۔ اصلاحی جماعت تبلیغ کے ذریعے لوگوں کو مرشد کامل اکمل جامع نور الہدیٰ کی طرف متوجہ و مائل کر کے انہیں آپ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پیش کر کے معرفت الہیہ سے فیض یاب ہونے کا موقع فراہم کرتی۔ آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ لوگوں کو طلب دنیا سے ہٹا کر طالب مولیٰ بناتے رہے اور انہیں خواہشات نفس و دنیا سے ہٹا کر قرب الہی کی طرف متوجہ کرتے رہے اور لوگوں کو خصائلِ رذیلہ سے پاک کر کے خصائلِ حمیدہ سے مزین کرتے رہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے کئی لاکھ انسانوں کو ”اسم اللہ ذات“ عطا فرمایا اور بھولے بھٹکے راہی اپنی نگاہ کامل سے صراطِ مستقیم کے مبلغ بنادئیے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دس ہزار کے قریب سونے سے بنے ہوئے اسم اللہ ذات خاص الخاص لوگوں کو عطا فرمائے اور ان اسم اللہ ذات کی تیاری کا اعزاز اس خادم کو نصیب ہوا۔ سلطان الفقیر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رضی اللہ عنہ کی ذات مبارک ہی اصلاحی جماعت تھی اس لیے اصلاحی جماعت کے آپ رضی اللہ عنہ ہی سرپرست تھے اور آخری لمحہ تک اس جماعت پر آپ رضی اللہ عنہ نے ہی اپنا کنٹرول رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ خود اپنی زیر نگرانی صدور (مبلغین) کو تبلیغ کے لیے روانہ فرماتے لیکن 2001 میں حج کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے محرم راز مل جانے کے بعد اس طرف توجہ دینی بند کر دی تھی اور سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی مدظلہ الاقدس کے وصال کے ساتھ ہی اصلاحی جماعت کے جسد سے بھی روح نکل گئی۔

## ۲۔ عالمی تنظیم العارفین

عالمی تنظیم العارفین کے قیام کا ذکر کرنے سے قبل یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ سلطان الفقیر (ششم)

۱۔ ماہنامہ مرآة العارفین لاہور شمارہ فروری 2004

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ اس نظریہ کے قائل تھے کہ ریاست کی حفاظت اور جہاد کی ذمہ داری ریاست اور فوج کی ہے کسی تنظیم یا جماعت کی نہیں۔ آپؒ کی نظر میں مختلف فرقوں اور مسلکوں پر قائم کی گئی تنظیموں اور جماعتوں کو مسلح تربیت دینا اور انہیں مسلح کرنا ملک میں خانہ جنگی، فساد اور انارکی کا باعث بن سکتا تھا۔ آپؒ پر امن جدوجہد کے قائل تھے اگر آپؒ کا یہ مسلک نہ ہوتا تو 1989 میں آپؒ اصلاحی جماعت کی بجائے جہادی تنظیم قائم فرماتے کیونکہ اس وقت تو افغان اور کشمیر جہاد اپنے عروج پر تھا۔ آپؒ کا مقصد جدید اسلامی فلاحی ریاست کا قیام تھا۔ کیا آج تک کہیں بھی صرف ظاہری جہاد کے ذریعے فلاحی ریاست قائم ہوئی ہے؟ اور پھر آج کے جدید دور میں ایسا کیسے ممکن ہے۔ فلاح کے لیے ظاہری جہاد سے زیادہ باطنی جہاد کی ضرورت ہے یعنی نفس کے خلاف جہاد کی جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاد اکبر قرار دیا ہے۔ حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ کی تمام تر مساعی اسی مقصد کے لیے وقف تھیں کہ امت کو اس جہاد اکبر کے ذریعے فلاح کی راہ پر گامزن کر کے پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنایا جاسکے۔

اُس دور میں ظاہری جہاد میں مال، نام اور شہرت بہت تھی جہاد کی وجہ سے بہت سی گمنام جماعتیں اور لوگ چند سالوں میں ملک کی امیر ترین، نامور اور مشہور جماعتیں بن گئی تھیں۔ جن کے پاس سائیکل تھے وہ لینڈ کروڑوں میں گھوم رہے تھے اس صورتحال کو دیکھ کر اصلاحی جماعت کے اندر بھی ایک گروپ ایسا پیدا ہو گیا تھا جو جماعت میں ”جہادی شعبہ“ قائم کرنا چاہتا تھا۔ سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ اس کی اجازت نہ دے رہے تھے کیونکہ اصلاحی جماعت کی اپنی ایک پہچان تھی جو کہ مدتوں کی جدوجہد اور ریاضت سے قائم ہوئی تھی اور اصلاحی جماعت کا ایک اصول یہ بھی تھا کہ عام لوگوں یا عوام الناس سے چندہ یا فنڈ وصول نہیں ہو سکتا تھا صرف مریدین سے چندہ یا فنڈ لینے کی اجازت تھی۔

ڈاکٹر رفاقت سلطان صاحب نے آپؒ کی بارگاہ میں ایک علیحدہ تنظیم قائم کرنے کی درخواست پیش کی تو آپؒ نے فرمایا ”قائم کر لو۔“ یوں 26 دسمبر 1999ء کو ”عالمی تنظیم العارفین“ کے نام سے نئی تنظیم وجود میں آگئی اس کا پرچم، منشور اصلاحی جماعت سے علیحدہ تھا۔ سلطان محمد علی سرپرست، میاں ضیاء الدین صاحب صدر، عنایت اللہ قادری نائب صدر اور ڈاکٹر رفاقت سلطان جنرل سیکرٹری مقرر ہو گئے۔ سلطان الفقیر (ششم) اصلاحی جماعت کے سرپرست اعلیٰ تھے بلکہ خود ہی اصلاحی جماعت تھے اس لیے آپؒ نے اپنے آپ کو ”عالمی تنظیم العارفین“ سے علیحدہ رکھا۔ جب اس جماعت کے عہدیداروں کی حرکات کی وجہ سے ”اصلاحی جماعت“ کی ساکھ بھی متاثر ہونے لگی اور جماعت میں انتشار پیدا ہونے لگا تو آپؒ

نے 26۔ اپریل 2000 کو داروغہ والا لاہور میں جماعت کے تمام عہدیداران کو برخاست کر دیا اور کچھ عرصہ بعد رانا تجمل حسین کو اس کا سربراہ بنایا لیکن پھر محمد شہباز کو اس کا انچارج مقرر کیا گیا۔ محمد شہباز نے چند ساتھیوں کو فوجی تربیت دلائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حتی المقدور ان کو کسی فوجی کارروائی میں حصہ نہ لینے دیا لیکن اکتوبر 2001ء میں عالمی تنظیم العارفین نے کشمیر میں ایک کارروائی میں حصہ لیا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کو اپنی جماعت کے پروگراموں کی سیکورٹی پر لگا دیا یوں ”عالمی تنظیم العارفین“ کوئی جہادی کام نہ کر سکی البتہ معرفت الہیہ کی دعوت کا کام اصلاحی جماعت نے سلطان الفقیر ششم رحمۃ اللہ علیہ کے وصال تک جاری رکھا۔

### ۳۔ ماہنامہ مرآة العارفین کا اجراء

دسمبر 1999ء میں سلطان الفقیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس خادم کو فخر کی تعلیمات اور اسم اللہ ذات کے فیض کو عام کرنے کے لیے ایک ماہانہ رسالہ جاری کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ میں چونکہ سرکاری ملازم تھا اور سرکاری ملازم کو اور کوئی کام کرنے کی قانونی طور پر اجازت نہیں ہوتی اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ابوالمرتضیٰ کی کنیت سے اس رسالہ کا چیف ایڈیٹر مقرر فرمایا۔ دفتر اصلاحی جماعت داروغہ والا لاہور میں اس کا دفتر قائم کیا گیا۔ اپریل 2000ء میں مرآة العارفین لاہور کا پہلا شمارہ شائع ہوا۔ عالمی تنظیم العارفین کے عہدیداران کی مداخلت سے تنگ آ کر ستمبر 2000ء میں اس عاجز نے ماہنامہ مرآة العارفین کا دفتر داروغہ والا کے دفتر سے اپنے ملکیتی گھر 4/A۔ ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور منتقل کر لیا۔ اور اکتوبر 2000ء کا شمارہ یہاں سے شائع ہوا یہ اصلاحی جماعت کا دفتر تھا اور اس عاجز کی زیر نگرانی کام کر رہا تھا۔ اس کا افتتاح سلطان الفقیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست مبارک سے 18 نومبر 1998 (28 رجب 1419ھ) بروز بدھ شام 4 بجے پرچم لہرا کر فرمایا تھا۔ ماہنامہ مرآة العارفین کو یہ عاجز فخر کی تعلیمات کے مطابق سلطان الفقیر رحمۃ اللہ علیہ کے وصال تک شائع کرتا رہا۔ لیکن سلطان الفقیر رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد اس ماہنامہ کا انتظام سلطان احمد علی صاحب نے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور آخر کار اگست 2004ء میں اس خادم کو اس رسالہ سے فارغ کر دیا گیا اور طارق اسماعیل ساگر صاحب کو ایڈیٹر مقرر کر دیا گیا۔

سلطان الفقیر رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد اس عاجز نے مسندِ تلقین وارشاد کا آغاز 14 اگست 2005ء

۱۔ ماہنامہ مرآة العارفین لاہور شمارہ نومبر 2001

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

میں اور ”ماہنامہ سلطان الفقیر لاہور“ کا اجراء اگست 2006ء میں اپنے گھر المر تفضی مصطفیٰ ٹاؤن لاہور سے کیا۔ جولائی 2009ء میں اس خادم کے علم میں یہ بات لائی گئی کہ 4/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور کے دفتر کو دین کی بجائے ”ناشر“ ماہنامہ مرآة العارفين دنیاوی اور کاروباری مقاصد کے لیے استعمال کر رہا ہے تو یہ جگہ 3۔ اگست 2009ء کو مرآة العارفين کے ”ناشر“ سے خالی کروالی گئی یعنی سلطان الفقیر رحمۃ اللہ علیہ کے وصال 26۔ دسمبر 2003 سے لے کر 3۔ اگست 2009 تک 5 سال سات ماہ اور سات دن یہ عمارت ان کے استعمال میں رہی اور اس عاجز نے اُس کی واپسی کا کبھی مطالبہ تک نہ کیا۔ ستمبر 2009ء میں ماہنامہ سلطان الفقیر لاہور کے دفاتر یہاں منتقل ہو گئے اور اکتوبر 2009 کا شمارہ 4/A۔ ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور سے شائع ہوا یعنی تاریخ نے ایک بار پھر اپنے آپ کو دہرایا۔ اب یہی جگہ سلسلہ سروری قادری کی خانقاہ ہے اور یہیں پر تحریک دعوت فقیر ماہنامہ سلطان الفقیر اور سلطان الفقیر پبلیکیشنز کے دفاتر ہیں یعنی حق اپنے مقام پر واپس آچکا ہے۔

## ۴۔ مکتبہ العارفين کا قیام

اسم اللہ ذات کے فیض کو عام کرنے کے لیے 1994 میں سلطان الفقیر رحمۃ اللہ علیہ نے اصلاحی جماعت کا شعبہ نشر و اشاعت قائم کیا اور سید امیر خان نیازی مرحوم و مغفور کو اس کا انچارج مقرر فرمایا۔ سب سے پہلے اس شعبہ سے اردو ترجمہ کے ساتھ سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب عین الفقیر شائع ہوئی جس کا ترجمہ خود سید امیر خان نیازی نے کیا تھا۔ اس کے بعد اس شعبہ کے تحت کئی تراجم اور کتب شائع ہوئیں۔ تراجم میں کلید التوحید (خورد، کلاں) ”نور الہدیٰ (کلاں)“ شمس العارفين، مجالس النبی اور کتب میں صراط الصالحین (حصہ اول و دوم) شامل ہیں۔ عالمی تنظیم العارفين کے قیام کے بعد تنظیم کے عہدیداروں نے مکتبہ العارفين قائم کیا جس کے دو جگہ دفاتر تھے۔ لاہور میں عامر طفیل صاحب اور جوہر آباد میں حمید سلطان صاحب اس کے انچارج تھے۔ دونوں جگہوں سے اس کا کام ہو رہا تھا جب ”عالمی تنظیم العارفين“ کا کام سلطان الفقیر رحمۃ اللہ علیہ نے 26 اپریل 2000ء کو بند فرما دیا تو یہ شعبہ بھی بند ہو گیا۔ 19 نومبر 2001ء میں حاجی محمد نواز صاحب نے لاہور میں اس عاجز کے گھر سلطان الفقیر رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں عرض کی ”مکتبہ العارفين کی شائع کردہ مختلف اشیاء لاہور اور جوہر آباد میں بند پڑی ہیں اور اس شعبہ کا کام بھی بند ہے آپ حکم فرمائیں تو اس شعبہ کو ایک جگہ لاہور یا جوہر آباد میں قائم کر دیا جائے تاکہ مرکز ایک ہو بہتر تو یہ ہے کہ یہ شعبہ لاہور میں عامر طفیل صاحب کے پاس رہے کیونکہ یہاں نشر و اشاعت کے

وسیع مواقع میسر ہیں۔“ سلطان الفقیرؒ نے جواباً فرمایا ”اس شعبہ کو بھائی نجیب الرحمن کے حوالہ کر دیا جائے“ اور یوں یہ شعبہ اس عاجز کے سپرد کیا گیا اور اس کا دفتر ماہنامہ مرآة العارفین کے دفتر 14/A یکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور میں ہی قائم کیا گیا۔ اس شعبہ کے تحت سلطان الفقیرؒ کے وصال تک بہت سی کتب منظر عام پر آئیں جن میں گلدستہ ابیات و تعلیمات حضرت سخی سلطان باہوؒ، حقیقت اسم اللہ ذات۔ شان سلطان الفقیر مع رسالہ روحی شریف، مرشد کامل، طریقت کیا ہے؟ ابیات و سوانح حیات حضرت سخی سلطان باہوؒ، گلدستہ ابیات و مناجات حضرت سخی سلطان پیر بہادر علی شاہؒ اور دیگر بہت سے پمفلٹ، بیجز، ڈائریاں، کیلنڈر اس میں شامل ہیں۔ سلطان الفقیرؒ کے وصال کے بعد اس شعبہ سے بھی اس عاجز کو علیحدہ کر دیا گیا اور اس کا نام بدل کر العارفین پبلیکیشنز کر دیا گیا اور سلطان احمد علی صاحب نے اس کا انتظام سنبھال لیا۔ جس کا اشارہ مجھے یوں دیا گیا ”صاحب لولاک“ کتاب سلطان الفقیرؒ کے وصال دسمبر 2003ء کے تین ماہ بعد 12 اپریل 2004ء کو منظر عام پر آئی۔ اس کی تیاری اور مواد کے لیے نہ تو مجھ سے رابطہ کیا گیا اور نہ ہی اس کی اشاعت کے لیے کوئی مشورہ کیا گیا۔ اب اس خادم نے سلطان الفقیر پبلیکیشنز کی بنیاد رکھی ہے جس کے تحت بہت سی کتب شائع ہو چکی ہیں جن میں حقیقت اسم اللہ ذات، مرشد کامل اکمل، سلطان الوہم ترجمہ (تصنیف لطیف سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہوؒ)، مرآة العارفین ترجمہ و شرح (تصنیف لطیف امام الشہدا حضرت امام حسینؑ)، سوانح حیات سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانیؒ، رسالہ روحی شریف ترجمہ و شرح (تصنیف لطیف سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہوؒ)، شمس الفقرا، حقیقت عید میلاد النبیؐ، حیات و تعلیمات غوث الاعظمؒ، حقیقت محمدیہؐ، خلفائے راشدین، فضائل اہل بیت و صحابہ کرامؓ اور زیر نظر کتاب مجتبیٰ آخروزمانی شامل ہیں اور بہت سی کتب ابھی زیر طبع ہیں۔

۱۔ ان کتب میں سے گلدستہ ابیات و تعلیمات حضرت سخی سلطان باہوؒ (۲) حقیقت اسم اللہ ذات (۳) ابیات و سوانح حیات حضرت سخی سلطان باہوؒ (۴) شان سلطان الفقیر مع رسالہ روحی شریف (۵) گلدستہ ابیات و مناجات پیر بہادر علی شاہؒ اس عاجز کی تالیف تھیں۔ ان میں سے حقیقت اسم اللہ ذات کو ”چنبے دی بوئی اسم اللہ ذات“، ابیات باہو و سوانح حیات حضرت سخی سلطان باہوؒ کو ”ابیات باہو“ اور گلدستہ ابیات و مناجات پیر بہادر علی شاہؒ کو ”کلیات عارفانہ کلام شہباز عارفان سید بہادر علی شاہؒ، سلطان الاولیاء حضرت سلطان محمد عبدالعزیزؒ، سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ“ کے نام سے ہو بہو سرقہ اور نقل کر کے ایم۔ اے۔ شاکر۔ راجن پور والے نے العارفین پبلیکیشنز سے اپنے نام سے شائع کروایا اور پہلے ایڈیشن میں جو اغلاط رہ جاتی ہیں بیچارہ اُن کو بھی درست نہ کر سکا۔ کیونکہ اس نے تو کسی کے نام پر اپنا نام چکانا تھا اور چونکہ تحریریں اس کی تھی ہی نہیں اس لیے وہ تصحیح کیسے کر سکتا تھا۔ یہ سندا تحریر کیا ہے تاکہ تاریخ میں یہ بات محفوظ رہے۔



۵۔ تعلیم و تلقین

سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی طالبانِ مولیٰ کی تعلیم و تلقین میں گزری۔ دن میں کئی مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں آکر لوگ بیٹھتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہِ کامل سے فیض یاب ہوتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ان محافل سے بڑے بڑے عارف ہوئے۔ ملک کے دور دراز حصوں سے لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے آتے اور ان محافل میں شرکت کرتے آپ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو اسمِ اللہ ذاتِ عطا فرما کر اس کے ذکر اور تصور کا حکم فرماتے۔ نمازِ پنجگانہ ادا کرنے اور ہر نماز کے بعد ایک تسبیح درود شریف ایک تسبیح کلمہ شریف اور روزہ و تراویح کا محبت کے ساتھ اہتمام کرنے کا حکم فرمایا کرتے تھے۔

۶۔ تقریبات کا اہتمام

آپ رحمۃ اللہ علیہ پورا سال ملک بھر میں محافلِ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد فرماتے تاکہ لوگوں میں عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو۔ اور خاص طور پر ہر سال آستانہ عالیہ سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پر 12-13 اپریل کو میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا اہتمام فرماتے تھے یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد کے وصال کی عیسوی تاریخ بھی ہے۔ اور میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا پروگرام ہر سال اوائل ستمبر میں دادی سون میں اوچھالی شریف یا انگہ شریف کے مقام پر ہوتا ان پروگراموں میں شریک ہو کر لوگ فیوض و برکات حاصل کرتے۔ ان تقریبات کے اہتمام کا مقصد اسمِ اللہ ذات کے فیض کو عام کرنا ہوتا۔ ان تقریبات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر سینکڑوں لوگ بیعت ہوتے اور اسمِ اللہ ذات کی نعمت حاصل کرتے۔ تقریبات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے وسیع اور عالیشان لنگر (طعام) کا اہتمام کیا جاتا جو ہر خاص اور ادنیٰ کے لیے عام ہوتا۔ اس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سارا سال جہاں بھی جاتے اور بیٹھتے وہیں محفلِ میلادِ شروع ہو جاتی ان محافل میں حمد و نعت، منقبتیں پڑھی اور شانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان کی جاتی۔ محافلِ میلاد کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی بھی کسی دوسرے موضوع پر محفل منعقد نہیں فرمائی۔ میلادِ پاک کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ہماری خواہش ہے کہ ساری زندگی اپنے آقا و مولیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف و نعت سنتے رہیں اور یہی ہماری زندگی ہے۔ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر زندگی فضول ہے۔“ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ مجھ سے فرمایا

کہ بھائی نجیب! یہ جو ہم زمین پر چل پھر رہے ہیں اور اتنے لوگ ہماری پیروی کر رہے ہیں ہمارا احترام اور عزت کرتے ہیں، ہمارے ہاتھوں کو بوسہ دیتے اور بعض تو احترام میں پاؤں تک کو بوسہ دینے لگتے ہیں یہ صرف اور صرف میرے آقا و مولا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم اور ان کی غلامی کی وجہ سے ہے ورنہ ہماری کیا حیثیت ہے؟ مجھے نصیحت فرمائی کہ ”تم بھی گفتار میں، تحریر میں، تقریر میں جو بھی اللہ تعالیٰ ہنر عطا فرمائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن کے اہل بیت رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان کو بیان کرنا اور دین حق کو ہی عام کرنے کی کوشش کرنا پھر دیکھنا اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کی مدد تمہارے شامل حال ہوگی۔“

### ۷۔ اسمِ اللہ ذات کے فیض کو عام کرنے کے لیے معمولاتِ سفر

آپ ﷺ نے ایک بار فرمایا: حضور سلطان العارفین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے ”سروری قادری فقیر کیلئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ ایک جگہ بیٹھ جائے بلکہ سروری قادری فقیر کے لئے لازم ہے کہ چل پھر کر روئے زمین پر لوگوں کو اسمِ اللہ ذات سکھائے اور لوگوں کو معرفتِ الہیہ کی دعوت دے۔“

سلطان العارفین رضی اللہ عنہ کے اسی حکم کے مطابق آپ ﷺ سال بھر سفر میں رہتے۔ جہاں میلاد پاک کے اہتمام سے لوگوں کو عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور معرفتِ الہیہ کی دعوت دی جاتی اور اسمِ اللہ ذات سکھایا جاتا۔ آپ ﷺ نے ملکی سفر کے علاوہ سعودی عرب کے سفر بھی کئے جہاں آپ ﷺ تین بار عمرہ شریف کی ادائیگی کے لئے تشریف لے گئے۔ اور پھر 28 فروری 2001ء تا 28 مارچ 2001ء آپ ﷺ نے حج مبارک ادا فرمایا اس حج میں یہ خادم بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھا۔

فروری کے اواخر سے اپریل کے اوائل تک آپ ﷺ کا ایک باقاعدہ ملک بھر کا سفر ہوتا جس میں بالترتیب مریدین شہر ودیہات میں محافلِ میلاد کا اہتمام کرتے۔ اور پھر 12-13 اپریل کو عظیم الشان میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اہتمام آپ ﷺ خود فرماتے۔ جس میں شمولیت کے لئے ملک بھر کے تمام مریدین کو دعوت دی جاتی۔ اس کے علاوہ سال میں دو سفر جو معمولاتِ زندگی میں شامل تھے، وہ یہ کہ اپریل کے بعد آپ کا قافلہ پیدل آستانہ عالیہ سلطان محمد عبدالعزیز رضی اللہ عنہم نزد دربار حضرت نخی سلطان باھو رضی اللہ عنہم گڑھ مہاراجہ جھنگ سے اوچھالی نوشہرہ وادی سون سیکس ضلع خوشاب پہنچتا اسے گرمیوں کا سفر بھی کہا جاتا تھا کیونکہ گرمیاں آپ ﷺ اوچھالی وادی سون سیکس میں گزارا کرتے تھے۔ اور پھر دوسرے سفر کا آغاز موسم سرما کی ابتدا ستمبر میں

اوچھالی سے ہوتا اور وہاں سے قافلہ اور ڈیرہ واپس دربار شریف کی طرف روانہ ہوتا۔ اس قافلے میں گھوڑے، اونٹ وغیرہ بھی شامل ہوتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان اس قافلہ کے ساتھ ساتھ چلتے۔ سال میں ان دوسفروں کے راستے متعین تھے۔ دربار شریف سے اوچھالی وادی سون جاتے ہوئے ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقوں پہاڑ پور، سیدو والی، کڑی، حسیور، اٹھک سے گزر کر ضلع میانوالی کے علاقوں پہلاں، ڈیرہ تلوکراں، واں، پچھراں، کباڑی، کچھی، چک نمبر 4MB/3MB/2MB، ڈنگہ والا، ڈیرہ، جگا، ادھی سرگل اور بھکر کے علاقوں کلور کوٹ، ذے والی اور پھر میانوالی کے دیگر علاقوں سے گزر کر اوچھالی شریف پہنچتا۔

اوچھالی سے دربار شریف آتے ہوئے قافلہ وادی سون سیکسر کے علاقوں دھڑ، کھبیلی، حافظ والا، ڈھوک، ریشم والا، ڈھوک، غلام پڑے والا، ڈھوک، جھانڈہ، نگری، میرا، طار، مرید اور اڈو وال سے گزر کر چکوال اور چکوہہ میں داخل ہوتا وہاں سے ضلع جہلم کے علاقوں دینہ، دادو وال، بوڑھا جنگل، نئی کلاں، کھبھی، خرقتہ، گوڑا، کھوہار سے گزر کر قافلہ جھنگ کے علاقوں صاباں والا پل اور بارہ ٹالیاں سے ہوتا ہو اور دربار شریف واپس پہنچتا۔ ہر سال سفر کی ترتیب میں تبدیلی ہوتی رہتی تھی جن علاقوں کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ان علاقوں میں قافلہ کا قیام ہوتا تھا لیکن اس کے علاوہ اردگرد گاؤں اور علاقوں کے لوگ سلطان الفقیر رحمۃ اللہ علیہ کی نہ صرف زیارت کو آتے بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت بھی کرتے بلکہ تمام قافلہ کی دعوت ہوتی۔ سلطان الفقیر رحمۃ اللہ علیہ ہر ایک کی دعوت قبول فرماتے ان لوگوں کا اپنی نگاہ پاک سے تزکیہ فرماتے جہاں قافلے کا پڑاؤ ہوتا وہاں محافل میلاد محافل نعت کا بھی انعقاد ہوتا اور یوں لوگ ان روحانی محافل سے روحانی فیوض و برکات حاصل کرتے۔

## ۸۔ معمولات سفر لاہور

اس کے علاوہ سارا سال آپ رحمۃ اللہ علیہ مختلف اوقات میں پاکستان کے مختلف شہروں اور قصبات میں تشریف لے جاتے۔ اکثر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سفر لاہور کا ہوا کرتا تھا۔ مہینہ میں کم از کم ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ضرور لاہور تشریف لایا کرتے تھے۔ کبھی تبلیغ کے لیے، کبھی تنظیمی سلسلے میں اور کبھی علاج کے سلسلہ میں، آپ رحمۃ اللہ علیہ جب بھی لاہور تشریف لاتے تو سب سے پہلے حسب روایت داروغہ والا میں بھائی محمد الیاس کے گھر تشریف لے جاتے کیونکہ میرے بیعت ہونے سے قبل بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی معمول تھا۔

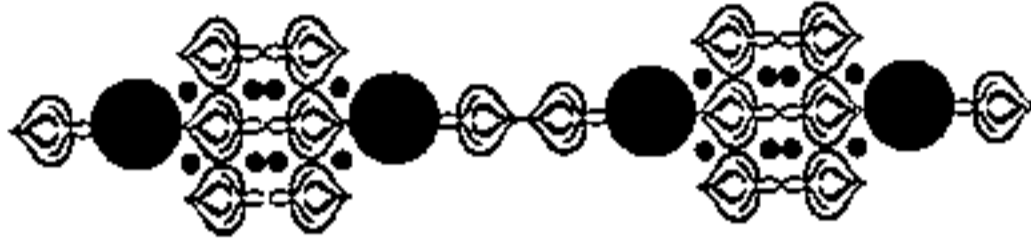
27 اپریل 1999 (10 محرم الحرام 1418ھ) بروز منگل ایجوکیشن ٹاؤن لاہور والے گھر سے مصطفیٰ ٹاؤن

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

والے گھر میں یہ عاجز منتقل ہوا۔ اس گھر میں آپؒ کے لیے ایک کمرہ خصوصی طور پر کروایا گیا۔ اس کے بعد سے آپؒ کا یہ معمول بن گیا کہ لاہور تشریف لاتے تو ایک دن رات کے لیے داروغہ والا تشریف لے جاتے اور اس کے بعد اس خادم کے گھر تشریف لاتے۔ پھر جتنے دن لاہور میں قیام ہوتا اس خادم کے گھر میں ہی ہوتا۔ سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ نے ایک دفعہ فرمایا تھا ”ہمیں یا تو دربار پاک پر سکون ملتا ہے یا پھر بھائی نجیب الرحمن کے گھر میں اپنے اس کمرے میں۔“



## فصل 7

## آپ ﷺ کا لقب اور مرتبہ سلطان الفقر

حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ کا لقب ”سلطان الفقر“ ہے جو بارگاہِ غوث الاعظمؒ سے آپ ﷺ کو عطا ہوا اور مرتبہ بھی آپ ﷺ کا ”سلطان الفقر“ ہے آپ ﷺ کا لقب اور مرتبہ ایک ہی ہے۔ ۱۔

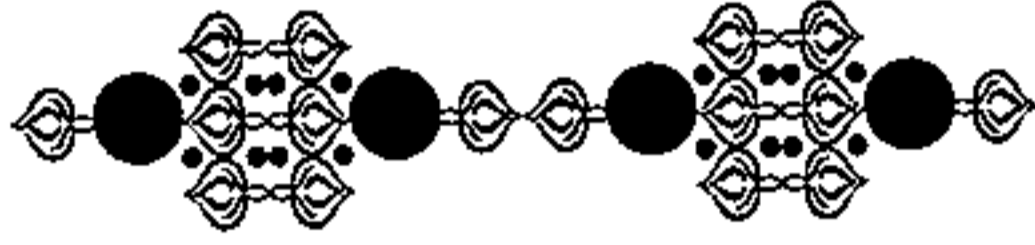
## آپ ﷺ کے مرتبہ کا اعلان

فقر میں یہ طریق ہے کہ جب کسی ہستی نے دنیا میں فیضِ فقر عام کرنا ہوتا ہے تو باقاعدہ اس کے مرتبہ کا اعلان ہوتا ہے جیسے غوث الاعظم محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ایک دن بغداد سے باہر گئے تو راستے میں ایک بیمار اور خستہ حال شخص کو دیکھا جو ضعف اور لاغری کے سبب چلنے سے قاصر تھا۔ جب آپ ﷺ اس شخص کے پاس پہنچے تو وہ کہنے لگا یا شیخ مجھ پر توجہ فرمائیں۔ آپ ﷺ نے اس کی صحت یابی کے لیے دعا مانگی تو دیکھتے ہی دیکھتے اس شخص کی نقاہت اور لاغری دور ہو گئی اور وہ تندرست اور توانا ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا میں تمہارے نانا کا دین ہوں، ضعف کی وجہ سے میری یہ حالت ہو گئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے تیرے ذریعے مجھے نئی زندگی دی ہے اور تو ”محی الدین“ ہے۔ سیدنا غوث الاعظمؒ اس شخص کو چھوڑ کر مسجد کی طرف روانہ ہوئے تو ایک شخص ننگے پاؤں بھاگتے ہوئے آپ ﷺ کے قریب سے گزرا اور پکارا ”سیدی محی الدین“۔ سیدنا غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں کہ میں حیران رہ گیا پھر مسجد میں لوگ انبوه درانبوه میرے چاروں طرف جمع ہو گئے اور ”محی الدین“ محی الدین“ کے فلک شکاف نعرے لگانے لگے اور یوں آپ ﷺ محی الدین کے لقب سے ملقب ہوئے۔

۱۔ مرتبہ سلطان الفقر کے بارے میں باب اول فصل 5 ملاحظہ فرمائیں۔



اسی طرح اگست 1997 میں اوچھالی (دادی سون سیکس ضلع خوشاب) میں میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوران ونہار ضلع چکوال کے ایک درویش محمد الیاس مرحوم و مغفور نے سٹیج پر اجازت لے کر رسالہ روحی شریف پڑھ کر سنایا اور خوشخبری دی کہ مجھے غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محفل پاک سے حکم ہوا ہے کہ لوگوں میں عام اعلان کروں کہ سلطان محمد اصغر علی صاحب ”سلطان الفقیر“ کے مرتبہ پر فائز ہیں۔ اور یوں سلطان الفقیر ششم کا ظہور ہوا اور مخلوق کو حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبہ سلطان الفقیر کا علم ہوا اور پھر کثیر طالبانِ مولیٰ کو خواب میں اور باطنی بشارتیں دی گئیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سلطان الفقیر کے لقب سے مشہور ہو گئے۔



## فصل 8

## حُسن و جمال

سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے حُسن و جمال باطنی کے ساتھ کمال درجہ کے ظاہری حُسن و جمال سے بھی متصف فرمایا تھا۔ ہم نے زمانے میں اپنے حضور جیسا حسین کوئی نہیں دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بے حد حسین و جمیل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسم مبارک کا ایک ایک عضو حُسنِ ازلی کا مظہر تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وجود مسعود ہر قسم کے ظاہری عیب سے پاک اور منزہ تھا۔ اس عاجز کا 12۔ اپریل 1998ء کی شام سے لے کر 26۔ دسمبر 2003ء کی صبح تک نہ صرف ساتھ رہا بلکہ یہ عاجز آپ رحمۃ اللہ علیہ کا محرم راز بلکہ محرم رازِ درونِ خانہ اور محرم رازِ درونِ مے خانہ رہا ہے اور جو کچھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حُسن و جمال دیکھنا نصیب ہوا اس کو بیان کرنے کی مقدور بھرکوشش کی ہے۔

## قد مبارک

سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نہ طویل قامت اور نہ پست قد تھے بلکہ میانہ قد کے مالک تھے آپ کا قد مبارک تقریباً 5 فٹ گیارہ انچ تھا۔ لیکن عام لوگوں کے مقابلے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ قد اور رعنائی میں حُسنِ مجسم تھے۔ میرا مشاہدہ یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ تنہائی میں ہوتے تو قد مبارک متناسب معلوم ہوتا اور اگر کسی کے ساتھ یا ہجوم میں کھڑے ہوتے تو قد میں سب سے بارعب اور ممتاز نظر آتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کا اُس زمانہ میں کوئی مقابلہ اور موازنہ نہ تھا۔ یہ عاجز بڑے بڑے انتظامی اور سیاسی عہدوں پر متمکن لوگوں حتیٰ کہ اُس وقت کے وزیر اعظم تک کی محفل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ گیا لیکن یہ تمام شخصیات تمام ترا علی ملبوسات، گول منٹول

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

اور سرخ چہروں کے باوجود آپ ﷺ کی شخصیت کے سحر میں دب کر رہ گئیں اور چاند کے سامنے اُن کا حُسن اور رعب ماند پڑ گیا حالانکہ آپ ﷺ کا رنگ گندمی تھا۔ آپ ﷺ کے جسم مبارک پر کثرت سے سرخ، بھورے اور سیاہ تیل تھے جو حسین جسم پر بے حد خوبصورت لگتے تھے ایسے لگتا تھا کہ جیسے نلگینے جڑے ہوئے ہوں۔ آپ ﷺ کے لیے ریڈی میڈ (Readymade) کپڑے خریدے جاتے تو آپ ﷺ کے کپڑوں کا سائز ایکسٹرا لارج (Exl) ہوتا تھا۔

## سر مبارک

آپ ﷺ کا سر مبارک بڑا تھا مگر دیکھنے سے محسوس نہیں ہوتا تھا اور جسم کے ساتھ متناسب اور خوبصورت لگتا تھا۔ عام لوگ اس کو محسوس نہ کر سکتے تھے۔ اگر ہمیں آپ ﷺ کے سر مبارک کے لیے سندھی ٹوپی خریدنا پڑ جاتی تو بڑی مشکل میں پڑ جاتے کیونکہ سب سے بڑے سائز کی ٹوپی کم طلب کی وجہ سے ہر دکان پر موجود نہیں ہوتی تھی۔

## سر کے مبارک بال

آپ ﷺ کے سر کے مبارک بال سیدھے گھنے اور سخت تھے۔ آپ ﷺ کے بال مبارک کانوں کی جڑ تک رہتے تھے لیکن کانوں کے اوپر کے بال سر کے مقابلے میں اتنے ہلکے ہوتے تھے کہ کان مبارک صاف نظر آتے تھے۔ اس سے بال بڑھ جاتے تو کٹوا لیتے تھے۔ آپ ﷺ کے بالوں کو بغیر مانگ نکالے پیچھے کی طرف سنوارتے یا کنگھی کرتے تھے۔ سر میں ہمیشہ سروسوں کا تیل اور برل ہیئر کریم (Bryl Hair Cream) استعمال فرمایا کرتے تھے۔ سر پر ہمیشہ سندھی ٹوپی استعمال فرمایا کرتے، سفید دستار شملہ کے ساتھ اور سبز دستار بغیر شملہ کے استعمال فرماتے، اس کے علاوہ سیاہ اور سنہری مُشدّی (دستار) بھی کبھی کبھی استعمال فرمایا کرتے تھے۔ سخت سردیوں میں گرم اونی ٹوپی استعمال میں رہتی تھی۔

## جبیں مبارک

آپ ﷺ کی پیشانی کشادہ اور فراخ تھی اور نور بصریت رکھنے والوں کو ہمیشہ اس میں سے نورِ اسم ذات کی تجلیاں نکلتی محسوس ہوتی تھیں۔

## ابرو مبارک

آپ ﷺ کے ابرو مبارک ہلکے سیاہ گہرے اور گنجان تھے اور کمان کی طرح اس طرح خمیدہ تھے کہ پیشانی کے پاس سے گنجان شروع ہوتے اور آہستہ آہستہ آنکھ مبارک کے آخری سرے تک خمیدہ ہوتے چلے جاتے دونوں ابرو کے درمیان بال نہیں تھے بلکہ ہلکے ہلکے روئیں تھے جو سرسری نظر سے دیکھنے سے محسوس نہیں ہوتے تھے جو طالب ہر لمحہ آپ ﷺ کے دیدار مبارک میں منہمک رہتے تھے ان کو ہی وہ ہلکے ہلکے بالوں کے روئیں نظر آتے تھے۔

## مبارک آنکھیں

آپ ﷺ کی مبارک آنکھیں سرگیں، نور معرفت سے لبریز، کشادہ، سیاہ اور پرکشش تھیں۔ پتلیوں کے علاوہ آنکھوں کا بقیہ حصہ سفید تھا صرف دونوں آنکھوں میں ہلکی ہلکی سرخ دھاریاں نظر آتیں جو مراقبہ یا سوکر اٹھنے کے بعد بہت گہری محسوس ہوتی تھیں۔ آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنا تقریباً ناممکن تھا اور آپ خود بھی شرم و حیا کا پیکر تھے کسی کی طرف آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے تھے۔ محفل میں آپ ﷺ کی آنکھیں ہر وقت حیا کی وجہ سے نیچے جھکی رہتی تھیں کسی کو دیکھنا ہوتا تو گوشہ چشم سے دیکھتے اور جس طالب پر یہ نگاہ معرفت پڑ جاتی اس کے قلب کی حالت بدل جاتی۔ یہ عاجز بھی پہلے روز ہی نگاہ کی اسی ادا سے گھائل ہوا۔ آنکھوں کی پلکیں دراز اور خوبصورت تھیں۔ آنکھوں میں کبھی کبھی سرمہ بھی لگاتے تھے۔ آپ ﷺ گرمیوں میں سخت دھوپ میں دھوپ کا چشمہ بھی استعمال فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی دور کی نظر بالکل درست تھی لیکن مطالعہ کے وقت نزدیک کی نظر کی عینک استعمال فرمایا کرتے تھے۔ وصال سے دو ماہ قبل آپ ﷺ کی نزدیک کی نظر کے لیے جو عینک تیار کروائی گئی اس کا نمبر 2 تھا۔ آپ ﷺ آنکھوں کا معائنہ ہمیشہ لاہور میں پاکستان کے مشہور آئی سرجن ڈاکٹر راجہ ممتاز علی مرحوم سے کروایا کرتے تھے راجہ ممتاز علی مرحوم کا گھر اور کلینک اس عاجز کے گھر کے قریب

1۔ پروفیسر (ر) ڈاکٹر راجہ ممتاز علی کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی لاہور کے شعبہ امراض چشم کے سربراہ رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد 8/A ایجوکیشن ٹاؤن لاہور میں رہائش پذیر ہوئے اور پرائیویٹ پریکٹس کرتے رہے سلطان الاولیاء حضرت نخی سلطان محمد عبدالعزیز رضی اللہ عنہ انہی سے اپنی آنکھوں کا معائنہ اور علاج کروایا کرتے تھے۔ اسی سنت کی اتباع میں سلطان الفقر حضرت نخی سلطان محمد اصغر علی رضی اللہ عنہ تمام حیات انہی سے اپنی آنکھوں کا معائنہ کرواتے رہے۔ اپنے وصال سے چند روز قبل 7۔ دسمبر 2003 کو آپ ﷺ آشوب چشم کے معائنہ کے لیے ڈاکٹر راجہ ممتاز علی صاحب کے پاس تشریف لائے اور معائنہ کے بعد اس عاجز کے گھر 20 ہدایت اللہ بلاک مصطفیٰ ٹاؤن لاہور میں قیام پذیر ہوئے۔ اس عاجز کا بھی ڈاکٹر راجہ ممتاز علی صاحب سے ایجوکیشن ٹاؤن میں رہائش کے دوران گہرا تعلق رہا ہے۔ ڈاکٹر راجہ ممتاز علی صاحب 7۔ مئی 2010ء بروز جمعہ المبارک انتقال فرما گئے۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

ایجوکیشن ٹاؤن لاہور میں ہی تھا۔

## رخسار مبارک

آپ ﷺ کے رخسار مبارک نہ تو اندر کو دھنسے ہوئے اور نہ ہی ابھرے ہوئے تھے بلکہ بالکل ہموار تھے رنگ گندمی تھا۔

## ہونٹ مبارک

آپ ﷺ کے ہونٹ مبارک پتلے، دلاویز اور گلاب کی پگھڑیوں کی مانند تھے اور آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کے حُسن کو دو بالا کرتے تھے۔ نچلے والے ہونٹ کے نیچے دائیں طرف زخم کا ایک نشان باریک متوازی لکیر کی صورت میں تھا جو حُسن کو اور خوبصورت بناتا تھا۔

## دندان مبارک

آپ ﷺ کے دندان مبارک ہر قسم کی آلائش سے پاک اور موتیوں کی طرح چمکتے تھے۔ سامنے کے دندان مبارک کے درمیان ہلکا سا خلا تھا جو تبسم کے وقت بڑا خوبصورت معلوم ہوتا تھا۔

## آواز مبارک

آپ ﷺ کی آواز مبارک محبت، حلاوت اور چاشنی کا ایک خوبصورت مرقع تھی آپ ﷺ آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر اس طرح گفتگو فرماتے تھے کہ بات دل میں اتر جاتی لیکن اس طرح بات کرتے ہوئے بھی آپ ﷺ کی آواز میں ایک قسم کا دبدبہ ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نے کبھی چیخ کر یا بلند آواز میں گفتگو نہیں فرمائی۔ پہلی بار آپ ﷺ کی بارگاہ میں جو حاضر ہوتا آپ ﷺ تین بار وقفہ وقفہ سے اس کا اور اس کے اہل خانہ کا حال بڑی محبت اور شفقت سے دریافت فرماتے۔

## مبارک کان

آپ ﷺ کے کان مبارک بھی خوبصورتی میں بے مثال تھے نہ زیادہ بڑے نہ زیادہ چھوٹے۔ موزونیت



اور اعتدال کے ساتھ خوبصورت۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کان مبارک کے اوپر والے کنارے درمیان سے ہلکے سے اندر کی طرف مڑے ہوئے تھے۔

## چہرہ مبارک

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ انور چودھویں کے چاند کی طرح گول تھا اور اسم اللہ ذات کا نور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے رخ انور پر چمکتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک کی زیارت ہی سے یہ یقین کامل ہو جاتا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی صاحبِ مستی عارف کامل مظہر ذات الہی ہیں۔ عاشق ہر لمحہ دیدار کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ انور پر نظریں جمائے رکھنے کی کوشش کرتے تھے لیکن جلد ہی چہرہ انور کے انوار و تجلیات انہیں نگاہیں جھکانے پر مجبور کر دیتے تھے۔ اس عاجز نے اپنی زندگی میں اس سے خوبصورت چہرہ انور نہیں دیکھا۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کلید التوحید کلاں میں فرماتے ہیں: ”سروری قادری مرشد مجمل و جامع ہوتا ہے وہ ظاہر و باطن میں ایسی کتاب ہوتا ہے جو طالبِ مولیٰ کے لیے کتب الا کتاب کا درجہ رکھتی ہے جس کے مطالعہ سے طالب اس شان سے فنا فی اللہ ہوتا ہے کہ اس کے سامنے کوئی حجاب باقی نہیں رہتا اس کتاب (سروری قادری مرشد) کو جو طالبِ صدق، اخلاص، اعتقاد اور پاکیزگی کے ساتھ پڑھتا ہے وہ جلد ہی اپنی مراد کو پہنچتا ہے۔“

اس کتاب (سروری قادری مرشد) کے مطالعہ سے مراد سروری قادری مرشد کے چہرہ مبارک کا مطالعہ ہے اور سروری قادری مرشد کے رخ انور کے مطالعہ کی جو طالب استعداد حاصل کر لیتا ہے پھر نہ وہ طالب زبان ہلاتا ہے اور نہ مرشد۔ سروری قادری مرشد کے چہرہ انور کا مطالعہ ہی طالب کے صدق اور اخلاص کی کسوٹی ہے۔ اس عاجز کا یہ مشاہدہ ہے کہ عام محفل میں سروری قادری مرشد ظاہری طور پر زبان سے کچھ اور فرما رہا ہوتا ہے لیکن اپنے رخ انور سے خواص کو کچھ اور پڑھا رہا ہوتا ہے اور جو سروری قادری مرشد کے چہرہ انور کی تحریر کو جتنا زیادہ سمجھتا ہے وہ اتنی ہی جلد فنا فی اللہ اور بقا باللہ کی منزل تک پہنچتا ہے۔ ظاہر داری تو اس راہ میں لنگڑا گھوڑا اور محض رسم و رواج ہے۔

## مبارک ناک

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ناک مبارک بلند تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر یہ ناک بہت خوبصورت اور موزوں

محسوس ہوتی تھی اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بنی مبارک خاص آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کے لیے بنائی ہے۔ بنی مبارک پر نتھنوں سے تھوڑا اوپر دونوں طرف ایک ایسی چمک تھی کہ نور نکلتا ہوا محسوس ہوتا تھا پھر ناک مبارک کے دائیں جانب درمیان میں ایک باریک بھورا تیل بنی مبارک کو اور خوبصورت بناتا تھا۔

## ریش مبارک

آپ ﷺ کی ریش مبارک گھنی اور طول و عرض میں برابر تھی۔ داڑھی مبارک کے بال نہ سخت تھے اور نہ زیادہ نرم۔ آپ ﷺ ریش مبارک کے بالوں کو دونوں رخساروں کی طرف اس طرح سنوارتے تھے کہ درمیان میں مانگ (پنجابی زبان میں سیون) بن جاتی اور بال برابر برابر دونوں رخساروں کی طرف مڑ جاتے اس طرح ریش مبارک کی بڑی خوبصورت صورت بن جاتی تھی۔ مونچھیں باریک اور ہونٹوں کے برابر لمبی رہتی تھیں۔ آپ ﷺ سر، داڑھی اور مونچھوں پر مہندی کا استعمال فرمایا کرتے تھے اور یہ مہندی خاص طور پر کالی اور سرخ مہندی کو ملا کر تیار کی جاتی تھی۔

## گردن مبارک

آپ ﷺ کی گردن مبارک نہ زیادہ طویل تھی اور نہ زیادہ چھوٹی اور نہ ہی فرہی مائل۔ بلکہ موزونیت کے اعتبار سے بہت خوبصورت تھی گردن کی رنگت سفید اور چاندی کی طرح چمکتی تھی۔

## دست مبارک

آپ ﷺ کی ہتھیلیاں کشادہ، پُر گوشت، ریشم کی طرح نرم اور ملائم اور خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھیں۔ یہ عاجز جب بھی آپ ﷺ کی دست بوسی کرتا تو یوں محسوس ہوتا کہ ان ہتھیلیوں سے زیادہ نرم اور ملائم شے دنیا میں کوئی اور نہیں ہے۔ ہتھیلیوں کی پشت پر کہیں کہیں باریک باریک اور ہلکے بھورے بال تھے دائیں ہتھیلی کی پشت مبارک پر دو باریک بھورے تیل تھے ایک انگشت شہادت سے دو انچ کے فاصلہ پر اور دوسرا بالکل اس کی سیدھ میں کلائی کے قریب۔ اسی طرح بائیں ہتھیلی کی پشت کے درمیان میں کلائی سے ذرا اوپر ایک باریک بھورا تیل تھا۔

## مبارک انگلیاں

آپ ﷺ کے مبارک ہاتھوں کی انگلیاں لمبی، مخروطی اور خوبصورت اتنی تھیں کہ چاندی کی بنی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔ آپ ﷺ کے دونوں مبارک ہاتھوں کی انگلیوں کی خصوصیت یہ تھی کہ چھوٹی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی آخری حصہ میں درمیان سے باریک اور سرے مخروطی شکل اختیار کر لیتے تھے اور آپ ﷺ کی انگلیوں کی یہ ساخت بڑی خوبصورت دلکش اور منفرد نظر آتی تھی۔

## بغل مبارک

آپ ﷺ کسی غیر محرم کے سامنے کپڑے بالکل نہیں اتارتے تھے لیکن اس عاجز کو آپ ﷺ کے کپڑے کئی دفعہ تبدیل کروانے کا شرف حاصل ہوا اور سر اور داڑھی کے بال بنواتے وقت بھی آپ ﷺ کے بدن مبارک کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اس طرح اس عاجز نے آپ ﷺ کے جسم اطہر کو جس طرح دیکھا اسی طرح بیان کرنے کا شرف حاصل کرتا ہے۔

آپ ﷺ کی بغلیں چاندی کی چاندنی کی طرح سفید اور خوبصورت تھیں جن میں ہلکے ہلکے بھورے رنگ کے بال ہوتے تھے جنہیں آپ ہر ہفتہ جمعہ کے دن صاف کروایا کرتے تھے جب بال صاف کر کے ٹیکم پاؤڈر لگایا جاتا تو اور حسین معلوم ہوتی تھیں۔

## دوش مبارک

آپ ﷺ کے دونوں شانے مضبوط، پُر گوشت اور متوازن تھے اور ان کے درمیان یکساں فاصلہ تھا۔ بائیں شانے کے درمیان ایک سرخ تل تھا۔

## سینہ مبارک

آپ ﷺ کا سینہ مبارک فراخ، کشادہ، ہموار، پُر گوشت اور متناسب تھا آپ ﷺ کے سینہ مبارک پر بال نہ تھے بلکہ سینہ مبارک کے درمیان سے ناف تک جو لائن جاتی ہے اس کے اندر ہلکے ہلکے بال تھے جو نہ تو سیاہ اور نہ ہی بھورے رنگ کے تھے۔ اس عاجز نے آپ ﷺ کے سینہ مبارک پر دو تل دیکھے۔

## بطن مبارک

آپ ﷺ کا بطن مبارک سینہ مبارک سے ہلکا سا بڑھا ہوا تھا۔ پیٹ کا یہ بڑا ہونا آپ ﷺ کو مزیدہ رعب اور خوبصورت بناتا تھا۔ آپ ﷺ کا پیٹ ریشم کی طرح ملائم، چاند کی طرح سفید اور چمکتا ہوا تھا۔ پیٹ کے درمیان متناسب ناف بطن مبارک کے حسن میں اور اضافہ کرتی تھی ایسا حسین پیٹ میری نظر سے نہیں گزرا آپ ﷺ کے پیٹ مبارک پر ناف کے دائیں جانب دو اور بائیں جانب بھورے رنگ کا ایک تل تھا۔

## پشت مبارک

آپ ﷺ کی پشت مبارک کشادہ، خوبصورت اور چاندی کی طرح چمکتی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ پشت مبارک پر بال بالکل نہیں تھے۔ میں نے ایک دفعہ آپ ﷺ کو بنیان پہناتے ہوئے آپ کی پشت مبارک پر پانچ تل گئے۔

## مبارک ٹانگیں

آپ ﷺ کی مبارک ٹانگیں بھی باقی جسم کے حساب سے متناسب تھیں آپ ﷺ کی مبارک پنڈلیاں چاندی کی طرح چمکدار اور خوبصورت تھیں اور پنڈلیوں کے اوپری حصہ پر ہلکے ہلکے رنگ کے کالے بال تھے۔

## پاؤں مبارک

آپ ﷺ کے پاؤں مبارک پُر گوشت، لمبے اور پتلے تھے پاؤں کی انگلیاں بھی لمبی اور پتلی تھیں۔ بائیں پاؤں کے انگوٹھے کے شروع میں ایک بڑا تل تھا جو خوبصورت پاؤں پر بڑا ہی حسین معلوم ہوتا تھا۔ آپ ﷺ اکثر سنہری تلتے والا کھسہ استعمال فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے پاؤں میں پورا آنے والے کھسے کا نمبر بناوٹ کے لحاظ سے کبھی 9 1/2 اور کبھی 10 ہوتا تھا جسے اس زمانہ میں 9 نمبر کچا اور 9 نمبر پکا سے بھی پکارا جاتا تھا۔

داستانِ حسنِ یار کبھی تمام نہیں ہو سکتی اس عاجز نے جو کچھ تحریر کیا ہے وہ آپ ﷺ کے حسنِ کامل کا احاطہ نہیں کر سکا کیونکہ تحریر و دیدار کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ میں اب بھی یہی سمجھتا ہوں کہ عاجز نے جو کچھ دیکھا اس کو اب بھی صحیح معنوں میں بیان نہ کر سکا اور شاید کبھی کر بھی نہ سکوں۔

## فصل 9

سلطان الفقر (ششم) کی شخصیت  
قرآن و حدیث کی روشنی میں

آپ ﷺ کی عملی زندگی قرآن و حدیث کا مکمل نمونہ تھی۔ بلکہ قرآن پاک اور حدیث پاک کی عملی تفسیر آپ کی ذات تھی۔ آپ ﷺ کی شخصیت اتنی پُرکشش اور مسحور کن تھی کہ اس کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کی زیارت سے اللہ تعالیٰ کی ذات یاد آتی۔

آپ ﷺ کی شخصیت إِذَا رَأَاهُ ذَكَرَ اللَّهُ -

آپ کی زیارت کرنے والے کو نور ہی نور محسوس ہوتا۔ گویا آپ کی صورت پر اللہ تعالیٰ کا رنگ چڑھا ہوا ہے۔

صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً (البقرہ-138)

ترجمہ:- ”اللہ کا رنگ ہے بھلا اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ بہتر ہو سکتا ہے“

آپ ﷺ کی چال عِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا۔ (الفرقان-63)

ترجمہ:- ”رحمن کے بندوں کی شان یہ ہے کہ وہ زمین پر آہستہ (ہڑوقار) چلتے ہیں۔“

آپ ﷺ کی سیرت إِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا۔ (الفرقان-63)

ترجمہ:- ”جب ان کا جاہلوں سے آنا سامنا ہوتا ہے تو (لکرانے یعنی بحث و مباحثہ میں الجھنے کی بجائے)

سلام کہتے ہیں۔“

آپ ﷺ کی تبلیغ فَفَرُّوا إِلَى اللَّهِ (الذریٰۃ-50) ترجمہ:- ”پس دوڑو اللہ کی طرف۔“

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ (پ-23 ص-26)

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



ترجمہ:- ”اور خواہش کے پیچھے نہ جانا کہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی۔“

آپ ﷺ کی تعلیم اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوں۔

آپ ﷺ کا مقام سلطان الفقر الْفَقْرُ فَخْرِي وَالْفَقْرُ مِنِّي ”فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔“

آپ ﷺ کا اخلاق تَخَلَّقُوا بِأَخْلَاقِ اللَّهِ ”اللہ کے اخلاق سے متخلق ہو جاؤ“ کے مصداق۔

آپ ﷺ کی تربیت إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا بِأَنْفُسِهِمْ

ترجمہ:- ”بے شک اللہ تعالیٰ اس قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود کو بدلنے کی کوشش نہیں کرتے۔“

لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ۔ (سورہ انجم-39) ترجمہ:- ”انسان کچھ نہیں مگر اس کے ذمہ کوشش ہے“

آپ ﷺ کی جماعت وَلَتَكُنَّ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ

يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ O تم میں ایک جماعت ایسی ہو جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائے اور انہیں معرفت کا حکم کرے۔ (آل عمران-104)

کامیابی و مہربانی كَمْ مِّنْ فِتْنَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِتْنَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ۔ (البقرہ-249)

ترجمہ:- ”بعض اوقات چھوٹی سی جماعت بہت بڑی جماعت پر غالب آجاتی ہے اللہ کے حکم سے“

آپ ﷺ کا ذکر يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا O وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا O

(الاحزاب-41-42)

ترجمہ:- ”اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کرو اور کثرت سے ذکر کرو۔ اور صبح و شام کرو“

آپ ﷺ کے ذکر کا طریقہ وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً (الاعراف-205)

ترجمہ:- ”اپنے رب کا ذکر سانسوں کے ساتھ خفیہ طریقے سے اور عاجزی کے ساتھ کرو“

الْأَنْفَاسُ مَعْدُودَةٌ كُلُّ نَفْسٍ يَخْرُجُ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَىٰ فَهُوَ مَيِّتٌ

ترجمہ:- ”سانس گنتی کے ہیں جو سانس بھی ذکر اللہ کے بغیر گزرے وہ مردہ ہے“

آپ ﷺ کی خلوت وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا۔ (الزلزلہ-8)

ترجمہ:- ”اپنے رب کے اسم (اسم اللہ) کا ذکر کرو اور ہر طرف سے رخ موڑ کر صرف اسی کی طرف

متوجہ ہو جاؤ۔“

## فصل 10

## محاسن و اخلاق

آپ رحمۃ اللہ علیہ بے حد منکسر المزاج، کریم النفس اور وسیع الاخلاق تھے۔ غربا پر بے حد شفقت فرماتے، شگفتہ رو، فراخ دست، بلند اخلاق، عالی نسب اور سخی تھے۔

توکل و استغناء ❖❖❖ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے توکل و استغنا کا عالم یہ تھا کہ ساری عمر کسی حکمران، وزیر یا حاکم کے ہاں تشریف نہیں لے گئے اور نہ کبھی ان کے عطیات قبول کئے۔ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کبھی کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور کسی حاکم امیر یا وزیر کی آمد ہوتی تو قصداً اٹھ کر باہر تشریف لے جاتے۔ یہ اس لئے تھا کہ ان کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تعظیماً کھڑا نہ ہونا پڑے۔ جہاں تک ممکن ہوتا آپ رحمۃ اللہ علیہ دنیا داروں سے اجتناب فرماتے۔

زندگی میں صرف ایک مرتبہ 8۔ نومبر 1998ء (17۔ رجب 1418ھ) بروز اتوار آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت کے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف صاحب کے گھر (رائے ونڈ) میاں محمد شریف مرحوم کی دعوت پر تشریف لے گئے مقصد صرف معرفت الہی کی دعوت دینا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میاں محمد نواز شریف کی والدہ کی التجا پر اپنی دستار مبارک اتار کر میاں محمد نواز شریف کے سر پر رکھی۔ اس ملاقات کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس خادم کے ذریعے پوری شریف فیملی کے لئے سونے کے اسم اللہ ذات بنوائے تاکہ اس خاندان پر مہربانی کی جاسکے۔ نوید شوکت صاحب اور حاجی محمد نواز صاحب یہ اسم اللہ ذات لے کر اسم اللہ ذات کا ذکر اور تصور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے دینے کے لئے شریف فیملی کے گھر رائے ونڈ گئے۔ لیکن نامعلوم وجوہات کی بنا پر میاں محمد شریف مرحوم نے ملنے سے انکار کر دیا اور میں دروازے پر ہی کہلوادیا کہ ہمیں اسم اللہ ذات کی ضرورت نہیں ہے جب ضرورت ہوگی منگوالیں گے۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دی بس اتنا فرمایا کہ یہ شاید

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

ان کی قسمت میں نہیں تھا۔ ا

❖ ❖ ❖ عجز و انکساری ❖ ❖ ❖ عجز و انکساری کی دو اقسام ہوتی ہیں ایک عجز و انکسار تو رب العزت کے حضور ہوتا ہے اور دوسرا معمولاتِ زندگی میں۔ رب العزت کے حضور آپ ﷺ کے عجز و انکسار کی کوئی تمثیل ہی نہ تھی ہر لمحہ اپنے خالق کے حضور سر بسجود رہے اور اس کی رحمت و بخشش کے طلب گار رہے۔ عام معمولاتِ زندگی میں آپ ﷺ کے عجز و انکسار کا یہ عالم تھا کہ کوئی عام آدمی بھی آپ ﷺ سے مخاطب ہو کر بات کرتا تو ہمہ تن گوش ہو جاتے اور بڑی محبت اور توجہ سے اس کی بات سنتے۔

❖ ❖ ❖ بسیار گوئی سے پرہیز ❖ ❖ ❖ آپ ﷺ بسیار گوئی سے سخت پرہیز کرتے تھے۔ خاموش رہنا بہت پسند کرتے تھے اور ضرورت کے سوا کوئی کلمہ منہ سے نہ نکالتے تھے۔

❖ ❖ ❖ غریبوں پر شفقت ❖ ❖ ❖ غریبوں اور مسکینوں کے لئے آپ ﷺ مجسمِ رحمت تھے ان لوگوں سے آپ ﷺ بے حد محبت کرتے تھے۔ آپ کے مریدین اور عقیدت مندوں کی اکثریت غربا پر مشتمل ہے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مال و دولت کو پیار نہیں کرتا بلکہ اسے تقویٰ پسند ہے۔ کئی خستہ حال لوگ آپ ﷺ کو راستہ میں روک لیتے اور دعا کی درخواست کرتے آپ ﷺ خندہ پیشانی سے ان کے لئے دعا فرماتے۔

❖ ❖ ❖ ایثار و سخاوت ❖ ❖ ❖ آپ ﷺ مجسمِ ایثار و سخاوت تھے۔ آپ ﷺ کا لنگر ہر وقت جاری رہتا جہاں سے ہر روز سینکڑوں لوگ کھانا کھاتے۔ آپ ﷺ لنگر کا انتظام خود فرماتے اور مہمانوں کے لئے عالی شان اور پر تکلف کھانوں کا اہتمام فرماتے۔ آپ ﷺ کسی سائل کے سوال کو رد نہ کرتے اور یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ کوئی سائل آپ ﷺ کے پاس آکر سوال کرے اور خالی لوٹ جائے۔

❖ ❖ ❖ عفو و کرم ❖ ❖ ❖ آپ ﷺ عفو و کرم کا پیکرِ جمیل تھے۔ اس خادم نے اپنی رفاقت کے دوران آپ ﷺ کو کبھی جلال میں آتے نہیں دیکھا۔ اپنے مریدین اور عقیدت مندوں کی غلطیوں اور کوتاہیوں پر درگزر فرماتے اگر کوئی شخص کسی معاملہ میں آپ ﷺ کے سامنے قسم کھا بیٹھتا تو خواہ حقیقتِ حال کچھ بھی ہو مان لیتے۔ دوسروں کے عیوب کی تشہیر آپ ﷺ کو سخت ناپسند تھی۔ تعلقات کا بے حد پاس اور لحاظ فرماتے۔ سلام

ا۔ یہ سب کچھ آپ ﷺ نے میاں محمد نواز شریف پر کرم اور مہربانی کے لیے کیا تاکہ ان کے ذریعے پاکستان کو فلاحی اسلامی مملکت میں تبدیل کیا جاسکے۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

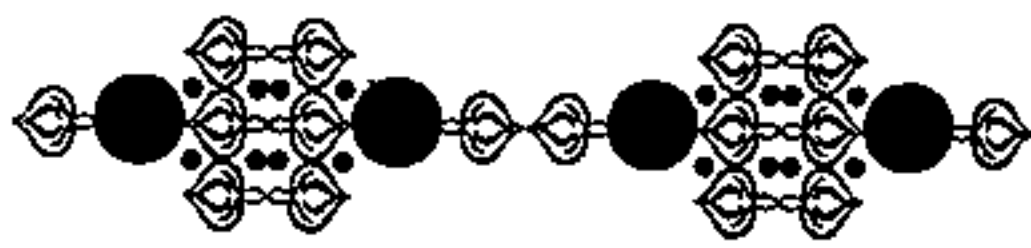
میں ہمیشہ سبقت فرماتے۔

❖ رقتِ قلب ❖ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت رقیق القلب تھے اس خادم نے 2001ء میں حج کے سفر کے دوران روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں آنسو ہی دیکھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب بھی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر فرماتے تھے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی تھیں۔

❖ حیا ❖ آپ رحمۃ اللہ علیہ میں کمال درجہ کی حیا تھی فحش اور بے حیائی کی باتوں سے ہمیشہ روکتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے کبھی کوئی غیر مہذب بات نہ نکلی۔ کبھی بھی کپڑوں کے بغیر غسل نہ فرمایا ہمیشہ تہہ پہن کر غسل فرمایا کرتے تھے۔ تنہائی میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی کپڑے نہ اتارے۔ خواتین جب ملنے آتیں تو ہمیشہ آنکھوں کو جھکا کر ان سے بات کرتے۔

❖ ہیبت و جلال ❖ اگرچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ خوش گفتار خوش اطوار اور پیکرِ حلم و حیا تھے لیکن ہیبتِ جلال کا یہ عالم تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس میں انتہائی لطم و ضبط اور سکوت و سکون ہوتا تھا لوگوں کی سانسوں کے سوا کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ مجلس میں کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی کہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ادھر ادھر جائے یا کوئی بات یا سرگوشی کرے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی راستے سے گزرتے تو لوگ سراپا احترام بن کر دوڑو یہ کھڑے ہو جاتے۔

❖ عظمت و احترام ❖ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے علما اور مشائخ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بڑے عزت و احترام سے حاضر ہوتے۔ میں نے بڑے بڑے علما اور مشائخ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بڑے ادب و احترام سے نگاہ جھکائے ہوئے بیٹھے دیکھا ہے۔



## فصل 11

## معمولات و مشاغل

لباس پہلے پہل آپؒ شلوار کرتہ زیب تن فرمایا کرتے تھے اس کے بعد آپؒ نے تہہ اور کرتہ کا استعمال شروع فرمادیا۔ کرتہ کے نیچے ہمیشہ بنیان زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ گرمیوں میں کرتہ کے اوپر ویسٹ کوٹ اور سردیوں میں اونی جرسی (Cardigan) استعمال فرمایا کرتے آپؒ اعلیٰ قسم کا کھسہ یا سنہرے تلتے والی جوتی استعمال فرماتے اور سردیوں میں اونی جرابیں استعمال فرمایا کرتے تھے۔ سر پر دستار مبارک استعمال فرماتے، اکثر سفید رنگ کی دستار استعمال میں رہتی لیکن آپؒ نے سبز دستار اور سیاہ سنہری رنگ کی مشدّی بھی استعمال فرمائی ہیں۔ عام طور پر سندھی ٹوپی آپؒ کے استعمال میں رہی ہے، سردیوں میں گرم اونی ٹوپی بھی استعمال فرمایا کرتے تھے۔ ہر روز لباس تبدیل فرماتے، تہہ آپؒ ہمیشہ سفید رنگ کا پہنا کرتے تھے۔ کرتہ سفید رنگ اور بوسکی کا پسند فرمایا کرتے تھے گرمیوں میں کاشن بھی استعمال فرماتے۔ حیات مبارک کے آخری تین سالوں میں آپؒ نے ہر رنگ کا کرتہ پہنا۔ سلطان الفقیر کے اس خادم کو آپؒ کے سردیوں، گرمیوں اور خاص تہواروں کے کپڑے تیار کرانے کی سعادت حاصل رہی ہے۔ ایک مرتبہ آپؒ پیشاب کی تکلیف کے چیک اپ کے سلسلہ میں لاہور تشریف لائے اور حسب روایت داروغہ والا تشریف لے گئے صبح آپؒ کے ڈاکٹر فتح محمد مرحوم کے کلینک پر مختلف ٹیسٹ ہوئے اور کلینک ہی سے ٹیسٹوں کے بعد آپؒ میرے غریب خانہ پر تشریف لے آئے۔ اس طرح خلیفوں کو آپؒ کا سامان داروغہ والا سے لانے کا موقع نہ ملا ان کا خیال تھا کہ آپؒ ٹیسٹ کروانے کے بعد واپس داروغہ والا آجائیں گے کیونکہ شام کو تمام ٹیسٹوں کی رپورٹس آئی تھیں۔ اس دن تین بجے کے قریب آپؒ نے میرے غریب خانے پر غسل

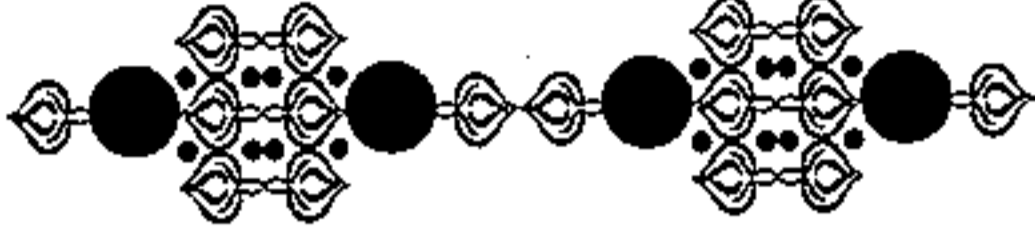


فرمایا اور پہننے کے لیے دوسرے کپڑے مانگے تو خلیفوں کو پتہ چلا کہ سامان تو ابھی داروغہ والا میں ہے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ اپنا کرتہ اور تہہ دے دیں میں نے کہا میرے پاس تہہ تو نہیں کرتہ شلوار ہے۔ میں نے وہ پیش کر دیا آپ ﷺ نے وہ زیب تن فرمایا۔ پھر آپ ﷺ ڈاکٹر فتح محمد مرحوم کے کلینک تشریف لے گئے اور خلیفوں سے کہا کہ سامان داروغہ والا سے منگوا لیں آج ہی واپسی ہے۔ جب ہم ڈاکٹر فتح محمد کے کمرہ میں پہنچے تو ان کے اسسٹنٹ آپ ﷺ کو لے کر ایک کمرے کی طرف چل پڑے، میں بھی ہمراہ تھا۔ جب کمرے میں داخل ہونے لگے تو انہوں نے حضور مرشد پاک سے کہا کہ جوتے اتار دیں اور مجھے اور گارڈ کو کہا کہ آپ اندر نہیں آسکتے۔ میں ان کو زبردستی ہٹا کر اندر داخل ہوا تو وہ اپریشن تھیٹر تھا۔ میں نے کہا کیا کرنے لگے ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ ڈاکٹر صاحب نے حکم دیا ہے کہ میں آ رہا ہوں آپ اپریشن کی ابتدائی تیاریاں کریں۔ میں نے کہا کہ پہلے ہمیں رپورٹس دکھائیں اس کے بعد مشاورت سے ہم فیصلہ کریں گے کہ اپریشن کرانا ہے یا نہیں۔ اس طرح ہم واپس ڈاکٹر فتح محمد کے کمرہ میں آ گئے۔ ان کے کمرے میں آپ ﷺ کے ساتھ میں ہی بیٹھا ہوا تھا آپ ﷺ نے فرمایا بھائی نجیب الرحمن یہ کونسا کپڑا ہے جو آج ہم نے پہنا ہے۔ میں نے عرض کی حضور کرٹڈی ہے۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا ”بھائی نجیب الرحمن آپ نے ہمیں ہر رنگ، ہر کوالٹی (بلکہ آپ نے فرمایا کہ ہر نسل) اور ہر طرح کے کپڑے پہنائے ہیں اور یہ تم نے خلوص دل سے کیا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہاری پیشانی پر بخت لکھ دیئے ہیں۔“ اتنے میں ڈاکٹر فتح محمد صاحب تشریف لے آئے اور انہوں نے سارا غصہ مجھ پر نکالا کہ تمہاری وجہ سے حضرت صاحب کو بڑا نقصان ہو سکتا ہے تم نے اپریشن رکوا دیا ہے۔ میں نے عرض کی کہ کل سے محرم شروع ہونے والا ہے اور حضرت صاحب کا دربار پاک پر ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ محرم کے دنوں میں لوگ آپ ﷺ سے ملاقات کے لیے تشریف لاتے ہیں آپ رپورٹس دیں ہم محرم کے بعد آ جائیں گے۔ اتنے میں سامان داروغہ والا سے آچکا تھا اور آپ ﷺ دربار پاک روانہ ہو گئے۔

❖ خوشبو کا استعمال ❖ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح آپ ﷺ کو خوشبو بہت پسند تھی اور بدبو سے سخت نفرت تھی۔ ہر روز غسل فرمانے کے بعد خوشبو لگانا معمول تھا اور آپ ﷺ اعلیٰ قسم کی خوشبویات استعمال فرمایا کرتے تھے۔

❖ خوراک ❖ غربا و مساکین کے لئے تو آپ ﷺ کا دسترخوان (لنگر) بہت وسیع تھا لیکن اپنی خوراک بہت کم اور سادہ تھی عموماً آپ ﷺ سادہ غذا استعمال فرماتے لیکن عمدہ سے عمدہ غذا بھی تناول فرمالتے اور پر تکلف دعوت بھی قبول فرمالتے تھے۔

❖❖ عبادات ❖❖ عبادتِ الہی سے آپ ﷺ کو خاص شغف تھا۔ ہمیشہ با وضو رہتے۔ بیماری کی حالت میں تیمم فرمایا کرتے نماز پنجگانہ اور اسم اللہ ذات کا ذکر اور تصور فرماتے اور وظائف عموماً نماز فجر اور نماز مغرب کے بعد اور تنہائی میں پڑھتے۔ اور ہمیشہ مراقبہ و مشاہدہ میں بیٹھے رہتے۔



## فصل 12

# فقہی عرفانی مسلک اور سلسلہ فقر

## فقہی مسلک

فقہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو تھے یعنی حنفی مسلک تھے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کا چاروں فقہی مذاہب کے بارے میں نظریہ یہ تھا کہ یہ چاروں حق ہیں اور ان میں سے کسی ایک فقہ کی مکمل اور اس کی روح کے عین مطابق پیروی ضروری اور لازمی ہے۔ کیونکہ فقہی اجتہاد کی جس انتہا پر چاروں امامین حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ پہنچے کوئی اور نہیں پہنچ سکتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک بہت بڑا فتنہ اسلام میں داخل ہو گیا ہے کہ کوئی گمراہ عالم یا اس کا گروہ فقہی مسلک تو ان چاروں امامین پاک میں سے کسی ایک ہی کا بظاہر اختیار کر لیتا ہے لیکن اس میں نظریات اور تعلیمات اپنی شامل کر کے ایک نیا فرقہ بنا کر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ کھڑی کر لیتا ہے اور امت کو فرقوں اور مسلکوں میں تقسیم کر کے انتشار اور فساد پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے اس نام نہاد اجتہادی فساد سے امت مسلمہ کو محفوظ رکھے۔

## سلسلہ فقر

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ فقر سروری قادری تھا اور سروری قادری کے بارے میں آپ باب اول میں پڑھ چکے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سروری قادری سلسلہ کی اس انتہا پر تھے جس کا نام سلطان الفقہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سروری

قادری مرشد کمال اکمل نور الہدیٰ صاحب مسٹی تھے۔

✽ سروری قادری مرشد کے بارے میں حضرت نئی سلطان باہو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: سروری قادری مرشد مجمل و جامع ہوتا ہے وہ ظاہر و باطن میں ایسی کتاب ہوتا ہے جو طالب مولیٰ کے لیے کتب الا کتاب کا درجہ رکھتی ہے جس کے مطالعہ سے طالب اس شان سے فنا فی اللہ ہوتا ہے کہ اس کے سامنے کوئی حجاب باقی نہیں رہتا اس کتاب (سروری قادری مرشد) کو جو طالب صدق، اخلاص، اعتقاد اور پاکیزگی کے ساتھ پڑھتا ہے وہ جلد ہی اپنی مراد کو پہنچتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

اس عاجز کو حضور سلطان الفقیر کے ”چہرہ“ کے مطالعہ کا اعجاز حاصل رہا ہے۔ اس عاجز نے زبان سے کبھی بھی کوئی صلاح مشورہ نہیں کیا۔ جب بھی کسی مضمون یا کتاب لکھنے یا راہ فقر میں کسی امتحان یا آزمائش کا وقت آیا اور اس خاکسار کی سمجھ میں کوئی حل نہ آیا تو یہ خاکسار آپ رضی اللہ عنہما کی محفل میں جا کر بیٹھ جاتا اور آپ رضی اللہ عنہما کے چہرہ مبارک کے مطالعہ میں مصروف ہو جاتا اور جب آپ رضی اللہ عنہما کی محفل سے رخصت ہونے کا وقت آتا تو کتاب یا مضمون کا پورا خاکہ یا مسکے کا پورا حل اور طریقہ کار سمجھ میں آ جاتا۔

میں نے آپ رضی اللہ عنہما کے چہرہ مبارک کے مطالعہ میں صرف ایک دفعہ دھوکہ کھایا ہے اور وہ ہے آپ رضی اللہ عنہما کے وصال کا وقت۔ 2003ء کے اوائل سے مجھے کثرت سے ایسے خواب آنے لگے تھے کہ حضور سلطان الفقیر کا وصال ہو رہا ہے یا وصال ہو گیا ہے یا آپ رضی اللہ عنہما کا جنازہ پڑھایا جا رہا ہے۔ ان خوابوں نے مجھے ذہنی خلجان اور پریشانیوں میں مبتلا کر دیا تھا میں یہ کسی کو بتا بھی نہیں سکتا تھا۔ ان خوابوں نے مجھے ذہنی مریض بنا دیا تھا۔ ایک دفعہ آپ رضی اللہ عنہما لاہور تشریف لائے اور سیدھے داروغہ والا تشریف لے گئے۔ یہ مارچ یا اپریل کے اوائل کا واقعہ ہے۔ ہم نے سونے کے اسم اللہ ذات بنانے کے لیے مختلف قسم کی ڈرائنگ آپ رضی اللہ عنہما کو دکھانے کے لیے بنائی تھیں۔ وہ آپ رضی اللہ عنہما کی بارگاہ میں پیش کیں آپ رضی اللہ عنہما نے ایک ڈرائنگ کو پسند فرمایا اور سید امیر خان نیازی مرحوم و مغفور کی طرف بڑھا دیا کہ دیکھیں ٹھیک بنا ہے۔ نیازی صاحب نے بھی غور سے دیکھنے کے بعد اُسے درست قرار دیا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہما کی نظر میری طرف تھی اور گفتگو آپ رضی اللہ عنہما سید امیر خان نیازی مرحوم سے فرما رہے تھے ”اب ایک ویگن ہو جس میں بکسوں میں سونے کے اسم اللہ ذات بھرے ہوئے ہوں اور ہم پورے پاکستان کا دورہ کریں اور لوگوں کو اسم اللہ ذات کی دعوت دیں پتہ نہیں عمر کتنی ہے۔“ پھر زور دے کر کہا ”انشاء اللہ عمر تو ابھی بہت پڑی ہے۔“ یہ فرماتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہما نے ایسی نگاہ مجھ پر ڈالی کہ وہ پریشانی اور خلجان میرے دل سے نکل گیا۔ اور سفر وصال کے دوران مجھے آپ رضی اللہ عنہما کے چہرہ کے مطالعہ میں مکمل ناکامی ہوئی۔ سروری قادری مرشد کو یہ کمال بھی حاصل

ہوتا ہے کہ اپنے چہرے کی تحریر ہی طالب سے چھپالے۔

## عرفانی مسلک

معرفتِ الہی کے بارے میں صوفیاء کرام کے دو مسلک مشہور ہیں:

(۱) ہمہ اوست یا وحدت الوجود (۲) ہمہ از اوست یا وحدت الشہود۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک وہی تھا جو حضور سلطان العاقین رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو ان دونوں مسلک سے آگے ہے یعنی ”ہمہ اوست در مغز و پوست“ ترجمہ: ہر شے کے ظاہر و باطن میں ایک ہی ذات جلوہ گر ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

”وحدت الشہود کا نظریہ باطن کی دنیا کا بہت بڑا سہو ہے۔ ہمہ اوست والے فرماتے ہیں کہ کائنات اور تمام موجودات اللہ کا سایہ (ظن) ہے۔ بھائی جب اس ذاتِ پاک نے اپنے محبوب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سایہ نہیں بنایا تو خود اس ذات کا سایہ کیسے ہو سکتا ہے پھر اگر ان کے اس نظریہ کو درست مان لیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے فرمان: لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ۔ (ترجمہ: ”نہ کوئی اللہ سے پیدا ہوا اور نہ اللہ کسی سے پیدا ہوا۔“) کی تکذیب ہوتی ہے جو سراسر کفر ہے۔ اصل میں معرفتِ الہیہ دو قسم کی ہے، ایک معرفتِ صفاتِ حق تعالیٰ اور دوسری معرفتِ ذاتِ حق تعالیٰ۔ معرفتِ صفات کا تعلق کثرت سے اور معرفتِ ذات کا تعلق وحدت سے ہے۔ معرفتِ صفات کا تعلق عالمِ خلق سے ہے اور معرفتِ ذات کا تعلق عالمِ امر سے ہے۔ معرفتِ صفات کا تعلق عبودیت سے ہے اور معرفتِ ذات کا تعلق ربوبیت سے ہے۔ معرفتِ صفات میں تسخیرِ خلق اور رجوعِ خلق ہے اور معرفتِ ذات میں استغراقِ مشاہدہ ذاتِ حق (مقامِ فنا فی اللہ) ہے۔ معرفتِ صفات کا ذریعہ ورد و طائف، ذکر فکر، چلے مراقبہ اور بدنی و زبانی ریاضت و مشقت ہے اور معرفتِ ذات کا ذریعہ فقط تصور اسم اللہ ذات ہے۔ معرفتِ صفات کی انتہائی منزل سدرۃ المنتہیٰ پر اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی اور لوح محفوظ کا مطالعہ ہے اور معرفتِ ذات میں ابتدائی منزل مشاہدہ ذاتِ حق کا استغراق (مقامِ فنا فی اللہ) اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی حضوری ہے۔ معرفتِ صفات کا عارف صاحبِ ریاضت ہے اور معرفتِ ذات کا عارف صاحبِ راز ہے۔ صاحبِ ریاضت صاحبِ درجات ہے اور صاحبِ راز صاحبِ ذات ہے۔ صاحبِ درجات دیدارِ الہی سے محروم ہے لیکن صاحبِ راز کی پہلی منزل ہی دیدارِ الہی اور انتہائی فنا فی اللہ بقا باللہ ہے۔ معرفتِ صفات کے

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



عارف لوح محفوظ کا مطالعہ تو کر سکتے ہیں لیکن دیدار الہی سے محروم رہتے ہیں کیونکہ ریاضت کی راہ سے دیدار الہی ممکن ہی نہیں اور جب تک دیدار حاصل نہ ہو فنا و بقا کا تصور ہی ناممکن ہے۔ اور پھر جو دیدار ذات کی منزل سے گزر کر ذات حق میں فنا ہو کر سراپا وحدت نہ ہو اُسے ہر چیز میں وحدت ذات نظر آئے کیسے؟ صاحب درجات دوئی و کثرت میں ہوتا ہے اس لیے وہ کثرت ہی کی بات کر سکتا ہے کہ اُسے نظر ہی کثرت آتی ہے اور کثرت کا ظہور چونکہ نور ذات کا پرتو ہے اس لیے صاحب درجات ”ہمہ از اوست“ کے علاوہ کہہ بھی کیا سکتا ہے؟ جو آدمی جس مرتبے پر ہوتا ہے وہ اُسی کے متعلق ہی بتلا سکتا ہے۔

علاوہ ازیں ان دونوں نظریات کا تعلق شریعت یا علم سے نہیں بلکہ معرفت الہی سے ہے جس کا دار و مدار باطنی مشاہدے پر ہے جس میں غلطی کا امکان نہیں ہوتا البتہ بندہ جب تک مقام خلق کی دید میں مشغول رہتا ہے وہ ناقص رہتا ہے اور دوئی و کثرت سے نکل کر توحید ذات میں غرق نہیں ہو سکتا اور جب تک انسان توحید میں غرق نہیں ہوتا وہ نامکمل ہے اور توحید یہ ہے کہ ظاہر باطن میں تجھے ذات حق کے سوا کوئی شے نظر نہ آئے۔ باطن میں جب طالب مولیٰ کو ذات حق کے علاوہ کچھ اور نظر آئے تو وہ ظلمت میں ہوتا ہے نہ کہ نور توحید میں۔ نور کیا ہے اور ظلمات کیا ہے؟ ظلمات کے چار مقامات ہیں مقام ازل، مقام ابد، مقام دنیا اور مقام عقبی۔ گو کہ ان چاروں مقامات میں زندگی کی چمک دمک ہے لیکن عارف وہ ہے جو ان چاروں مقامات کی لذات سے منہ موڑ کر لذت دیدار پروردگار کے مقام سے گزر کر اُس کی ذات میں فنا ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ طالب اللہ اگر ان چاروں مقامات میں سے کسی ایک کا مشاہدہ کر رہا ہو تو دوئی اور کثرت میں ہوتا ہے جو ظلمت ہے اس لیے وہ طالب ناقص ہے۔ پھر ان دونوں نظریات کا تعلق عوام و علمائے اہل شریعت سے نہیں اس لیے وہ ان پر بحث و مباحثہ سے پرہیز ہی کریں تو بہتر ہے کہ یہ اُن کا حق نہیں۔ یہ مسئلہ صرف عارفین یا فقراء کا ہے جو اسے بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں۔ ایک طالب صادق ہی اس مسئلے کا صحیح فیصلہ کر کے اپنے مرتبے کی جانچ پڑتال کر سکتا ہے کہ اگر وہ مشاہدہ ”ہمہ اوست در مغز و پوست“ کے مرتبے پر نہیں پہنچ سکا تو وہ خام و ناقص ہے کہ وہ ابھی توحید ذات سے بہت دور ہے۔ ۲

۱۔ ہر چیز کے ظاہر و باطن میں ایک ہی ذات (خو) جلوہ گر ہے۔ ۲۔ آپؒ کی مادری زبان سرائیکی تھی اور آپؒ گفتگو سرائیکی میں ہی فرمایا کرتے تھے۔ آپؒ کی اس گفتگو کو اس خادم نے اردو میں منتقل کیا ہے اور کوشش کی ہے کہ آپؒ کے الفاظ کی اصل روح برقرار رہے۔ کسی مرشد کمال کے مریدین کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے مرشد کی تعلیمات، فرمودات، اور ارشادات کو محفوظ کریں انہیں ملفوظات کا نام دیا جاتا ہے لیکن قابل افسوس مقام یہ ہے کہ کچھ لوگ سلطان الفقر ششمؒ کے ارشادات اور فرمودات کو اپنی کتب میں اور سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باخوؒ کی کتب کے تراجم میں ان تعلیمات کو اپنے نام کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

## فصل 13

## گھوڑوں سے محبت

سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کثیر تعداد میں خوبصورت گھوڑے تھے جن کی تعداد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے وقت تقریباً سو کے قریب پہنچ چکی تھی۔ بعض کو چشم لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھوڑوں کی پرورش ان سے محبت اور ان پر رقم خرچ کرنے پر اعتراضات کرتے تھے۔ شاید ان میں سے بعض کے ذہن میں یہ بات ہو کہ جیسے آج کے دور میں خاندانی پیر ریس کورس میں ریس میں جو اکیلے کے لیے گھوڑے رکھتے اور دوڑاتے ہیں اسی طرح سلطان الفقیر رحمۃ اللہ علیہ بھی کرتے ہوں گے (نعوذ باللہ) سچ تو یہ ہے کہ نہ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کبھی ریس کورس گئے اور نہ ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھوڑے کبھی ریس کورس گئے یا بھجوائے گئے اور نہ ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی اس غرض سے کسی اور جگہ گھوڑوں کی ریس کروائی اور نہ ہی حصہ لیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھوڑے نیزہ بازی کے مقابلوں میں حصہ لیتے تھے۔

سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ بذات خود بہت بڑے گھروسوار اور نیزہ باز تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پسندیدہ گھوڑوں کا نام گلینہ کبوتر اطلس اور شہباز تھا اور ان کی بڑی محبت سے دیکھ بھال کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ شیعین نسل کے گھوڑے کی بڑی تعریف فرمایا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اوچھالی وادی سون سیکسر میں نیزہ بازی کے مقابلے بھی کرائے لیکن ان میں مختلف شعبوں میں جیتنے والوں کو صرف کپ انعام میں دیئے جاتے۔ ان محافل کے انعقاد کے مقاصد کیا ہوتے تھے اس کا اظہار اس مضمون کے آخر میں ہوگا۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ پہلے زمانہ میں سفر کے لیے گھوڑا ہی استعمال ہوتا تھا۔ گاڑیوں کا عام فیشن تو موجودہ دور میں ہوا۔ اس سے پہلے اولیاء کرام تبلیغی سفروں پر جانے کے لیے گھوڑے ہی استعمال فرماتے تھے۔ سید محمد بہادر علی

شاہؒ اور سلطان محمد عبدالعزیزؒ تبلیغی سفروں کے لیے گھوڑے ہی استعمال فرمایا کرتے تھے اور سلطان الفقیرؒ خود بھی سال میں دو سفر گھوڑوں پر فرمایا کرتے تھے اور یہ دو سفر (جن کا ذکر اسم اللہ ذات کے فیض کو عام کرنے کے لیے آپؒ کے معمولات سفر میں گزر چکا ہے) آپؒ نے زندگی کے آخری سال 2003ء تک جاری رکھے۔

گھوڑا ایک متبرک جانور ہے اور اس کا استعمال سنت نبوی ﷺ بھی ہے۔ ہم قرآن و حدیث اور اولیاء کرام کے ارشادات کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں تاکہ جاہلوں کو آئینہ دکھایا جاسکے۔

## گھوڑوں کی عظمت قرآن پاک میں

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے گھوڑوں کی قسم اٹھائی ہے۔ ترجمہ: قسم ہے ان (گھوڑوں) کی جو دوڑتے ہیں۔ ان کے سینے سے آواز نکلتی ہے اور جب ان کے سُم (پاؤں) پتھروں پر پڑتے ہیں تو ان سے چنگاری نکلتی ہیں۔ (العدیٰ 1-4)

حضرت سلیمان علیہ السلام کا گھوڑوں سے محبت کا ایک واقعہ قرآن پاک میں بیان ہوا ہے۔

ترجمہ: ”اور داؤد علیہ السلام کو ہم نے حضرت سلیمان علیہ السلام جیسا بیٹا عطا کیا بہترین بندہ کثرت سے اپنے رب کی طرف رجوع کرنے والا اور جب تیسرے پہر اس (حضرت سلیمان علیہ السلام) کے سامنے خوب سدھے ہوئے تیز رفتار گھوڑے پیش کیے گئے جن کو روکیے تو تین پاؤں پر کھڑے ہوں چوتھے سُم کا کنارہ زمین پر ٹکائے ہوئے۔ چلائیے تو ہوا ہو جائیں۔ تو حضرت (سلیمان علیہ السلام) نے کہا کہ مجھے ان گھوڑوں کی محبت پسند آئی اپنے رب کی یاد کے لیے۔ پھر انہیں چلانے کا حکم دیا یہاں تک کہ نگاہوں کے پردے میں چھپ گئے (بہت دور چلے گئے) پھر حکم دیا کہ میرے پاس واپس لاؤ اور جب واپس لائے گئے تو ان کی گردنوں اور پنڈلیوں پر پیار سے ہاتھ پھیرنے لگے۔“ (سورۃ ص 30-33)

امام فخر الدین رازیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی شریعت میں گھوڑے پالنا اور رکھنا شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح جائز تھا۔ ایک دن آپ علیہ السلام کے سامنے گھوڑے لائے گئے آپ علیہ السلام نے ان کو دوڑانے کا حکم فرمایا۔ جہاں دوڑ ہو رہی تھی وہ ایک وسیع اور گول میدان تھا جس میں گھوڑے دوڑنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے رہے تھے یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا اور آپ علیہ السلام کی نگاہوں سے او جھل ہو گیا اس کے بعد آپ علیہ السلام نے گھوڑوں کے سواروں سے فرمایا کہ گھوڑے میرے

سامنے لاؤ جب گھوڑے آپ علیہ السلام کے سامنے لائے گئے تو آپ علیہ السلام ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرتے اور ان کی رسیاں اپنے ہاتھ سے ان کے گلے میں ڈالتے۔ (تفسیر روح البیان پارہ 23 صفحہ 364 ترجمہ محمد فیض احمد اویسی)

آپ علیہ السلام محبت اور فرحت سے گھوڑوں کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرتے کہ یہ رب تعالیٰ کی خیر ہیں۔ (فتوحات مکیہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جہاد کے لیے گھوڑے پیش کیے گئے اور آپ علیہ السلام ان کے معائنہ میں مشغول ہو گئے تو سورج ڈوب گیا اور عصر کا وقت گزر گیا آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملائکہ کو حکم فرمایا کہ سورج واپس لے آؤ تا کہ میں عصر کی نماز پڑھ لوں۔ (تفسیر روح البیان۔ پارہ 23 صفحہ 365)

## گھوڑوں کی فضیلت احادیث شریف میں

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت تک گھوڑوں کی پیشانی میں بھلائی اور نفع رکھ دیا گیا ہے پس تم ان کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا کرو اور ان کی برکت کی دعا کیا کرو اور ان کو رسی ڈالو مگر تانت کی رسی استعمال نہ کرو۔ (مسند احمد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگشت مبارک گھوڑے کی پیشانی پر پھیر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں گھوڑوں کی پیشانی میں خیر رکھ دی گئی ہے قیامت کے دن تک۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص گھوڑا باندھتا (اپنے گھر میں رکھتا) ہے تو اس گھوڑے کا کھانا پینا اس کی لید اور پیشاب قیامت کے دن اس شخص کے ترازو میں اجر بنا کر ڈالا جائے گا۔ (بخاری شریف)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اللہ کے راستے میں گھوڑا باندھا (یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے گھوڑا رکھا) وہ اسے دوزخ سے بچانے کا ذریعہ بنے گا۔ (ابن عساکر)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے خلوص دل کے ساتھ گھوڑے رکھنے یا پالنے کا ارادہ کیا اسے ایک شہید کا درجہ دیا جائے گا۔ (ذکرہ ابو عبیدہ فی کتاب انجیل و تو مرسل)

ابو کبشہ الانماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بھلائی گھوڑوں کی پیشانی

میں رکھ دی گئی ہے اور گھوڑے والوں کی (اللہ کی طرف سے) مدد کی جاتی ہے اور گھوڑے پر خرچ کرنے والا ہاتھ کھول کر صدقہ کرنے والے جیسا ہے۔ (ابوعوانہ۔ ابن حبان۔ المستدرک صحیح الاسناد)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بھلائی قیامت کے دن تک گھوڑوں کی پیشانی میں رکھ دی گئی ہے اور گھوڑے پر خرچ کرنے والے کی مثال ہتھیلیاں بھر کر صدقہ دینے والے کی طرح ہے۔ (سوار الضلماں)

حضرت معقل بن یسارؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کو اپنی ازواج مطہرات کے بعد گھوڑوں سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں تھی۔ (نسائی)

## گھوڑوں کا دعا کرنا

حضرت ابو ذرؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ہر عربی گھوڑے کو صبح سویرے چند دعائیہ کلمات کہنے کی اجازت دی جاتی ہے (وہ گھوڑا دعا کرتا ہے) اے میرے پروردگار تو نے مجھے ایک انسان کو بخش دیا اور عطا فرمایا ہے۔ پس تو مجھے اس کے نزدیک اسکے اہل و عیال میں سب سے زیادہ محبوب بنا دے۔ (مسند احمد۔ نسائی۔ مستدرک صحیح الاسناد)

حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص گھوڑا باندھنے (یعنی رکھنے) کی طاقت رکھتا ہو اس پر لازم ہے کہ وہ گھوڑا باندھے۔ (ابن عساکر)

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس گھر میں عمدہ گھوڑا ہو اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔ (مجمع الزوائد)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک شخص نے انہیں کہا کہ میرے گھر میں پتھر گرتے ہیں انہوں نے فرمایا جاؤ اپنے گھر میں عربی گھوڑا باندھ دو۔ اس شخص نے گھوڑا باندھا تو پتھر اڑک گیا اس نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا (کہ یہ علاج کیسے تجویز فرمایا) تو انہوں نے یہ آیت پڑھی واخذین من دونہم اور فرمایا اس سے مراد جنات ہیں۔

## حضور اکرم ﷺ کے گھوڑے

حضور اکرم ﷺ کے پاس کئی گھوڑے تھے ذیل میں ان کا ذکر ترتیب سے کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



1. السکب (تیز رفتار) یہ سفید پیشانی والا سرخ سیاہ رنگ والا گھوڑا تھا جس کے بائیں پاؤں پر سفید لکیر تھی۔ ابن تاثیر کہتے ہیں کہ یہ سیاہ رنگ کا تھا۔ یہ سب سے پہلا گھوڑا ہے جو آپ ﷺ کی ملکیت میں آیا۔ آپ ﷺ نے اسے ایک بدو سے دس اوقیہ چاندی کے عوض خریدا تھا۔ آپ ﷺ نے سب سے پہلے اس پر غزوہ احد میں شرکت فرمائی تھی۔ اس دن مسلمانوں کے پاس حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے اور السکب کے علاوہ کوئی تیسرا گھوڑا نہیں تھا۔

2. المر تجز (رجز پڑھنے والا) اس کا یہ نام اس کی لظم پڑھنے جیسی خوبصورت ہنہناہٹ کی وجہ سے پڑا۔ یہ سیاہ سفید رنگ والا تھا بعض حضرات کا قول ہے کہ یہ اصیل گھوڑا تھا۔

3. اللحف (لپٹنے والا) یہ نام اس لیے پڑا کہ وہ لمبی (غاندار) دم والا تھا گویا کہ وہ اپنی دم کوزمین پر بچھانے والا تھا۔ یہ آپ ﷺ کی خدمت میں ربیعہ بن ابوالبراء یا فردہ بن عمرو الجزومی نے پیش کیا تھا۔

4. اللزار (چمٹنے والا) گویا کہ وہ اپنی تیزی کی وجہ سے اپنی منزل سے فوراً چمٹ جانے والا تھا یہ مقوس نے بطور ہدیہ بھیجا تھا۔

5. الظرب (ٹیلا۔ چھوٹا پہاڑ) یہ دیوہیکل اور مضبوط گھوڑا تھا۔ فردہ بن عمرو نے بطور ہدیہ پیش کیا تھا۔

6. الورد (سرخ زردی مائل) یہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے بطور ہدیہ پیش کیا تھا اور آپ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اس کا یہ نام اس کے رنگ کی وجہ سے پڑا۔

7. سبح (تیرنے والا) اس کی تیز رفتار اور خوبصورت آرام دہ چال کی وجہ سے یہ نام پڑا۔

حافظ شریف الدین الدمیاطی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے مذکورہ بالا سات گھوڑوں کے بارے میں سب کا اتفاق ہے اور آپ ﷺ زیادہ سواری السکب پر فرماتے۔

## گھوڑوں کی خدمت و اکرام کی فضیلت

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ تک حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمان پہنچا ہے کہ آپ

ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے عربی النسل گھوڑے کا اکرام کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا اکرام کرے گا اور جو

اس کی اہانت کرے گا اللہ تعالیٰ بھی اس کی اہانت فرمائے گا۔ (ذکر ابو عبیدہ معمر بن الہشبی فی کتاب الخیل)

روح بن زنباع فرماتے ہیں کہ میں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے گیا تو میں نے دیکھا کہ

آپ اپنے گھوڑے کے لیے ”جو“ صاف فرما رہے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کے ارد گرد آپ کے اہل خانہ ہیں۔ میں

نے عرض کیا، کیا ان گھر والوں میں سے کوئی ایسا نہیں جو آپ کی طرف سے اس کام کو سرانجام دے سکے؟ انہوں نے فرمایا کیوں نہیں لیکن میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے گھوڑے کے لیے ”جو“ صاف کرے گا اور اس کے لیے (کھانے والی تھیلی میں) لٹکا دے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ہر دانے کے بدلے نیکی عطا فرمائے گا۔ (شعب الایمان۔ بہقی)

✽ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میں نے صبح کے وقت حضور اکرم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ اپنے کپڑے سے گھوڑے کے چہرے کو صاف فرما رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا آپ ﷺ اپنے کپڑے سے اس کا منہ صاف فرما رہے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ”تمہیں کیا پتہ جو رات کے وقت جبرائیل علیہ السلام نے اس (گھوڑے) کے بارے میں مجھے بتایا“۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اس کے چارے کی ذمہ داری مجھے سونپ دیجیے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”کیا سارا اجر تم لینا چاہتی ہو۔ مجھے جبرائیل علیہ السلام نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے (اس کے چارے کے) ہر دانے کے بدلے نیکی عطا فرماتا ہے“۔ (شفاء الصدور)

✽ حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا سب سے اچھا گھوڑا سیاہ رنگ والا ہے بشرطیکہ اس کی پیشانی اور ہونٹ سفید ہوں۔ اس کے بعد (دوسرے درجے پر) وہ گھوڑا ہے جس کی پیشانی اور ہاتھ پاؤں سفید ہوں لیکن اس کا دایاں حصہ سفید نہ ہو اور اگر کالا گھوڑا نہ ہو تو (سب سے اچھا گھوڑا) کیت ہے یعنی اس کا رنگ سرخ اور سیاہ کے درمیان ہو اسی نقش کے مطابق (یعنی پیشانی اور ہونٹ اور بائیں ہاتھ پاؤں پر سفیدی) ہو۔ (ابن ماجہ۔ المستدرک)

✽ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اگر تم جہاد کرنا چاہو تو پھر تم سفید پاؤں اور بائیں طرف کے پاؤں کی سفیدی والا گھوڑا خریدو بے شک تم غنیمت پاؤ گے اور سلامت رہو گے۔ (مجمع الزوائد۔ المستدرک)

✽ ایک روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم کسی قوم کے گھوڑوں کو سراٹھائے ہوئے زیادہ ہنہانے والا دیکھو تو سمجھ لو فتح ان کی ہوگی اور جب تم کسی قوم کے گھوڑوں کو سر جھکائے کم ہنہانے والا اور دم ہلانے والا دیکھو تو سمجھ لو ان کی شکست ہونے والی ہے۔ (شفاء الصدور)

## نیزہ بازی کی فضیلت

✽ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا جاتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا میری روزی میرے

نیزے کے سائے میں رکھی گئی ہے اور جو میری شریعت کی مخالفت کرے گا اس کے لیے ذلت ہے۔ (صحیح بخاری)

✽ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تین کھیل بہت پسند فرماتے تھے جن میں نیزہ بازی، تیر اندازی، گھڑ دوڑ اور گھوڑا ناچ شامل ہیں۔ ایسی بہت سی روایات موجود ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہترین نیزہ باز اور گھڑ سوار تھے اور بہت سے مقابلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود شرکت فرمائی۔

## صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور گھوڑوں کا شوق

احادیث اور روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے گھوڑے رکھے ہوئے تھے اور نہ صرف گھوڑوں سے محبت فرماتے تھے بلکہ اپنے ہاتھوں سے گھوڑوں کی خدمت کرتے تھے۔

## اولیاء کرام رضی اللہ عنہم اور گھوڑوں کا شوق

1. حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اصطلبل پر بیسیوں گھوڑے کھڑے ہوتے تھے اور روایات میں آتا ہے کہ ان کے پاؤں کی تمالیں بھی سونے کی ہوتی تھیں۔ سید عبدالقادر اربلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ میں فرماتے ہیں:  
✽ بغداد میں ایک شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھوڑوں کا اصطلبل دیکھا جس میں اعلیٰ نسل کے چالیس گھوڑے سونے چاندی کے کھونٹوں سے بندھے ہوئے تھے جن پر ریشمی جھولیس پڑی ہوئی تھیں۔ (المنقبۃ 55)
2. حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ گھوڑوں پر سونے کی زین ڈال کر سواری کرتے تھے۔
3. حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ بھی گھوڑے پسند فرماتے تھے اور سواری فرماتے تھے۔ روایت کے مطابق ان کے پاس چالیس گھوڑے موجود تھے۔

## سلطان العارین حضرت نخی سلطان باھوؒ اور گھوڑوں کا شوق

حضرت سلطان باھوؒ بھی گھوڑوں کا شوق رکھتے تھے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ آپؒ کو حضور اکرم ﷺ نے ایک گھوڑوں کی جوڑی عطا فرمائی تھی جس کی نسل سے آج بھی گھوڑے موجود ہیں۔ اب تو یہ بات اچھی طرح واضح ہو چکی ہے کہ سلطان الفقر ششم حضرت نخی سلطان محمد اصغر علیؒ نے حضور ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کی سنت کو زندہ رکھا ہوا تھا۔ آپؒ کے پاس تقریباً سو کے قریب گھوڑے تھے۔ ہر ایک دیکھنے کے قابل تھا۔ دور دراز سے لوگ ان کی زیارت کے لیے تشریف لاتے تھے۔

آپؒ خود بھی ماہر گھڑسوار اور نیزہ باز تھے۔ آپؒ کے زیر سایہ تربیت یافتہ گھڑسوار نیزہ باز نہ صرف ملک میں بلکہ غیر ملک میں بھی جاتے تھے اور نیزہ بازی کے مختلف مقابلوں میں حصہ لیتے تھے۔ ان گھوڑوں میں ایک گھوڑا ایسا تھا جس کی گردن پر ”اسمِ مہلکی“ نقش تھا۔ آپؒ سنت نبوی ﷺ کے مطابق سال میں مختلف موقعوں پر گھڑ دوڑ، نیزہ بازی کے مقابلے منعقد کراتے جس میں پورے ملک سے ہزاروں کی تعداد میں گھوڑے اور گھڑسوار شرکت کرتے۔ ان محافل کے انعقاد کا مقصد لہو ولہب نہیں بلکہ فیض فقر کو عام کرنا اور وہ لوگ جو دینی محافل میں شرکت نہیں کرتے انہیں ان محافل کے ذریعے جمع کرنا اور ان کا تزکیہ نفس کرنا ہوتا تھا۔ عاجز کا مشاہدہ ہے کہ وہ لوگ جو میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی محافل میں تو شریک نہیں ہوتے تھے لیکن نیزہ بازی کے مقابلوں میں حصہ لیتے تھے بعد میں آہستہ آہستہ وہ محافل میلاد میں شرکت کرنے لگتے اور پھر ان میں سے کئی ایسے بھی ہوئے جو راہِ فقر کے راہی بنے۔

آپؒ نے اس سلسلہ کو جاری رکھنے اور نیزہ بازی کے کھیل کی مختلف ٹیموں کو متحد کرنے کے لیے ”محمدیہ حیدریہ سلطانیہ اعوان کلب“ کی بنیاد رکھی۔ اس کلب کے تحت نہ صرف تمام ٹیموں کے آپس میں نیزہ بازی کے مقابلے کروائے جاتے بلکہ ملک بھر میں مختلف مقابلوں اور تقریبات میں اس کلب کے پرچم اور نام کے تحت حصہ لیا جاتا اس کلب کے آپؒ سرپرست تھے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپؒ کا ان تقریبات میں شرکت کا مقصد ایک ہی ہوتا تھا اور وہ تھا فیض فقر کو عام کرنا۔

۱۔ عاجز کا یہ مضمون ماہنامہ ”مرآة العارین“ لاہور کے شمارہ جولائی 2003ء میں شائع ہو چکا ہے جسے معمولی رد و بدل کے ساتھ اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔ صاحب لولاک میں طارق اسماعیل ساگر صاحب نے یہی مضمون تھوڑی سی رد و بدل کے ساتھ نقل کیا ہے۔

## فصل 14

# ازواج اور اولاد

سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے دو نکاح فرمائے۔

## پہلا نکاح

پہلا نکاح 1979ء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خاندان میں ہم کفو خاتون سے فرمایا جن کے بطن مبارک سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔

1۔ صاحبزادہ سلطان محمد علی مدظلہ الاقدس

آپ سلطان الفقیر (ششم) کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں آپ کی ولادت 22۔ اپریل 1981ء (18 جمادی الثانی 1401ھ) بروز بدھ آستانہ عالیہ حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نزد دربار حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ گڑھ مہاراجہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ میں ہوئی۔ آپ نے دینی تعلیم استاد العلماء مولانا منظور احمد مہتمم شمس المدارس جنڈانوالہ ضلع بھکر سے حاصل کی۔ 7۔ دسمبر 1998ء کو آپ نے سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت توبہ و تقویٰ کی اور 14۔ اپریل 2003ء کو دربار سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ پر سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے

۱۔ مولانا منظور احمد رحمۃ اللہ علیہ 4۔ دسمبر 2000ء کو انتقال کر گئے۔ ۲۔ دربار پاک شہباز عارفان حضرت سخی سلطان سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



آپ کو بیعت فرما کر خلافت عطا فرمائی اور آستانہ عالیہ سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا سجادہ نشین مقرر فرمایا۔

2- صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب مدظلہ الاقدس

آپ سلطان الفقر (ششم) کے منجھلے صاحبزادے ہیں آپ کی ولادت بھی آستانہ عالیہ سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پر 25۔ اگست 1982ء (6۔ ذیقعد 1402ھ) بروز بدھ ہوئی۔ آپ نے بھی اپنے بڑے بھائی سلطان محمد علی صاحب کے ساتھ دینی تعلیم مولانا منظور احمد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ 7۔ دسمبر 1998ء (17۔ شعبان 1419ھ) کو سلطان الفقر (ششم) حضرت نخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر اپنے بھائی سلطان محمد علی صاحب کے ساتھ بیعت توبہ و تقویٰ کی اور آپ کو صاحب مجاز کیا گیا۔ سلطان الفقر رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد اگست 2004ء میں ماہنامہ مراۃ العارفین لاہور کی ادارت اور مکتبہ العارفین (العارفین پبلیکیشنز) کی سربراہی سنبھالی۔

3- صاحبزادہ سلطان محمد بہادر عزیز مدظلہ الاقدس

آپ سلطان الفقر (ششم) کے چھوٹے صاحبزادے ہیں آپ کی ولادت باسعادت بھی آستانہ عالیہ سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پر 25۔ دسمبر 1992ء (یکم رجب 1413ھ) بروز جمعہ المبارک ہوئی۔ آپ کو سلطان الفقر (ششم) نے ہمیشہ سفروں میں اپنے ساتھ رکھا۔ آپ واحد صاحبزادے ہیں جنہوں نے سلطان الفقر (ششم) حضرت نخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ 2001ء میں حج کافریشہ ادا فرمایا۔ اس وقت آپ مدظلہ الاقدس کی عمر صرف نو سال تھی۔ آپ کو بھی سلطان الفقر (ششم) حضرت نخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے 7۔ دسمبر 1998ء کو دربار حضرت سید پیر محمد بہادر علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ پر بیعت فرما کر صاحب مجاز فرمایا۔

4- اولادِ مادینہ میں ان مائی صاحبہ کے بطن پاک سے دو صاحبزادیوں کی ولادت ہوئی۔ سب سے بڑی صاحبزادی عینی بی بی کی ولادت 1980ء میں ہوئی۔ 1999ء میں ان کی شادی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے اور سلطان صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے صاحبزادے سلطان حافظ فتح محمد صاحب سے ہوئی۔ جون 2009ء میں عینی بی بی کا وصال ہو گیا۔

5- آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی فاطمہ بی بی 1994ء میں پیدا ہوئیں۔

## دوسرا نکاح

دوسرا نکاح سلطان الفقیر (ششم) حضرت نخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باطنی حکم کے مطابق 1997ء میں ملتان میں حاجی امیر بخش مرحوم و مغفور کی صاحبزادی ولیہ کاملہ رابعہ ثانی کوثر بی بی سے فرمایا۔ مائی صاحبہ کی عمر مبارک اس وقت 37 سال تھی۔ اس نکاح کا واحد مقصد خواتین میں دعوت و تبلیغ کا کام تھا۔ آپ نے اس فرض کو خوب نبھایا اور پورے پاکستان میں خواتین میں فقر اور معرفت الہیہ کی تبلیغ اور فروغ کے لیے بھرپور کام کیا۔ آپ سلطان الفقیر (ششم) حضرت نخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی محبوب تھیں۔ آپ نے صدق، اخلاص اور طلب مولیٰ کے لیے سلطان الفقیر (ششم) حضرت نخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے علم باطن حاصل کیا اور پھر اس کی خواتین میں تبلیغ و تدریس کی۔ آپ کی دعوت و تبلیغ سے لاکھوں خواتین نے سلطان الفقیر ششم کے دست مبارک پر بیعت توبہ و تقویٰ کی آپ نے سینکڑوں خواتین مبلغین تیار کیں اور ملک بھر میں انہوں نے فقر کا پیغام خواتین تک پہنچایا۔ سلطان الفقیر (ششم) رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ سے رفاقت کا حق یوں نبھایا کہ 1998ء سے لے کر وصال تک کا عرصہ آپ ہی کے ساتھ گزارا۔

آپ نے 2001ء میں سلطان الفقیر ششم کے ہمراہ فریضہ حج ادا کیا۔ اس عاجز اور خادم کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ میدانِ عرفات میں سلطان الفقیر ششم حضرت نخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا بھائی بنایا۔ آپ کے بطنِ مطہرہ سے دو صاحبزادیوں کی ولادت باسعادت ہوئی۔

1- عائشہ بی بی

12- اکتوبر 1998ء (20- جمادی الثانی 1419ھ) بروز سوموار پیدا ہوئیں۔

2- خدیجہ بی بی

یہ دوسری صاحبزادی ہیں جو 10- مارچ 2000ء (3- ذوالحجہ 1420ھ) بروز جمعہ المبارک پیدا

ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ گلشنِ اصغر میں سدا بہار رہے اور یہ گلشن سدا خوشیوں سے مہکتا رہے۔ (آمین)

۱۔ شناختی کارڈ کے مطابق آپ کی ولادت 1960ء میں ہوئی



Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

## فصل 15

## خلفاء اصغر اور صاحب مجاز

خلفاء کے بارے میں بیان سے قبل خلافت اور صاحب مجاز کے بارے میں مختصر اُبیان کرنا ضروری

ہے:

## خلافت

مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ اپنے بہت سے مریدین کو خلافت عطا کرتا ہے جن میں سے کچھ خلافت ظاہری اور کچھ باطنی ہوتی ہیں۔ خلافت ظاہری سے عام طور پر مرشد کے وصال کے بعد خانقاہ کا نظم و نسق چلانا مقصود ہوتا ہے۔ عمومی طور پر سجادہ نشین حضرات خلافت ظاہرہ کے حامل ہوتے ہیں۔ جن مریدین کو خلافت باطنی عطا کی جاتی ہے وہ مرشد کی کسی نہ کسی صفت سے متصف ہوتے ہیں۔ مرشد چونکہ کُل ہوتا ہے، وہ کسی مرید سے راضی ہو کر اس کو اپنی کسی خاص صفت سے متصف فرما کر خلافت عطا کر دیتا ہے اور یہ خلیفہ لوگوں کی اسی صفت کے تحت باطنی تربیت فرماتا ہے۔ اسی صفت کے طالب اس صفت کے مرشد یا خلیفہ کے پاس آتے ہیں۔ تصوف کی عام فہم زبان میں ان خلفاء کو ”خلفاء اصغر“ کہا جاتا ہے۔ سروری قادری سلسلہ میں یہ ”صاحب اسم مرشد“ ہوتے ہیں۔

## صاحب مجاز

سلسلہ سروری قادری میں صاحب مجاز وہ طالب ہوتا ہے جس کو مرشد لوگوں کو وظائف اور سروری

قادری سلسلہ میں اسم اللہ ذات کا ذکر اور تصور عطا کرنے کی اجازت عطا فرماتا ہے۔

سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ اکبر ہوئے جن کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے امانتِ فقر منتقل فرمائی جو بفضلِ خدا یہ عاجز اور خادم ہے۔ اس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے 6 خلفاء اصغر اور تین صاحبِ مجاز ہوئے جن کی تفصیل اس طرح سے ہے:-

## خلفاء اصغر

### 1- صاحبزادہ سلطان محمد علی صاحب مدظلہ الاقدس

صاحبزادہ سلطان محمد علی صاحب مدظلہ الاقدس آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ آپ نے 7- دسمبر 1998ء (17 شعبان 1419ھ) بروز سوموار 16 سال کی عمر میں شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان سید بہادر علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعتِ توبہ و تقویٰ کی اور بعد ازاں 14- اپریل 2003 (11 صفر 1424ھ) بروز سوموار بعد نمازِ عصر سلطان الفقیر (ششم) نے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر اپنے دائیں طرف بٹھا کر بیعت فرمایا اور خلافت عطا فرمائی اور آستانہ عالیہ سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا سجادہ نشین بھی مقرر فرمایا۔ سجادہ نشینی کی وجہ سے آپ کو دوسرے خلفاء اصغر پر فضیلت حاصل ہے۔

### 2- صاحبزادہ سلطان معظم علی صاحب مدظلہ الاقدس

یہ سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے چھوٹے بھائی ہیں ان کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے

1- ”صاحب لولاک“ (بار اول، دوم، سوم) میں طارق اسماعیل ساگر نے بیعت کا دن 16- اپریل 2003 تحریر کیا تھا جبکہ بیعت 14- اپریل 2003ء کو ہوئی تھی۔ اس کی تصدیق ماہنامہ ”مرآة العارفین لاہور“ کے شمارہ دسمبر 2004ء کے صفحہ 21 پر سید امیر خاں نیازی نے اپنے مضمون ”سلطان الفقیر کا اندازِ تربیت“ اور صفحہ 41 پر محمد رحمت اللہ قادری نے اپنے مضمون ”بشاراتِ ظہور سلطان الفقیر“ میں کی ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ ماہنامہ ”مرآة العارفین“ کا یہ شمارہ طارق اسماعیل ساگر ہی کی زیر ادارت شائع ہوتا ہے اور وہ ”صاحب لولاک“ کا پہلا ایڈیشن اس شمارہ کی اشاعت سے بہت پہلے اپریل 2004ء میں شائع کر چکے تھے یعنی ان دونوں مضمون نگار حضرات نے بھی طارق اسماعیل ساگر کی ”صاحب لولاک“ میں درج تاریخ کو نہ ہی قابلِ توجہ سمجھا۔ مارچ 2011 میں صاحب لولاک کا بار چہارم شائع ہوا ہے جس میں تاریخ کو درست یعنی 14- اپریل 2003 کر دیا گیا۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

شہباز عارفان حضرت سخی سلطان پیر سید بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر 10 مئی 1993ء (19 ذیقعد 1413ھ) بروز سوموار بیعت فرما کر خلافت عطا فرمائی اور بیعت کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

### 3- صاحبزادہ سلطان محمد شریف مدظلہ الاقدس

14۔ اپریل 2003ء (11 صفر 1424ھ) کے دن ہی سلطان محمد علی صاحب کے ہمراہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بھتیجے اور سلطان صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے سلطان محمد شریف صاحب مدظلہ القدس کو اپنے بائیں طرف بٹھا کر بیعت فرما کر خلافت عطا فرمائی۔

سلطان محمد علی صاحب اور سلطان محمد شریف صاحب کی بیعت کا معاملہ اس طرح سے ہے کہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر سلطان الفقہ حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا دن کو سلطان محمد علی مدظلہ القدس کو اپنے دائیں طرف اور سلطان محمد شریف مدظلہ القدس کو اپنے بائیں طرف بٹھایا اور دونوں کو بیک وقت بیعت فرما کر خلافت عطا فرمائی اور بیعت کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

### 4- صاحبزادہ سلطان فتح محمد صاحب

یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی سلطان صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے صاحبزادے ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے داماد بھی۔ ان کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 7۔ دسمبر 1998ء (17 شعبان 1419ھ) بروز سوموار شہباز عارفان حضرت سخی سلطان سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر بیعت فرما کر خلافت عطا فرمائی۔

### 5- صاحبزادہ سلطان محمد معروف صاحب

یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی سلطان محمد فاروق رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ ان کو بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 7۔ دسمبر 1998ء (17 شعبان 1419ھ) بروز سوموار شہباز عارفان حضرت سخی سلطان سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر بیعت فرما کر خلافت عطا فرمائی اس موقع پر سلطان محمد فاروق رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے جن کا وصال 17 جولائی 2000ء میں ہوا۔ سلطان محمد فاروق رحمۃ اللہ علیہ کے رسم چہلم پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبزادہ محمد معروف سلطان کی دستار بندی فرما کر سلطان محمد فاروق رحمۃ اللہ علیہ کا جانشین مقرر فرمایا۔



6۔ میاں ضیاء الدین صاحب

20 ستمبر 1999ء (9۔ جمادی الثانی 1420ھ) بروز سوموار عرس مبارک سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے موقع پر خلافت عطا فرمائی اور بیعت کی اجازت عطا فرمائی ان کا تعلق گاؤں موسیٰ والی سے ہے جو پہلاں کے قریب ضلع میانوالی میں ہے۔

## صاحب مجاز

1۔ سلطان احمد علی صاحب مدظلہ الاقدس

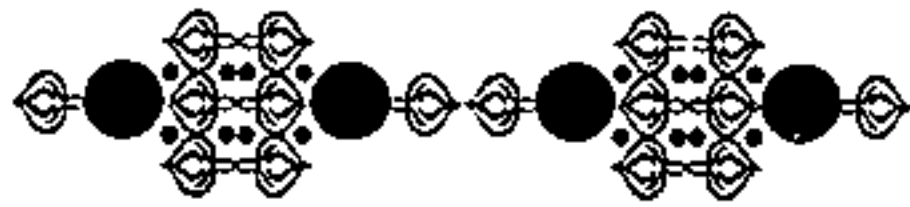
سلطان احمد علی صاحب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بچھلے صاحبزادے ہیں ان کو بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 7۔ دسمبر 1998ء (17۔ شعبان 1419ھ) کو دربار شہباز عارفان حضرت سخی سلطان سید پیر محمد بہادر علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ پر بیعت فرما کر صاحب مجاز فرمایا۔

2۔ سلطان محمد بہادر عزیز صاحب مدظلہ الاقدس

سلطان محمد بہادر عزیز صاحب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں ان کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 7۔ دسمبر 1998ء کو دربار پاک شہباز عارفان حضرت سخی سلطان سید پیر محمد بہادر علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ پر بیعت فرما کر صاحب مجاز فرمایا۔

3۔ محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق دنہار چکوال سے تھا۔ آپ نے ہی سلطان الفقیر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبہ سلطان الفقیر کا ظاہری طور پر اعلان فرمایا تھا۔ آپ کو سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب مجاز فرمایا تھا اور اسم اللہ ذات کا ذکر اور تصور عطا کرنے کی اجازت عطا فرمائی تھی۔ زندگی کے آخری حصہ میں آپ سمبڑیال (سیالکوٹ) منتقل ہو گئے اور وہیں 15۔ رمضان المبارک 1431ھ (26 اگست 2010ء) بروز جمعرات وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔



Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

## فصل 16

## تلاش محرم راز

اور

## منتقلی امانت الہیہ، امانت فقر

## امانت

امانت سے مراد امانت الہیہ، خلافت الہیہ، نیابت الہیہ یا امانت فقر ہے۔ منتقلی امانت الہیہ یا امانت فقر سے قبل ”امانت“ کے بارے میں بیان ضروری ہے:

وہ بار امانت جس کے متحمل ہونے کی صلاحیت آسمان و زمین نے اپنے آپ میں نہ پائی اور جس کی تاب پہاڑ نہ لاسکے اور جو بوجھ نہ صرف آسمان بلکہ آسمان والوں سے بھی نہ اٹھ سکا اور حضرت انسان نے اس بوجھ کو اٹھا لیا وہ ظہور وجود ”یعنی“ ”ظہور ذات مع الاسماء و صفات“ ہے اس کو اسم اللہ ذات بھی کہا گیا ہے کیونکہ اسم اللہ ذات عین ذات پاک ہے اور بصورت بشریت وہ انسانِ کامل ہے۔

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا۔ (احزاب: 72)

ترجمہ: ”ہم نے بار امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا۔ سب نے اس کے اٹھانے سے عاجزی ظاہر کی لیکن انسان نے اسے اٹھا لیا۔ بے شک وہ اپنے نفس کے لیے ظالم اور نادان ہے۔“

سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ امانت سے مراد ”اسم اللہ

لے سز دبراں

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

ذات ہے اور اسم اللہ ذات کیا ہے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:  
اسم اللہ بس گراں است بس عظیم ایں حقیقت یافتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
ترجمہ: اسم اللہ بہت ہی بھاری اور عظیم امانت ہے اس کی حقیقت کو صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی جانتے ہیں۔

سلسلہ سروری قادری کے فقراء کا ملین کے نزدیک امانت سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ”ورشہ فقر“ ہے اور جو اس ”ورشہ فقر“ کا وارث ہوتا ہے وہی حامل امانت الہیہ ہوتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خزانہ فقر کے مختارِ کل ہیں اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت ہے اور وارث ہی وراثت تقسیم فرماتا ہے۔ جب طالب فنا فی اللہ بقا باللہ یا فنا فی ھو یا وحدت کی منزل تک پہنچ جاتا ہے اور توحید میں فنا ہو کر ”سراپا توحید“ ہو جاتا ہے وہی انسانِ کامل، فقیرِ کامل، امامِ مبین اور وہی مرشدِ کامل اکمل ہوتا ہے۔ حدیثِ نبوی ہے:

إِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللَّهُ

ترجمہ: جہاں فقر مکمل ہوتا ہے وہیں اللہ ہوتا ہے۔

حامل امانت الہیہ وہ ہوتا ہے جو فنا فی فقر، فنا فی الرسول اور فنا فی ھو ہوتا ہے۔

✽ حضرت موید الدین جنیدی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان جلد اول، سورہ فاتحہ کی تفسیر میں اسمِ اعظم کے بارے میں فرماتے ہیں:

”اس کے معنی وہ انسانِ کامل ہے جو ہر زمانہ میں ہوتا ہے یعنی وہ قطب الاقطاب اور امانت الہیہ کا حامل اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے اور ”اسمِ اعظم کی صورت اس ولی کامل کی ظاہری صورت کا نام ہے۔“  
یعنی وہ مظہر الہی جس میں ظہور ذات مع الاسماء و صفات ہوتا ہے یا ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ طالب یا مرید جو مرشد کی ذات و تمام صفات کا مظہر ہوتا ہے اور اس کے لباس میں حقیقتاً مرشد ہی ملتبس ہوتا ہے کیونکہ وہ مرشد کی ذات میں مکمل فنا ہوتا ہے۔ یہ واحد ہوتا ہے اور ہر زمانہ کی شان کے مطابق عام طور پر نئی جگہ پر ظاہر ہوتا ہے۔ اصطلاح تصوف اور عام فہم زبان میں اسے ”خلیفہ اکبر“ کے نام نامی اور اسمِ گرامی سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ ۱۔

”امانت“ جس طالب کے سپرد کی جاتی ہے وہ ازل سے منتخب شدہ ہوتا ہے۔ اس کا باطن آئینہ کی طرح پاکیزہ اور صاف ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُسے باطن میں بیعت فرما کر غوث الاعظم حضرت شیخ

۱۔ کلید التوحید کلاں ۲۔ مزید تفصیلات کے لیے باب اول اور باب ششم کی فصل 3 کا مطالعہ کریں۔

عبدالقادر جیلانیؒ کے سپرد فرماتے ہیں جو اس کی باطنی تربیت فرمانے کے بعد ظاہری مرشد کے سپرد فرماتے ہیں۔ ظاہری مرشد اُسے مختلف ظاہری و باطنی آزمائشوں اور امتحانات میں سے گزارتا ہے۔ جس طرح سونا بھٹی میں تپ کر کندن بن جاتا ہے اسی طرح یہ طالب مولیٰ اپنے بے مثل صدق، اخلاص نیت، شدت عشق، وفا و قربانی فضل الہی کی بدولت آزمائشوں اور امتحانات سے گزرنے کے بعد اس لائق ہو جاتا ہے کہ امانت اس کے سپرد کی جاسکے۔ وہ مرشد سے بے انتہا عشق اور مرشد کی بے لوث خدمت کی وجہ سے مرشد کی نظر میں عاشق سے معشوق، محبت سے محبوب اور مرشد کے دل کا محرم، راز دار اور راز پنہاں سے باخبر ہوتا ہے۔ ”امانت“ کی منتقلی بھی ان عاشق اور معشوق، محرم اور محرم راز کے درمیان ایک راز ہوتی ہے جو خاموشی اور رازداری سے عمل میں آتی ہے۔ مثال کے طور پر سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیزؒ نے خلافت عطا کرتے وقت ظاہری طور پر سب کے سامنے اپنی دستار مبارک سر سے اتار کر اپنے بڑے صاحبزادے سلطان صفدر علیؒ کے سر مبارک پر رکھی لیکن ”امانت“ بڑی رازداری سے سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ کو منتقل فرمادی فہمہ من فہمہ۔

علامہ اقبالؒ اس کو یوں بیان فرماتے ہیں:

پرورش پاتا ہے تقلید کی تاریکی میں ہے مگر اس کی طبیعت کا تقاضا تخلیق

اس کا اندازِ نظر اپنے زمانے سے جدا اس کے احوال سے محرم نہیں پیرانِ طریق

جس طرح ہر طالب کو مرشدِ کامل اکمل کی تلاش ہوتی ہے تاکہ معرفتِ الہی تک رسائی حاصل کر سکے اسی طرح ہر مرشدِ کامل اکمل ”محرم راز“ کی تلاش میں ہوتا ہے تاکہ اُسے ”امانتِ فقر“ منتقل کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائے۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ بھی تمام عمر ایسے محرم راز طالب کی تلاش میں رہے۔ نور الہدیٰ کلاں میں آپؒ فرماتے ہیں:

”سالہا سال سے میں طالبانِ مولیٰ کی تلاش میں ہوں لیکن ابھی تک مجھے ایسا وسیع حوصلے اور ہمت والا لائق تلقین صادق طالب نہیں ملا جسے میں معرفت اور توحید کے ظاہری اور باطنی خزانوں کی نعمت اور دولت (امانتِ فقر) کا نصاب بے حساب عطا کر کے تبرکاتِ الہی کی زکوٰۃ کے فرض سے سبکدوش ہو کر اللہ تعالیٰ کے حق سے اپنی گردن چھڑالوں۔“ (باب شرح فقرِ محمدی)

اسی کتاب میں آپؒ فرماتے ہیں:

در طلب طالب بہ طلیم سالہا سال کس نہ یابم طالبے لائق لقاء

میں ساہا سال سے ایسے طالب کو تلاش کرتا پھر رہا ہوں جو دیدارِ الہی کے لائق ہو لیکن افسوس مجھے ایسا طالب نہیں ملا۔

امیر الکونین میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

”میں تیس سال تک مرشد کی تلاش میں رہا اور اب تیس سال سے میں ایسے طالب حق کی تلاش میں ہوں جس کو وہاں پہنچاؤں جہاں میں ہوں (یعنی امانتِ الہیہ منتقل کر سکوں) لیکن مجھے کوئی ایسا طالب حق نہ مل سکا۔“  
ابیات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دل دا محرم کوئی نہ ملیا جو ملیا سو غرضی ہو

ترجمہ: مجھے کوئی ایسا طالب نہیں ملا جو میرے پاس صرف طلبِ مولیٰ کے لیے آیا ہو جس کو میں امانت منتقل کر سکتا۔ میرے پاس تو جو بھی آیا وہ کسی نہ کسی دنیاوی، نفسانی یا ذاتی خواہش کی تکمیل کی غرض سے آیا۔ امانت کی منتقلی کا ایک طے شدہ اصول ہے جس کو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی کے دفتر سوم میں بیان فرمایا ہے:

”اللہ تعالیٰ اپنی امانت ایسے شخص کے دل میں ودیعت کرتا ہے جس کی زیادہ شہرت نہ ہو۔“

سلسلہ سروری قادری کے مشائخ بھی ہمیشہ شہرت سے دور رہتے ہیں۔ طالبانِ مولیٰ کے علاوہ نہ اُن کو کوئی جانتا ہے اور نہ ہی اُن کے مزارات کی شہرت دوسرے سلاسل کے مشائخ کی طرح ہوتی ہے۔ یہ لوگ اس حدیثِ قدسی کے مصداق ہوتے ہیں:

إِن أَوْلِيَاءِي تَحْتَ قَبَائِي لَا يَعْرِفُهُمْ غَيْرِي ط

ترجمہ: میرے وہ اولیاء بھی ہیں جو میری قبا کے نیچے چھپے رہتے ہیں انہیں میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”تمام بندوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ زیادہ محبوب ہیں جو اہل تقویٰ ہیں اور ”پوشیدہ“ ہیں۔ اگر وہ غائب ہوں تو انہیں کوئی تلاش نہ کرے، گواہی دیں تو پہچانے نہ جائیں۔ یہی لوگ ہدایت کے امام اور علم کے چراغ ہیں۔“ (طبرانی، حاکم) اور فقر یہی ہے

”ہوویں سونا سداویں سکھو“

(یعنی خالص سونا ہوتے ہوئے بھی لوگوں سے اپنی چمک چھپا کر رکھنا اور بظاہر لوہے کے سکے کی مانند نظر آنا) اور اسی قسم کے طالبِ مولیٰ کو امانت منتقل ہوتی ہے جس کی شہرت نہ ہو اور گمنامی و خمول میں زندگی بسر کرتا ہو۔ کیونکہ طلبِ شہرت و عز و جاہ تو راہِ فقر کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔



سلطان الفقیر (پنجم) سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی حیات مبارکہ میں ایسا کوئی طالب نہ ملا جس کو ”امانت“ منتقل کی جاتی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اس جہان فانی سے امانت منتقل کیے بغیر ہی ظاہری وصال فرما گئے پھر فقر کے مختارِ کل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے تقریباً 139 سال (12 ربیع الاول 1241ھ - 24 اکتوبر 1825ء بروز سوموار) بعد سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھیجا گیا جن کو سلطان الفقیر (پنجم) سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے امانت فقر منتقل فرمائی اور یہ معاملہ طے پا گیا کہ حضرت سخی سلطان سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ”امانت“ حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو اور ان سے شہباز عارفاں حضرت سخی سلطان سید پیر محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ کو، پھر ان سے سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل ہوگی اور پھر سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ پر کامل اور مکمل ہو کر دوبارہ فقر کے مختارِ کل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف لوٹ جائے گی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے ”امانت“ ایک بار پھر اسی طریق پر منتقل ہوگی جس طریق پر سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت سخی سلطان سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی تھی۔

سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ سلطان الفقیر (پنجم) سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے قدم پر تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد امانت دوبارہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کی طرف لوٹ گئی تھی۔ یہ بات اس لیے بھی ثابت و درست ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی طرح بیس سال (اپریل 1981ء - 2001ء) تک محرم راز اور اس طالب مولیٰ کی تلاش میں رہے جس کو امانت منتقل کر سکیں۔ سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ بھی سلطان الفقیر (پنجم) سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی طرح ہر لمحہ زندگی محرم راز کی تلاش میں رہے تاکہ امانت الہی اس کے سپرد کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائیں۔ اس سلسلہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ایک طالب پر شدید محنت کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 13۔ اپریل 1981 کو مسند تلقین و ارشاد سنبھالی اور فقر کی تعلیمات کو عام کرنے، طالبان مولیٰ کے تزکیہ نفس کے لیے 27۔ فروری 1989 کو اصلاحی جماعت کی بنیاد رکھی۔ 1994 تک آپ رحمۃ اللہ علیہ تندی ہی سے فقر کی تعلیمات سے لوگوں کے زنگ آلود قلوب کو نور الہی سے منور کرتے رہے۔ اور اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے منتخب شدہ سالکین کو فقر کے مختارِ کل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں پیش فرمانا شروع کیا۔

چودہ سال کی شبانہ روز محنت کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ منتخب طالبان مولیٰ اور اپنے خاندان کے افراد کے ہمراہ 20 رمضان المبارک 1415ھ (20 فروری تا 3 مارچ 1995) کو عمرہ کے لیے تشریف لے گئے۔ عمرہ کی ادائیگی کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ مکہ سے مدینہ منورہ پہنچے اور ان سب کو فقر کے مختار کُل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں انتخاب کے لیے پیش کر دیا لیکن ان سب کی طلب اور دعا ہی دنیا تھی اس لیے کوئی بھی بارگاہ فقر میں شرف قبولیت حاصل نہ کر سکا۔ اس واقعہ سے سلطان الفقیر ششم رحمۃ اللہ علیہ کو شدید ذہنی صدمہ پہنچا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ظاہری طور پر بہت سی بیماریوں شوگر اور بلڈ پریشر وغیرہ میں مبتلا ہو گئے۔

دوسرے سال 1996ء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ 20 رمضان المبارک 1416ھ (10 فروری تا 21 مارچ 1996ء) کو پھر چنیدہ مریدین اور طالبان مولیٰ کے ہمراہ عمرہ کی ادائیگی کے لیے تشریف لے گئے حسب سابق عمرہ کی ادائیگی کے بعد مدینہ شریف پہنچے اور روضہ مبارک پر ان سب کو پیش فرمایا۔ لیکن ان میں سے بھی کوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معیار پر پورا نہ اتر سکا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر چند چنیدہ طالبان مولیٰ کی سال بھر تربیت فرمائی اور 20 رمضان المبارک 1417ھ (30 جنوری تا 20 فروری 1997) کو تیسرے عمرہ کے لیے تشریف لے گئے۔ عمرہ کی ادائیگی کے لیے مدینہ شریف پہنچے لیکن بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حکم ہوا کہ ان میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو فقر کے انتہائی مقام کے قابل ہو۔ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تیسرا عمرہ مبارک تھا۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت تک عمرہ یا حج کا ارادہ ملتوی فرما دیا جب تک حقیقی محرم راز نہ مل جائے اور اُسے اچھی طرح کندن نہ بنا لیا جائے۔

اسکے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پاکستان میں ہی دو افراد کو منتخب فرمایا اور ایک کو خلافت بھی عطا فرمائی دوسرا اس وقت ملک کا حکمران تھا۔ لیکن ان دونوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں پیش کرنے کی نوبت ہی نہ آئی۔ حکمران نے تو اس طرف توجہ ہی نہ دی اور دوسرے حضرت یہاں ہی ظاہری امانت نہ سنبھال سکے باطنی امانت کی حفاظت کے قابل کیا ہوتے۔

اسی دوران 12 اپریل 1998ء (14 ذوالحجہ 1418ھ) کو یہ خادم آپ رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی میں پہنچ گیا۔ نگاہ سے نگاہ ملی اور یار نے یار کو پہچان لیا اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی ہی خادم کا مقصد حیات بن گیا اور یہ خادم آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات میں یوں فنا ہوا کہ اپنے مرشد کی زندگی کا ہی ایک نمونہ بن کر رہ گیا اور ہر لمحہ زندگی کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ڈیوٹی اور غلامی کے لیے وقف کر دیا۔ 1998ء سے 2001ء تک آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس خادم کو ظاہری اور باطنی طور پر بہت سی آزمائشوں میں سے گزارا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق الہی کی بدولت یہ عاجز

اور خادم ہر آزمائش اور امتحان میں پورا اترتا۔ جب مرشد پاک نے ”امانت کے وارث“ کو اچھی طرح پرکھ لیا تو حج کا قصد فرمایا اور 28 فروری 2001 بروز بدھ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے منتخب طالبان مولیٰ اور تین خواتین کے ہمراہ حج کے لیے تشریف لے گئے۔ جدہ پہنچتے ہی سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت شدید ناساز ہو گئی۔ نقاہت اتنی ہو گئی کہ چلنا مشکل تھا۔ تمام بیماریاں شوگر، بلڈ پریشر بڑھ گئیں اور خاص کر پیشاب کی تکلیف اتنی شدت اختیار کر گئی کہ ہر دس پندرہ منٹ پر پیشاب کی حاجت ہونے لگی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب بھی کسی کو دیکھتے تو یہ شعر پڑھتے۔

اپنی موت سے آگاہ کوئی بشر نہیں  
ساماں سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں  
7 مارچ کو مکہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس خادم اور نوید شوکت صاحب کو حکم فرمایا کہ ہمارے لیے کفن خریداجائے اور اُسے آب زم زم سے دھو کر خانہ کعبہ سے مس کیا جائے کسی بھی وقت ضرورت پڑ سکتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات نے اس خادم اور عاجز کے قدموں تلے سے زمین نکال دی اور ذہنی کوفت اور پریشانی میں مبتلا کر دیا۔ ایک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نازک حالت اور اوپر سے یہ حکم۔ جب اس عاجز اور خادم نے کفن خریدنے کے سلسلہ میں لیت و لعل سے کام لیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حاجی محمد نواز صاحب کو فرمایا کہ کفن فوراً خریداجائے یوں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے کفن خرید لیا گیا۔ مرشد پاک کی اس حالت نے اس عاجز اور خادم کو دہلا کر رکھ دیا اور مکہ میں قیام کے دوران، حطیم میں نوافل ادا کرتے ہوئے، میزابِ رحمت کے نیچے خانہ کعبہ سے لپٹ کر ملتزم کے پاس، سعی صفا و مروہ کے دوران، منیٰ عرفات اور مزدلفہ میں یہی ایک دعا مانگی:

”یا اللہ تعالیٰ یا میرے مالک یا میرے مولیٰ میں غیب کا علم تو نہیں جانتا لیکن مرشد پاک کی طبیعت اور حالت دیکھ کر ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ اُن کا وقتِ آخر آ گیا ہے۔ اللہ پاک میں اپنی بقیہ زندگی تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔ تو میری بقیہ زندگی میرے مرشد کو لگا دے اور اُن کی عمر بڑھا دے اور مجھے اُن کی جگہ اس دنیا سے اٹھالے۔ بے شک اللہ تعالیٰ تو دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے اور تیرا یہ وعدہ ہے کہ یہ مقامات شعائر اللہ ہیں اور

1. (1) مردوں میں سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ (2) خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمن مدظلہ الاقدس (3) صاحبزادہ سلطان بہادر عزیز مدظلہ الاقدس (4) محمد نوید شوکت (5) ساجد حسین (6) حاجی محمد نواز (7) ملک شیر محمد (8) کریم بخش (9) محمد شبیر شامل تھے اور خواتین میں سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری زوجہ محترمہ، اُن کی ملازمہ اماں سیداں اور ادھیالی وادی سون سیکس سے اماں غلام فاطمہ شامل تھیں۔ ان میں حاجی محمد نواز اور محمد شبیر پہلے تین مردوں میں اور ساجد حسین، کریم بخش صاحب آخری دو مردوں کی ادائیگی میں بھی ساتھ تھے اور تیرھویں شخص رانا تاجل حسین صاحب تھے جن کو حج کا ویزا تو مل گیا تھا لیکن بد قسمتی سے وہ حج پر نہ جاسکے۔ 2001ء میں حج سے واپسی کے بعد Prostate Gland کا بڑھنا تشخیص ہوا جو آپریشن کے بعد درست ہو گیا۔

یہاں پر دعائیں کبھی رو نہیں ہوتیں۔ اللہ پاک میرے مرشد پاک کو میری عمر لگا دے تاکہ ان کو اتنی مہلت مل سکے کہ وہ مجدد کی حیثیت سے ظاہر ہو کر مسلم امہ میں فرقہ پرستی کا خاتمہ فرما کر ان کو حق پر متحد فرما سکیں تاکہ عالم کفر مغلوب ہو اور دنیا میں خلافت کا نظام دوبارہ قائم ہو۔“

حج کے دوران یہی دعا چند الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ اس خادم اور عاجز کے دل اور زبان پر رہی اور اپنی زندگی مرشد پر نچھاور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے سپرد فرمادی۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو یوں بیان فرمایا ہے۔

کیتی جان حوالے رب دے اساں ایسا عشق کما یاھو

مفہوم: ہم نے اپنی زندگی اور جان کو اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر کے عشق کی حقیقت کو ثابت کیا ہے۔

9 مارچ 2001ء کو حج سے فراغت ہو چکی تھی اور 17 مارچ، بعد نماز عشاء مکہ سے مدینہ شریف روانگی کا شیڈول تھا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ مدینہ شریف پہنچنے کے لیے اتنے بے چین تھے کہ بار بار دریافت فرماتے کہ مدینہ شریف کب پہنچیں گے اور حاجی محمد نواز اور احمد بخش کو حکم دیا کہ کوشش کریں کہ 17 مارچ سے قبل روانگی ہو جائے لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ 17 مارچ، بعد نماز عشاء ہی مدینہ شریف کو روانگی کا شیڈول برقرار رہا۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت بے چین رہے، یوں محسوس ہو رہا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جلد از جلد آقا پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہو کر کوئی معاملہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ جوں جوں دن گزرتے جا رہے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی اور صحت تھی کہ درست ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ آخر کار 18 مارچ 2001ء کو مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ مدینہ شریف پہنچ کر اس عاجز اور خادم کی آقا پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں وہی دعا رہی جو مکہ شریف میں تھی۔ فرق صرف اتنا تھا کہ مکہ میں عاجز نے اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کے حوالہ کی تھی لیکن مدینہ شریف میں اس عاجز اور خادم نے اپنی زندگی آقا پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد فرمادی کہ میری زندگی لے کر میرے مرشد پاک کی عمر بڑھادی جائے۔ پھر 21 مارچ 2001ء کا وہ دن آ گیا جس کا سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ بیس سال سے انتظار فرما رہے تھے اور ”امانت“ کی منتقلی کے لیے جس محرم راز کو لے کر آپ رحمۃ اللہ علیہ بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف لائے تھے وہ مقبول اور منظور ہو گیا۔

مرشد کریم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کے ہمراہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضری سب سے بڑی سعادت اور خوش نصیبی تھی۔ مجھے تو 21 مارچ 2001ء کا دن نہیں بھولتا جب نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد تمام ساتھی مختلف کاموں کے سلسلے میں ادھر ادھر چلے گئے اور

آپ ﷺ کے ساتھ میرے علاوہ بھائی نوید شوکت صاحب رہ گئے۔ آپ ﷺ نے حکم فرمایا چلیں آقا پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دے آئیں۔ اس وقت باب السلام کے پاس رش اتنا زیادہ تھا کہ داخلہ مشکل ہو رہا تھا۔ بھائی نوید شوکت صاحب مرشد کریم کے ایک طرف اور میں دوسری طرف ہو گیا۔ اس طرح آپ ﷺ ہمارے درمیان آگئے۔ مقصد یہ تھا کہ آپ ﷺ کو رش میں تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس دن کی حاضری میری زندگی کا سب سے اہم واقعہ تھا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ ہم پر انوار و تجلیات کی بارش ہو رہی ہے۔ آنسو ہماری آنکھوں سے جاری تھے جیسے ہی مرشد کریم روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جالی کے سامنے پہنچے تو اچانک آپ ﷺ کے سامنے والا آدمی جو کہ ویل چیئر پر سوار تھا، کی ویل چیئر کا پہیہ قالین میں پھنس گیا اور لائن رک گئی آپ ﷺ نے چہرہ مبارک روضہ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کیا۔ اس وقت آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چاند سے زیادہ روشن نظر آ رہا تھا۔ میری ایک نظر روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتی اور پھر پلٹ کر آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر پڑتی میں نے اپنی زندگی میں اتنا حسین منظر کبھی نہیں دیکھا۔ عجیب محویت کا عالم تھا، اتنے میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھڑے شُرطے (سپاہی) نے مرشد کریم کی طرف اشارہ کر کے لائنوں کے دوسری طرف کھڑے شُرطوں کو آواز دی۔

يٰۤاَشِيْخَہٗ (یعنی لائن اس شیخ کی وجہ سے رکی ہے)۔ سبحان اللہ ان کے منہ سے بھی یا شیخ (مرشد کامل) نکل گیا۔ شُرطے لپک کر مرشد کریم کی طرف بڑھے تو اس وقت وہاں کھڑے ہزاروں لوگوں کی نگاہیں میرے مرشد کریم کی طرف اٹھ گئیں۔ ہر آدمی محویت سے آپ ﷺ کی طرف دیکھ رہا تھا یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وقت تھم گیا ہو۔ شُرطے نے بڑھ کر آپ ﷺ کا بازو پکڑنا چاہا تو میں نے جلدی سے شُرطے کا ہاتھ پکڑ کر اس کو آگے ویل چیئر والے کی طرف متوجہ کیا اور کہا کہ لائن اس کی وجہ سے رکی ہوئی ہے شُرطوں نے جلدی سے ویل چیئر کا پہیہ سیدھا کیا اور یوں لائن دوبارہ حرکت میں آئی۔

جیسے ہی روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری کے بعد ہم باہر نکلے بھائی نوید شوکت صاحب مرشد کریم کے جوتے اٹھانے چلے گئے اور میں نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی:

”حضور عالم اسلام مختلف فرقوں میں بٹ چکا ہے تمام لوگوں اور خاص کر تعلیم یافتہ لوگوں کی نظر حق کی طرف نہیں ہے۔ عالم اسلام کو عالم کفر نے متحد ہو کر گھیر رکھا ہے آپ ﷺ مہربانی فرمائیں کہ اسلام کا بول بالا ہو اور شیطانی گروہ مغلوب ہو۔“ مرشد پاک نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں اور فرمایا:

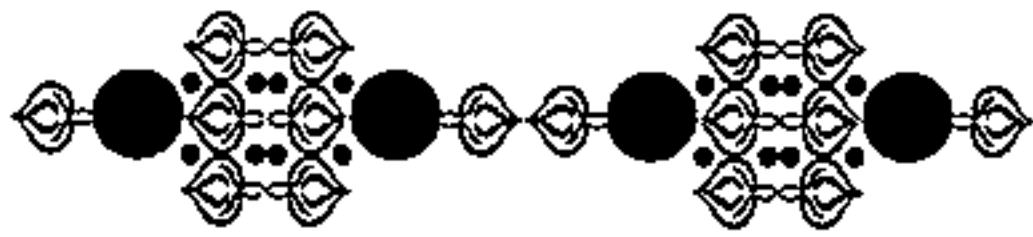
”ہمیں تو دل کا محرم مل گیا ہے۔“



یعنی ہمارا معاملہ تو حل ہو گیا اور کام بھی ختم ہو گیا۔

اور وہیں پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ پر کرم اور مہربانی فرمادی اور باطنی طور پر سیراب کر دیا اور ساتھ ہی باطنی طور پر اس راز کو راز رکھنے کیلئے طاقت بھی عطا فرمادی، اس دن کے بعد سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ مبارک خوشی سے دمک اٹھا۔ اور طبیعت ہشاش بشاش ہو گئی یوں معلوم ہوتا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تمام بیماریاں چلی گئی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”ہم جس مقصد کے لئے آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آئے تھے وہ پورا ہو گیا۔ اور اس عظیم مقصد کے طفیل جو ساتھی جو جو مراد لے کر آیا تھا خواہ وہ دنیا کی ہو یا آخرت کی اسکی وہ مراد بھی پوری ہو گئی۔“ اور یہ اس خادم نے ہوتا بھی دیکھا ہے جو کاروبار کی ترقی کے لیے ساتھ گیا تھا اس کا کاروبار چمک اٹھا اور جو بھی جس مقصد کے لیے گیا حج کے بعد اس کا مقصد پورا ہو گیا۔ ظاہری طور پر ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سر سے بہت بڑی ذمہ داری اور کوئی بھاری بوجھ اتر گیا ہو۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر کام اور ذمہ داری سے بے نیاز ہو گئے۔

اس کے بعد سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ ہر کام سے لا تعلق ہو گئے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مشن مکمل ہو گیا ہو۔ دو سال تک آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سنتِ مرشد پر عمل کرتے ہوئے اپنے محرم راز اور ”وارثِ امانتِ الہیہ“ اس عاجز اور خادم کی تلقین و ارشاد کی مسند سنبھالنے کے لیے تربیت فرمائی کیونکہ پیر بہادر علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دو سال (1932ء تا 1934ء) حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی اور سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دو سال (1979ء۔ 1981ء) سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت فرمائی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس عاجز اور خادم کی دو سال (2001ء۔ 2003ء) تک تربیت فرمانے کے بعد 26 دسمبر 2003ء کو وصال فرمایا۔



## فصل 17

## عارفانہ کلام

ابتدائے حال میں (21 تا 25 سال کی عمر تک) جب سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رضی اللہ عنہ پر اسم اللہ ذات کے اسرار و رموز اور رازِ پنہاں کھلا تو اپنے مرشد پاک سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اور حضرت سخی سلطان باہو رضی اللہ عنہ کی شان میں سرائیکی زبان میں آپ کی زبان مبارک سے جو کلام نکلا اُسے آپ رضی اللہ عنہ کی شاعری کہا جاتا ہے۔ اس میں ایک سی حرنی مرشد کی شان میں اور ایک منقبت سلطان العارفین رضی اللہ عنہ کی شان میں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا سی حرنی کلام جو اپنے مرشد پاک کے عشق میں کہا گیا ہے اس کی ”الف“ سے ”ز“ تک کل بارہ رباعیاں (دوہڑے) ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ کلام ”گلدستہ ابیات و مناجات حضرت سید محمد بہادر علی شاہ صاحب رضی اللہ عنہ“ جو اس خادم نے مرتب کیا میں شائع ہو چکا ہے۔ یہ کتاب مکتبہ العارفین نے اس وقت شائع کی تھی جب مکتبہ العارفین اس خادم کی سربراہی میں کام کر رہا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اشعار میں سادگی، پختگی، گہرائی، محبت و عقیدت اور بے پناہ سچائی موجود ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا کلام طالبانِ مولیٰ کیلئے محبت و عشق اور آدابِ مرشد کیلئے کسوٹی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اپنے مرشد سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی شان میں جو کلام آپ رضی اللہ عنہ نے لکھا وہ مع اردو ترجمہ کے درج کیا جا رہا ہے۔

آؤ سہیلیو میریونی، خدا دا نور ظہور ہویا

۱۔ اس کتاب کو ایک سرقہ نویس اور چور ایم۔ اے۔ شاکر (راجن پور) ہو بہو نقل کر کے اپنے نام کے ساتھ ”کلیاتِ عارفانہ کلام شہبازِ عارفان سید محمد بہادر علی شاہ رضی اللہ عنہ، سلطان محمد عبدالعزیز رضی اللہ عنہ، سلطان الفقیر سلطان محمد اصغر علی رضی اللہ عنہ“ کے نام سے شائع کروا رہا ہے۔

صورت خاص رسول کریم والی، شعلہ نور خدا ظہور ہویا  
 صورت ہوتے جسم باہو سونے دا، نام عزیز سلطان مشہور ہویا  
 صورت عبد لباس پا کے تے، اس عاجز دا دلیگر ہویا

مفہوم: اے میرے دوستو! اللہ تعالیٰ کے نور کا ظہور ہوا ہے انوار الہیہ سے منور حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم والی صورت اپنے آپ کو متعارف کر رہی ہے۔ جو مظہر ذات الہی ہے، وہ جسم سے تو حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ ہے لیکن اس کا نام حضرت سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ مشہور ہے۔ وہ صورت لباس عبد میں آکر اس عاجز کے دل میں سما گئی ہے۔

ب باہو دے دفتر دے مالک ہو، ہو آپ باہو سلطان سایاں  
 جلوہ خود خدا رسول والا ہویا، آپ کولوں نمودار سایاں  
 لکھ وار خدا اس تے لعنت بھیج سی، جیہڑا ہوسی تیتھوں گمراہ سایاں  
 سید محمد بہادر شاہ سائیں دا لاڈلا ہیں، ایہہ عاجز تیرا غلام سایاں

مفہوم: آپ حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے ورثہ فقر کے وارث اور مالک ہیں بلکہ سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ آپ ہی کی ذات مبارک میں جلوہ گر ہیں۔ آپ کی ہی ذات میں وہ نور ازل حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روپ میں جلوہ نما ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس پر لاکھ بار لعنت ہو جو آپ کی ذات سے گمراہ ہو۔ آپ شہباز عارفاں حضرت سخی سلطان سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے محبوب اور یہ عاجز (سلطان الفقر ششم رحمۃ اللہ علیہ) آپ کا غلام ہے۔

پ پڑھ پڑھ نماز نفل گزاری، تے ودھی وڈیائی  
 جد دی نظر حضور نے بھالی، دور ہوئی گمراہی  
 رنگ برنگے بھیس تساڈے، رتبہ ملیا شاہی  
 اس عاجز نوں پار لگاؤ، تیتھے تاج شاہی

مفہوم: عمر نفل نمازیں پڑھتے پڑھتے گزار دی لیکن اس عمل سے نفس اور زیادہ غرور و تکبر میں مبتلا ہو گیا لیکن جب سے آپ نے نگاہ فیض سے نوازا ہے دل سے ساری سیاہی دور ہو کر قلب منور آئینہ ہو چکا ہے میں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اندر پنہاں (فنائی الشیخ، فنائی الرسول، فنائی اللہ، بقا باللہ) اتنے روپ دیکھ کر حق یقین پر پہنچ چکا ہوں کہ آپ کو فنائی ہو کی بادشاہی حاصل ہے۔ آپ کے سر پر یہ تاج شاہی ہے اس لیے اپنی مہربانی سے اس عاجز کو بھی منزل تک پہنچادیں۔

ت تاج سلطانی بہت وڈ شانی، ملیا تیں وڈ شان

روم شام تائیں! دھوم دھام تیری، نویں چارچکوٹ<sup>۱</sup> جہان  
توں سلطان سلطاناں دا، تو مالک دو جہان  
کیا پرواہ اس عاجز نوں، جیندا مرشد عزیز سلطان<sup>۲</sup>  
مفہوم: بہت ہی بلند شان والا تاج شہنشاہی و بادشاہی (انسانِ کامل۔ فقر فانی اللہ کا تاج) آپ کو ملا ہے کہ آپ  
بہت عظیم اور بہت بلند شان والے ہیں۔ روم و شام (تمام دنیا ظاہر و باطن) تک آپ کا ہی چرچا ہے اور چاروں  
طرف سے دنیا آپ کی بارگاہ میں جھک رہی ہے۔ اس لئے کہ آپ بادشاہوں کے بادشاہ اور سلطانوں کے سلطان  
ہیں اور دونوں جہاں کے مالک ہیں۔ اس عاجز کیلئے کیا غم و پریشانی ہو سکتی ہے جس کا مرشد حضرت سخی سلطان محمد عبد  
العزیز صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) ہو۔

ثابت صدق یقین سہتی، ایہ کنگال تیرا غلام ہویا  
نفس خبیث خوار کیتا، ایہ وقت بڑا زوال ہویا  
سلطان محمد بہادر شاہ<sup>۳</sup> دے واسطے رحمت کر، تو آپ رب رحمن ہویا  
نام اللہ دا دان<sup>۴</sup> فرماؤ، ایہ عاجز تیتھوں قربان ہویا

مفہوم: حق الیقین کی منزل پر پہنچ کر اس عاجز کا ایمان پختہ ہو چکا ہے اور اب یہ عاجز آپ کا غلام ہے لیکن اس  
وقت بڑا کڑا اور مشکل وقت آن پڑا ہے کہ نفس خبیث سے چھٹکارا حاصل نہیں ہو رہا اور وہ لمحہ بہ لمحہ حملہ آور ہو رہا  
ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں آپ کے مرشد سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا وسیلہ اور واسطہ پیش کرتا ہوں کہ اسم  
اللہ ذات کے راز پنہاں کو میرے دل میں عیاں کر دیں آپ رحمۃ اللہ علیہ صفت رحمن کے مالک ہیں اور یہ عاجز تو  
آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے اپنی جان کر چکا ہے۔

جد دا مرشد حضور نوں پھڑیا، چھڈے سب جھنجالی  
کیا کیا میں بیان کراں، تاں آپ ویکھن ہار  
رضا مندی عطا فرماؤ، توں مالک دو جہان  
کیا پرواہ اس عاجز نوں، جیندا مرشد عزیز سلطان<sup>۲</sup>

مفہوم: جب سے میں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی ہے اس وقت سے اپنے تمام اشغال و مصروفیات  
ختم کر دیں ہیں اور اپنے آپ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی میں دے دیا ہے۔ میں اپنا کیا حال سناؤں، اے مرشد اکمل

۱۔ تک ۲۔ چاروں طرف ۳۔ عطا

اے میرے حضور آپ جناب میرے حال سے بہتر واقف ہیں۔ مجھے اپنی رضا کا شرف عطا فرماؤ کہ آپ دونوں جہاں کے مالک ہیں۔ بھلا اس عاجز کو کیا غم و پریشانی لاحق ہو سکتی ہے جس کے مرشد حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز صاحب ہوں۔

ح حافظ ہادی آپ نوں پھڑیا، کو<sup>۱</sup> رب رحمان  
 آپ تے رب وچ فرق نہ ذرہ، جیہڑا جاڑے<sup>۲</sup> اوہ شیطان  
 کیا پراہ اس نوں، جیندا مرشد عزیز سلطان  
 نام اللہ دا پار لنگاؤ، ایہ عاجز تیرا غلام

مفہوم: اللہ تعالیٰ کی ذات رحمن ہے اور ہم نے آپ کو ہی اپنا حافظ اور ہادی بنایا ہے آپ اور اللہ تعالیٰ میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ آپ فنا فی ہُو ہو کر خود ہُو کے ساتھ موجود ہو چکے ہیں اور جو کوئی اس راز کو نہ سمجھ سکا وہ پکا شیطان ہے۔ مجھے تو کسی بات کا ڈر اور خوف نہیں ہے کیونکہ میرے مرشد سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہیں لیکن آپ سے اس عاجز اور غلام کی ایک التجا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اس عاجز کو بھی (فنا فی ہُو کی) منزل تک پہنچادیں۔

خ خود خدا رسول والا جلوہ، آپ کیتوی نمودار سایاں  
 اس عاجز دی کشتی دا ملاح آپ ہو، لیسیں امان دے پار سایاں  
 ابو جہل، نمرود شیطان ہوئے، جیہڑے ہوئے تیتھوں گمراہ سایاں  
 ایہ عاجز بہت کانہلا<sup>۳</sup> لڑائی توں، آپ ہی بخشن ہار سایاں

مفہوم: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی تو اس عاجز کے دل میں حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز کھول کر جلوہ عیاں کر دیا ہے مجھے تو یہ یقین ہے کہ میں سلامتی سے منزل پر پہنچ جاؤں گا کیونکہ میرے ہادی اور رہبر آپ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچ کر راز حقیقی پانے کے باوجود گمراہ ہو کر مراجعت کر گئے وہ ابو جہل اور نمرود کی مثل ہیں۔ یہ عاجز تو نفس کے ساتھ لڑائی میں بڑا ہی کمزور ہے ایک آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کا سہارا ہے جو پار لگا دیں۔

د دل لاکے توڑ نبھاون، ایہہ سخیاں دی چال<sup>۴</sup>  
 ہو اسم اعظم دے جسم معظم، تیرا رتبہ بہت کمال  
 خاص منزل عطا ہو، توں رحمت ذوالجلال

۱۔ ایک ۲۔ جانے، سمجھے ۳۔ کمزور ۴۔ طریقہ

اس عاجز دیاں لجاں تینوں، توں آپ ای لچپال

مفہوم: ایک بار محبت کر کے آخر تک اس کا بھرم رکھنا یہ سخیوں کا طریق ہے۔ آپ کا مرتبہ تو بہت کمال ہے آپ کے اندر اسم اللہ ذات کی سمائی ہے۔ آپ کا جسم مبارک تو اسم اعظم کی وجہ سے جسم معظم ہے۔ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کا رتبہ اللہ کے جمال و جلال کا کمال ہے۔ اے رحمت ذوالجلال مجھے خاص مقام و منزل عطا فرما۔ اس عاجز کا بھرم اب آپ کے ذمے ہے کہ آپ بھرم رکھنے والے مہربان اور سخی ہیں۔

ذکر تے فکر ہک تیرا ہووے، پا رحمت دا پھیرا  
نور اللہ وچ غرق کرو، ذکر پکے ہک تیرا  
نفس خبیث خوار ہووے، دور ہووے اندھیرا  
رہبر ہادی مطلق ہیں تیں، تے عاجز نوں ناز ہتھیرا

مفہوم: اے میرے مرشد اکمل مجھ پر ایسی رحمت فرمائیں کہ ہر دم صرف آپ کا ذکر اور فکر ہو اور انوار الہیہ میں اس طرح مستغرق فرمائیں کہ ایک آپ کا دیا ہو اذکر ہی یاد رہے۔ یہ خبیث نفس ذلیل و خوار ہو جائے اور تمام ظلمت اور اندھیرا دور ہو جائے۔ اے مرشد اکمل آپ تو مہربان راہبر اور ہادی مطلق ہیں۔ اس عاجز کو آپ پر بہت ناز ہے۔

رکھ یقین ایمان کامل، بیٹھی نام تیرا چتاراں میں  
تیں تے رب وچ فرق نہ ذرہ، بیٹھی ایہو ورد پکاراں میں  
صورت تیری وچ نور اللہ دا، بیٹھی ایہو تصور پکاواں میں  
اس عاجز دی ایہہ دعائیں شالا، تیں وچ فنا ہو جاواں میں

مفہوم: جب سے اسم اللہ ذات کا سز نہاں اس دل پر وارد ہوا ہے یہ عاجز یقین کامل کے ساتھ آپ کے تصور اور خیالات میں گم اور فنا ہے اور آپ کی ذات میں وہ نورِ ازلی ہی جلوہ نما ہے۔ جب یہ عاجز تصور اسم اللہ ذات کے تصور میں گم ہوتا ہے تو ہر طرف آپ ہی کی صورت نظر آتی ہے اور آپ ہی میں نور ذات پنہاں ہے۔ میری تو اب صرف یہی دعا ہے کہ یہ عاجز آپ کی ذات میں فنا ہو جائے۔

زمین آسمان لوح عرش کرسی، جتھے کتھیں تیرا ظہور سائیاں  
لکھ وار کراں میں سجد تینوں، تیرے وچ اللہ دا نور سائیاں

۱۔ بھرم

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



میںوں فخر تے ناز تیں والا، رکھیں قدماں وچ منظور سائیاں  
 نظر شفقت دی عاجز تے، ایہہ وقت بڑا مجبور سائیاں  
 مفہوم: زمین و آسمان، لوح محفوظ، عرش اور کرسی پر بلکہ ہر جگہ تیرے ہی نور کا ظہور ہے۔ میں آپ کو لاکھوں بار سجدے  
 کروں کہ آپ کے اندر اللہ تعالیٰ کا نور سما یا ہوا ہے۔ مجھے آپ کی ذات اقدس پر فخر ہے مجھے اپنے قدموں میں اپنی  
 بارگاہ میں منظور رکھنا۔ اے میرے حضور میرے مرشد پاک اس عاجز پر نظر شفقت فرماؤ کہ یہ وقت بہت سخت اور  
 کٹھن ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں ایک خوبصورت منقبت <sup>۱</sup> بھی کہی وہ ذیل میں دی جا  
 رہی ہے۔

حمد سپاس ہزاراں <sup>۲</sup> لگھاں <sup>۳</sup> واحد تو سبحان کوں  
 لکھ در لکھ درود کروڑیں ختم نبی زمان کوں  
 آل اُتے اصحاباں کٹی، ہر اک عالی شان کوں  
 پیر پیارا تے دلبر نیارا، والی شاہ جیلان کوں  
 کارن <sup>۴</sup> مدح صفات جمیلاں شرح تھیا بیان کوں  
 اللہ سائیں آپ نوازیہ تو باہو سلطان کوں  
 گل غوث قطب ولیاں دے وچ تو سلطان حقانی  
 عالم عامل کامل وصلش قرب نشانی  
 مدرس، درس، تدریس لاہوتی، عالم علم ربانی  
 والی مالک ولایت دے وچ بانی دین مہانی

۱۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کہی گئی سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی اس منقبت کو کتابچہ  
 ”اسرار سلطانی“ یعنی ”مجموعہ ابیات پنجابی مؤلف فقیر نور محمد کلاچوی“ جو 1976ء میں سیف الرحمن خان کلاچوی نے کلاچوی ذریعہ اسماعیل خان  
 سے شائع کی، میں معمولی رد و بدل کے ساتھ صفحہ 21، 22 اور 23 پر مولوی نور محمد سکنہ مڈی عرف موچی کے نام سے شائع کیا ہے حالانکہ یہ  
 منقبت سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے 1968ء میں 21 سال کی عمر میں ابتدائے حال میں سلطان العارفین حضرت سخی  
 سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں لکھی جو خطی نسخوں کی صورت میں عرصہ دراز سے سروری قادری حلقوں میں پڑھی جا رہی ہے۔ اسے پہلی بار اس  
 عاجز کے مرتب کردہ ”گلدستہ ابیات و مناجات حضرت سخی سلطان پیر بہادر علی شاہ“ میں اپریل 2002ء میں شائع کیا گیا۔ مولوی نور محمد  
 صاحب کے ہاتھ کہیں سے کوئی خطی نسخہ لگ گیا ہوگا اور انہوں نے اپنے نام سے چلا دیا۔ ۲۔ بہت ۳۔ ہزاروں لاکھوں ۴۔ کیلئے

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

نال توجہ اسم ذاتی بخشیش فیض جہان کوں

اللہ سائیں آپ نوازیہ تو باہو سلطان کوں

خصلت خلق ہدایت خلتاں عنصر ذات قدیمی  
جلباب<sup>۱</sup> جبلی<sup>۲</sup> تے طبقات<sup>۳</sup> طبعی، گل گستر<sup>۴</sup> باد نسیمی<sup>۵</sup>

شگفت<sup>۶</sup> شگوفہ<sup>۷</sup> تے خوش گفت<sup>۸</sup> عجائب متکلم<sup>۹</sup> کلام کلیمی

چشمہ آب حیات مثالی یا در<sup>۱۰</sup> گوہر شان تیمی

مثل مسیح<sup>۱۱</sup>، خصال<sup>۱۲</sup> معنیر<sup>۱۳</sup> سوسن<sup>۱۴</sup> سہل<sup>۱۵</sup> زبان کوں

اللہ سائیں آپ نوازیہ تو باہو سلطان کوں

شاہ گدا سلطان معظم دانش مند سیانے

لکھاں بانہاں بنھ سلامی، در تے کھڑے نمانے

توں سلطان سبھو کچھ سردا، نا کر سائیں بیگانے

میں بوٹی توں آب حیاتی نہ تھیوں برگ کمانے

دیویں آب رہاں سرسبز ہمیشاں ریس<sup>۱۶</sup> آوے رضوان<sup>۱۷</sup> کوں

اللہ سائیں آپ نوازیہ تو باہو سلطان کوں

وچ حضور نبی سردر<sup>۱۸</sup> دے تیرا رتبہ عالی

ملک ملائک دربار تیرے تے ہر دم کھڑے سوالی

جو آوے سو مقصد پاوے کوئی نہ جاوے خالی

بلند مراتب شان وڈیائی منصب دار کمالی

بہت پیارا دلبر نیارا والی شاہ جیلان کوں

اللہ سائیں آپ نوازیہ تو باہو سلطان کوں

۱۔ بخشش ۲۔ بہت وسیع چادر ۳۔ ذات حقیقی ۴۔ ارض و سما ۵۔ پھول جیسی چلنے والی معطر ہوا ۶۔ صبح کی تازہ ٹھنڈی ہوا کے خوبصورت اور تازہ ۷۔ کلی ۸۔ خوش کلام ۹۔ کلام کرنے والا ۱۰۔ موتی ۱۱۔ عادات ۱۲۔ عنبر ملا ہوا ۱۳۔ خوشبودار ۱۴۔ آسانی رنگ کا پھول جسے زباں سے تشبیہ دی جاتی ہے ۱۵۔ آسان ۱۶۔ حسرت کے فرشتے

صاحبِ جودِ عظیم سخاوت بخشیش گنجِ الہی  
 روشن کرم ثناؤا ظاہر ماہ کنوں تا ماہی  
 سائل آون دربار تیرے تے خیر پاون بادشاہی  
 حاتم جیبے لکھ کروڑیں تیتھوں کرن گدائی  
 دین دنیا وچ ہون حاکم کر جاری فرمان کوں  
 اللہ سائیں آپ نوازیہ تو باہو سلطان کوں  
 بحرِ محیط نہ ساحل ڈسے علم تیرے دی کاندھی  
 کھانویں موج اچھلن موتی جا نہ کوئی واندی  
 مشرق مغرب فیض رسید دُر سیل نہ کتھ سماندی  
 پُر گوہر دامن خلق تمامی ہے ریت یقین جہانندی  
 نئے تخت نشین اقلیم ولایت کرن مخزن امن امان کوں  
 اللہ سائیں آپ نوازیہ تو باہو سلطان کوں  
 میں بھی نال یقین ارادے کامل صدق صفائی  
 ہر گل باغ چمن وچ سایاں تیری کراں وڈیائی  
 تھی غرق سرتاپا گناہ وچ عمر تمام ونجائی  
 پُر ہم امید نہ بڈن ڈیسیس تیں کامل دی آشنائی  
 دست بردست گلور پچکا نال آندم نال شفیع قرآن کوں  
 اللہ سائیں آپ نوازیہ تو باہو سلطان کوں  
 جے میں بہت پیارا ہاں طالب نام تیرا سر دھردا  
 ہاں نہال زہوق قدیمی یا شجر زقوی گھر دا  
 گھروں کسے نہ پٹیا بوٹا توڑے جمیا درخت زہر دا  
 کر زہر مبدل نال شہد دے جیویں آبِ خضر دا

۱ دیوار ۲ ملک، خطہ، مراد تمام کائنات ۳ گلے میں کپڑا ڈالنے ۴ پودا ۵ ناتواں کمزور ۶ خاردار درخت کے تبدیل

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

کراں عرض حضور، پہنچائیں بخشائیں کل عصیان کوں

اللہ سائیں آپ نوازیہ تو باہو سلطان کوں

نور طالب نما نے تے توں پا سوہناں اک جھاتی

درد فراق ساڈے کٹھیا نال ہجر دی کاتی

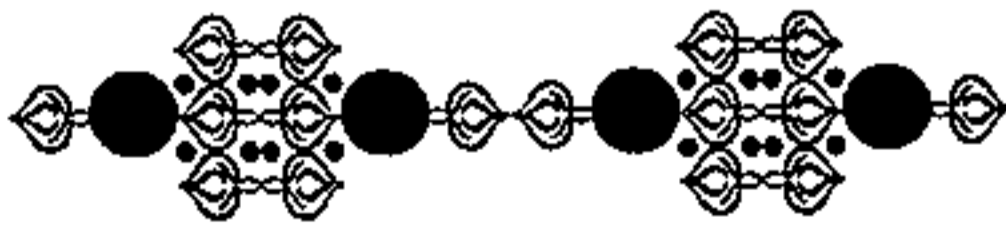
دہاں ساڈے سوز فراقوں نیندر نہ آوے راتی

دے نعمت دم کوں نال قدم دے، اسم رچم وچ ذاتی

دوہاں جہاناں منصب لاہاں ثابت نال ایمان کوں

اللہ سائیں آپ نوازیہ تو باہو سلطان کوں

۱ گنہگار ۲ ذبح کیا، کاتا ۳ چھری



Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

## فصل 18

# فرمودات و تعلیمات سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کا تسلسل ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کی ترویج و اشاعت کی اور انہیں عملی طور پر طالبان مولیٰ کے قلوب میں اتارا اور ان تعلیمات کے مطابق ان کے قلوب کو نور اسم اللہ ذات سے منور فرمایا۔ اگر کسی نے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات حق کو صحیح طریق سے علمی اور عملی طور پر روشناس کرایا ہے تو وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمودات طالبان مولیٰ کی راہنمائی کے لیے درج کیے جا رہے ہیں:

### فقر

فقر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وراثتِ حقیقی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حقیقت میں وہی حقیقی وارث ہے جو اس وراثت کا وارث ہے۔  
فقر راہِ عشق ہے۔

۱۔ میرے مرشد پاک سلطان الفقر حضرت سخی محمد اصغر علی کی مادری زبان سرائیکی تھی اور آپ سرائیکی یا پنجابی میں ہی گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے کوئی تصنیف نہیں چھوڑی لیکن آپ نے مختلف مواقع پر مختلف موضوعات پر تنہائی میں مجھ سے یا کسی مجمع میں میری موجودگی میں جو گفتگو فرمائی اس کو میں نے اردو میں قلمبند کیا ہے اور کوشش کی ہے کہ ان تعلیمات کی اصل روح مکمل طور پر برقرار رہے۔

- ✽ فقر دراصل اللہ تعالیٰ کے دیدار اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری کا علم ہے۔
- ✽ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے **الْفَقْرُ فَخْرِي وَالْفَقْرُ مِثِّي** (فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے) اور ہر امتی پر یہ فرض عین ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فخر، فقر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کرے کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی بارگاہ سے حاصل ہوتا ہے۔
- ✽ فقر اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے سب سے اعلیٰ خزانہ ہے اور یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تقسیم فرماتے ہیں۔
- ✽ اصل صراطِ مستقیم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور جو فقر کی منازل کو طے کرتا ہو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں پہنچ گیا اس نے صراطِ مستقیم کو پایا۔
- ✽ فقر اللہ تعالیٰ کا سِرّ (راز) ہے جس نے اس کو فاش کر لیا تو وہ رازِ پنہاں سے باخبر ہو گیا اور اس راز کا محرم ہو گیا۔
- ✽ فقر کی حقیقت اور اس راز کی کنہہ سے وہی واقف ہوتا ہے جس نے فقر اختیار کیا ہو اور اس کی منازل سے گزرا ہو، لذتِ آشنائی حاصل کر چکا ہو اور جس نے باطن میں سلطان الفقر کا دیدار کیا ہو اور اس کی پہچان حاصل کی ہو۔
- ✽ فقر کی منزل پر دنیاوی مال و دولت، منصب و تکریم، شان و شوکت، آرام و آسائش، خواہشات دنیا و عقبی اور عزت و جان اللہ تعالیٰ کے عشق میں ختم ہو جاتے ہیں اور بندہ اللہ کی محبت میں دونوں جہانوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔
- ✽ راہِ فقر میں تمام منازل و مقامات مرشد کامل اکمل کی نگاہِ باطنی توجہ، ذکر، تصور اور مشقِ مرقوم وجودیہ اسم اللہ ذات سے طے ہوتے ہیں اس کے علاوہ فقر کی انتہا تک پہنچنے کا کوئی اور راستہ نہیں ہے۔
- ✽ جب کوئی بندہ عبادت کرتا ہو اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ دنیا و عقبی کو ٹھکرا کر اللہ سے اللہ تعالیٰ کو ہی طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اسے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور اسے باطنی طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد کر دیا جاتا ہے باطن میں اس کے سامنے دنیا اور اس کی آسائشات اور عقبی اور اس کی نعمتیں پیش کر کے اس کا امتحان لیا جاتا ہے۔ اگر بندہ (طالب) ان دونوں سے منہ موڑ لیتا ہے تو اسے فقر کی منازل سے گزارنے کیلئے باطنی طور پر کسی مرشد کامل اکمل کی طرف راہنمائی کر دی جاتی ہے اور مرشد کامل اکمل کی تربیت کے بعد بندہ (طالب) اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کی نظر و قلب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتی۔



✽ فقر کی راہ پر چلنے والے لوگ دنیا میں بہت کم ہوتے ہیں اور انہی کی برکت کی وجہ سے دنیا پر عتاب نازل نہیں ہوتا، آسمان بارش برساتا اور زمین اجناس اگاتی ہے۔ جیسے جیسے قیامت نزدیک آتی جائے گی ان کی تعداد کم ہوتی چلی جائے گی اور جب قیامت برپا ہوگی تو ان میں سے کوئی بھی زمین پر موجود نہ ہوگا اور جس خطہ پر اللہ تعالیٰ کا عذاب یا عتاب نازل ہونا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس خطہ سے ان کو اٹھا لیتا ہے اور وہ خطہ ان کے وجود سے خالی ہو جاتا ہے ان کا وجود دنیا کے لئے رحمت ہے۔ اے لوگو! ان کو تلاش کر لو اور پہچان لو اس وقت سے پہلے جب توبہ کے دروازے وہ بے نیاز ذات بند کر دے۔ یہ لوگ دنیا سے اپنے آپ کو بچائے اور چھپائے رکھتے ہیں اس لئے کہ تم ان کی حقیقت سے آشنا نہیں ہو اور ان سے بے ادبی اور گستاخی تمہیں کہیں مصیبت میں نہ ڈال دے اور اب جو زمانہ گزر رہا ہے اس میں تو یہ اور پوشیدہ ہو گئے ہیں کیونکہ تمہارے دل میں ان کی طلب ہی نہیں ہے۔ اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔

### حقیقت انسان (عرفانِ نفس)

✽ اے انسان! کیا تو نے اپنے اندر اس حقیقت کو تلاش کیا ہے کہ اصل میں تیری حقیقت کیا ہے تو کہاں سے آیا ہے؟ تیرا اس دنیا میں آنے کا مقصد کیا ہے؟ اور تو نے واپس لوٹ کر کہاں جانا ہے؟

✽ اپنے اندر اپنی حقیقت تلاش کر۔ تیری حقیقت تو وہ ذات ہے جو تیری شہ رگ سے بھی قریب ہے۔ تیری اپنی ذات ہی کی تلاش میں تجھے وہ ذات مل جائے گی۔

✽ اپنی ذات کو پہچان۔ جب تو اپنی ذات کو پہچان لے گا تو تجھے اللہ تعالیٰ کی پہچان بھی حاصل ہو جائے گی لیکن اس حقیقت تک پہنچنے کیلئے پہلے اپنے دل سے زنگ دور کر اور نفسانی حجابات سے چھٹکارہ حاصل کر اس کے بعد تیرا دل ایک ایسا آئینہ بن جائے گا جس میں وہ ذات بے حجاب نظر آئے گی۔

✽ انسان کا باطن ایک عظیم الشان نوری جوہر اور حق کا آئینہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے نور سے منور ہوتا ہے اور اس کی وسعت اتنی زیادہ ہے کہ پوری کائنات اس میں رائی کے دانہ کے برابر نظر آتی ہے اور یہی وہ حقیقی انسان ہے جو اللہ کی طرف سے آتا ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر چلا جاتا ہے۔ گوشت پوست کا یہ ظاہری جسم نہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور نہ ہی اس کی طرف لوٹ کر جاتا ہے یہ اسی دنیا میں پیدا ہوتا ہے یہیں ختم ہوتا ہے یہیں دفن ہوتا اور یہیں فنا ہو جاتا ہے۔

✽ اپنے باطن کو بیدار کر کیونکہ وہی اصل انسان ہے اسی کا کام عبادت ہے کیونکہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ

والہ وسلم ہے ”حضورِ قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔“ وہی جنت والا اور دوزخ والا ہے۔ جس کا باطن درست ہو گیا اس کا ظاہر بھی درست ہو گیا۔

✽ اگر تو باطن کا بند قفل کھولنا چاہتا ہے تو اس کی کلید کسی مردِ کامل (مرشدِ کاملِ اکمل) سے حاصل کر۔ باطن کے قفل کو کھولنے والی چابی اسمِ اللہ ذات ہے۔

## اسمِ اللہ ذات

✽ تصورِ اسمِ اللہ ذات تمام باطنی علوم کا منبع ہے اس کے ذکر اور تصور سے باطن میں سب سے اعلیٰ مراتب یا مقام، دیدارِ حق تعالیٰ اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری حاصل ہوتی ہے جو کسی دوسرے ذکر، فکر اور عبادت سے حاصل نہیں ہو سکتی خواہ ساری زندگی دن کو روزے رکھے اور رات کو قیام کرے اور کمر کبڑی ہو جائے۔

✽ انسان کو اپنی ذات اور اللہ تعالیٰ کی پہچان صرف اسمِ اللہ ذات ہی سے حاصل ہوتی ہے کوئی دوسرا ذکر، فکر یا عبادت انسان کے باطن کے بند دروازے کے قفل کو نہیں کھول سکتی۔

✽ اسمِ اللہ ذات دل کی کنجی ہے۔

✽ اسمِ اللہ ذات سے دل کے آئینہ سے زنگ اتر جاتا ہے اور وہ روشن اور صاف ہو جاتا ہے۔

✽ اسمِ اللہ ذات کا تصور دل کو پاک کر دیتا ہے اور اس کی تاثیر پورے جسم میں اس طرح اثر کرتی ہے کہ جیسے گولی پیٹ میں جاتی ہے اور جسم کے کسی حصہ میں ہونے والی تکلیف کو سکون پہنچتا ہے اسی طرح ٹیکہ بازو میں لگتا ہے جبکہ زخم اگر پاؤں پر ہو تو ٹھیک ہو جاتا ہے جب انسان اسمِ اللہ ذات کا ذکر سانسوں سے کرتا ہے اور اس کا تصور کرتا ہے تو پہلے دل اور پھر پورا جسم اس کی تاثیر سے پاکیزہ ہو جاتا ہے۔

✽ اسمِ اللہ ذات ہی اسمِ اعظم ہے یہ اس وقت اثر کرتا ہے جب یہ کسی صاحبِ رازِ مرشدِ کاملِ اکمل سے حاصل ہوا ہو۔

✽ اسمِ اللہ ذات اسمِ اعظم ہے جس کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی پہچان اور اس کا قرب حاصل ہوتا ہے یہ وہ نور ہے جو سالک (طالب) کو مالک (اللہ) تک لے جاتا ہے۔ جس کے دل کے اندر یہ نقش ہو کر قرار پا گیا اس کے سامنے کائنات کا کوئی راز باقی نہ رہا بشرطیکہ یہ اسمِ اعظم طالب کو کسی مردِ کامل سے حاصل ہوا ہو۔

✽ جس نے ذکر اسم اللہ ذات سے اپنی سانسوں کو اور تصور اسم اللہ ذات سے اپنے قلب (باطن) کو زندہ نہ کیا وہ دنیا سے بے مراد گیا۔

✽ اب لوگوں کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ دنیاوی زندگی سے منہ موڑ کر راہ فقر میں محنت و مشقت، چلہ کشی اور زہد و ریاضت کریں اس لئے ہم نے اللہ تعالیٰ کی پہچان اور قرب کے لئے اسم اللہ ذات کا فیض عام کیا ہے کیونکہ حضرت نخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے ”اگر تو چاہتا ہے کہ زریں و اطلس کا لباس پہنے، اعلیٰ گھر میں رہے، آرام دہ بستر پر سوئے اور مرغن کھانا کھائے اور اللہ تعالیٰ کی پہچان اور معرفت بھی حاصل کر لے تو پھر تو ذکر اور تصور اسم اللہ ذات کر“ اور موجودہ دور یہی جا رہا ہے کہ انسان کے پاس وقت نہیں ہے۔

✽ اسم اللہ ذات اسم اعظم ہے۔ اگر اسم اللہ سے ’ل‘ علیحدہ کر دیا جائے تو اللہ رہ جاتا ہے اگر ل اول جدا کر دیا جائے تو کُ رہ جاتا ہے اور اگر ل دوم جدا کر دیا جائے تو ہُ رہ جاتا ہے یہ چاروں اسم اعظم اور اسم ذات ہیں اب مرشد کامل اکمل طالب کی استطاعت کے مطابق ان سے طالب کو گزارتا ہے لیکن یاد رکھو ذکر لاهوت ہے اور ذکر لاهوت کے بغیر دیدار الہی ناممکن ہے۔

✽ اسم ذات ”ہو“ سلطان الاذکار ہے اور جو ہو میں فنا ہو کر ہو ہو گیا وہی سلطان ہے۔

✽ جو اللہ تعالیٰ کی پہچان اور دیدار حاصل کرنا چاہتا ہے وہ سب سے پہلے کسی سروری قادری مرشد کامل اکمل کی تلاش کرے اور پھر اس سے ذکر اور تصور اسم اللہ ذات طلب کرے۔

✽ انسان کا جو سانس اور دلیل ذکر اسم اللہ ذات کے بغیر ہو وہ کفر ہے کیونکہ حضور سلطان صاحب نے فرمایا ہے جو دم غافل سو دم کافر۔

## مرشد کامل اکمل

✽ جو لوگ مرشد کامل کی راہبری اور راہنمائی کے بغیر قرب الہی اور مشاہدہ حق تعالیٰ کا دعویٰ کرتے ہیں وہ کذاب ہیں ان کی بات کا اعتبار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ طریقت، فقر یا تصوف کی تاریخ میں آج تک ایسا ممکن نہیں ہوا کہ کوئی مرشد کامل کی راہنمائی کے بغیر خود بخود راہ سلوک کی منازل طے کرتا ہو اور قرب الہی میں پہنچ گیا ہو۔

✽ میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ آج کل کامل مرشد نایاب ہیں اور ہر طرف جعلی، فریبی، دھوکہ باز مرشد کا روپ دھار کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ بھائی اگر تم دنیا اور عقبی کے لئے جاؤ گے تو انہی لوگوں کے ہتھے چڑھو گے۔ کوئی

طالب صادق جو صدق سے اللہ تعالیٰ کے قرب کا خواہاں ہو وہ کبھی بھی جلسا زوں کے ہتھے نہیں چڑھتا کیونکہ اس کا نگہبان وہ (اللہ) ہوتا ہے جس کی تلاش میں وہ نکلا ہوا ہوتا ہے۔ پہلے اپنی طلب کو دیکھ اور درست کر۔ پھر مرشد کی تلاش کر تجھے منزل مل جائے گی۔ جب اللہ تعالیٰ کی طلب رکھنے والے اس کی پہچان اور تلاش میں نکلنے والے ہی نہیں رہے تو مرشد کامل اکمل نے بھی ان مردار دنیا داروں سے اپنے آپ کو چھپا لیا۔ میں پھر کہتا ہوں صادق دل اور خلوص نیت اور دل سے تعصب کی عینک اتار کر تلاش کر تجھے اپنی منزل مل جائے گی ابو جہل اور ابولہب قریب ہونے کے باوجود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ پہچان سکے حضرت اویس قرنیؓ نے طلب صادق کی وجہ سے دور ہوتے ہوئے پہچان لیا۔

✽ مرشد کامل اکمل وہ ہوتا ہے جو طالب سے ریاضت چلہ کشی اور درد و ظائف نہیں کرواتا بلکہ اسم اللہ ذات اور تصور اسم مخمک کی راہ جانتا ہے اور طالب کو اسم اللہ ذات کا دائمی ذکر اور تصور کے لئے اسم اللہ اور اسم مخمک کا سنہری نقش عطا کرتا ہے اور مشق مرقوم وجودیہ کی راہ دکھا کر اسے راہ فقر پر گامزن کر دیتا ہے کیونکہ یہ وہ طریق ہے جو سینہ بہ سینہ چلا آ رہا ہے اور کتب میں درج نہیں۔ مرشد کامل ذکر، تصور اور مشق مرقوم وجودیہ اسم اللہ ذات کے ذریعے طالب کے قلب اور وجود کو پاک کر کے اسے رب تعالیٰ کے حضور پیش کر دیتا ہے۔ جو مرشد یہ نہیں کر سکتا وہ ناقص ہے اس کی اتباع نہیں کرنی چاہیے۔

✽ مرشد کامل کی مجلس میں بیٹھنے سے دل میں محبت الہی پیدا ہوتی ہے جیسا کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ کون سا دوست افضل اور بہتر ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”جس کا دیدار تمہیں اللہ کی یاد دلائے اور جس کی گفتار تمہارے عمل میں زیادتی کا باعث بنے“۔

✽ طالب کو چاہیے کہ مشاہدہ حق تعالیٰ اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری کے لئے ذکر، تصور اور مشق مرقوم وجودیہ اسم اللہ ذات یا تصور اسم مخمک (جیسا مرشد حکم دے) جاری رکھے اور مرشد کی مجلس میں حاضری کی کثرت رکھے کیونکہ مرشد کی صحبت اور مجلس ہی ایک ایسی جگہ ہوتی ہے جس میں زنگ آلود قلوب کو پاک اور صاف کر کے ان میں نور ایمان داخل کیا جاتا ہے مرشد کی ایک نگاہ وہ کام کرتی ہے جو ذکر و تصور چھ ماہ میں بھی نہیں کر سکتا۔ اگر مرشد کی بارگاہ میں روزانہ حاضر نہ ہو سکے تو ہفتہ میں ایک بار اور اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو مہینہ میں ایک بار ضرور مرشد کی مجلس میں صدق اور یقین کے ساتھ حاضر ہو کیونکہ مرشد کی محفل اور مجلس میں حاضری کے بغیر اسم اللہ ذات بھی دل میں قرار نہیں پکڑتا۔

✽ مرشد تین قسم کے ہوتے ہیں اول کامل جو مرغی کی مثل ہوتا ہے۔ جس طرح مرغی کے نیچے جو انڈے آجائیں ان سے بچے نکل آتے ہیں اور جو انڈے باہر رہ جائیں ان سے بچے نہیں نکلتے اسی طرح جو مرید مرشد کامل کی صحبت میں بیٹھے رہیں وہ مرشد کی نظر میں ہوتے ہیں اور جو اس کی محفل سے نکل جائیں وہ اس کے تصرف سے باہر ہو جاتے ہیں۔ دوسرا مرشد مکمل جو کچھوے کی مثل ہوتا ہے۔ کچھوا انڈے خشکی پر دیتا ہے لیکن خود پانی میں رہتا ہے اور وہیں سے نگاہ کرتا ہے اور بچے نکل آتے ہیں لیکن اس کی بھی ایک حد ہوتی ہے جہاں تک نگاہ اثر کرتی ہے۔ سوم مرشد کامل اکمل کونج کی مثل ہوتا ہے۔ کونج مشرق میں انڈے دیتی ہے اور مغرب میں جا کر نظر کرتی ہے تو بچے نکل آتے ہیں اس کی نظر کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ اصل مرشد وہی ہوتا ہے جس کی نظر ہر وقت طالب پر رہے چاہے طالب مشرق میں ہو یا مغرب میں۔

✽ مرشد کامل سروری قادری ہر مقام پر حاضر اور ہر کام پر قادر ہوتا ہے بس طالب کا صادق ہونا ضروری ہے۔

✽ ابتدا میں اسم اللہ ذات کا ذکر اور تصور طالب کے دل میں مرشد کی محبت پیدا کرتا ہے غور و فکر کی بات یہ ہے کہ طالب تصور تو اسم اللہ ذات کا کر رہا ہے اور دل میں محبت مرشد کی پیدا ہو رہی ہے جبکہ اصول تو یہ ہے کہ جس کا تصور کیا جائے اس کی محبت دل میں پیدا ہوتی ہے۔ مرشد سے یہ محبت طالب کو بار بار اس کی محفل میں لے جاتی ہے اور پھر یہ محبت عشق بن جاتی ہے پھر یہ عشق آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک کی طرف منتقل ہو کر اور آخر میں اللہ تعالیٰ کے عشق میں تبدیل ہو جاتا ہے اور طالب اپنی منزل کو پالیتا ہے۔

✽ مرشد کامل کی نگاہ راہ فقر کے تمام امراض لالچ، حسد، تکبر، کینہ، انانیت، ہوس، بغض، حب دنیا اور حب عقبی کو ختم کر دیتی ہے۔

✽ مرشد کامل اکمل کی راہبری اور راہنمائی کے بغیر کی گئی عبادات سے درجات اور ثواب تو حاصل ہوتا ہے لیکن مشاہدہ حق تعالیٰ، حضور قلب اللہ تعالیٰ کی پہچان اور قرب الہی مرشد کامل اکمل کی راہبری کے بغیر ناممکنات میں سے ہے۔

✽ مرشد کامل فقر کے راستہ کو مختصر کر دیتا ہے اور سالوں کا فاصلہ دنوں میں طے کر دیتا ہے جو مرشد کامل کے بغیر اس راستہ پر چلتا ہے وہ بھٹک جاتا ہے اور تمام عمر بھی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔ حدیث شریف ہے ”جس کا شیخ (مرشد) نہیں اس کا شیخ (مرشد) شیطان ہوتا ہے۔“

✽ مرشد کے بغیر راہ فقر پر سفر تو بہت دور کی بات اس کے بغیر تو اس راہ پر سفر کی ابتدا بھی نہیں ہو سکتی۔

✽ تصورِ اسمِ اللہ ذات سے ظاہر ہونے والے اسرار اور انوار و تجلیات کو اگر طالب نہ سمجھ سکے اور کشمکش و بے یقینی میں مبتلا ہو تو مرشد کو چاہیے کہ طالب کو تصورِ اسمِ شجلی عطا کرے کیونکہ اسمِ شجلی صراطِ مستقیم ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے ”جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔“

## عشقِ حقیقی

✽ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مخفی اور پوشیدہ تھی اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو کائنات میں ظاہر کیا اللہ تعالیٰ کے جلال کی وجہ سے ہر چیز جل کر خاک ہو گئی اس پر اللہ تعالیٰ نے میم احمدی کا نقاب پہنا اور صورتِ احمدی اختیار کر لی تو ہر چیز کو سکون آ گیا جب اللہ تعالیٰ نے نورِ احمدی میں خود اپنے آپ کو دیکھا تو نورِ احمدی کی صورت میں اپنے تعین پر خود اپنے آپ پر ہی عاشق ہو گیا اور پھر نورِ احمدی سے تمام مخلوقات کی ارواح کی تخلیق ہوئی۔ وحدت سے کثرت کی طرف ابتدا ہی عشق ہے، پھر یہی جذبہ عشق حضورِ اکرم کی روح مبارک کے توسط سے تمام ارواح میں منتقل ہوا۔ یہ جذبہ عشق ایک بیج کی صورت میں ہر انسان کے اندر موجود ہے جیسے ہی تصورِ اسمِ اللہ ذات اور مرشدِ کامل کی نگاہ اس بیج پر پڑتی ہے تو یہ پھوٹ نکلتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ ایک تناور درخت کی شکل میں پورے وجود کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔

✽ روح اور اللہ کا رشتہ ہی عشق کا ہے۔ عشق ایک بیج کی صورت میں انسان کے اندر موجود ہے مگر سویا ہوا ہے جیسے ذکر و تصورِ اسمِ اللہ ذات اور مشقِ مرقوم وجودیہ اور مرشد کی باطنی مہربانی سے یہ روح کے اندر بیدار ہونا شروع ہوتا ہے ویسے ویسے روح کی اللہ کے لئے تڑپ اور کشش میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور پھر یہی عشق ایک دن عشق (اللہ تعالیٰ) میں فنا ہو جاتا ہے۔

✽ عشق ایسی آگ ہے جب یہ بھڑک اٹھتی ہے تو باقی تمام محبتوں کو جلا کر خاک کر دیتی ہے اور پورے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔

✽ عشق کی آگ جب انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو ہجر و فراق کی صورت اختیار کر لیتی ہے محبوب (اللہ تعالیٰ) کے لئے طلب اور تڑپ میں متواتر اضافہ ہوتا رہتا ہے اور ہجر کی یہ آگ عاشق کو دن رات بے چین اور بے سکون رکھتی ہے اور وصالِ الہی پر پہنچ کر ہی عاشق سکون سے ہمکنار ہوتا ہے۔

✽ عشقِ الہی کے بغیر عبادت کا کوئی فائدہ نہیں۔



عقل کے ساتھ اگر اللہ تعالیٰ کا نور ہو جو عاجزی سے حاصل ہوتا ہے تو یہ عقل عشق کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور اگر عقل پر تکبر، خود پرستی، انا پرستی، عبادت پر غرور کا حجاب پڑ جائے تو عشق کی منزل تو دور کنار یہ راہ حق سے دور اور گمراہ کر دیتی ہے۔

یہ عشق ہی تو ہے جو کائنات کا سب سے بڑا از دیدار حق تعالیٰ عطا کرتا ہے عقل تو اس کا انکار کرتی ہے۔

یہ عشق ہی تو ہے جو مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری عطا کرتا ہے عقل تو اس کا انکار کرتی ہے۔

یہ عشق ہی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگِ نمرود میں کود جانے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو

ذبح ہونے کے لئے چھری کے نیچے لٹا دیتا ہے عقل تو اس کا انکار کرتی ہے۔

یہ عشق ہے جو تمام خاندان کو اپنی آنکھوں کے سامنے بے دردی اور سنگدلی سے کربلا کے میدان میں

ذبح ہوتے ہوئے دیکھتا ہے۔ عقل تو اس کا انکار کرتی ہے اور جان بچانے کا حکم دیتی ہے۔

یہ عشق ہے جو منصور حلاجؒ سے پھانسی کے تختہ پر انا الحق کا نعرہ بلند کروااتا ہے۔

عشق کی بلند یوں تک عقل کی رسائی نہیں ہے کیونکہ عقل چوں کہ چنانچہ اس طرح یوں ایسے کیسے کی

قائل ہے۔

عاشق ابتدا میں اللہ تعالیٰ کا عاشق اور انتہا میں اللہ تعالیٰ کا معشوق (محبوب) ہوتا ہے عاشق کی عبادت،

ریاضت، ذکر، فکر دیدار الہی ہے۔ اس کو دنیا و عقبی کے لوگ کیسے سمجھ سکتے ہیں۔

عشق کی انتہا یہ بیان کی گئی ہے کہ عاشق عشق کرتے کرتے اور عشق کی آزمائشوں کو کامیابیوں سے طے

کرنے کے بعد جب اللہ پاک کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے تو وہ معشوق بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ عاشق۔ معشوق

کو جس چیز کی خواہش ہوتی ہے عاشق اسے مہیا کر دیتا ہے۔

نفر کا آخری مرتبہ ”مرتبہ معشوق“ (مرتبہ محبوبیت) ہی ہے اور یہاں پر معشوق کی رضا عاشق کی رضا

بن جاتی ہے۔

عقل سے ابو جہل اور ابولہب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قریب رہ کر بھی نہ پہچان سکے لیکن عشق سے

حضرت اویس قرنیؓ نے دور رہ کر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچان لیا۔

عشق کی وجہ سے اصحاب کہف کا کتا مقبول بارگاہ الہی ہو گیا۔

عشق کی تمام منازل ذکر اور تصور اسم اللہ ذات سے حاصل ہوتی ہیں بشرطیکہ یہ مرشد کامل اکمل

نور الہدیٰ سے حاصل ہوا ہو۔

## طالبِ مولیٰ

✽ طالبِ مولیٰ کو اپنی طلب میں اسی طرح صادق ہونا چاہیے جیسے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحبِ صدق۔

✽ صدق میں طالبِ مولیٰ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثل ہونا چاہیے کہ مرشد پر اپنی جان، مال اور اولاد قربان کرنے سے دریغ نہ کرے۔

✽ طالبِ مولیٰ دنیا اور لذتِ دنیا اور عقبیٰ کے درجات اور اس کی نعمتوں کا طلب گار نہیں ہوتا اس کی طلب توبہس دیدار ہوتی ہے۔

✽ تو کیسا طالب ہے عبادت اور نیکیوں کے بدلے اللہ تعالیٰ سے ثواب اور درجات کا طلب گار ہے یہ تو عبادت کر رہا ہے یا کاروبار؟

✽ دنیا اور عقبیٰ اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہیں اور ان کا مالک و مختار اللہ تعالیٰ ہے اگر تو ان کے حصول کے لئے عبادت اور جدوجہد کرتا ہے تو تو نے تو ان کو خدا بنا لیا اور شرک میں مبتلا ہو گیا۔ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا، پہچان اور معرفت کے حصول کیلئے عبادت کر دنیا و عقبیٰ کے درجات کا خیال دل سے نکال دے۔ اگر تو اللہ کی پہچان اور معرفت میں کامیاب ہو گیا تو دنیا و عقبیٰ کو وہ تیرے قدموں میں ڈھیر کر دے گا۔ انعامات کے لئے نہیں انعامات عطا کرنے والے کے لئے عبادت کر۔ اس بات کو سمجھنے کی کوشش کر۔

✽ طالبِ مولیٰ کی کوئی طلب نہیں ہوتی وہ ہر طرح کی طلب سے بے نیاز ہوتا ہے۔

## دیدارِ الہی

✽ سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بارے میں فرماتے ہیں ”ہم

نے اللہ تعالیٰ سے اس کے دیدار اور اس کی رضا کے سوا کبھی کچھ نہیں مانگا۔“

✽ دیدارِ الہی سے بڑی کوئی نعمت نہیں جو صرف عارفین کو عطا کی جاتی ہے۔

✽ دیدارِ الہی نورِ بصارت سے نہیں نورِ بصیرت سے حاصل ہوتا ہے اور نورِ بصیرت اسمِ اللہ ذات اور مرشد

کامل اکمل کی نگاہ سے حاصل ہوتا ہے۔

✽ جو دیدار کا انکار کرتا ہے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی نہیں ہے۔ اس کے نصیب میں خواری ہے اور اس خواری سے وہ خود بے خبر ہے۔

✽ اللہ تعالیٰ کو صرف اسم اللہ ذات کے نور سے دیکھا جاسکتا ہے جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ میں نے اپنے رب کو نور ربی کے ذریعے دیکھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بیان ہے اگر میرا رب خود میری تربیت نہ کرتا تو میں اسے پہچان نہ پاتا۔

✽ جس طرح اس دنیا میں کسی چیز کو دیکھنے کیلئے دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ایک آنکھ (نور بصارت) دوسری روشنی (سورج یا مصنوعی روشنی)، اگر ایک چیز کی بھی کمی ہو تو کچھ دیکھا نہیں جاسکتا۔ اس طرح باطن میں دیکھنے کے لئے بھی دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ایک باطنی یا قلبی آنکھ (نور بصیرت) اور دوسرا اسم اللہ ذات کا نور۔ اور اللہ تعالیٰ کو اسم اللہ ذات کے نور ہی سے دیکھا جاسکتا ہے اسی لئے سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 72 میں اسی باطنی اندھے پن کا ذکر ہے فرمان الہی ہے: وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ (ترجمہ: جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا) یعنی جو یہاں دیدار یا نور بصیرت سے محروم ہے وہ آخرت میں بھی دیدار یا نور بصیرت سے محروم رہے گا۔

✽ اسم اللہ ذات سے انوار و تجلیات نازل ہوتی ہیں اس نور میں دیدار و لقا نظر آتا ہے۔

✽ یاد رکھ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان پہاڑوں اور نولاد سے سخت حجاب ہے اور وہ ہے نفس۔ جب تک نفس نہیں مرتا دیدار حاصل نہیں ہوتا اور نفس کو کوئی عبادت قتل نہیں کر سکتی سوائے تصور اسم اللہ ذات کے اور مرشد کامل سروری قادری کے۔

✽ جسے دیدار الہی حاصل ہو جاتا ہے وہ لوگوں میں اپنی بڑائی بیان نہیں کرتا پھر تا وہ ہر چیز دیکھتا ہے لیکن خاموش رہتا ہے۔

✽ یہ بات یاد رکھ اور اپنے دل پر لکھ لے کہ دیدار الہی کا راستہ اسم اللہ ذات سے کھلتا ہے بشرطیکہ یہ مرشد کامل اکمل سروری قادری صاحب مسٹمی سے حاصل ہوا ہو۔ اس کے علاوہ اگر کوئی اور طریقہ تجھے کسی نے بتایا ہے یا تو خود جانتا ہے تو وہ باطل ہے۔

فقیر کامل  
(انسان کامل وحدت، فقر فانی اللہ بقا باللہ)

✽ دیدار الہی حاصل ہونا بھی کامل مرتبہ نہیں ہے اس میں بھی دوئی ہے اصل مرتبہ تو اپنی ہستی اور خودی کو ختم

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

کر کے اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا ہو جانا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں ”میں“ اور ”تُو“ کا فرق ختم ہو جاتا ہے اسے وحدت، فنا فی اللہ بقا باللہ یا فنا فی ھُو کا مقام بھی کہا جاتا ہے یہی فقر کا سب سے اعلیٰ مقام ہے۔ یہ عبدیت کا سب سے اعلیٰ مقام ہے اور یہاں پر انسانِ کامل کا تاج اس کے سر پر رکھا جاتا ہے اور اسے تلقین و ارشاد کی مسند پر فائز کیا جاتا ہے اس مقام پر طالب کا بولنا اللہ کا بولنا ہوتا ہے اس کا سننا اللہ کا سننا ہوتا ہے اس کا دیکھنا اللہ کا دیکھنا ہوتا ہے اس کا چلنا اللہ کا چلنا ہوتا ہے اور اس کا پکڑنا اللہ کا پکڑنا ہوتا ہے۔

✽ اسم اللہ ذات کی دائمی ریاضت انسانی وجود کو بالکل پاک و طاہر کر دیتی ہے۔ اسم اللہ ذات کی تپش تو دوزخ کی آگ سے زیادہ تیز ہے اگر فقیر فنا فی اللہ بقا باللہ (انسانِ کامل) جلالت کی نگاہ سے دیکھ لے تو مشرق و مغرب میں سب کچھ جلا کر راکھ کر ڈالے۔ ہزار آفرین ہے اس وجود پر جو اس آگ کو برداشت کرتا ہے اور خلقت کو نہیں ستاتا۔ ایسے فقیر کامل کی بارگاہ میں ادب و احترام سے جاؤ گے، اور رہو گے تو فلاح پا جاؤ گے۔ بے ادبی اور مخالفت تمہیں دونوں جہانوں میں بے مراد کر دے گی۔ ایسی عقل سے جہالت بہتر ہے جو ان کا انکار کرے اور ان سے دشمنی اور مخالفت کرے اور دوسروں کو دشمنی اور مخالفت کی طرف راغب کرے۔

✽ فنا فی ھُو (بقا باللہ) کا مقام راہِ فقر میں انسانی عروج کا بلند ترین مقام ہے یہی وہ مقام ہے جس کے بارے میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اذَاتَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللَّهُ (جہاں فقر کی تکمیل ہوتی ہے وہیں اللہ ہوتا ہے) یہ عبدیت کا بلند ترین مقام ہے کیونکہ فنا فی اللہ کے مقام پر آدمی ہمیشہ کے لئے غرق ہو جاتا ہے۔

✽ فقیرِ کامل (انسانِ کامل) خلافتِ الہیہ کا حامل ہوتا ہے اس کا مرتبہ محبوبیت کا مرتبہ ہے جو کبھی سلب نہیں ہوتا اور فقیرِ کامل دنیا میں صرف ایک ہوتا ہے جو طالبانِ حق کی راہِ فقر میں ظاہری اور باطنی راہنمائی کا فریضہ ادا کرتا ہے شروع شروع میں اس کی زیادہ شہرت نہیں ہوتی یہ خود کو دنیا سے چھپا کر رکھتا ہے لیکن چند سالوں کے اندر ہی اندر اس کی شہرت چار سو پھیل جاتی ہے اور طالبانِ مولیٰ جوق در جوق اس کی طرف لپکتے چلے آتے ہیں۔ اس کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ یہ طالبِ مولیٰ کو چلہ کشی، مشقت اور درد و وظائف میں نہیں ڈالتا بلکہ تصور اسم اللہ ذات سے انہیں منزل پر پہنچا دیتا ہے۔

✽ جب تک طالب بقا باللہ (فنا فی ھُو) کے مقام پر نہیں پہنچ جاتا اس وقت تک ہر مقام پر خوفزدہ رہتا ہے۔

✽ بقا باللہ کے مقام پر نہ روح باقی رہتی ہے اور نہ جسم۔

✽ یہ مقام بقا باللہ (فنا فی ھُو) اسم ھُو سے حاصل ہوتا ہے اس لئے تو بھی کسی سروری قادری مرشد سے

اسم ھُو کا راز حاصل کر کیونکہ اسم ھُو کے بغیر ھُو کا راز نہیں ملتا۔

## مجلسِ محمدی ﷺ کی حضوری

باطن میں مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائمی حضوری بڑا اعلیٰ مقام ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ مبارک اسمِ اللہ ذات ہے۔ صحابہ کرام کے لئے اسمِ اللہ ذات حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری چہرہ مبارک تھا۔ اس لئے ان کو اسمِ اللہ ذات کے تصور کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ لیکن اب مجلسِ محمدی ﷺ کی حضوری کے لئے اسمِ اللہ ذات کا ذکر اور تصور یا تصورِ اسمِ محمدی ضروری ہے بشرطیکہ یہ وہاں سے حاصل ہوا ہو جہاں پر اسے عطا کرنے کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے باطنی طور پر اجازت ہو۔ جب اسمِ اللہ ذات یا اسمِ محمدی کے نور سے طالب کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہچان ہوتی ہے تو اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جس نے مجھے دیکھا بے شک اس نے حق دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔

✽ جب طالب مجلسِ محمدی ﷺ میں حاضر ہوتا ہے تو حضورِ اکرم ﷺ کے چہرہ مبارک کی زیارت سے تمام مرادیں پوری ہو جاتی ہیں اور وہ فنا فی اللہ بقا باللہ کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔

## شریعت

✽ شریعت سے مراد علمِ ظاہر اور علمِ باطن کا اکٹھا ہونا ہے۔ جس کے پاس ایک علم ہے وہ اہل شریعت ہونے کا دعویٰ نہ کرے۔

✽ ہم نے جو بھی مرتبہ حاصل کیا شریعت پر چل کر حاصل کیا۔

✽ شریعتِ مطہرہ کی مکمل پابندی، بیروی اور اتباع کے بغیر فقر کا کوئی مقام اور منزل حاصل نہیں ہو سکتی اور فقر کے تمام مدارج شریعت کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔

## علم

✽ علمِ باطن کے بغیر ظاہری علم پر توجہ اور زور سے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں اور ان جھگڑوں کے بطن سے

فرقے جنم لیتے ہیں اور پھر یہ فرقے مخلوق میں نفرت پیدا کرنے کا موجب بنتے ہیں، ہر طرف فتنے اور دنگا فساد پھیل جاتا ہے، ہر فرقہ اپنے آپ کو حق پر اور برتر ثابت کرنے میں لگا رہتا ہے اور یوں لوگوں کو دین سے دور کر دیا جاتا ہے۔ علم باطن محبت، اخوت اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے۔

✽ علم ایک نور ہے اور علم عقل کے اوپر پڑا ہوا ایک پردہ بھی ہے۔ وہ علم جو حقیقت (اللہ) تک پہنچا دے وہ نور ہے اور جو حقیقت (اللہ) سے دور کرے اور امت میں فتنہ و فساد کا موجب بنے وہ علم عقل پر پڑا ہوا حجاب ہے۔

✽ علم حاصل کرتے وقت اگر نیت یہ ہو کہ دولت کما کر حرص و ہوس کے تقاضوں کو پورا کیا جائے، اپنے فرقے کو حق ثابت کیا جائے، امت کو گروہوں میں تقسیم کیا جائے اور اسے لڑایا جائے تو یہ مذموم علم ہے اگر علم اللہ تعالیٰ کی پہچان اور قرب اور عوام کی فلاح کے لئے حاصل کیا جائے تو یہ فضیلت بخش ہے۔

### کلمہ طیب

✽ کلمہ طیب مسلمان ہونے کی بنیاد ہے جب کوئی کلمہ طیب پڑھتا ہے تو وہ زبان سے اقرار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اس اقرار کے ساتھ ہی وہ مسلمان ہو جاتا ہے اور تصدیق قلب (دیکھ کر) سے کلمہ پڑھنا خواص کا اور اس کی حقیقت تک پہنچ جانا عارفین کا مرتبہ ہے۔

### فکر، تفکر یا مراقبہ

✽ کسی علم یا چیز کو سمجھنے کے لئے جب ہم سوچ بچار کرتے ہیں تو اسے فکر، تفکر یا غور و فکر کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے دنیا آج مادی اور سائنسی ترقی کے جس مقام پر کھڑی ہے اس کی بنیاد سائنس دانوں کا مادیت میں غور و فکر ہی ہے۔ ہر ایجاد اور دریافت کے پیچھے غور و فکر اور تفکر پنہاں ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ انسان کو اپنی ذات کے اندر فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے فرمان حق تعالیٰ ہے **أَوْ لِمَ يَتَفَكَّرُونَ فِي أَنفُسِهِمْ** (ترجمہ: کیا وہ اپنے اندر فکر نہیں کرتے) انسان جب اپنے اندر فکر کرتا ہے تو اس راز تک پہنچ جاتا ہے جس کے بارے میں حدیث قدسی ہے **أَلِلسَانُ سِرِّي وَأَنَا سِرُّهُ** (ترجمہ: انسان میرا راز ہے اور میں انسان کا راز ہوں) جب انسان اس راز سے آگاہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنا محرم راز بنا لیتا ہے۔ اس لئے فقراء من میں ڈوبنے، تن کے حجرے میں جھانکنے اور اپنے اندر داخل ہونے کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔ یاد رہے کہ مراقبہ بھی فکر اور تفکر ہی کا نام ہے



ابتدائی مراقبہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے ذہن کو اسم اللہ ذات پر یکسو کیا جاتا ہے اور عارفین کا مراقبہ یہ ہے کہ کھلی آنکھوں سے ہر چیز کا نظارہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے ”میں چالیس سال تک اللہ تعالیٰ سے محو کلام رہا لوگ یہ سمجھتے رہے کہ میں ان سے باتیں کر رہا ہوں۔“

## ترکِ دنیا

✽ ہر وہ چیز جو قلب (باطن) کو اللہ کی طرف سے ہٹا کر اپنی طرف متوجہ کر لے دنیا ہے۔  
 ✽ ترکِ دنیا سے مراد ترکِ ہوسِ دنیا ہے یعنی دنیا سے باطنی لا تعلقی کا نام ترکِ دنیا ہے اور اس کے بغیر معرفتِ الہی حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ دنیا اور اللہ تعالیٰ کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں۔  
 ✽ دنیا سایہ کی مانند ہے اگر آپ سورج کی طرف پیٹھ کر لیں تو آپ کا سایہ آپ کے سامنے آ جائے گا اگر آپ اپنے سائے کو پکڑنے کے لیے اس کی طرف بڑھیں گے تو وہ آپ کے آگے چل پڑے گا اور آپ کے ہاتھ نہیں آئے گا اور اگر آپ اپنے سائے کی طرف پیٹھ کر لیں اور سورج کی طرف منہ کر کے چل پڑیں تو سایہ آپ کے پیچھے بھاگنے لگے گا۔ بالکل اسی طرح اگر آپ اللہ سے منہ موڑ کر دنیا کی طرف چل پڑیں گے تو اسے پکڑ نہیں سکیں گے لیکن اگر آپ دنیا سے منہ موڑ کر اللہ کی طرف چل پڑیں گے تو دنیا آپ کے پیچھے بھاگنا شروع کر دے گی۔

✽ دنیا میں اس طرح رہ جس طرح مرغابی پانی میں رہتی ہے کہ پانی میں رہ کر بھی وہ پانی میں غرق نہیں ہوتی۔

✽ دنیا میں اس طرح رہ جس طرح کشتی پانی میں رہتی ہے۔ کشتی کو اپنا باطن سمجھ اور پانی کو دنیا۔ جب تک کشتی میں پانی داخل نہیں ہوتا کشتی غرق نہیں ہوتی اور جب پانی کشتی میں داخل ہو جاتا ہے تو کشتی غرق ہو جاتی ہے۔ بس تو کشتی کی مثل ہے اور پانی دنیا کی مثل۔ اپنے باطن کو دنیا اور اس کی محبت سے محفوظ رکھ۔

## نفس

✽ نفس بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجابِ اکبر ہے۔ شیطان اسی کے ذریعہ انسان پر حملہ آور ہوتا ہے۔ یہ انسانی بدن میں ایسا چور ہے جس کی پہچان بھی عام انسانوں کے لئے بہت مشکل ہے اس کو قابو میں لانا

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

اور مارنا بہت مشکل ہے۔ اس کو اسم اللہ ذات کا تصور اور مرشد کامل اکمل کی نگاہ ہی مار سکتی ہے۔ ظاہری عبادات سے تو یہ اور طاقتور ہو کر ریا کاری اور تکبر میں مبتلا کر دیتا ہے۔

✽ نفس کی چار حالتیں ہیں۔ امارہ جو ہر وقت برائی، گناہ بدی، انانیت ریا کاری اور تکبر میں مبتلا رہتا ہے اور اس حالت کا انسان کو احساس تک نہیں ہوتا پھر جب مرشد کامل کی نگرانی میں طالب اسم اللہ ذات کا تصور شروع کرتا ہے تو یہ امارہ سے لوامہ ہو جاتا ہے یعنی برائی کرنے کے بعد انسان پچھتاوا محسوس کرتا ہے۔ اس کی تیسری حالت ملہمہ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو برائی کے قریب جانے ہی نہیں دیتا اور آخری ارفع اور اعلیٰ حالت نفس مطمئنہ کی ہے یہ حالت انبیاء کرام، اولیاء اور صدیقین کو حاصل ہے یعنی نفس مکمل طور پر انسان کے قابو میں آ جاتا ہے اور یہ انسان اور اللہ کے درمیان سے ہٹ جاتا ہے۔

✽ نفس کو مارنے کا واحد طریقہ تصور اور ذکر اسم اللہ ذات اور مرشد کامل کی نگاہ ہے۔

## اخلاص نیت / صدق

✽ راہ حق میں نیت میں صدق اور اخلاص کا شامل ہونا ضروری ہے۔ نیت کے اندر جس قدر صدق اور خلوص ہوگا اسی قدر وہ عمل مقبول ہوگا حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے ”مومن کی نیت بہتر ہے اس کے عمل سے“۔

✽ صدق اور اخلاص بہت بڑی نعمت ہے کیونکہ جس نے ان کو پایا اس نے گویا نفس کو قابو کر لیا اور جس نے نفس کو قابو کر لیا اس نے اللہ کو راضی کر لیا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کائنات کی سب سے بڑی نعمت ہے۔

✽ راہ فقر میں نیت میں صدق اور اخلاص کا ہونا برسوں کا سفر مہینوں میں طے کر دیتا ہے۔

## ریا کاری

✽ کوئی کام یا عمل کرنے کا مقصد جب صرف دکھاوا یا شہرت ہو اور وہ خالص اللہ تعالیٰ کیلئے نہ ہو، مقصد صرف یہ ہو کہ لوگ نیک اور پرہیزگار سمجھیں تو یہ ریا کاری ہے۔ راہ حق سے ہٹانے کے لئے شیطان کے پاس ریا کاری کا حربہ بہت بڑا ہتھیار ہے بڑے بڑے عابدزادہ اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں کیونکہ ریا کا مرض انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے اور نفس اس کا آلہ کار بن جاتا ہے۔ اسے ختم کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے اور پھر یہ انسانی

فطرت کی کمزوری ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ اس کی بزرگی اور نیکی کا شہرہ اور چرچا ہو اور لوگ اسے نیک، عابد اور زاہد سمجھیں۔ اگر یہ مرض مستقل صورت اختیار کر لے تو انسان بالکل ہی گمراہ ہو کر اپنے چہرے کا نور ہی کھو بیٹھتا ہے جو اہل مشاہدہ سے پوشیدہ نہیں رہتا۔ جہاں تک طلبِ مولیٰ یا راہِ فقر کے سفر کا سوال ہے تو وہ بالکل ہی ختم ہو جاتا ہے کیونکہ حدیث شریف میں اسے چھوٹا شرک قرار دیا گیا ہے اور شرک کرنے والے کا فقر سے کیا تعلق۔

## تسلیم و رضا

✽ سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ خود اپنے بارے میں فرماتے ہیں ”ہم نے اللہ تعالیٰ سے کبھی اس کے دیدار اور رضا کے سوا کچھ نہیں مانگا۔“

✽ فقر کا مرکز اور محور تسلیم و رضائے الہی ہے مصیبت و پریشانی، دکھ اور سکھ، سکون اور اضطراب، آسانی اور تنگی، بیماری اور صحت، بھوک اور سیری، عزت اور ذلت، امیری اور غربی، غرض ہر حال میں اللہ پاک کی رضا پر راضی رہنا اور سر تسلیم خم رکھنا ہی اس کی بارگاہ میں مقبول و منظور ہے۔ جو خلوص نیت اور صدق سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے اور اس کی خوشنودی کی خاطر اپنی مرضی اور منشاء سے دست بردار ہو جاتا ہے اور اس وجہ سے جو تکالیف اور مصائب اس پر وارد ہوتے ہیں انہیں خوش دلی سے قبول کرتا ہے وہی دیدارِ الہی کا حق دار بنتا ہے۔

✽ طالبِ مولیٰ جب مقامِ رضا کی انتہا پر پہنچ جاتا ہے تو قضا (تقدیر) اس کے حوالے کر دی جاتی ہے۔

✽ تو اپنی مرضی سے پیدا نہیں ہوا کہ ہر کام تیری مرضی اور منشاء کے مطابق ہو۔

✽ تسلیم و رضا کی منزل سے گزر کر ہی دیدار کی نعمت حاصل ہوتی ہے۔

✽ مرشدِ کامل اکمل کی اسمِ اللہ ذات کے ذریعہ طالب کی تربیت اس میں تسلیم و رضا کی عادت کو اتنا پختہ کر دیتی ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کے ہر حکم اور فعل پر پیارا آتا ہے۔

## عاجزی و انکساری

✽ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے اپنی طرف صرف عاجزی و انکساری کے ذریعہ راستہ کھولا۔

✽ عاجزی و انکساری راہِ فقر میں آنے والی مشکلات اور آزمائشوں میں قلعہ بندی کا کام دیتی ہے۔

✽ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی سے آنے والا کبھی خالی واپس نہیں جاتا۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

- ❖ دیدارِ الہی، فنا فی اللہ اور بقا باللہ (فنا فی ھو) کے مراتب عاجزی و انکساری سے حاصل ہوتے ہیں۔
- ❖ اللہ کی بارگاہ میں جو جتنا عجز اختیار کرتا ہے وہ اتنا ہی محبوب ہوتا ہے۔
- ❖ عاجزی و انکساری راہِ فقر میں بہت بڑا ہتھیار ہے جو طالب کو شیطانی و نفسانی حملوں سے محفوظ رکھتا ہے۔
- ❖ عاجزی و انکساری اسمِ اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتی ہے ظاہری عبادات سے نفس موٹا ہو کر تکبر، انانیت اور ریاکاری اختیار کرتا ہے۔

## وفا اور قربانی

- ❖ راہِ فقر راہِ عشق ہے اور عشق قربانی کا طلب گار ہے اور اس راہ میں اس وقت تک کامیابی نہیں ہوتی جب تک طالب اپنا سب کچھ اور ہر شے اللہ کی راہ میں قربان نہیں کر دیتا۔ اس سلسلہ میں طالب کو صحابہ کرامؓ کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قربانی اور وفا کی مثالیں سامنے رکھنی چاہئیں کیونکہ طالبانِ مولیٰ کے لئے یہ مثالیں مشعلِ راہ ہیں۔
- ❖ فقر کی نعمت حاصل کرنے کے لئے اپنا مال، جان اور گھر یا سب داؤ پر لگا دینا چاہیے پھر صلہ کی امید بھی نہیں رکھنی چاہیے اور نہ ہی غم کرنا چاہیے۔
- ❖ جنہوں نے زندگی میں ہی اپنا سب کچھ مرشد کے حوالے کر دیا وہ حیات جاودانی حاصل کر گئے اور اسی عشق و مستی میں زندگی گزار رہے ہیں۔
- ❖ قربِ الہی اس وقت تک حاصل نہیں ہوتا جب تک انسان اپنا گھر یا راہِ خدا میں قربان نہیں کر دیتا اور تکالیف و مصائب میں مرشد کے ساتھ وفا میں ذرا بھی کمی نہیں آتی۔

## توفیقِ الہی

- ❖ راہِ فقر میں ”توفیقِ الہی“ (فضلِ الہی) تمام کامیابیوں اور کامرانیوں کی بنیاد ہے۔ طالب کے لئے ضروری ہے کہ ہمیشہ راہِ فقر میں آگے بڑھنے کی کوشش کرے لیکن ہر کامیابی کو توفیقِ الہی سمجھے۔ انسانی فطرت یہ ہے کہ وہ ہمت و کوشش کے عوض عدل و انصاف کی طلب گار ہوتی ہے۔ مگر صادق طالبِ مولیٰ خدا سے عدل نہیں فضل کی التجا کرتا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

❖ راہِ فقر راہِ عشق ہے۔ عاشق، عشق بس عشق کی خاطر کرتے ہیں صلے میں کچھ مانگنا عشق کی فطرت نہیں، طالب تو اس راہ میں مقامات و درجات کا بھی طالب نہیں ہوتا۔ اسمِ اللہ ذات کا ذکر اور تصور بھی اللہ تک پہنچنے کا بہانہ یا وسیلہ ہے اس لئے وہ اس کے عوض کسی بھی چیز کی امید اور خواہش ترک کر کے سب کچھ فضلِ ربیٰ پر چھوڑ دیتا ہے اللہ سے صرف نعمت دیدار ہی کا طلب گار ہوتا ہے۔

❖ راہِ فقر میں کامیابی اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم کے بغیر ممکن نہیں ہے لیکن اس کے فضل و کرم کے لئے نیت میں اخلاص اور صدق کا ہونا ضروری ہے۔

❖ راہِ فقر میں توفیقِ الہی اصل میں ”مرشد کامل“ کو کہتے ہیں جب تک توفیقِ الہی شامل حال نہ ہو کوئی کام کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوتا۔

## توکل

❖ توکل فقر کی بنیاد ہے اللہ پاک سے عشق کا تقاضا ہے کہ اپنا ہر کام اللہ کے سپرد کر دیا جائے ظاہری طور پر تو کوشش کی جائے لیکن باطنی طور پر اللہ پر توکل کر کے طالب اپنی مرضی سے دستبردار ہو جائے۔

❖ متوکل طالب مولیٰ پر شیطان کا زور نہیں چلتا وہ ہر کام میں اللہ پر توکل اور بھروسہ کرتا ہے جس سے اللہ کی مدد شامل حال ہوتی ہے۔

❖ متوکل طالب روزی معاش کی فکر نہیں کرتا۔ عام لوگوں کا رزق کوشش اور جدوجہد کے نتیجے میں ملتا ہے لیکن خواص کا رزق اللہ تعالیٰ مہیا کرتا ہے۔

## استقامت

❖ راہِ فقر میں سب سے بڑی کرامت استقامت ہے۔

❖ مستقل مزاجی اور استقامت سے راہِ فقر کی مشکلات اور آزمائشوں سے گزرتے ہوئے منزل مقصود پر پہنچنا ہی سب سے بڑی کرامت ہے۔

## حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

❖ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ ازل سے ابد تک کے لیے ہے نہ کہ صرف تریسٹھ برس کے لیے۔

آپ ﷺ اس دنیا میں بشری ظہور سے قبل بھی نبی تھے اور کائنات میں باطنی طور پر موجود تھے۔ حالت بشریت میں ظہور کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی تھے اور کائنات میں باطنی اور ظاہری دونوں طرح موجود تھے اور ظاہری وصال کے بعد اب بھی آپ ﷺ باطنی حیات کے ساتھ کائنات میں موجود ہیں اور عاشقوں کو آپ دیدار مبارک سے نوازتے ہیں اور ان کی راہنمائی فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ اب کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ترجمہ ذرا غور سے پڑھیے ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں“ اس کو ہم یوں لے سکتے ہیں جو دور بھی گزر رہا ہو اس کے آپ ﷺ رسول ہیں جو گزر گیا اس کے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں اور جو گزر رہا ہے اس کے بھی آپ ﷺ رسول ہیں اور جو گزرے گا اس کے بھی آپ ﷺ رسول ہیں اور ”فعل حال مطلق“ کا صیغہ ”موجود“ کو ظاہر کرتا ہے اور رسول وہ ہوتا ہے جو ”موجود“ ہو اس لئے جو حیات النبی ﷺ کا منکر ہے وہ آپ ﷺ کا امتی نہیں ہے اور خود جھوٹا ہے اور اس کی محبت بھی ظاہری اور جھوٹی ہے۔

### عشقِ مصطفیٰ ﷺ

میرے مرشد پاک سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ ہر سال باقاعدگی سے دو مرتبہ میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی عظیم الشان محافل منعقد فرمایا کرتے تھے۔ پہلی 12-13 اپریل اور دوسری ستمبر کے پہلے ہفتہ میں۔ ان میں آپ ﷺ کی طرف سے وسیع اور عالیشان لنگر (طعام) کا اہتمام کیا جاتا جو ہر خاص اور ادنیٰ کے لیے عام ہوتا۔ اس کے علاوہ آپ سارا سال جہاں بھی جاتے اور بیٹھتے وہیں محفلِ میلاد شروع ہو جاتی ان محافل میں حمد و نعت، منقبتیں پڑھی اور شانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کی جاتی۔ محافلِ میلاد کے علاوہ آپ ﷺ نے کبھی بھی کسی دوسرے موضوع پر محفل منعقد نہیں فرمائی۔ آپ فرمایا کرتے تھے ”ہماری خواہش ہے کہ ساری زندگی اپنے آقا و مولا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف و نعت سنتے رہیں اور یہی ہماری زندگی ہے۔“ عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے بغیر زندگی فضول ہے۔ آپ نے ایک دفعہ مجھ سے فرمایا ”بھائی نجیب! یہ جو ہم زمین پر چل پھر رہے ہیں اور اتنے لوگ ہماری پیروی کر رہے ہیں، ہمارا احترام اور عزت کرتے ہیں، ہمارے ہاتھوں کو بوسہ دیتے اور بعض تو احترام میں پاؤں تک کو بوسہ دینے لگتے ہیں، یہ صرف اور صرف میرے آقا و مولا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم اور ان کی غلامی کی وجہ سے ہے ورنہ ہماری کیا حیثیت ہے؟“ مجھے نصیحت فرمائی کہ تم بھی گفتار میں، تحریر میں، تقریر میں جو بھی اللہ تعالیٰ ہنر عطا فرمائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، ان کے اہل بیت اور



صحابہ کرام کی شان بیان کرنا اور دین حق کو ہی عام کرنے کی کوشش کرنا پھر دیکھنا اللہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد تمہارے شامل حال ہوگی۔

✽ دین کی اصل اور بنیاد آقا پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق ہے جو اس سے محروم ہے اس کا دین ابولہب کا دین ہے۔

### عظمتِ اہل بیت رضی اللہ عنہم

✽ راہِ فقر میں تمام مقامات اور منازل اہل بیت رضی اللہ عنہم کے وسیلہ سے عطا ہوتے ہیں جو اہل بیت رضی اللہ عنہم کا منکر اور بے ادب ہے وہ اسلام سے خارج ہے۔

✽ عشق کی حقیقت حاصل کرنی ہو تو امامِ عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے کربلا میں کردار سے حاصل کرو اگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ایڑیاں رگڑنے سے چشمہ جاری ہو سکتا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ سے یہ بعید نہ تھا کہ آپ کے ایک اشارے سے کربلا میں چشمے جاری ہو جاتے اور فرات اپنا رخ بدل کر آپ رضی اللہ عنہ کے قدموں میں آجاتا اور یزیدی لشکر ریت میں دھنس جاتا لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے کسی لمحہ بھی اس انجام سے بچنے کی دعا نہ کی بلکہ صبر و استقلال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور سارا خاندان راہِ خدا میں قربان کر دیا اسے کہتے ہیں ”سر تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے۔“ عشق اور تسلیم و رضا کا ایسا اعلیٰ مرتبہ اولادِ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی خاصہ ہے اور امامِ عالی مقام رضی اللہ عنہ نے اس امتحان میں پورا اتر کر اس کو عملی طور پر ثابت بھی کیا۔ طالبِ مولیٰ جب بھی عشق کے میدان میں آزمائشوں اور تکالیف کی وجہ سے ڈگمگانے لگے تو ذرا سا کربلا کے میدان میں آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کے کردار کو دیکھ لے تو یہی اس کے لئے مشعلِ راہ ہوگا۔

### عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم

✽ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین امت کا سب سے اعلیٰ گروہ ممتاز طبقہ اور اعلیٰ ترین جماعت ہے۔ یہ وہ مقدس لوگ ہیں جو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک میں اس قدر فنا ہو گئے تھے کہ وہ صبغۃ اللہ یعنی اللہ کے رنگ میں رنگ گئے۔ ان سے اللہ راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ ایسے ساتھی اور طالبِ سببِ مولیٰ کسی اور نبی کو نصیب نہیں ہوئے وہ اللہ تعالیٰ کے حبیب کے ساتھی اور محرم راز بنے، انہوں نے ہر مصیبت

دکھ، تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ ہر آزمائش کا مردانہ وار مقابلہ کیا، انہیں ستایا گیا، کوڑوں کی ضربیں لگائی گئیں، دہکتے انگاروں پر لٹایا گیا۔ زنجیریں باندھ کر تپتے صحرا کی ریت پر کھینچا گیا، تختہ دار پر چڑھایا گیا، لوہے کے اوزار گرم کر کے داغے گئے، پتھروں کے نیچے دبایا گیا غرض ظلم و ستم کا ہر پہاڑ توڑا گیا لیکن یہ ظلم و ستم ان کو ان کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا نہ کر سکے۔ یہ لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے عاشق تھے کہ دن رات کا کوئی لمحہ ایسا نہ تھا جس میں یہ آپ ﷺ سے جدا ہوتے ہوں۔ یہ تعلق قبول اسلام کا معاملہ نہ تھا یہ تو عشق کا معاملہ تھا ان کے قلوب کو یہ گوارا ہی نہ تھا کہ محبوب ﷺ آنکھوں سے اوجھل ہو۔ اس عشق نے ان کے دلوں سے ہر محبت کو دھو ڈالا بس وہ تھے اور ان کا محبوب ﷺ۔

✽ صحابہ کرام کی زندگیاں طالبِ مولیٰ کے لئے مشعلِ راہ ہیں اگر روشنی حاصل کرنی ہے تو ان کی زندگیوں سے کر، اگر عشق کے متعلق جاننا ہے تو ان کی زندگیوں کو دیکھ۔

✽ صحابہ کرام کی عبادت صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار تھا۔

## سیدنا غوث الاعظم

✽ پیرانِ پیر سیدنا غوث الاعظم حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی مہر کے بغیر نہ تو کوئی راہِ فقر میں قدم رکھ سکتا ہے اور نہ ولی اور عارف بن سکتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ سر سے قدم تک انوارِ الہی میں ڈوبے ہوئے تھے اور ابتدا سے انتہا تک فقر کا بارگرا نی اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دستِ بیعت فرمایا اور آج تک امانتِ فقر آپ کے توسط سے منتقل ہوتی ہے۔ مرشدِ کامل جب طالب کی تربیت مکمل کر لیتا ہے تو اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری سے قبل پیرانِ پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا جاتا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ طالب کی تربیت فرماتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی اجازت اور مہر کے بغیر کوئی طالب مجلسِ محمدی میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ جوں جوں زمانہ گزرتا جائے گا آپ رضی اللہ عنہ کا مرتبہ بلند ہوتا چلا جائے گا۔

## حضرت سخی سلطان باھو رضی اللہ عنہ

✽ اولیاء کرام میں سب سے بلند مرتبہ عارفین کا ہے اور حضرت سخی سلطان باھو رضی اللہ عنہ عارفین کے سلطان

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سلطان الفقر کے مرتبہ پر بھی فائز ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا طالبانِ مولیٰ پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسمِ اللہ ذات کاراز عیاں کیا اور کتب کے ذریعہ اس راز کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچایا اور عام لوگوں کو راہِ فقر سے آگاہی ہوئی اس سے پہلے یہ سینہ بہ سینہ چلتا رہا۔

تمام اولیاء کرام کے مزارات سے حاجت مندوں کی ضروریات پوری ہوتی ہیں لیکن دنیا میں دو دربار ایسے ہیں جہاں سے فقر ملتا ہے فقر کا سوال کرنے والا ان درباروں سے خالی ہاتھ واپس نہیں جاتا۔ ان میں ایک پیران پیر حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے اور دوسرا سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے برصغیر میں سلسلہ سروری قادری عام کیا اور عام مشائخ اور سلاسل کی طرح چلہ کشی زہد و ریاضت کی بجائے تصور اسمِ اللہ ذات سے دیدار کا دروازہ کھولا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے در سے لاکھوں لوگوں نے فیض اور فقر پایا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فیض تا قیامت جاری رہے گا کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مصطفیٰ ثانی اور مجتبیٰ آخر زمانی فرمایا ہے۔

جب تمام سلاسل صرف ظاہری حالت میں نام کے طور پر باقی رہ جائیں گے تو حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ ہی دنیا میں نور پھیلانے گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اعلان ہے کہ اگر کوئی اللہ کا طالب ہے تو میرے در پر آئے میں اسے راہِ فقر عطا کر دوں گا آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں علم دیدار الہی کا عالم ہوں اگر کسی نے دیدار کا علم حاصل کرنا ہے تو میرے پاس چلا آئے۔

### شہبازِ عارفان حضرت سخی سلطان پیر بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر اکثر حاضری دیا کرتے تھے اور راتوں کو قیام فرمایا کرتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد اور والد سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے پیر بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر ہاتھ رکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت کیا تھا۔ اس وقت سے وصال تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معمول رہا کہ اکثر حضرت پیر بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری دیتے آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

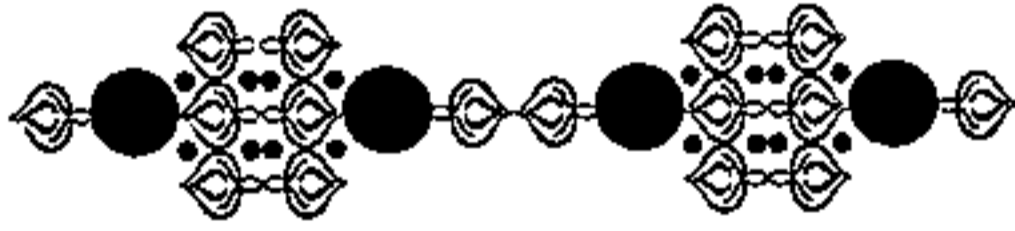
سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا تمام خزانہ فقر حضرت سخی سلطان پیر بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کر دیا ہے اس لئے جس کو بھی کچھ پانا ہو تو یہاں سے جلدی مل جاتا ہے کیونکہ حضرت پیر بہادر علی شاہ

سید حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے محبوب ہیں اور محبوب کی بات ٹالی نہیں جاتی اس لئے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ اس مزار پر تشریف لے جاتے تو سالکین کے جمگھٹے لگ جاتے۔

شہباز عارفاں پیر بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو جو مقام فقر میں حاصل ہے اگر لوگوں کو پتہ چل جائے تو ہر ایک کا رخ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی طرف ہو جائے۔

## سلسلہ سروری قادری

سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سلسلہ سروری قادری ہی حقیقی قادری سلسلہ ہے جس میں اب پیر دستگیر سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فیض جاری ہے اور چونکہ سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ قدم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہیں اس لیے سلسلہ سروری قادری بھی قدم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اسی طریق پر ہے۔ اسی لیے جب سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کو امانت کے لیے کوئی محرم راز نہ ملا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو منتخب کر کے بھجوایا۔ جب سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو کوئی محرم راز نہ ملا تو پیر عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منتخب کر کے اُن کے پاس بھیجا۔ پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے محرم راز پیر سید محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، پیران پیر سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اور خاص کر سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے منتخب شدہ تھے۔ اسی طرح میرے حضور (سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ) کی ولادت ازلی انتخاب تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے خود مزار مبارک سے نکل کر پیر سید محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کروایا۔ اس لیے جو حقیقی سروری قادری مشائخ اور سلسلہ سروری قادری کا منکر ہے وہ مردار دنیا کا طالب ہے اور مردار دنیا ہی اس کی پناہ گاہ ہے اللہ تعالیٰ نہیں۔



## فصل 19

# کرامات

کرامت دو قسم کی ہوتی ہے ایک مادی یا ظاہری دوسری روحانی یا باطنی۔ مادی یا ظاہری کرامت عوام الناس کیلئے ہوتی ہے کیونکہ ظاہر بین ظاہری کرامت کو مانتے ہیں روحانی یا باطنی کرامت خواص کیلئے ہوتی ہے اور اس کرامت کو خواص ہی جانتے ہیں۔

سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری اور باطنی کرامات بے شمار ہیں لیکن ان میں سے چند منتخب کرامات کو استفادہ کے لیے شائع کیا جا رہا ہے۔

✽ سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کو وصیت فرمائی تھی:

”بیٹا میں نے دنیا سے بہت بھلائی کی جو بھی کوئی سوال لے کر آیا میں اسے پورا ہی کرتا رہا لیکن بیٹا یہ دنیا بے وفا ہے دنیا دار وفا نہیں کرتے لہذا میرے بعد اگر تم سے کوئی اسم اللہ ذات اور معرفت الہی کا سوال کرے تو ویل کھول کر عطا کرنا اگر کوئی دنیا مانگے تو خیال کرنا۔“

اس وصیت کا اصل مقصد یہ تھا کہ جب کسی انسان کو دنیا (دولت) مل جاتی ہے تو وہ خدا تعالیٰ کو بھلا دیتا ہے کیونکہ معرفت الہی ورثہ انبیاء ہے اور دنیا اور دولت ورثہ فرعون و قارون ہے۔ اور ورثہ فرعون و قارون بھلا خدا کی طرف کیسے راغب ہونے دیتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ جب بھی کوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں کاروبار، اولاد یا کسی اور دنیاوی کام کے لیے حاضر ہوتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے پہلے اسم اللہ ذات پاک لے، لو اس کا ذکر اور تصور کرو ذات باری تعالیٰ کو پہچانو تمہارا یہ دنیاوی مسئلہ خود بخود حل ہو جائے گا گویا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے طالبان دنیا کو پہلے طالبان مولیٰ بنایا پھر انہیں مطلوب تک پہنچایا۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

✽ سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ فرمایا تھا ”میرا بیٹا محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ فقر کو اس طرح سنبھالے گا کہ قیامت تک اس طرح فقر کو کوئی نہیں سنبھال سکے گا۔“

واقعی یہ قول حق ثابت ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی گنہامی و خمول میں گزاری، شہرت اور ذرائع ابلاغ سے ہمیشہ دور رہے۔ اور نہ ہی ایسی کوئی کرامت ظاہر فرمائی جو پوری دنیا میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت بلند کر دیتی۔ دنیا دار ملتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دنیا دار سمجھتا آپ رحمۃ اللہ علیہ اس سے برتاؤ بھی اسی کے مطابق کرتے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پہچان صرف طالب مولیٰ کو حاصل ہوئی اور طالب مولیٰ ہی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پہچانا۔ اصل میں مرشد کامل کی ذات آئینہ کی طرح شفاف ہوتی ہے اس میں ہر شخص کو اپنی ہی صورت دکھائی دیتی ہے اور اسی کے مطابق اس کی پہچان بھی حاصل ہوتی ہے دنیا دار کو اس ذات میں دنیا دار ہی دکھائی دے گا اور صرف طالب مولیٰ کو ہی اس میں حق دکھائی دے گا۔ جیسا کہ حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ ایک حکایت میں بیان فرماتے ہیں:-

”ایک بادشاہ کسی مرشد کامل کا مرید تھا، اُس نے کسی سے کہا کہ جا کر میرے مرشد کو دیکھ کر آؤ کہ وہ کیا کر رہا ہے؟ وہ آدمی گیا اور دیکھا کہ مرشد کے مصلے پر کتا بیٹھا ہے۔ اس نے بادشاہ کو اپنے مشاہدہ سے آگاہ کیا۔ بادشاہ نے کہا کہ کسی اور کو بھیج کر پتہ کرو۔ ایک دوسرے آدمی کو بھیجا گیا۔ وہ گیا اور دیکھا کہ مرشد کے مصلے پر خنزیر بیٹھا ہے۔ اس نے آکر اپنا مشاہدہ بیان کیا تو بادشاہ خود چلا گیا اور دیکھا کہ مصلے پر اس کا مرشد خود بیٹھا ہے۔ اس نے مرشد سے یہ حقیقت بیان کی تو مرشد نے کہا کہ اے بادشاہ! جس نے میرے بجائے مصلے پر کتے کو دیکھا وہ ایک طالب دنیا تھا اور جس نے میرے بجائے خنزیر کو دیکھا وہ ایک دیوث (بیوی کی دلالی کھانے والا) تھا۔ فقیر باہو کہتا ہے کہ فقراء آئینے کی مثل ہوتے ہیں اس لیے دیکھنے والا نہیں جس صورت میں دیکھتا ہے وہ اس (دیکھنے والے) کی اپنی ہی صورت ہوتی ہے۔“ (بحکم الفقر کلاں)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جیسی صفات کا انسان خود حامل ہوتا ہے وہ اسی طرح ولی کامل میں خود کو دیکھتا ہے کیونکہ ولی کامل ایک آئینہ ہوتا ہے اور سلطان الفقر تو وہ شفاف آئینہ ہے جس میں عکس بالکل واضح نظر آتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہی کرامت بہت بڑی ہے کہ لاکھوں لوگوں کو معرفتِ الی اللہ تک پہنچایا لیکن ذرائع ابلاغ اور شہرت سے دور رہے۔

✽ یہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کرامت ہے کہ جب اس عاجز نے 1997 میں معرفتِ حق تعالیٰ کے لیے زہد و ریاضت اور مختلف وظائف کا ذکر شروع کیا جو آہستہ آہستہ اسماء الحسنیٰ کے ذکر تک پہنچ گیا پھر یہ عاجز اسم اللہ ذات کے ذکر تک پہنچ کر رک گیا۔ اسم اللہ کا ذکر تو زبان ہی سے کیا کرتا تھا لیکن یہ خیال دل میں جڑ پکڑ



گیا کہ اس کا طریقہ کوئی اور ہے اور اس کے لیے کسی مرشدِ کامل قادری کی ضرورت ہے اس کی راہنمائی کے بغیر سب کچھ ناممکن ہے۔ ایک رات خواب میں سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رضی اللہ عنہ کی زیارت ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”بیٹا! ہم تمہارا انتظار کر رہے ہیں چلے آؤ۔“ لیکن کہاں جاؤں؟ نہ اتنے پتہ معلوم نہ ٹھکانہ۔ اس صورت کی تلاش میں بہت سے مزارات، درباروں اور مختلف مرشدوں کے پاس گیا مگر خواب والی صورت نظر نہ آتی تھی ایک ماہ اسی بے قراری میں گزر گیا۔ پھر ایک رات سلطان الفقیر (ششم) دوبارہ خواب میں نظر آئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے قریب پڑے ہوئے ایک پرانے صندوق کو کھولا اس میں سے سنہرے رنگ کا اسم اللہ ذات نکل کر بلند ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کے قریب سورج کی طرح چمکنے لگا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹا بہت محنت کر لی اب چلے آؤ اور اسم اللہ ذات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ”تمہاری یہ امانت کب سے ہمارے پاس تمہارا انتظار کر رہی ہے اور ہم خود کب سے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔“ اس خواب کے صرف دو دن بعد بھائی نوید شوکت کا فون آیا اور کہا کہ وہ اپنے مرشد کے پاس جا رہے ہیں کیا ان کے ساتھ چلیں گے؟ میں تو پہلے ہی ہر روز صبح تیار ہو کر نکل جاتا تھا تلاشِ مرشد کے لیے۔ دفتر سے غائب۔ عجیب صورت حال تھی۔ 12۔ اپریل 1998 کا دن تھا۔ سلطان الفقیر کی بارگاہ میں بھائی نوید شوکت اور بھائی ساجد حسین کے ساتھ پہنچ گئے۔ آپ کے کمرہ کے باہر بہت بڑا ہجوم تھا۔ کوئی بس نہ چلتا تھا۔ میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رضی اللہ عنہ کے محل پاک پر چلا گیا اور جا کر عرض کی ”حضور اب تو تھک چکا ہوں مہربانی فرمائیں۔“ وہاں کچھ وقت گزار کر پھر واپس سلطان الفقیر کے کمرہ کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور آخر تھک کر آپ رضی اللہ عنہ کے کمرہ کے سامنے والے پلاٹ میں بیٹھ گیا کہ اگر قسمت میں ہوگا تو بلا لیں گے کہ اتنے میں دروازہ کھلا اور آپ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ مجید نے آواز لگائی کہ لاہور سے جو نیا ساتھی بھائی نوید شوکت اور بھائی ساجد حسین کے ساتھ آیا ہے اُسے حضور یاد فرما رہے ہیں۔ یہ سننا تھا کہ دل کی کلی کھل اٹھی۔ فوراً اٹھ کر دوڑا۔ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا سامنے پلنگ پر خواب والی صورت نظر آئی۔ فوراً ہاتھوں کو بوسہ دیا اور قدموں میں بیٹھ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”آگئے ہو“ ان الفاظ کو بھری محفل میں میرے سوا کسی نے نہ سنا۔ بیعت کی درخواست کی تو سلطان الفقیر نے فرمایا ”بیعت کرتے ہیں اب اتنی جلدی کیا ہے۔“ یہ تقریباً ظہر کا وقت تھا آپ رضی اللہ عنہ نے بعد نماز مغرب بیعت فرمایا بیعت کے بعد دست بوسی کرتے ہوئے ایسی نگاہ ڈالی کہ دل کی دنیا ہی بدل ڈالی۔ جی چاہتا تھا کہ بار بار آپ رضی اللہ عنہ کا دیدار ہی کرتا رہوں وہ دن اور آج کا دن زندگی کا ہر لمحہ آپ رضی اللہ عنہ کے عشق اور آپ رضی اللہ عنہ کی ڈیوٹی سے عبارت ہے۔

✽ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے بڑی کرامت تو یہ خادم ہے۔ جو لوگ میرے بیعت (12- اپریل 1998) ہونے سے پہلے مجھے جانتے تھے وہ بیعت کے بعد دیکھتے تو حیران رہ جاتے کہ اس انسان کی فطرت کیسے بدل گئی میں نے خود اس حقیقت کو کئی دفعہ تحریر کیا ہے:-

میں ہوں کون..... میں کیا اور میری ذات کیا؟ اور زندگی کا مقصد صرف دنیا تک محدود!.....  
شب و روز یکساں..... صرف ضروریات زندگی کا حصول مقصد حیات..... انسان کے مقصد حیات سے بے خبر دنیاوی زندگی کو خوشحال اور آرام دہ بنانے کی جدوجہد..... زیادہ سے زیادہ دنیاوی مال و متاع میں اضافہ کرنے کی فکر..... یہ تھی میری زندگی..... ایک دن اللہ پاک کی نگاہِ رحمت..... اس گناہ گار پر پڑی..... اور تقدیر نے پکڑ کر سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچا دیا..... نگاہ سے نگاہ ملی..... دنیا بدل گئی..... یار نے یار کو پہچان لیا..... 12- اپریل 1998 (15- ذوالحجہ 1418ھ) اتوار کی شام..... بعد نماز مغرب..... آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کر کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی کا طوق گلے میں ڈالا..... میری زندگی کا سب سے پرست اور قیمتی لمحہ یہی تھا..... آپ کی نگاہ پڑی اور میری زندگی کا زاویہ نظر تبدیل ہو گیا۔

آہستہ آہستہ دنیا کے شکنجے سے نکال کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حقیقت سے روشناس کرایا۔ 12 اپریل 1998 سے 26 دسمبر 2003ء..... آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال تک ظاہری ساتھ رہا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ اسم اللہ ذات کی امانت اس خادم کے سپرد کر کے عالم جاودانی کی طرف رخصت ہو گئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی ہی میری زندگی کا اصل حاصل ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں میری یہ حالت ہوتی تھی کہ دس پندرہ دن تک آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات نہ ہو تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ جسم سے روح نکل چکی ہے دل میں نور ایمان کم ہوتا محسوس ہوتا اور دنیا کی لذتیں اپنی طرف کھینچنے لگتیں لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہی دل میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا ایک سمندر موجزن ہو جاتا دنیا اور خواہشات دنیا سے نفرت محسوس ہونے لگتی تھی۔ میری ذات کو اور اسی طرح لاکھوں طالبوں کی ذات کو یکسر تبدیل کر دینا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ناقابل فراموش کرامت ہے۔

✽ اسم اللہ ذات ”توحید“ ہے اور یہ بیچ کی صورت میں انسانی قلب میں موجود ہے مرشد جب اس کے

12- اپریل 1998ء کو 14- ذوالحجہ تھی چونکہ بیعت نماز مغرب کے بعد ہوئی تھی اور اسلامی تاریخ مغرب کے وقت تبدیل ہوتی ہے اس لیے سن ہجری کے مطابق 15- ذوالحجہ 1418ھ درست تاریخ ہے۔ اور پھر 12 اپریل آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا دن اور 13 اپریل آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مسند تلقین دارشاد پر فائز ہونے کا دن بھی ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

ذکر اور تصور کا حکم دیتا ہے اور اپنی نگاہِ خاص سے اسمِ اللہ ذات کے وسیلہ سے طالب کے قلب پر نگاہ ڈالتا ہے تو یہ بیج پھوٹ نکلتا ہے پھر مرشد اس کی آبیاری کرتا ہے اور پھر یہ انسانی قلب میں ذاتِ حق کے جلوہ کی صورت میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ اسمِ اعظم کے اس دینے اور خزینے کو سلطان الفقر حضرت نخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے جنسِ نایاب سے جنسِ ارزاں بنا دیا۔ اسمِ اعظم (اسمِ اللہ ذات) کے راز کو خلقِ خدا پر اس قدر کھولا کہ ماضی میں اس کی مثال نہیں ملتی اور لاکھوں دلوں کو نورِ حق سے منور فرمایا۔ ورنہ ماضی میں سالہا سال زہد و ریاضت، چلہ کشی اور ورد و وظائف کے بعد اسمِ اعظم عطا کیا جاتا تھا۔ بقول حضرت شیخ موید الدین جندی ”اسمِ اعظم جس کا ذکر مشہور ہو چکا ہے اور جس کا چھپانا لازم اور ظاہر کرنا حرام ہے“ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ظاہر کرنا لازم اور چھپانا حرام کر دیا۔ کیونکہ زمانہ اب اس نہج اور مقام پر پہنچ چکا ہے کہ اب لوگوں کے پاس اتنا وقت نہیں کہ اسمِ اعظم حاصل کرنے کے لیے زہد و ریاضت، چلہ کشی اور ورد و وظائف کرتے پھریں اب تو اسمِ اللہ ذات کی دعوت کی طرف بھی بڑی مشکل سے لوگ متوجہ ہوتے ہیں۔ یہی کرامت آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دوسرے تمام اولیاء اور مشائخ سے ممتاز کرتی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے معرفتِ حق تعالیٰ (فقر) کا راستہ سالک کے لیے بہت آسان اور مختصر کر دیا۔

✽ ملک صفدر حسین صاحب چکوال کے رہائشی ہیں اور آپ ہی وہ شخص ہیں جن کو سلطان الفقر حضرت نخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد کے وصال کے 25 دن بعد گھر سے باہر نکلنے پر بیعت فرمایا تھا، وہ بنک مینجر تھے۔ وہ بتاتے ہیں: ”میرے ایک دوست کا تعلق سرگودھا سے تھا بڑے عیاش آدمی تھے۔ بڑے زمیندار تھے۔ شراب و شباب کے رسیا۔ میں کچھ عرصہ ان کے ساتھ سرگودھا رہا۔ ہماری دوستی ہو گئی پھر میں سرگودھا سے تبادلہ کے بعد خوشاب آ گیا۔ کافی عرصہ ہماری ملاقات نہ ہوئی۔ طویل عرصہ بعد ملاقات ہوئی تو میں الیاس کو دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ مسلسل شراب نوشی نے اسے جسمانی ہی نہیں دماغی مریض بھی بنا دیا تھا۔ اس دوران میں نے سلطان الفقر ششم حضرت نخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کر لی تھی اور میری زندگی میں انقلاب آچکا تھا۔ دوستی کا تقاضا یہ تھا کہ میں اپنے دوست کو تباہی اور بربادی سے بچاؤں۔ میں نے اسے راغب کرنے کی کوشش کی تو الیاس نے کہا ”چھوڑو میں ان فضول چکروں میں نہیں پڑتا“ میں بضد ہوا کہ کم از کم ایک مرتبہ تم میرے مرشد (رحمۃ اللہ علیہ) سے مل لو۔ میرے اصرار پر الیاس رضا مند ہو گیا۔ میں اسے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گیا اور عرض گزاری کہ میرے اس دوست پر توجہ فرمائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ایک نظر الیاس کی طرف دیکھا۔ حیرت انگیز طور پر الیاس اپنی جگہ سے قریباً اچھل کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گرا اور بچوں کی

۱ تفسیر روح البیان جلد اول

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

طرح سکیاں لے لے کر رونے لگا، حضور ﷺ نے اسے تسلی دی اور میں الیاس کو باہر لے آیا۔ میں باہر آیا تو الیاس بصد ہوا کہ مجھے فوراً آپ ﷺ کی بیعت کرواؤ۔ میں نے کہا ابھی ٹھہر جاؤ لیکن وہ کہاں ٹھہرنے والا تھا اُس نے مجھ سے پوچھا ”صفدر! تم کتنے عرصہ سے بیعت ہو؟“ میں نے کہا ”چار سال سے۔“ الیاس نے کہا ”تمہیں چار سال میں کچھ نظر نہیں آیا کچھ دکھائی نہیں دیا۔ مجھے تو جب آپ ﷺ نے ایک نظر دیکھا تو سب کچھ مجھ پر روشن ہو گیا تھا۔“ میں خاموش رہا۔ الیاس کی کیفیت یک لخت بدل گئی بیعت کے لیے بصد تھا۔ میں نے دوبارہ عرض گزاری کہ حضور سے بیعت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ظہر کے بعد کا وقت دیا اور الیاس کو بیعت کر لیا۔ جب الیاس بیعت ہوا تو اس کی آنکھوں پر قریباً آخری نمبر کی عینک لگی تھی، عجیب و غریب دورے پڑا کرتے تھے۔ شراب کے بغیر ایک پل زندہ رہنا اس کے لیے ناممکن تھا۔ لیکن حیرت انگیز طور پر بیعت کے فوراً بعد نارمل ہو گیا۔ عینک اتر گئی۔ داڑھی رکھ لی۔ چہرہ نورانی ہو گیا۔ تمام جسمانی بیماریاں ختم ہو گئیں اور اب وہ ایک مکمل بدلا ہوا انسان تھا۔ کوئی دیکھے تو یقین نہیں آتا تھا۔ یہ ہے میرے مرشد کی نگاہِ کامل کا کمال۔ (صاحبِ لولاک)

نوٹ: یہ وہی الیاس صاحب ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کے سلطان الفقیر ہونے کا اعلان کیا تھا اور صاحبِ مجاز ہوئے۔

✽ ملک صفدر کہتے ہیں: میں اپنے مرشد سے کھل کر کبھی کوئی فرمائش نہیں کرتا تھا کیونکہ میرا ایمان ہے کہ وہ ہمارے دلی معاملات سے آگاہ ہیں۔ میری شادی کو کافی عرصہ ہو گیا اور کوئی اولاد نہیں تھی۔ میں نے اسے اپنی قسمت جان کر قبول کر لیا اور کبھی اس طرف قیاس ہی نہ گیا۔ ایک مرتبہ میری قائد آباد تعیناتی تھی تو میرے مرشد پاک ﷺ میرے ہاں تشریف لائے میرے ساتھ میرا ایک بھتیجا موجود تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کون ہے؟ میں نے عرض کی کہ میرا بھتیجا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا تمہارا بیٹا نہیں؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں حضور۔ فرمایا کہ بتایا ہی نہیں تم نے..... میں نے عرض کی حضور آپ سے کیا پوشیدہ ہے؟ اس پر آپ ﷺ نے توقف فرمایا۔ حاضرین پر نگاہ ڈالی اور کہا سب مل کر دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ صفدر حسین کو بیٹا عطا فرمائے۔ سب نے دعا کی آپ ﷺ نے آمین کہا اور آپ کی روانگی کے ایک ہفتہ بعد اللہ نے مجھے میڈیکل ٹیسٹ کے ذریعے اس خوشخبری کا یقین دلا دیا۔ (صاحبِ لولاک)

✽ یہی ملک صفدر صاحب فرماتے ہیں: پہلاں میں میرے ایک ہمسائے بڑے اچھے دوست تھے وہ ذرا پڑھے لکھے آدمی تھے اور میں ان کے سامنے اکثر اپنے حضور مرشد پاک کے فضائل بیان کرتا رہتا تھا۔ ایک روز مجھے کہنے لگے ”صفدر صاحب آپ کی باتیں تو ٹھیک ہیں لیکن یہ پیر لوگ خلافِ شرع بہت کام کرتے ہیں اپنے

مریدین سے سجدے کرواتے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ ایک مرتبہ میری درخواست پر میرے مرشد سے مل تو لیں وہ صاحب راضی ہو گئے۔ ہم دونوں آپ کی خدمت میں دربار شریف پہنچے۔ میں نے مہمان کا تعارف کروایا اور ابھی صرف ان کا نام ہی بتایا تھا کہ ایک مرید اندر آ گیا اور اُس نے واقعی جھکتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سلام کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے کندھے سے پکڑ کر اٹھایا اور فرمایا ”یاد رکھو کہ سجدہ صرف اللہ کے سامنے کیا جاتا ہے۔ اللہ کے علاوہ کسی اور کو سجدہ کرنا کفر ہے۔“ میرا ساتھی حیران رہ گیا کیونکہ ہم نے مرشد پاک سے اس سلسلے میں ظاہراً کوئی بات ہی نہیں کی تھی۔ اُس نے میرے کان میں سرگوشی کی اور درخواست کی کہ اسے ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کرواؤں۔ میں نے عرض گزاری اور حضرت سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے بیعت کر لیا۔ (صاحب لولاک)

✽ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ میانوالی میں ہرنولی موڑ کے قریب ”بالا“ تشریف لے گئے وہاں ایک مرید کا بیٹا فوت ہوا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ اس بچے کی قبر پر گئے اور تھوڑی دیر بعد اس کے والد سے فرمایا کہ ہم نے تیرے بیٹے کے دل پر اسم اللہ ذات نقش کر دیا ہے۔ حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ رسالہ روحی شریف میں فرماتے ہیں ”ہمیں کیا زندہ، کیا مردہ، کیا مسلم، کیا کافر سب کو تلقین کا حکم ملا ہے۔“ یہ واقعہ اس قوت اور تصرف کی ادنیٰ سی مثال ہے۔ (ماہنامہ مرآة العارفین نومبر 2007)

✽ محمد شاہ ساکن چک ٹوانہ کہتے ہیں کہ میں بابو جی سرکار کا مرید ہوں۔ میرا ایک نواسہ تھا جو بول نہیں سکتا تھا۔ کئی بار گولڑہ شریف لے کر گیا لیکن اس کو آرام نہ آیا حتیٰ کہ اس کی عمر پانچ سال ہو گئی اچانک ہمارے گاؤں میں سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے میں نے حق باہو رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پاک سمجھ کر عرض کی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جو نبی اس بچے کی طرف نگاہ اٹھائی بچے کے منہ سے نکلا ”حق ھو“ اور اسکی آواز جاری ہو گئی۔ (ماہنامہ مرآة العارفین نومبر 2007ء)

✽ سید امیر خان نیازی مرحوم و مغفور سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی رہے۔ نیازی صاحب کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حکم فرمایا ”نیازی صاحب حضور سلطان صاحب کی کتاب عین الفقہ کا ترجمہ فرمائیں۔“ نیازی صاحب نے عرض کیا ”حضور میں فارسی نہیں جانتا۔“ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ فرمایا ”نیازی صاحب بسم اللہ کریں۔“ یوں نیازی صاحب سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کے ایسے مترجم بن گئے کہ نیازی صاحب کے تراجم کے سامنے بڑے بڑے مترجم بے بس نظر آتے ہیں۔

✽ حاجی محمد نواز صاحب (تلمبہ میاں چنوں) اور علامہ عنایت اللہ (کڑی خیور ڈیرہ، اسماعیل خان) نہ تو کسی مدرسہ

سے تعلیم یافتہ ہیں اور نہ ہی کسی عالم سے علم حاصل کیا ہے ان دونوں کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہِ کامل سے علمِ قرآن اور علمِ تفسیر حاصل ہوا۔

✽ صوفی اللہ دتہ صاحب جھنگ والے ان پڑھ تھے اور قصاب کا کام کرتے تھے نہ دین کا پتا تھا نہ دنیا کا۔ سلطان الفقیر رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچے تو بڑے مقرر بنے اور سلطان الفقیر کی زندگی میں میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عرسِ پاک کی ہر محفل میں نقابت کے فرائض اس طرح انجام دیتے کہ بڑے بڑے لوگوں کو حیران کر دیتے۔

✽ ایک دفعہ اس خادم کا تبادلہ کسی دوسری جگہ ہو گیا۔ میں چونکہ دنیاوی معاملات کو حضور مرشدِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پیش نہیں کرتا تھا اس لیے خاموش رہا۔ حاجی محمد نواز صاحب مجھے ملنے کے لیے میری پرانی تعیناتی کی جگہ تشریف لے گئے تو میں ان کو وہاں نہ ملا۔ انہوں نے جا کر حضور مرشدِ پاک کی بارگاہ میں عرض کیا کہ نجیب صاحب کا تبادلہ ہو گیا ہے اسی شام آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فون آیا اور فرمایا بھائی نجیب الرحمن سنا ہے کہ آپ کا تبادلہ ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کیا حضور اللہ پاک جہاں رکھے وہاں خوش رہنا چاہیے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا پرانی والی جگہ ٹھیک ہے وہاں تم کرسی پر بیٹھ کر آرام سے کام کرتے ہو ہمیں خوشی ہوتی ہے ہم تمہیں تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے۔ تھوڑی سی ظاہری کوشش کرو انشاء اللہ تبادلہ منسوخ ہو جائے گا۔ اب میں ظاہری کوشش کیا کرتا، سوچا صبح دیکھیں گے۔ صبح آفس پہنچا تو 2 بجے کے قریب دفتر سے اطلاع آئی کہ نجیب الرحمن صاحب آپ کا تبادلہ منسوخ ہو گیا ہے پرانی جگہ واپس آجائیں۔

✽ بھائی نوید شوکت کے ایک رشتہ دار 21 سکیل کے افسر ممبر سی بی آر (اب ایف بی آر) تھے انہوں نے خاندانی دشمنی میں نوید صاحب کا تبادلہ ملتان کر دیا۔ اس وقت اوچھالی شریف ضلع خوشاب میں میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پروگرام ہو رہا تھا۔ حضور مرشدِ پاک کو پتہ چلا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ تو بہت بُرا ہوا۔ خیر میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختتام پر جب بھائی نوید شوکت واپسی کے لیے اجازت لینے گئے تو حضور مرشدِ پاک نے فرمایا کہ کہاں جا رہے ہو۔ تو بھائی نوید شوکت نے عرض کیا کہ پہلے لاہور گھر جاؤں گا اس کے بعد ملتان چلا جاؤں گا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہیں اسلام آباد چلے جاؤ اتنی بات کہہ کر آپ دوسرے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو گئے بھائی نوید شوکت حیران و پریشان وہاں سے نکلے اور گاڑی کو اسلام آباد کی طرف موڑ دیا اور سیکرٹری ایڈمن سی بی آر کے پاس سیدھے چلے گئے اور اپنے تبادلے کے متعلق عرض کیا۔ سیکرٹری نے کہا کہ ممبر صاحب کے حکم سے ہوا ہے۔ نوید صاحب نے کہا کہ میں تو ملتان نہیں جانا چاہتا مجھے تبادلہ کی وجہ بتائی جائے۔ تو سیکرٹری صاحب نے کہا کہ بھائی اگر تم نہیں جانا چاہتے تو تبادلہ منسوخ کر دیتے ہیں یوں بھائی نوید



شوکت اسلام آباد سے تبادلہ کی منسوخی کے آرڈر لے کر آئے (یہ واقعہ 1997ء کا ہے)۔

✽ خانوادہ سلطان باھو کے ایک فرد جو ایوب خان کے دور سے ہر انتخاب میں کامیاب ہوتے آرہے تھے اور وزیر مملکت اور پارلیمانی سیکرٹریوں کے عہدوں پر بھی متمکن رہے تھے، نے 1997ء کے الیکشن میں بھی حصہ لینے کا ارادہ کیا اور اس کا اعلان برادری کے ایک اجتماع میں کیا۔ سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ اس اجتماع میں ایک ہار اُس کے گلے میں ڈالنے کے لیے اپنے ساتھ لے کر گئے تھے، جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے گلے میں ہار پہنانا چاہا تو اس نے متکبرانہ انداز میں کہا کہ مجھے آپ کے ہار کی ضرورت نہیں ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ مبارک جھٹک کر ہٹا دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پاس کھڑے خانوادہ سلطان باھو کے ایک اور فرد اور صاحبزادے کے گلے میں وہ ہار پہنادیا اور فرمایا ”اللہ تعالیٰ تمہیں کامیابی مبارک کرے“ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سخی سلطان پیر محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر تشریف لے گئے اور کافی دیر تنہا مزار مبارک کے اندر کمرے میں رہے۔ باہر آ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان فرمایا کہ نہ صرف ہمارے منتخب کردہ صاحبزادے بلکہ اس کی پارٹی بھی بھاری اکثریت سے جیتے گی اس کا وعدہ ہم سے پیر صاحب نے فرمایا ہے۔ یہ اعلان آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت فرمایا تھا جب کہ ابھی کاغذات نامزدگی تک داخل نہیں ہوئے تھے۔ یہ عاجز 1998ء میں بیعت ہوا تھا اس لیے اس واقعہ کا شاہد تو نہیں لیکن سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زبان مبارک سے کئی دفعہ یہ واقعہ سنایا تھا۔ وہ صاحبزادے جنہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ مبارک جھٹکا تھا نہ صرف اس سال انتخابات میں بڑی طرح ہار گئے بلکہ اس کے بعد سے لے کر اب تک ہونے والے کسی انتخاب میں کامیاب نہیں ہو سکے اور ایک خاتون سے مسلسل ہارتے چلے آرہے ہیں۔ مشرف کے دور میں ہونے والے انتخابات میں اپنے خاندان والوں کے کہنے پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری طور پر اس صاحبزادے کی انتخابی مہم چلائی کیونکہ وہ خود چل کر آیا تھا۔ جس زور و شور سے آپ رحمۃ اللہ علیہ انتخابی مہم چلا رہے تھے اس عاجز نے اپنے نزدیک ساتھیوں کو بتا دیا تھا کہ یہ کبھی انتخاب نہیں جیت سکے گا کیونکہ یہ ظاہر کو دیکھتا ہے باطن کو نہیں اور سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسے ظاہر ہی دکھا رہے ہیں کاش یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کو سمجھ جاتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ ظاہری مہم نہ چلانا پڑتی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا ہی کافی ہوتا۔ وہی ہوا جس خدشہ کا اظہار اس خادم نے کیا تھا وہ صاحبزادہ صاحب انتخاب بڑی طرح سے ہار گئے بلکہ اب تک ہارتے چلے آرہے ہیں۔

✽ محمد سعید صاحب لاہور میں کپڑے کا کاروبار کرتے تھے۔ اس نے رسالہ ”آفت العارفین“ پر سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی تصویر دیکھ لی دل بے قرار ہو گیا۔ بیڈن روڈ پر بھائی محمد الیاس کی دکان پر آیا

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

تو وہاں فریم میں سلطان الفقیر کی تصویر پھر دیکھی تو بیقراری اور بڑھ گئی اور رونا شروع کر دیا اور کہنے لگا کہ مجھے ابھی سلطان الفقیر رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں لے چلو۔ لاکھ سمجھایا کہ کچھ دنوں بعد بس جائے گی چلے جانا لیکن اس کا کہنا تھا کہ ابھی جانا ہے کار کرایہ پر لے کر بھائی الیاس اُسے حضور سلطان الفقیر رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں لے گئے تمام راستے روتا رہا۔ سلطان الفقیر کی بارگاہ میں پہنچا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر نظر پڑتے ہی پاگلوں کی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں سے لپٹ گیا۔ بیعت ہوا اسم اللہ ذات لیا۔ زندگی کی کایا ہی پلٹ گئی۔ کہاں وہ سعید کہاں اب یہ اصل سعید۔ بعد میں اُس نے سلطان الفقیر کا تعارف کرانا زندگی کا مشن بنا لیا۔

❁ کئی نشہ کرنے والے، آوارہ گرد نو جوان آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچے تو راہِ حق کے مبلغ بن گئے اس سلسلہ میں رنگ پور قصور سے شاہد، جو اب وفات پا چکے ہیں، ہیروئین کے عادی تھے اور گھر والے اُن کی اس عادتِ بد سے بہت تنگ تھے۔ اُن کے بھائی مظہر الحق صاحب اُنہیں حضور سلطان الفقیر رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں لے گئے اور نگاہِ کرم کی درخواست کی، بیعت ہوا اور تربیت لے کر صدر (اصلاحی جماعت میں مبلغ کو صدر کہا جاتا تھا) بن گیا اور لوگوں کو راہِ حق کی دعوت دینے لگا اسی حالت میں اس کا انتقال ہوا۔

❁ رنگ پور قصور کے بھائی لیاقت علی صاحب ایک عجیب مصیبت اور پریشانی کا شکار تھے اُن کی شادی اُن کی فرسٹ کزن سے ہوئی تھی اور اس شادی (Cousin Marriage) کی وجہ سے اُن کے بچے معذور پیدا ہوتے تھے اور کچھ عرصہ بعد فوت ہو جاتے تھے سلسلہ کچھ یوں تھا کہ بچے پیدا ہوتے وقت اچھے ہوتے کچھ عرصہ بعد اُن کا قد بڑھنا بند ہو جاتا جسم کمزور پڑنا شروع ہو جاتا۔ آخر معذور ہو کر بستر پر لیٹ جاتے اور آہستہ آہستہ موت کے منہ میں چلے جاتے۔ بھائی لیاقت نے اپنا اپنی بیوی اور بچوں کا ٹیسٹ اور علاج لاہور اور کراچی کے مشہور چائلڈ سپیشلسٹ اور گائناکالوجسٹ سے کرانے کی کوشش کی اور ہر طرف سے یہی جواب ملا کہ اس بیماری کا پوری دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے دوسری شادی کر لو۔ بیوی نے بھی دوسری شادی کی اجازت دے دی۔ لیکن لیاقت کا دل دنیا سے اکتا چکا تھا۔ یہی وجہ اُسے سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں لے گئی۔ وہاں صرف اللہ تعالیٰ کی پہچان کے لیے بیعت کی اور اسم اللہ ذات حاصل کیا اور دل کو اللہ تعالیٰ کی پہچان کے لیے اسم اللہ ذات پر مرکوز کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد ہی رازِ الہی منکشف ہو گیا۔ جب اس نے رضائے الہی پر سر تسلیم خم کر کے خود کو صرف اللہ تعالیٰ کی محبت میں غرق کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی دنیاوی پریشانی کو ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ ایک دن سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ رنگ پور قصور لیاقت علی کے گھر تشریف لے گئے اور بچوں کے بارے میں پوچھا تو لیاقت علی نے تفصیل بتائی اور عرض کیا پانچ فوت ہو چکے ہیں ایک بستر مرگ پر ہے۔ اس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے

فرمایا جو پہلے ہو چکا سو ہو چکا مگر اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تمہارے ہاں اولاد بالکل صحیح اور تندرست پیدا ہوگی اور تندرست ہی رہے گی اور ایسا ہی ہوا۔ اس کے بعد بھائی لیاقت علی کی جو اولاد بھی ہوئی بالکل تندرست اور صحیح سلامت ہے حضرت نخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے حق فرمایا ہے کہ کامل فقیر قادری ہر کام پر قادر ہوتا ہے۔

✽ ملک اعجاز کا تعلق آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت پرانا ہے کچھ دور کی رشتہ داری بھی ہے وہ فرماتے ہیں ”میرے والد کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کرنل صاحب کہا کرتے تھے ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نوشہرہ (وادی سون سکیسر) میں میرے نزدیکی گاؤں تشریف لائے وہاں بارش نہیں ہو رہی تھی لوگوں نے بارش کے لیے دعا کی التجا کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کرنل صاحب پر پانی ڈالیں اللہ تعالیٰ بارش کر دے گا لوگوں نے والد صاحب پر پانی ڈالا لیکن بارش نہ ہوئی۔ اگلے دن عرض کی تو فرمایا تم لوگوں نے پانی کم ڈالا ہوگا۔ ہم نے والد صاحب پر خوب پانی ڈالا اگلے روز ایسی موسلا دھار بارش ہوئی جو اس سے پہلے کبھی دیکھنے سننے میں نہیں آئی تھی۔ اللہ کی مشیت کچھ عرصہ بعد والد صاحب سرگودھا تشریف لائے اور وہاں ان کی وفات ہو گئی حضور سلطان محمد اصغر علی والد صاحب کی وفات کے کچھ دنوں بعد اس علاقے میں گئے تو نزدیکی گاؤں کے لوگ آگئے اور بارش کے لیے دعا کی درخواست کی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے تمہیں بارش کا نسخہ دے دیا ہے۔ میں نے عرض کی والد صاحب تو اب اس دنیا میں نہیں رہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ان کی قبر پر دو گھرے پانی ڈالو۔ ہم نے ایسا ہی کیا اور وہاں بھی موسلا دھار بارش ہو گئی اور تین دن مسلسل بارش ہوتی رہی بعد میں لوگوں کے ہاتھ میں یہ نسخہ آ گیا وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتے اور اجازت لے کر کرنل محمد حسین صاحب کی قبر پر پانی ڈالتے تو بارش شروع ہو جاتی۔ (صاحب لولاک)

✽ بھائی نوید شوکت کے گھر کے کام کاج کے لیے ان کی خوش دامن نے گوجرانوالہ سے ایک نوکرانی بھیجی جو کچھ دنوں بعد غائب ہو گئی۔ اب اس نوکرانی کے گھر والوں نے نوید شوکت صاحب کے اہل خانہ کو تنگ اور بلیک میل کرنا شروع کر دیا کہ ان کی لڑکی انہوں نے غائب کی ہے ایک دن ان کا پورا خاندان نوید صاحب کے گھر آ کر بیٹھ گیا۔ نوید صاحب نے حضور مرشد پاک سلطان الفقیر رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں کبھی دنیاوی مسئلہ پیش نہیں کیا تھا لیکن اس دن ان کی اہلیہ نے ان کو مجبور کیا کہ یہ مسئلہ حضور مرشد پاک کی بارگاہ میں عرض کرو کیونکہ لڑکی کے والدین اغوا کا پرچہ کٹوانے کی دھمکی دے رہے ہیں۔ نوید صاحب نے مجبوراً حضور مرشد پاک کو فون کیا اور مسئلہ عرض کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا فکر نہ کرو دو دن صبر کرو۔ ٹھیک دو دن بعد لڑکی نے اپنے گھر فون کیا کہ وہ کہاں ہے۔ اس نے گھر سے بھاگ کر شادی کر لی تھی۔

✽ جنوری 2001ء کے آخر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ پیشاب کی تکلیف کے سلسلہ میں جیل روڈ پر واقع عمار ہسپتال

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

میں داخل ہوئے۔ 7 فروری 2001ء کو آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ اسی سال حج پہ جانا ہے فوراً انتظامات کرو پھر میری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے فرمایا کہ اس سال حج ضروری ہے۔ جہاں تک سرکاری حج اسکیم کا تعلق تھا تو وزارت مذہبی امور نومبر 2000ء میں حج درخواستیں وصول کر کے قرعہ اندازی سے کامیاب لوگوں کا نہ صرف اعلان بھی کر چکی تھی۔ اس سلسلہ میں میرے ساتھ نوید شوکت صاحب اور ساجد حسین صاحب کی ڈیوٹی لگائی گئی۔ ہم پریشانی کے عالم میں ہسپتال سے نکلے تو بھائی نوید شوکت کو جیل روڈ کی دوسری طرف بینر آویزاں نظر آیا کہ حج پر جانے والے رابطہ کریں۔ ہم ٹریول ہائٹس کے دفتر میں داخل ہوئے تو معلوم ہوا کہ اوپن حج اسکیم کے تحت درخواستیں دینے کی آخری تاریخ 10 فروری ہے۔ اس زمانے میں یہ ایک حج اسکیم تھی جس میں اپنے انٹرنیشنل پاسپورٹ پر حج کیا جاسکتا تھا اس میں مکہ مدینہ میں رہائش اور کھانے کا انتظام خود کرنا پڑتا تھا۔ اب مسئلہ یہ تھا یا اللہ دو دن میں کیا کریں کل 12 نفوس نے حج پر جانا تھا جن میں ٹریول ایجنٹ کوریٹرن ٹکٹ کی ادائیگی، ویزہ فیس اور ٹریول ایجنٹس کی فیس کی ادائیگی شامل تھی جو کل ملا کر 10 لاکھ سے اوپر رقم بنتی تھی دو ساتھیوں نے مکمل اور دو نے نصف ادائیگی کی تھی۔ باقی تمام رقم کا انتظام ایک دن میں کرنا پھر سب کے ہیلتھ سرٹیفکیٹ بنوانا، پاسپورٹ، شناختی کارڈ اکٹھے کرنا بڑا مشکل اور ناممکن کام لگ رہا تھا لیکن اس کام میں بھائی نوید شوکت نے بڑا ساتھ دیا اور بڑا مالی حصہ ڈالا۔ آخر کار 9 فروری کی شام مغرب کے بعد تمام پاسپورٹ اور مکمل کاغذات اور رقم ٹریول ایجنٹ آصف (ٹریول ہائٹس) کے حوالے کر دی گئی۔ 10 فروری 2001ء کو عین وقت پر تمام کیسز اسلام آباد میں جمع ہو گئے۔ یہ ایک کرامت ہی تھی ہم ہی جانتے ہیں کہ جب 7 فروری کو حضور مرشد پاک نے حکم فرمایا تو ہمارے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ لیکن دو دن میں سب کچھ ہو جانا حیران کن ہے کہاں سے ہوا، کیسے ہوا

۔ عقل ہے مجھو تما شائے لب بام ابھی

✽ 23 فروری 2001ء کو اطلاع ملی کہ ویزے لگ گئے ہیں۔ یہ عاجز، بھائی نوید شوکت اور بھائی ساجد حسین سرکاری ملازم تھے اور ہمارے پاسپورٹ بھی سرکاری تھے اس لیے ہمیں ملک سے باہر جانے کے لیے چھٹی (Ex-Pakistan leave) کی ضرورت تھی۔ میں اور بھائی نوید شوکت چھٹی کے لیے ڈرائی پورٹ مغل پورہ پر کلکٹر کشم کے کمرے میں داخل ہوئے تو اس نے سختی سے چھٹی دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ کیا تم

۱۔ اس زمانہ میں حج کا علیحدہ پاسپورٹ بنتا تھا جو صرف حج کے لیے کارآمد ہوتا تھا حج کے بعد وہ ختم ہو جاتا تھا۔

نے مجھ سے پوچھ کر حج کے لیے درخواست دی تھی۔ جب بھائی نوید شوکت نے کہا کہ ہم نے پاسپورٹ کے لیے اجازت (NOC) لی ہے تو اس نے کہا کہ بھاگ جاؤ میں تو الٹا تمہارے خلاف کارروائی کروں گا؟ ہم دونوں شدید غصے اور رنج کی حالت میں کلکٹر کے کمرے سے نکلے۔ میں تو اپنے دفتر چلا گیا لیکن بھائی نوید شوکت صاحب نے ساری صورتحال فون پر حضور مرشد پاک کی بارگاہ میں عرض کر دی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آج آرام کرو کل چھٹی لینے چلے جانا۔ نوید صاحب نے یہ بات واپس آ کر مجھے بتائی تو میں نے کہا ٹھیک ہے کل پھر چلیں گے کیونکہ دن بھی بہت کم رہ گئے تھے اور چھٹی کے بغیر ہمیں پاکستان سے باہر جانے نہ دیا جاتا۔ ایرپورٹ پر ہی روک لیا جاتا۔ اسی دن تین بجے کے قریب ایڈیشنل کلکٹر ڈرائی پورٹ جو میری بڑی عزت کرتے تھے اور بھائی نوید شوکت کو بھی اچھی طرح جانتے تھے، نے مجھے بلایا اور پوچھا کہ کیا معاملہ تھا؟ تم کلکٹر کے پاس گئے تھے اور وہاں کافی گرمی سردی ہوئی ہے۔ میں نے انہیں ساری بات بتائی تو انہوں نے پوچھا کہ تم کتنے آدمی ہو میں نے کہا کہ میں اور نوید شوکت اور تیسرے ساتھی ایرپورٹ پر ساجد حسین صاحب ہیں۔ انہوں نے کہا کہ تم ایسا کرو کہ آج کسٹم ہاؤس چلے جاؤ اور فائل وغیرہ تیار کروالو، میں کل کلکٹر سے بات کروں گا تو چھٹی انشاء اللہ منظور ہو جائے گی۔ لیکن ہمیں تو مرشد پاک کا حکم تھا کہ کل جانا ہے اس لیے یہ بات سن کر میں چپکے سے گھر آ گیا اور موبائل بند کر دیا۔ اگلے دن ہم تینوں ہیڈ کوارٹر کسٹم ہاؤس پہنچے اور اپنی فائلیں تیار کروائیں مختلف برانچوں سے ہمارے متعلق رپورٹیں لی گئیں، پھر فائل اے سی اور ایڈیشنل کلکٹر سے ہوتی ہوئی ایک گھنٹہ میں کلکٹر کے کمرہ میں پہنچ گئی یہ دو دن کا کام تھا جو مرشد پاک کی مہربانی سے ایک گھنٹہ میں ہو گیا۔ جب فائلیں کلکٹر صاحب کے کمرہ میں چلی گئیں تو اُن کے پرسنل اسٹنٹ نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ کلکٹر آج یا دو دن فائلیں ہی نہ دیکھے تم خود اندر چلے جاؤ اور درخواست کر لو۔ میں نے اس سے کہا کہ ہم نے اندر نہیں جانا اور نہ درخواست کرنی ہے اگر اللہ کو منظور ہو تو فائلیں خود بخود باہر آ جائیں گی یہی ہوا پندرہ منٹ بعد ہم تینوں کی فائلیں باہر آ گئیں اور چھٹیاں منظور ہو چکی تھیں۔

✽ فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد (کیونکہ ابھی مدینہ شریف روانگی میں دس دن باقی تھے) حضور مرشد پاک بھائی احمد بخش کے گھر حدہ (جدہ اور مکہ کے درمیان شہر ہے) کسی طرح منتقل ہو گئے کیونکہ حج کے ایام میں حجاج کو مکہ کی حدود سے نکلنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ جیسے ہی کوئی مکہ مکرمہ سے باہر نکلنے کی کوشش کرے اُسے پکڑ کر دوبارہ مکہ پہنچا دیا جاتا تھا۔ اس سلسلہ میں مکہ سے باہر جانے والے تمام راستوں پر محکمہ جوازات (امیگریشن) کی چیک پوسٹ قائم ہیں۔ 9 مارچ 2001ء فجر کی نماز کے بعد مرشد کریم سے رابطہ کے لیے حدہ فون کیا تو بھائی کریم

بخش نے اطلاع دی کہ آپ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ جو ساتھی مکہ شریف میں ہیں ان کو فوراً حدہ لانے کا انتظام کیا جائے اس لیے تمام ساتھی جمعۃ المبارک کی نماز مسجد حرام میں ادا کریں اور بعد نماز جمعہ باب فہد کے پاس ہمارا انتظار کریں۔ نماز جمعہ کے بعد جب ہم باب فہد کے پاس مقررہ جگہ پر پہنچے تو بھائی احمد بخش اور کریم بخش ہمارا انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ مرشد کریم نے حکم فرمایا ہے کہ ساتھی آج حدہ ان کے پاس منتقل ہو جائیں۔ بھائی احمد بخش نے ایک مشکل یہ بتائی کہ حدہ مکہ کی حدود سے باہر ہے اور حجاج کو مکہ سے باہر جانے کی اجازت نہیں ہے راستہ میں امیگریشن (محکمہ جوازات) کی چیک پوسٹ ہے۔ اگر کوئی حاجی باہر جانے کی کوشش کرے تو محکمہ جوازات کا عملہ حجاج کو پکڑ کر واپس مکہ پہنچا دیتا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ اب اس مسئلے کو کیسے حل کیا جائے کیونکہ یہاں قوانین پر سختی سے عملدرآمد کیا جاتا ہے۔ میں نے کہا مرشد کریم کا حکم ہے اللہ کا نام لے کر شروع کرتے ہیں۔ بھائی احمد بخش چونکہ حدہ میں کام کرتے ہیں اور ہمارے ساتھ پکڑے جانے پر ان کا ویزہ اور اقامہ کینسل ہو سکتا تھا اس لیے وہ علیحدہ اپنی کار پر روانہ ہوئے اور ہم علیحدہ ویگن کرایہ پر لے کر حدہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اللہ پاک کا کرم دیکھیں کہ جیسے ہی ہم جوازات کی چیک پوسٹ کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا چیک پوسٹ خالی پڑی ہوئی ہے۔ ہمیں کسی نے نہ روکا اور ہم بڑی آسانی سے حدہ پہنچ گئے۔ بھائی احمد بخش بڑے حیران تھے کیونکہ اس چیک پوسٹ پر 24 گھنٹے عملہ موجود رہتا ہے اور چیکنگ کے لیے گاڑیوں کی لمبی لمبی لائنیں لگی رہتی ہیں ہم ان کی حیرانگی پر مسکرا دیئے۔ ہمیں تو معلوم تھا کہ ہم سلطان الفقیر کے غلام ہیں۔ حج کے سفر کے دوران پہاڑ نظر آنے والی مشکلات اسی طرح دور ہوتی رہیں۔

✽ 23 مارچ 2001ء کو مرشد کریم نے مجھے بلا کر اپنی دستار مبارک عطا فرمائی اور حکم فرمایا کہ اسے روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اگر مس کر لیا جائے تو ایک متبرک تحفہ ہوگا۔ میں بھائی ساجد حسین صاحب کے ساتھ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہوا۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہو کر روضہ پاک کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ روضہ پاک تک پہنچنا ہمیں مشکل نظر آ رہا تھا۔ لیکن جیسے ہی ہم نے آخری صف میں کھڑے ہو کر آگے بڑھنا شروع کیا تو آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہربانی سے راستہ بنتا چلا گیا اور ہم اصحاب صفہ کے چبوترے پر نفل ادا کرتے ہوئے آہستہ آہستہ پہلے اصحاب صفہ کے چبوترے پر اور پھر روضہ پاک کے ساتھ والے چبوترے پر بالکل اگلی صف میں پہنچ گئے خوشی سے ہمارے چہرے چمک رہے تھے کیونکہ یہ بات ایک کرامت سے کم نہ تھی۔ اب ہماری صف اور روضہ پاک کے درمیان ایک شرطہ حائل تھا۔ جو روضہ پاک کی طرف کمرے قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا اور ساتھ ساتھ اس کی نظر تمام حجاج پر بھی تھی لیکن



عشاء کی اذان کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر جب ادھر ادھر ہوا تو ہم نے نہ صرف دستار مبارک کو روضہ پاک سے مس کیا بلکہ جی بھر کر روضہ مبارک کی دیوار کو بوسے دیئے اور عشاء کی نماز کی ادائیگی کے بعد وہیں بیٹھ کر دعائیں مانگیں۔ واپسی پر جب دستار مبارک ہم نے مرشد کریم کی بارگاہ میں پیش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا لگتا ہے آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی مہربانی فرمائی ہے۔ ہم نے عرض کی کہ حجاج کرام روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہاتھ لگانے کو ترستے رہتے ہیں لیکن ہم نے جی بھر کر روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بوسے دیئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہربانی و کرم فرماتے ہیں تو تمام بند راستے کھل جاتے ہیں۔

✽ فروری 2003ء میں فورٹس سٹیڈیم میں میلہ مویشیاں منعقد ہوا جس میں نیزہ بازی کے مقابلے بھی شامل تھے۔ حضور مرشد پاک کے گھوڑے بھی نیزہ بازی میں حصہ لے رہے تھے۔ حضور مرشد پاک مائی صاحبہ کے ہمراہ لاہور تشریف لائے۔ گھوڑے، صاحبزادگان اور سواروں کو بھائی نوید شوکت صاحب کے گھر ٹھہرایا گیا جبکہ حضور مرشد پاک اور مائی صاحبہ اس خادم کے گھر قیام پذیر ہوئے۔ میری سب سے چھوٹی بیٹی فاطمہ کو پیدا ہوئے تقریباً ڈیڑھ ماہ ہوا تھا اور حضور مرشد پاک نے ہی اس کا نام فاطمہ رکھا تھا۔ حضور مرشد پاک اور خاص کر مائی صاحبہ اُسے دیکھنے بھی آئے تھے۔ ان دنوں حالات بھی تنگ تھے۔ حضور مرشد پاک کے ہمراہ 35 یا 40 ساتھی تو ہوتے ہی تھے پھر دور نزدیک سے بھی سینکڑوں لوگ ملنے آتے تھے۔ اتنے لوگوں کے کھانے کا انتظام کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ سب کچھ بحسن و خوبی سرانجام پا جاتا تھا۔ چار دن گزرے تھے کہ میری اہلیہ نے بتایا کہ رقم ختم ہو گئی اور اب شام کے کھانے کے انتظام کے لیے پیسے نہیں ایسا کریں کہ میرا کچھ زیور لے جائیں اور بازار میں فروخت کر آئیں۔ میں نے کہا کہ دو پہر کا کھانا حضور کو کھلا کر جاتا ہوں۔ کھانے کے دوران میرے چہرے کی طرف دیکھ کر حضور مرشد پاک نے پوچھا بھائی نجیب الرحمن کچھ پریشان دکھائی دیتے ہو؟ میں نے کہا کہ حضور آپ ﷺ کی مہربانی ہو تو کوئی مشکل مشکل نہیں ہے۔ حضور مرشد پاک نے غور سے میری طرف دیکھا اور کہا کہ اگر تمہارے قلب کی یہی حالت رہی تو ہر مشکل اور امتحان میں کامیاب رہو گے۔ خیر میں گھر کے اندر آیا تو باہر سے بتایا گیا کہ کوئی شخص آپ سے ملنے آیا ہے میں باہر نکلا تو باہر ایک ایسا شخص کھڑا تھا جس نے چار سال قبل مجھ سے رقم ادھار لی تھی بار بار تقاضوں کے باوجود واپس نہیں کر رہا تھا۔ اس نے مجھے دیکھا تو کہا کہ آج میرے پاس کہیں سے رقم آئی تھی تو سوچا چلو پہلے نجیب صاحب کا ادھار چکتا کر آئیں اس نے 25000/- روپے مجھے دیئے اور اجازت لے کر چلا گیا۔ میں نے گھر آ کر وہ رقم اہلیہ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

کے حوالے کی انہوں نے پوچھا تم کہاں سے آئی ہے۔ میں نے کہا اللہ نے بھیجی ہے۔ جب میں حضور مرشد پاک کے کمرہ میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ زیر لب مسکرارہے تھے۔

یہ 2003ء کا ہی واقعہ ہے کہ حضور مرشد پاک لاہور تشریف لائے چار دن بعد اس خادم کے گھر سے دربار شریف کے لیے روانہ ہوئے۔ لیکن گھر سے نکلتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا CMH سے چیک اپ کرانا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پیشاب کی تکلیف تھی۔ CMH پہنچ کر چیک اپ کروایا تو انہوں نے کہا کہ پراسٹیٹ گلینڈ بہت بڑھ گیا ہے اپریشن کرنا پڑے گا، داخل ہو جائیں۔ خلیفوں نے عرض کی کہ ساتھیوں اور سامان کو کہاں بھیجا جائے تو حضور مرشد پاک نے فرمایا نزدیک گھر کس کا ہے؟ عرض کیا بھائی نوید شوکت کا۔ فرمایا! وہیں بھیج دو جب تمام ساتھی بھائی نوید شوکت کے گھر پہنچے تو ان کی جیب میں صرف دس روپے تھے۔ بھائی عامر طفیل (اصلاحی جماعت کے مبلغ) نے ان کو ایک سو روپیہ دیا یوں ان کے پاس 110 روپے ہو گئے۔ 110 روپے میں مرشد پاک کا اور 20 ساتھیوں کا تین وقت کا کھانا تیار کرنا ناممکن تھا۔ نوید صاحب کہتے ہیں کہ میں نے گھر کے سامنے والی دکان سے دو ہزار روپے کا ادھار سامان خریدا۔ اگلے دن ایک واقعہ کار آیا اور پانچ ہزار روپے دے کر کہنے لگا کہ کچھ دنوں کے لیے اسے رکھ لو۔ میں دس بارہ دن بعد تم سے لے لوں گا۔ بھائی نوید شوکت صاحب کہتے ہیں کہ ان پانچ ہزار میں اتنی برکت تھی کہ ان سے سات دن تک کھانے پینے کا انتظام ہوتا رہا۔

بعض طالب ناقص ایسے ہوتے ہیں جو مرشد کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ دھوکہ وہ خود اپنے آپ کو دے رہے ہوتے ہیں۔ ایسا ہی ایک دولت کا پجاری، جو ظاہری طور پر بہت بڑا طالب مولیٰ بنا ہوا تھا اور اب بھی ہے، اس نے سلطان الفقیر رحمۃ اللہ علیہ کو دھوکہ دینے کی اس طرح کوشش کی کہ 2003ء کے اوائل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی دوسری زوجہ محترمہ کے لیے گاڑی کی ضرورت تھی۔ اس طالب ناقص (حالانکہ اس کا تعلق بڑے امیر خاندان سے تھا اگر وہ طالب مولیٰ ہوتا تو گاڑی بغیر کسی قیمت کے مرشد کو پیش کر دیتا) کے پاس اسی طرح کی ایک گاڑی تھی جو اس خادم نے حج کے موقع پر فروخت کر دی تھی اور اس نے اس خادم کے ساتھ ایک ہی وقت میں وہ گاڑی خریدی تھی۔ اس کی گاڑی اور اس خادم کی گاڑی 1994ء ماڈل کی کرولا ڈیزل کار تھی اور دونوں ایک ہی قیمت پر خریدی گئیں تھیں اور دونوں کا نمبر 422 تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ غالباً مارچ اپریل میں لاہور تشریف لائے اور داروغہ والا میں بھائی محمد الیاس کے گھر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں، جس میں یہ خادم اور بھائی نوید شوکت بھی موجود تھے، یہ نام نہاد طالب مولیٰ حاجی محمد نواز صاحب کے ساتھ داخل ہوا اور حاجی محمد نواز صاحب نے سلطان الفقیر رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں عرض کی کہ یہ ساتھی اپنی گاڑی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو صرف آٹھ لاکھ میں

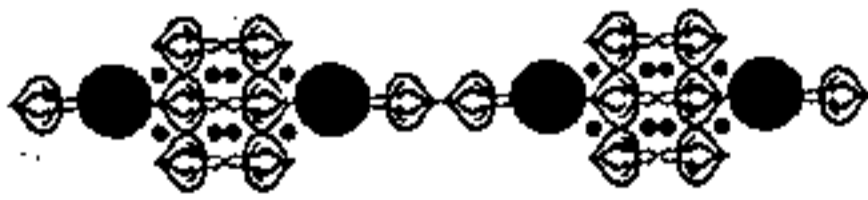
دینے کو تیار ہے حالانکہ اس کی قیمت چودہ لاکھ ہے۔ بھائی نوید شوکت جو کہ میرے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ان کا چہرہ یہ بات سن کر سرخ ہو گیا کیونکہ انہوں نے ہی مارکیٹ میں میری گاڑی ساڑھے چھ لاکھ میں فروخت کی تھی۔ میں نے جلدی سے بھائی نوید شوکت کی ران کو دبایا۔ لیکن جیسے جیسے بات ہو رہی تھی بھائی نوید شوکت کا چہرہ غصے سے سرخ ہوتا جا رہا تھا اور میرا ان کی ران پر دباؤ بڑھتا جا رہا تھا کہ کہیں وہ غصے میں کچھ بول نہ پڑیں کیونکہ میں نے محسوس کر لیا تھا کہ حضرت سلطان الفقیرؒ اس شخص سے ایک خاص تعلق اور رشتہ داری کی وجہ سے اس کے اس دھوکے سے پردہ نہیں اٹھانا چاہتے یا شاید آپؒ 422 نمبر کی گاڑی اس کے پاس رہنے ہی نہ دینا چاہتے ہوں کیونکہ اس نمبر 422 سے آپؒ کا یوں خاص قلبی تعلق تھا کہ آپؒ نے اسی نمبر کی گاڑی اپنے مرشد پاک کی بارگاہ میں پیش کی تھی اور آپؒ کے اس خادم خاص اور محرم راز نے بھی اسی نمبر کی گاڑی آپؒ کی خدمت میں پیش کی تھی۔

آپؒ نے اس کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ آپ نے اتنی سستی گاڑی دے کر ہم پر احسان کیا ہے۔ جب وہ شخص چلا گیا تو آپؒ نے بھائی نوید شوکت کو دیکھا اور فرمایا ”بھائی نوید شوکت ایک دفعہ ایک شخص کسی سلسلہ میں میرے حضور (مرشد پاک) کو دھوکہ دے رہا تھا اور ہمیں اس کی اور اس کے دھوکے کی حقیقت معلوم تھی ہمیں اس کی اس حرکت پر غصہ بھی آرہا تھا لیکن ہم کچھ بولے نہیں کہ مرشد کی مرضی بھی یہی تھی۔ اس شخص کے جانے کے بعد میرے حضور نے مجھ سے فرمایا ”محمد اصغر علی تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں جو ہمیں دھوکہ دینے کی کوشش کرتا ہے اس سے ہم خود نمٹ لیتے ہیں۔“ اور آپؒ کے وصال کے بعد یہ بات سچ ثابت ہوئی کہ وہ طالب ناقص جس نے ساڑھے چھ لاکھ کی گاڑی آپؒ کو آٹھ لاکھ میں فروخت کی تھی اس کو ہمیشہ دنیا کے پیچھے بھاگتے دیکھا، فراڈ، دھوکہ دہی اس کی فطرت میں رچ بس گیا بلکہ اس خادم نے تو اس واقعہ کے فوراً بعد ہی محسوس کر لیا تھا کہ وہ باطنی طور پر اندھا ہو چکا ہے۔

✽ عالمی تنظیم العارفین نے صرف ایک کارروائی مقبوضہ کشمیر میں کی اس سلسلہ میں مجاہد احمد رضا ایک واقعہ سنایا کرتے ہیں کہ ”وسط اکتوبر (2001ء) میں ہم ضلع بارہ مولا کی تحصیل اوڑی میں کارروائی کے بعد واپس لوٹ رہے تھے کہ جیسے ہی ایک پہاڑ کو عبور کرنے کے لیے ہم اس کی چوٹی پر پہنچے تو میرا پاؤں پھسل گیا میں پہاڑ کی چوٹی سے تیزی سے گہری کھائی کی طرف پھسلنے لگا۔ رفتار اتنی تیز تھی کہ پتھر اور کنکر میرے پھسلنے سے میرے ساتھ گر رہے تھے۔ دل میں خیال آیا کہ اب تو شہادت یقینی ہے کہ راستے میں یا تو کسی پتھر سے سر ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے گا یا ہزاروں فٹ گہری کھائی میں جا گروں گا۔ شہادت کو یقینی سمجھ کر میں نے کلمہ شہادت پڑھ لیا۔ تیزی سے

گرنے اور جسم پر آنے والی خراشوں کی وجہ سے حواسِ شل ہو چکے تھے کہ اچانک مرشد پاک (سلطان الفقیر ششم) نظر آئے اور آپ ﷺ نے مجھے اپنے ہاتھوں پر اس طرح اٹھالیا جس طرح ماں اپنے بچے کو بازوؤں پر اٹھالیتی ہے۔ آپ ﷺ نے میرے سر اور جسم پر پیار سے ہاتھ پھیرا اور سیدھا کھڑا کر دیا میں نے پیچھے مڑ کر آپ ﷺ سے لپٹنا چاہا تو آپ ﷺ غائب ہو چکے تھے۔ جسم پر ہاتھ لگایا تو خراش تک نہیں آئی تھی میں نے اوپر ساتھیوں کو آواز دی جو میری شہادت کا یقین کر چکے تھے انہوں نے اوپر سے رسہ پھینکا اور میں رسے کے سہارے پہاڑ کی چوٹی پر واپس پہنچ گیا۔ (ماہنامہ مرآة العارفین لاہور۔ جنوری 2002)

✽ سلطان الفقیر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں کچھ ایسے ساتھی بھی تھے جن کی طلب معرفتِ حق تعالیٰ کی بجائے طلب دنیا تھی۔ ان میں سے کسی کی طلب اولادِ زینہ تھی اور کسی کی کاروبار چلنے کی، کسی کی بیماری سے صحت یابی کی تھی تو کسی کی مالی تنگی، کوئی حکیم تھا تو اس کی حکمت نہ چلتی تھی جبکہ مخالفین کے ہاں رش پہ رش لگا رہتا تھا، کسی کو گاڑی کی طلب تھی تو کسی کو مال کی، کوئی ایم پی اے بننا چاہتا تھا اور کوئی شہرت کی طلب رکھتا تھا۔ آپ ﷺ کی زندگی بھر یہی کوشش رہی کہ یہ ساتھی طلبِ دنیا سے ہٹ کر طلبِ مولیٰ کی طرف متوجہ ہوں تو دنیا کے مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے لیکن یہ ساتھی اپنی طلب سے ہٹنے کو تیار نہ تھے تو جن ساتھیوں نے آخر زندگی تک آپ ﷺ کے ساتھ رفاقت نبھائی اور اپنی طلب پوری نہ ہونے پر مایوس نہ ہوئے اور مسلسل آپ ﷺ کے دامن سے بندھے رہے اور آپ ﷺ سے محبت کرتے رہے اور مختلف فرائض ادا کرتے رہے، آزمائشوں سے گزرتے رہے تو آپ ﷺ نے وصال کے بعد ان تمام کی طلب پوری کر دی۔ جس کے اولادِ زینہ نہ تھی ان کو اولادِ زینہ مل گئی، کاروبار چل نکلا، گاڑیاں مل گئیں، حکیم کی حکمت چل نکلی، ضرورت سے زیادہ مال مل گیا، جس کی دکان نہ چلتی تھی اس کی دکان چل نکلی جو ایم پی اے بننا چاہتا تھا وہ ایم پی اے بن گیا اور جو شہرت کے طلب گار تھے انہیں شہرت مل گئی۔ گویا آپ ﷺ سے رفاقت کے دوران انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ جو بھی بھلائی اور خدمت کی، جس صورت میں بھی کی اور جس طلب اور نیت کے ساتھ کی، آپ ﷺ نے وصال کے بعد ایک سال کے اندر اندر سب کے احسان اُتار دیئے اور ان کو بدلے میں ان کی طلب اور احسان سے بھی بڑھ کر نواز دیا۔ یہ وہ کرامتیں ہیں جس کا مشاہدہ شاید یہ لوگ نہ کرتے ہوں یا پھر کسی اور سے منسوب کرتے ہوں لیکن اس عاجز نے آپ ﷺ کے وصال کے بعد ایک ایک شخص کی طلب پوری ہوتے دیکھی ہے اور دیکھ رہے ہیں۔



## فصل 20

## متفرق

اس فصل میں چند متفرق امور کے بارے میں مختصر بیان کیا جا رہا ہے:

## گورنارمنٹ

راہِ فقر میں سنگت بڑی اہم ہوتی ہے ”آدی اپنی صحبت سے پہچانا جاتا ہے۔“ اگر سنگت اچھی مل جائے تو راہِ فقر کا سفر بڑا آسان ہو جاتا ہے اور اگر سنگت بزدل اور حاسد مل جائے تو راہِ فقر میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔ ہماری سنگت تین افراد پر مشتمل رہی:

- ۱۔ یہ خادم اور عاجز محمد نجیب الرحمن
- ۲۔ نوید شوکت صاحب
- ۳۔ ساجد حسین صاحب

جب تک سلطان الفقر حضرت نخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ بقید حیات رہے اکثر و بیشتر ہم تینوں اکٹھے ایک ہی گاڑی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ مرشد پاک فرمایا کرتے تھے یہ ہماری گورنارمنٹ (گورنمنٹ Government) ہے۔ یہ نام ہمیں سلطان الفقر (ششم) کے محبوب خاص ملک شیر محمد نے دیا تھا جو ہماری پہچان بن گیا جیسے ہی ہم سلطان الفقر (ششم) رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچتے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع ملتی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے اچھا ہماری گورنارمنٹ آگئی ہے۔ سلطان الفقر رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد اس عاجز نے جب مسندِ تلقین و ارشاد سنبھالی تو نوید شوکت ہماری سنگت میں رہے لیکن چوہدری ساجد حسین ساتھ چھوڑ گئے فہم من فہم۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

وصال سے قبل سلطان الفقر حضرت نخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے امانتِ فقر (محرم راز) اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معیار پر پورا اترنے والے اصحاب کے بارے میں باطنی بشارات

کیا سلطان الفقر حضرت نخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے امانتِ فقر کی منتقلی یا محرم راز اور دوسرے منتخب اصحاب کے بارے میں کوئی ظاہری یا باطنی بشارت دی تھی؟ تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ ظاہری طور پر یہ بات بتانے سے لاکھوں مریدوں کے قلوب دکھ اور رنج میں مبتلا ہوتے کہ وہ سلطان الفقر رحمۃ اللہ علیہ کے معیار پر پورے نہیں اتر سکے اور پھر سلطان الفقر حضرت نخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ ”خلقِ محمدی“ کی صفت سے متصف تھے اور کسی کے دل کو ہلکا سا رنج پہنچانا یا تکلیف دینا آپ رحمۃ اللہ علیہ کو گوارا نہ تھا۔ ہاں باطنی بشارات بہت زیادہ دی گئیں۔ ہم اپنا ذکر تو نہیں کرتے لیکن ”گورنامنٹ“ کے عنوان میں محمد ساجد حسین کا ذکر ہوا ہے اُن کو یہ باطنی بشارت تین دفعہ دی گئی۔

چوہدری ساجد حسین صاحب جن کا تعلق دینہ (ضلع جہلم) کے گاؤں دادووال سے ہے اور لاہور میں مقیم ہیں، انہوں نے ایک خواب اگست 2003ء سے نومبر 2003ء تک تین مرتبہ دیکھا اور اس کا ذکر انہوں نے دورانِ سفر اور اکثر ملاقاتوں میں کیا۔ اس کے گواہ نوید شوکت صاحب اور اسلم علی شاہ صاحب ہیں۔ نوید شوکت صاحب تو اب تک اپنی گواہی پر قائم ہیں۔ ساجد صاحب کافی عرصہ سے اس عاجز سے نہیں ملے کیونکہ انہوں نے 9 نومبر 2004ء کی شام سے ہماری سات سالہ سنگت ایک معمولی سا بہانہ بنا کر چھوڑ دی تھی پھر وہ کچھ مصلحت پسند بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو حق اور قربت عطا فرمائے۔ باطنی بشارت خواب کے ذریعہ تین دفعہ دی گئی۔ خواب کچھ اس طرح تھا۔ ساجد صاحب فرمایا کرتے تھے:

”دیکھتا ہوں حضور مرشد پاک کی محفل لگی ہوئی ہے اور بہت سے لوگ اس میں موجود ہیں۔ حضور مرشد پاک ایک پلنگ پر تشریف فرما ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے اپنی پوری سنگت میں بتیس یا تینتیس (تعداد ان کو یاد نہیں رہی) ساتھیوں کا انتخاب کیا ہے جو ہمارے معیار پر پورے اترے ہیں۔ ساجد صاحب فرماتے ہیں کہ اتنے میں نجیب صاحب کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حضور مرشد پاک ان کی طرف دیکھ کر فرماتے ہیں

لے یہ اکتیس افراد ہیں۔ ان میں سے بعض دفا، بعض قربانی، بعض محبت، بعض صبر، بعض شکر، بعض ریاضت، بعض توکل، بعض ترک اور بعض صدق کی وجہ سے سلطان الفقر ششم حضرت نخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے انتخاب پر پورے اترے۔



کہ بھائی نجیب الرحمن تم ان لوگوں میں شامل نہیں ہو۔ تمہارا معاملہ ان لوگوں سے علیحدہ اور خاص ہے۔“ ساجد صاحب فرماتے ہیں کہ اتنے میں محفل سے دو لوگ اٹھتے ہیں اور حضور مرشد پاک کا گریبان پکڑ لیتے ہیں اور پھر ساجد صاحب کے مطابق ساجد صاحب اور کچھ دوسرے اہل محفل ان لوگوں کو پکڑ کر باہر لے جاتے ہیں۔ ساجد صاحب اس محفل میں سلطان محمد نجیب الرحمن کے سوا کسی کو نہ پہچان سکے۔ نوید شوکت صاحب فرماتے ہیں کہ بعد میں احباب میں اس بات کا تذکرہ رہا کہ وہ 32 یا 33 کون لوگ ہیں۔ لیکن سب سے اہم اور غور طلب بات یہ ہے کہ سلطان محمد نجیب الرحمن کا معاملہ سب سے علیحدہ کیوں ہے۔ اس لیے ”وارث امانت الہیہ“ ایک ہی ہوتا ہے اور اس کا معاملہ واقعی باقی تمام سے علیحدہ ہوتا ہے۔ ساجد صاحب کو شاید اپنے باطنی مشاہدے پر بھی یقین نہیں ہے۔

### سلطان الفقر رحمۃ اللہ علیہ کے خدمت گار

کچھ ساتھی ایسے بھی تھے جو مختلف اوقات میں سلطان الفقر رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں رہتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مختلف کام اور امور ان کے ذمہ ہوا کرتے تھے۔ مریدین انہیں ”خلیفہ“ کے نام سے پکارا کرتے تھے ان میں سے خاص خاص کے نام درج ذیل ہیں:

- ۱۔ حاجی محمد نواز صاحب (تلمبہ) ۲۔ عبدالمجید صاحب (راہداریاں والا تحصیل کلور کوٹ) ۳۔ قاری محمد نصر اللہ صاحب (کرمانی میانوالی) ۴۔ محمد خالد صاحب (دہاڑی) ۵۔ غلام باھو صاحب (جھنگ)
- اس کے علاوہ اور بھی بہت سے ہیں جو مختصر عرصہ کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ خدمت میں رہے۔

### سلطان الفقر رحمۃ اللہ علیہ کے محافظ

آخری تین سالوں میں مریدین کی کثرت کی وجہ سے کچھ لوگوں کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے محافظ ہونے کا شرف حاصل ہوا جن میں مشہور یہ ہیں:

- (۱) محمد شہباز عرف فوجی (لاہور)۔ (۲) یعقوب الہی (چکوال)۔ (۳) محمد جعفر (جھنگ)



## فصل 21

## وصال مبارک

28 فروری 2001 کو جب سلطان الفقیر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے سعودیہ پہنچے تو جدہ پہنچتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت شدید ناساز ہو گئی نقاہت اتنی ہو گئی کہ چلنا پھرنا مشکل تھا تمام بیماریاں شوگر، بلڈ پریشر بڑھ گئیں خاص طور پر پیشاب کی تکلیف اتنی شدت اختیار کر گئی کہ ہر دس پندرہ منٹ بعد پیشاب کی حاجت ہونے لگی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے جب بھی ملاقات ہوتی آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ شعر پڑھتے:

اپنی موت سے آگاہ کوئی بشر نہیں  
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

07 مارچ 2001 کو مکہ میں دوران حج آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس خادم اور بھائی نوید شوکت صاحب کو حکم فرمایا کہ آب زم زم سے ہمارا کفن دھو کر اس کو خانہ کعبہ سے مس کیا جائے۔ اس بات نے ہمیں ذہنی طور پر پریشان کر دیا۔ جب ہم نے لیت و لعل سے کام لیا اور کہا کہ یہاں کاٹن کا کفن نہیں ملتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حاجی محمد نواز صاحب کو فرمایا کہ کاٹن کے کفن کا بندوبست کریں۔ حاجی محمد نواز صاحب نے جدہ سے بڑی مشکل سے کاٹن کا کفن منگوا یا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو میرے اور بھائی نوید شوکت کے حوالے کر کے کہا کہ آب زم زم سے دھو کر اسے خانہ کعبہ سے مس کیا جائے۔ بادلِ نخواستہ ہم نے خانہ کعبہ کے باہر سے آب زم زم سے دھو کر خشک کیا اور لے کر خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونے لگے۔ حالانکہ خانہ کعبہ کے ہر دروازے پر ایک خاتون اور ایک مرد پہرے دار ہوتے ہیں جو کسی چیز کو بھی اندر نہیں لے جانے دیتے۔ کفن کا کپڑا بھائی نوید شوکت کے پاس تھا۔ جب ہم کفن کا کپڑا لے کر دروازے سے گزرے کسی نے پوچھا تک نہیں۔ اس کپڑے کو خانہ کعبہ سے اچھی طرح مس کیا گیا لیکن دوسووں نے ہمارے دل میں گھر کر لیا تھا۔ مدینہ روانگی کے وقت کفن کا کپڑا (حدہ) مکہ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

میں حاجی احمد بخش صاحب کے گھر ہی رہ گیا اور ہم مدینہ سے سیدھے جدہ اور پھر لاہور آگئے لیکن بعد ازاں آپ ﷺ نے اسے منگوا لیا۔ آخری دو سالوں میں آپ ﷺ کا یہ تکیہ کلام بن چکا تھا:

”ساماں سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں“

آپ ﷺ آخری سفر میں دربار شریف سے 28 نومبر 2003 عید الفطر کے دوسرے روز ملک عطا محمد کے پاس کوٹ فتح خاں تشریف لے گئے۔ اگلے روز 29 نومبر کو ملک اعجاز صاحب کے پاس اسلام آباد تشریف لے گئے وہاں 4 دن گزار کر آپ ﷺ 5 دسمبر 2003 کو لاہور تشریف لائے اور محسن سلطان صاحب کے گھر دو دن قیام کیا۔ 7 دسمبر کو آپ ﷺ اس خادم کے گھر مصطفیٰ ٹاؤن لاہور تشریف لائے آپ ﷺ کے ہمراہ سلطان محمد علی صاحب، سلطان محمد معظم علی صاحب، سلطان احمد علی صاحب، سلطان محمد بہادر عزیز صاحب، سلطان محمد شریف صاحب اور بہت سے دیگر ساتھی تھے۔ یہاں آپ ﷺ نے 13 دسمبر 2003 تک قیام کیا اور یہاں آپ ﷺ سے خانوادہ سلطان باہو کے صاحبزادگان کی کثیر تعداد نے ملاقات کی اور آپ ﷺ کے ساتھ ناشتہ اور کھانا میں شریک ہوئے۔ اس کے علاوہ کثیر تعداد میں مریدین نے بھی یہاں آپ ﷺ سے ملاقات کی۔ 13 دسمبر 2003 کو صبح آپ ﷺ ملتان تشریف لے گئے۔ پروگرام کے مطابق آپ ﷺ نے وہاں سے شہباز عارفان حضرت نخی سلطان سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی ﷺ کے مزار مبارک پر تشریف لے جانا تھا لیکن 15۔ دسمبر 2003 کو رانا تجل حسین صاحب آپ کے پاس ملتان پہنچ گئے اور آپ ﷺ کو ملتان سے لاہور اپنے گھر لے آئے۔ اس عاجز اور خادم کو اپنے مرشد پاک کی خوشبو لاہور میں محسوس ہونا شروع ہو گئی تھی۔ ملتان فون کیا تو محمد علی صاحب نے جواب دیا کہ پھول کو اپنے ارد گرد تلاش کرو یہ عاجز اور خادم خوشبو کے تعاقب میں رانا تجل حسین کے گھر آپ ﷺ کے پاس پہنچ گیا یہاں پہنچ کر اس عاجز اور خادم کو احساس ہوا کہ لاہور واپس آنا آپ ﷺ کی رضائے تھی۔ یہ خادم 15 دسمبر کا دن اور رات اور 16 دسمبر کی رات 12:30 تک آپ ﷺ کے ساتھ رہا۔ 16 دسمبر کو تقریباً ایک بجے رات میں وہاں سے اپنے گھر کے لیے روانہ ہوا۔ 17 دسمبر کو آپ ﷺ لاہور سے ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لے گئے۔ ڈیرہ اسماعیل خان میں آپ ﷺ نے ملک کاظم صاحب کے گھر قیام فرمایا اور 24 دسمبر 2003 کو آپ ﷺ فضل کریم کنڈی کے گھر منتقل ہو گئے وہاں پر آپ ﷺ کا بلڈ پریشر کم (LOW) ہو گیا اور ڈیرہ اسماعیل خان کے ڈسٹرکٹ ہسپتال میں آپ ﷺ کو داخل کروایا گیا۔ کسی نے مجھے آپ ﷺ کی بیماری کی اطلاع نہ دی 25 دسمبر 2003ء کو آپ ﷺ سارا دن یہی فرماتے رہے بھائی نجیب الرحمن

آپ ﷺ کی دوسری زوجہ کے بڑے بھائی، ملتان میں رہائش رکھتے ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

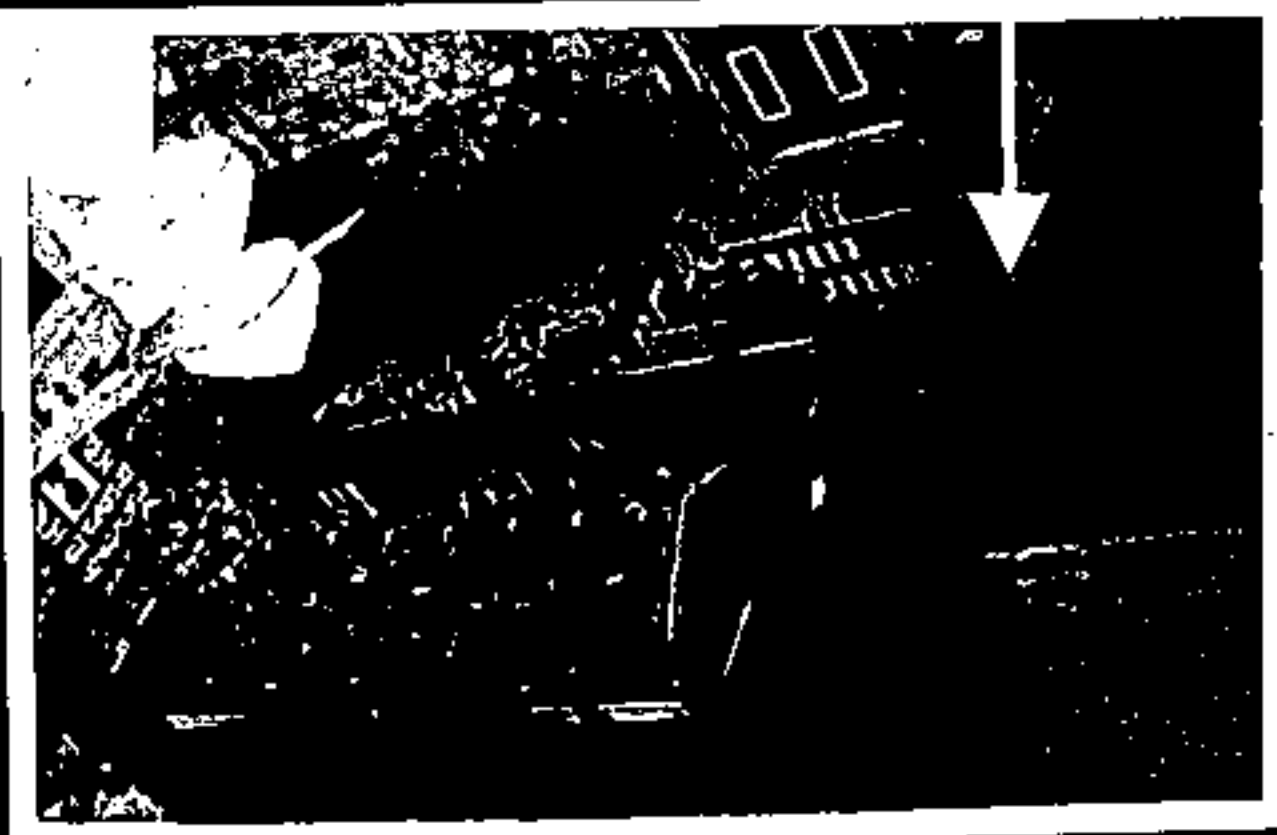
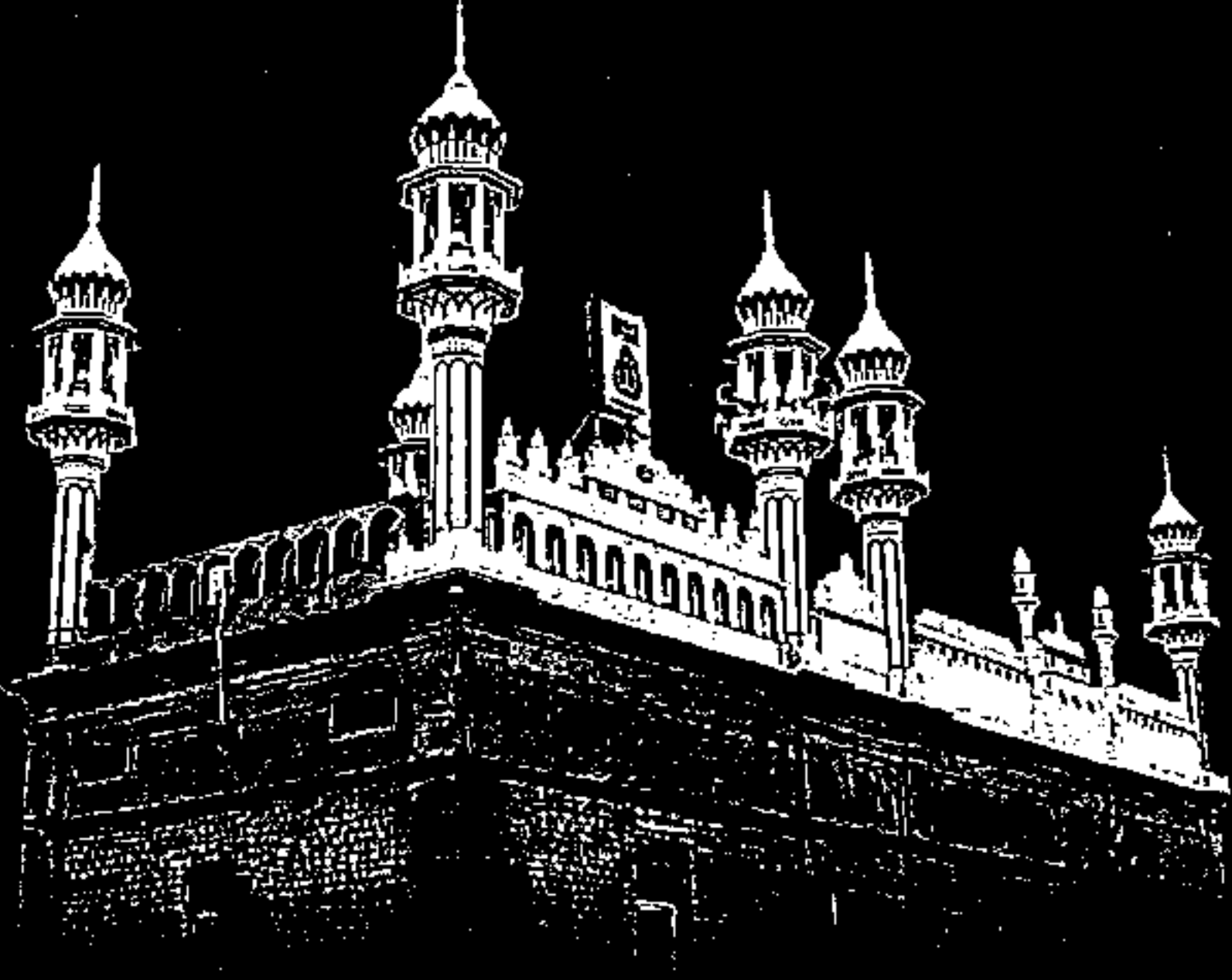
سے بات کراؤ۔ لیکن ساتھیوں نے بتایا کہ یہاں موبائل کے سگنل مکمل نہیں آرہے۔ رات 2:30 بجے کے قریب حاجی محمد نواز صاحب کا فون آیا کہ حضور مرشد پاک آپ سے بات کرنا چاہ رہے ہیں آپ فلاں فون نمبر پر بات کر لیں۔ میں نے فوراً فون کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی بیماری کے بارے میں کچھ نہ بتایا بلکہ اسم اللہ ذات کے متعلق گفتگو فرماتے رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس خادم کو محسن سلطان صاحب کے گھر 6 دسمبر 2003 کو اسم رحمۃ اللہ علیہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عطا فرمایا تھا اور تصور کا طریقہ سمجھایا تھا اور حکم دیا تھا کہ اس طرح کے سونے کے اسم رحمۃ اللہ علیہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بنوائے جائیں تاکہ طالبانِ مولیٰ کو عطا کیے جاسکیں کیونکہ اس سے پہلے اسم رحمۃ اللہ علیہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی کو بھی عطا نہیں فرمایا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسم رحمۃ اللہ علیہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تیاری کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کیں اور فرمایا اب یہ تمہارے حوالے ہے۔ اسم اللہ ذات اور اسم رحمۃ اللہ علیہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حفاظت کرنا اور اب اسم اللہ ذات اسم رحمۃ اللہ علیہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہاری ذمہ داری ہے۔ مجھے کیا خبر تھی کہ یہ ہماری آخری گفتگو ہے۔ اس گفتگو کے کچھ ہی دیر بعد 26 دسمبر 2003 بمطابق 2 ذیقعد 1424ھ بروز جمعۃ المبارک صبح پانچ بج کر سات منٹ پر سلطان الفقیر کا نور کسی اور روپ میں جلوہ گر ہو کر دنیا سے مخفی ہو گیا۔

## نمازِ جنازہ

سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی نمازِ جنازہ 26 دسمبر 2003ء (3 ذیقعد 1424ھ) رات 9 بجے دربار پاک سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ پر ادا کی گئی جس میں اس غلام نے بھائی نوید شوکت صاحب کے ساتھ شرکت کی۔ نمازِ جنازہ میں اتنی کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی کہ تاحد نظر سر ہی سر نظر آرہے تھے۔ لوگوں کا ایک سمندر تھا۔ دربار پاک سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی دیواروں پر ہزاروں کی تعداد میں کبوتر اداں بیٹھے ہوئے تھے۔ جیسے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جسدِ مبارک نمازِ جنازہ کے لیے دربار پاک کے دروازہ کے بالکل سامنے رکھا گیا تو تمام کبوتروں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسدِ مبارک پر چکر لگانے شروع کر دیئے۔ لوگ حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ کبوتروں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسدِ مبارک پر سایہ کر دیا تھا۔ پھر دوبارہ انہوں نے چکر لگائے اور خاموشی سے دیواروں پر جا کر بیٹھ گئے۔

۱۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نمازِ مغرب کے بعد دفن کیا گیا اسلامی تاریخ سورج غروب ہونے کے بعد تبدیل ہوتی ہے اس لیے ہجری تاریخ 3 ذیقعد کا آغاز ہو چکا تھا۔

سلطان العثم (ششم) حضرت شی سلطان محمد اسفغری علیہ السلام  
(کتاب ترمیم ہدایت اور تفسیر ہدایت 2011ء)



## مزار مبارک

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو 26 دسمبر 2003ء (3 ذیقعد 1424ھ) کو آپ کے مرشد پاک کے دائیں پہلو (مشرق کی سمت) میں سپرد خاک کیا گیا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دائیں پہلو میں ہے۔

## عرس مبارک

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہر سال ذیقعد کے پہلے جمعۃ المبارک کو منعقد ہوتا ہے اور یہ عاجز بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ذیقعد کے پہلے جمعۃ المبارک کو منعقد فرماتا ہے۔

## سجادہ نشین

سلطان اولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین اور سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے سلطان محمد علی صاحب ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے بھی سجادہ نشین ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، آقا پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہربانی اور کرم نوازی، سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ، میرے حضور سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ اور مشائخ سروری قادری کی باطنی راہنمائی میں کتاب ہذا ”مجتبیٰ آخر زمانی“ کا مسودہ 09 نومبر 2011ء بمطابق 12 ذوالحجہ 1432ھ بروز بدھ پایہ تکمیل کو پہنچا۔

میرے حضور کے ملفوظات تو اُن کی حیات مبارکہ میں ہی تقریباً مکمل ہو چکے تھے اور اُن کی اشاعت ماہنامہ سلطان الفقیر لاہور میں اگست 2006ء سے شروع ہو چکی تھی لیکن مشائخ سروری قادری سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، سلطان التارکین سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، سلطان الصابریں پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور شہباز عارفان پیر سید محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات پر کام ناکمل تھا۔ اس پر تحقیق کا آغاز میرے حضور کے وصال کے بعد ستمبر 2004ء میں شروع ہو کر آج پایہ تکمیل کو پہنچا۔

اس تحقیق میں معاونت کرنے والوں کا تذکرہ کتاب ہذا کے صفحہ 472 پر موجود ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



## استفادہ

1- قرآن مجید

2- تفسیر روح البیان از شیخ محمد اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ و تفسیر مولانا فیض احمد اویسی مرحوم و مغفور

3- کتب احادیث

4- روایات مشائخ سروری قادری: جن کو اس فقیر نے سماعت فرمایا اپنے مرشد سلطان الفقیر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے سماعت فرمایا اپنے مرشد سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے سماعت فرمایا اپنے مرشد شہباز عارفاں حضرت سخی سلطان سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے سماعت فرمایا اپنے مرشد سلطان الصابریں حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے سماعت فرمایا اپنے مرشد سلطان التارکین سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے سماعت فرمایا اپنے مرشد سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رضی اللہ عنہ سے۔

## 1. کتب سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف/مترجم	سال اشاعت	ناشر/ادارہ
1.	نور الہدیٰ کلاں	1- سید امیر خان نیازی مع فارسی متن	2001ء	انجمن غوثیہ عزیز یہ حق باہو سلطان دربار عالیہ حضرت سخی سلطان باہو جھنگ
		2- کے۔ بی۔ نسیم مع فارسی متن	2000ء	حق باہو منزل گلشن رادی لاہور
		3. فقیر میر محمد فارسی۔ اردو	مئی 2007ء	بمقام سمندری شریف، تلہ گنگ ضلع چکوال
		4. فقیر نور محمد کلاچوی	بارہم 2000ء	عرفان منزل کلاچوی ڈیرہ اسماعیل خان شیر برادرز لاہور
		5. محمد کلیل مصطفیٰ اعوان	2007ء	
		6. فقیر الطاف حسین	درج نہیں	شیر برادرز لاہور
2.	نور الہدیٰ خورد	1. اللہ والے کی قومی دکان	درج نہیں	اللہ والے کی قومی دکان لاہور

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

3. شمس العارفین 1. مخطوطہ (فارسی) بقلم شہباز عارفان پیر سید بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ
2. سید امیر خان نیازی 2002ء انجمن غوثیہ عزیز یہ حق باہو سلطان دربار عالیہ حضرت نخی سلطان باہو جھنگ نذیر سنز پبلیشرز لاہور
3. محمد علی چراغ 1998ء
4. حافظ محمد رمضان (مرحوم) درج نہیں حافظ محمد رمضان مرحوم خطیب دربار حضرت سلطان باہو جھنگ
5. عبدالرشید شاہد القادری درج نہیں مکتبہ سلطانیہ گلکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ
6. اللہ دالے کی قومی دکان درج نہیں اللہ دالے کی قومی دکان لاہور
4. محکم الفقرا 1. کے بی نسیم 1997ء حق باہو منزل گلشن راوی لاہور 2. فقیر میر محمد (اردو۔ فارسی) فقیر میر محمد اعوان بمقام سمندری شریف تلہ گنگ ضلع چکوال
5. مجالستہ النبی 1. سید امیر خان نیازی 1996ء انجمن غوثیہ عزیز یہ حق باہو سلطان دربار عالیہ حضرت نخی سلطان باہو جھنگ 2. فقیر میر محمد فارسی۔ اردو فقیر میر محمد اعوان بمقام سمندری شریف تلہ گنگ ضلع چکوال
6. کلید التوحید خورد 1. بشیر احمد عربی 1996ء انجمن غوثیہ عزیز یہ حق باہو سلطان دربار عالیہ حضرت نخی سلطان باہو جھنگ 2. فقیر الطاف حسین 1989ء شبیر برادرز لاہور
7. محکم الفقرا کلاں 1. سید امیر خان نیازی 2006ء العارفین پبلیکیشنز لاہور 2. فقیر میر محمد (فارسی۔ اردو) فقیر میر محمد اعوان بمقام سمندری شریف تلہ گنگ ضلع چکوال

3. کے بی نسیم 1996ء حق باہو منزل گلشن راوی لاہور  
مع فارسی متن
4. اللہ والے کی قومی دکان درج نہیں اللہ والے کی قومی دکان لاہور
5. محمد شکیل مصطفیٰ اعوان 2007ء شبیر برادرز لاہور
8. کلید التوحید کلاں 1. سید امیر خان نیازی 2002ء انجمن غوثیہ عزیز نیہ حق باہو سلطان دربار  
مع فارسی متن  
2. فقیر میر محمد عالیہ حضرت سخی سلطان باہو جھنگ  
فارسی۔ اردو فقیر میر محمد اعوان بمقام سمندری  
شریف تلہ گنگ ضلع چکوال
3. اللہ والے کی قومی دکان درج نہیں اللہ والے کی قومی دکان لاہور
9. محکم الفقیر خورد 1. کے بی نسیم 2000ء حق باہو منزل گلشن راوی لاہور  
مع فارسی متن
10. عین الفقیر 1. فقیر الطاف حسین 1998ء شبیر برادرز لاہور  
2. سید امیر خان نیازی دسمبر 2004ء العارفین پبلیکیشنز 4/A-1 سیکشن  
مع فارسی متن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
3. کے بی نسیم 2001ء حق باہو منزل گلشن راوی لاہور  
مع فارسی متن
4. اللہ والے کی قومی دکان درج نہیں اللہ والے کی قومی دکان لاہور
5. فقیر میر محمد (فارسی) 1999ء ڈھلی شریف تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال
11. سلطان الوہم کلاں/ خورد 1. حماد الرحمن سرودی قادری اگست 2011ء سلطان الفقیر پبلیکیشنز 4/A-1 سیکشن  
ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور
2. فقیر میر محمد ڈھلی شریف تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال 1999ء  
فارسی۔ اردو
12. اسرار قادری 1. اللہ والے کی قومی دکان 1952ء اللہ والوں کی قومی دکان لاہور  
2. فقیر الطاف حسین 1996ء شبیر برادرز لاہور  
3. محمد شریف عارف نوری 1994ء پروگریسو بکس اردو بازار لاہور  
4. سید امیر خاں نیازی 2010ء العارفین پبلیکیشنز لاہور  
مع فارسی متن

13. تیغ برہنہ 1. محسن فقری 2004ء شبیر برادرز لاہور
2. کے بی نسیم 1998ء حق باہو منزل گلشن راوی لاہور
- مع فارسی متن
14. قریب دیدار 1. محسن فقری 2005ء شبیر برادرز لاہور
15. کشف الاسرار 1. فقیر الطاف حسین درج نہیں شبیر برادرز لاہور
- مع فارسی متن
16. دیدار بخش خورد 1. فقیر الطاف حسین درج نہیں شبیر برادرز اردو بازار لاہور
- مع فارسی متن
2. کے بی نسیم 2000ء حق باہو منزل گلشن راوی لاہور
- مع فارسی متن
17. امیر الکوین 1. اللہ والے کی قومی دکان 2. سید امیر خان نیازی مع فارسی متن درج نہیں اللہ والے کی قومی دکان لاہور
- العارفین پبلیکیشنز لاہور
3. محمد عبدالرشید شاہد القادری 1425ھ مکتبہ سلطانیہ گکھڑ مندی ضلع گوجرانوالہ
4. محمد شکیل مصطفیٰ اعوان 2007ء شبیر برادرز لاہور
18. رسالہ اورنگ شاہی 1. فقیر الطاف حسین جون 1995ء شبیر برادرز لاہور
2. کے بی نسیم 1998ء حق باہو منزل گلشن راوی لاہور
- مع فارسی متن
3. اللہ والے کی قومی دکان 3. اللہ والے کی قومی دکان لاہور
4. ڈاکٹر الطاف حسین درج نہیں
- مع فارسی متن
19. فضل اللقاء 1. محمد شریف عارف نوری یکم ستمبر 1994ء پروگریسو بکس لاہور
20. عقل بیدار 1. شاہد القادری نامعلوم مکتبہ سلطانیہ گکھڑ مندی ضلع گوجرانوالہ
2. کے بی نسیم 2003ء حق باہو منزل گلشن راوی لاہور
- مع فارسی متن
3. اللہ والے کی قومی دکان درج نہیں اللہ والے کی قومی دکان لاہور

21. کلید جنت 1. کے بی نسیم 1996ء سلطان باحو اکیڈمی حق باھو منزل گلشن راوی لاہور
22. مفتاح العارفين 1. محمد شریف عارف 1994ء پروگریسو بکس لاہور
23. توفیق الہدایت 1. محمد شریف عارف 1993ء پروگریسو بکس لاہور
24. محبت الاسرار 1. محمد شریف عارف 1993ء پروگریسو بکس لاہور
25. جامع الاسرار 1. کے بی نسیم 2003ء حق باھو منزل گلشن راوی لاہور  
مع فارسی متن
26. گنج الاسرار 1. فقیر الطاف حسین درج نہیں شہیر بردار زلاہور
27. طرفۃ العین 1. فقیر الطاف حسین فروری 1996ء شہیر بردار زلاہور
28. نقش باھو 1. منظوم ترجمہ فارسی دیوان 1996ء لوک درشا اسلام آباد  
مسعود قریشی
29. رسالہ روحی شریف 1. مصنف کتاب ہذا اپریل 2003ء مکتبہ العارفين 14/A یکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور  
(مع فارسی متن)
2. شاہد القادری درج نہیں مکتبہ سلطانیہ گلہڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ
3. سید امیر خان نیازی درج نہیں انجمن غوثیہ عزیزہ حق باھو سلطان دربار عالیہ حضرت نخی سلطان باھو جھنگ
4. ڈاکٹر سلطان الطاف علی درج نہیں غلام دستگیر اکیڈمی دربار حضرت نخی سلطان باھو جھنگ
5. پروفیسر احمد سعید ہمدانی درج نہیں غلام دستگیر اکیڈمی دربار حضرت نخی سلطان باھو جھنگ
6. اللہ والے کی قومی دکان درج نہیں اللہ والے کی قومی دکان لاہور
30. سوانح حیات و ابیات باھو 1. مصنف کتاب ہذا جولائی مکتبہ العارفين 14/A یکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور 2002ء
31. ابیات باھو 1. مصنف کتاب ہذا اگست مکتبہ العارفين 14/A یکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور 2002ء

32. ابیاتِ باہو ڈاکٹر سلطان الطاف علی بارنہم 2001ء غلام دستگیر اکیڈمی دربار حضرت سخی سلطان باہو جھنگ
33. شرح ابیاتِ باہو ڈاکٹر سلطان الطاف علی مارچ 1995ء ناشارہ پبلیشرز ریگل پلازہ کوسٹہ
34. سی حرفی ابیاتِ باہو احمد سعید ہمدانی 12 اپریل 2001ء خوشاب
- (شرح و ترجمہ)

## 2. تصانیف غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف/ مترجم	سال اشاعت	ناشر/ ادارہ
1.	غنیۃ الطالبین	1. مولانا محمد صدیق ہزاروی سعیدی	1988ء	فرید بک شال لاہور
		2. مولانا محمد عبدالاحد قادری	فروری 2005ء	قادری رضوی کتب خانہ لاہور
2.	سر الاسرار	1. مولانا علامہ محمد منشا تائبش قصوری	بار اول 12 ربیع الاول 1423ھ	قادری رضوی کتب خانہ لاہور
		2. سید امیر خان نیازی (مع عربی متن)	ستمبر 2003ء	مکتبہ العارفین 141A یکسٹیشن انجور کیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور
3.	(i) الرسالة الغوثیہ مع عربی متن	سلطان العصر حضرت غلام دستگیر قادری ناشارہ سید علاؤ الدین گیلانی بغدادی	مارچ 1998ء	حضرت دستگیر اکیڈمی دربار سلطان باہو جھنگ
	(ii) تذکرہ قادریہ (مع رسالۃ الغوثیہ)		بار پنجم 2006ء	دربار غوثیہ شارع الگیلانی کوسٹہ
4.	فتوح الغیب	1. سید فاروق قادری	اکتوبر 2002ء	قادری رضوی کتب خانہ لاہور
		2. سید محمد فاروق قادری	1998ء	تصوف فاؤنڈیشن لاہور

ایم اے



5. لفتح الربانی
1. مولانا عبدالاحد قادری 2003ء قادری رضوی کتب خانہ لاہور (فیوض غوث یزدانی)
2. نفیس اکیڈمی کراچی درج نہیں نفیس اکیڈمی کراچی (مع عربی متن)
3. مولانا عاشق الہی دسمبر 2008ء - العارفین پبلیکیشنز لاہور (مع عربی متن)

#### 4. تصانیف شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف/مترجم	سال اشاعت	ناشر/ادارہ
1.	فصوص الحکم	1. شرح مولانا عبدالقدیر صدیقی	درج نہیں	نذیر سنز لاہور
		2. محمد ریاض قادری (شرح فصوص الحکم والایقان)	2006ء	علم و عرفان پبلیشرز لاہور
2.	فتوحات مکیہ (تین جلدیں)	1. صائم چشتی	1986ء	علی برادران تاجران کتب فیصل آباد
3.	شجرۃ الکون	1. علامہ صوفی محمد صدیق بیک قادری	1985ء	علی برادران تاجران کتب فیصل آباد

#### 5. دیگر کتب

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف/مترجم	سال اشاعت	ناشر/ادارہ
1.	مرقاۃ السالکین شرح مرآة العارفین	تصنیف سید الشہدا حضرت امام حسین <small>رضی اللہ عنہ</small> ترجمہ و شرح محمد فیض احمد اویسی	2007ء	زاویہ پبلیشرز لاہور
	مرآة العارفین ترجمہ و شرح	عزیزین مغیث سروری قادری	2012ء	سلطان الفقیر پبلیکیشنز 4/A ایسیٹیشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور

	1. حضرت علی ہجویری داتا	2. کشف المحجوب
فضل نورا کیڈمی چک سادہ	1970ء	
شریف ضلع گجرات	2007ء	3. کیمیائے سعادت
	مترجم مولانا میاں رمضان علی	
شبیر برادرز لاہور	1993ء	4. انسانِ کامل
	حضرت ابو حامد امام غزالی	
	رحمۃ اللہ علیہ	
	محمد شریف نقشبندی	
نفیس اکیڈمی کراچی	طبع چہارم	5. طوائسین
	1980ء	
	1. سید عبدالکریم الجلیلی	
تصوف فاؤنڈیشن لاہور	2008ء	6. تصوف کے روشن حقائق
	حضرت منصور حلاجؒ	
	مترجم محمد اکرم الازہری	
مکتبہ زاویہ لاہور	2003ء	
	حضرت شیخ عبدالقادر عیسیٰ	
	شاڈئی	
	ترجمہ: محمد اکرم الازہری	
خدیجہ پبلیکیشنز لاہور	طبع پنجم نمبر	7. مثنوی مولانا روم
	2005ء	
	مولانا جلال الدین رومیؒ	
افیصل ناشران تاجران کتب	1995ء	8. سیر ولبراہاں
لاہور	حضرت شاہ سید محمد ذوقی	
	مترجم محمد عالم امیری	
عرفان منزل کلاچی ڈیرہ	1999ء	9. عرفان (جلد اول)
اسماعیل خان	فقیر نور محمد کلاچی	
عرفان منزل کلاچی ڈیرہ	1999ء	10. مخزن الاسرار
اسماعیل خان	فقیر نور محمد کلاچی	
عرفان منزل کلاچی ڈیرہ	2000ء	11. حیات سروری
اسماعیل خان	فقیر عبدالحمید	
مکتبہ سلطانیہ گکھڑ منڈی	درج نہیں	12. مناقب سلطانی
گوجرانوالہ	1. سلطان حامد علیؒ	
	مترجم ارشد القادری	
اللہ والے کی قومی دکان کشمیری	درج نہیں	
بازار لاہور	2. اللہ والے کی قومی دکان	
حضرت غلام دستگیر اکیڈمی دربار	بار چہارم	13. احوال و مقامات
حضرت سلطان باہو جھنگ	1995ء	سلطان باہوؒ

14. سلطان العارفین حضرت  
سلطان باھو  
(حیات و تعلیمات)  
احمد سعید ہمدانی مارچ 1995ء حضرت سلطان باھو اکیڈمی  
لاہور
15. مرآت سلطانی  
(باھو نامہ کامل)  
ڈاکٹر سلطان الطاف علی 2006ء باھو پبلیکیشنز کونسل لاہور، جھنگ
16. صاحب لولاک  
طارق اسماعیل ساگر بار دوم 2007ء ایضاً  
بار سوم 2009ء العارفین پبلیکیشنز لاہور  
بار ایضاً  
چہارم 2011ء
17. تاریخ جھنگ  
اقبال زبیری 2002ء جھنگ ادبی اکیڈمی جھنگ صدر
18. اولیائے جھنگ  
اقبال زبیری جنوری 2000ء جھنگ ادبی اکیڈمی جھنگ صدر
19. وادی سون سیکسر  
(تاریخ، تہذیب، ثقافت)  
محمد سرور خان اعوان 2002ء الفیصل ناشران تاجران کتب  
لاہور
20. اشراق عرب  
سید محمد نجم الحسن فضلی 1999ء مملوکہ سعید جھنڈیر لاہور  
میلیسی
21. تواریخ آئینہ تصوف  
شاہ محمد حسن صابری چشتی بار مکتبہ صابریہ قصور  
رام پوری سوم 1424ھ
22. تاریخ مشائخ قادریہ رزاقیہ  
(بحوالہ برصغیر پاک و ہند)  
پروفیسر محمد حسین آزاد 2008ء درسٹائل پرنٹرز لاہور  
القادری
23. تاریخ مشائخ قادریہ (تین  
جلدیں)  
ڈاکٹر غلام بیگی انجم 2001ء کتب خانہ امجدیہ انڈیا
24. راہ نمائے مزارات دہلی  
محمد عاصم القادری سنہلی 2007ء محمدی بک ڈپو پرانی دہلی انڈیا
25. مزارات اولیاء دہلی  
محمد عالم شاہ فریدی 1927ء فرید بک ڈپو دہلی انڈیا  
اضافہ درتیم ڈاکٹر محمد حفیظ 2006ء فرید بک ڈپو دہلی انڈیا  
الرحمن صدیقی

26. واقعات دارالحکومت دہلی جلد دوم	بشیر الدین احمد 1337ھ طبع دہلی	پنجاب پبلک لائبریری لاہور	
27. دہلی زیارات و آثار 	سردار احمد علی 1337ھ طبع دہلی	پنجاب پبلک لائبریری لاہور	
28. مزارات اولیائے دہلی	مولوی محمد عالم شاہ 1330ھ طبع دہلی	پنجاب پبلک لائبریری لاہور	
29. اولیائے ملتان	اولاد علی گیلانی طبع لاہور	پنجاب پبلک لائبریری لاہور	
30. اولیائے ملتان	بشیر حسین ناظم طبع لاہور	پنجاب پبلک لائبریری لاہور	
31. تذکرہ اولیائے ملتان	امتیاز حسین شاہ طبع لاہور	کتب خانہ حاجی نیاز احمد بوہر گیٹ ملتان	
32. راہنمائے مقامات مقدس دارالحکومت دہلی	مرزا آفتاب بیگ عرف نواب مرزا بیگ دہلوی طبع لاہور	قمیصیہ لائبریری درگاہ شریف ساڈھورا ہریانہ انڈیا	
33. آثار دہلی	طبع دہلی	قمیصیہ لائبریری درگاہ شریف ساڈھورا ہریانہ انڈیا	
34. باغ سادات	سید نجم حسین شاہ نقوی بخاری سوم 1947ء طبع لاہور بار	مملوکہ نسخہ غلام محمد ولد منظور احمد اوچ شریف بہاولپور	
35. تاریخ بزرگان دہلی	کلیم مختار احمد سبزواری 1972ء دہلی	قمیصیہ لائبریری درگاہ شریف ساڈھورا ہریانہ انڈیا	
36. گلدستہ ابیات و مناجات شہباز عارفان حضرت نوحی سلطان سید محمد بہادر علی شاہ	مصنف کتاب ہذا مارچ 2002ء	مکتبہ العارفین 14/A یکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور	
37. حقیقت اسم اللہ ذات	مصنف کتاب ہذا بار اول 2001ء بار دوم 2002ء بار سوم 2003ء بار چہارم اگست 2004ء	مکتبہ العارفین 14/A یکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور	

- مصنف کتاب ہذا بار پنجم جولائی سلسلہ سروری قادری  
2005ء۔ المرتضیٰ۔ 20 ہدایت اللہ بلاک  
مصطفیٰ ٹاؤن لاہور
- بار ششم مئی سلطان الفقیر پبلیکیشنز  
2006ء المرتضیٰ۔ 20 ہدایت اللہ بلاک  
مصطفیٰ ٹاؤن لاہور
38. مرشد کامل اکمل مصنف کتاب ہذا بار اول ستمبر سلسلہ سروری قادری  
2005ء المرتضیٰ۔ 20 ہدایت اللہ بلاک  
مصطفیٰ ٹاؤن وحدت روڈ لاہور
- بار سوم ستمبر ایضاً  
2007ء
39. شمس الفقرا مصنف کتاب ہذا 2012 سلطان الفقیر پبلیکیشنز 4/A  
ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن  
وحدت روڈ لاہور
40. حضرت خواجہ سلیمان ڈاکٹر محمد حسین لہی 1979ء اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور  
تونسوی اور ان کے خلفاء
41. پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں ڈاکٹر مبین عبدالمجید سندھی 2000ء سبک میل پبلیکیشنز لاہور
42. سیر الحبیب شاہ حبیب اللہ قادری، درج نہیں  
مترجم غلام رسول
43. تذکرہ روسائے پنجاب ترجمہ: سید نواز ش علی
44. سوانح عمری حضرت خواجہ مرتب پیر محمد یوسف  
عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ
45. تاریخ پنجاب غلام مصطفیٰ کمال 1998ء ایونیو بک پبلس لاہور
46. ملفوظات پیر محمد عبدالغفور شاہ مرتب پیر عبدالحق  
رحمۃ اللہ علیہ
47. سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی مرتب سید سلیم الزماں ہاشمی  
رحمۃ اللہ علیہ (مخطوطہ) (انڈیا)
- مملوکہ محمد اسد خان لاہور  
حبیب الرحمن انڈیا

48. کراماتِ عزیز یہ مرتب سلطان محمد فاروق 1985ء دربار سلطان محمد عبدالعزیز رضی اللہ عنہما  
رحمۃ اللہ علیہ جھنگ

49. نقول سول دعویٰ جات فضل حق بنام مختیار شاہ سول کورٹ احمد پور شرقیہ  
برائے سجادہ نشین بہاولپور

### شمارہ جات ماہنامہ مرآة العارفین لاہور

اپریل	2000ء
ستمبر	2000ء
فروری	2001ء
جون	2001ء
جولائی	2003ء
اگست	2004ء
دسمبر	2004ء
نومبر	2007ء
نومبر	2008ء

اور بہت سی کتب، جن کے حوالہ جات کتاب میں موجود ہیں۔

نوٹ: کتاب ہذا ”مجتبیٰ آخر زمانی“ میں تاریخیں دو طرح سے دی گئی ہیں۔ اگر تاریخ عیسوی ہے تو اس کے ساتھ ہی بریکٹ میں ہجری تاریخ دی گئی ہے اور اگر تاریخ ہجری ہے تو اس کے ساتھ ہی بریکٹ میں عیسوی تاریخ دی گئی ہے۔ اصل اور درست تاریخیں وہی ہیں جو بریکٹ سے باہر یا بریکٹ سے پہلے دی گئی ہیں۔ بریکٹ میں درج ہجری یا عیسوی تاریخ جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے حاصل کی گئی ہے اور یہ سارا کام برخوردار محمد راشد سروری قادری (اویچ شریف) نے کمپیوٹر ٹیکنالوجی کی مدد سے کیا اور انہوں نے ہی سرائیکی شاعری کے مشکل الفاظ کے معنی حواشی میں مرتب فرمائے ہیں۔

### تحقیقی معاونین

(1) سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی رضی اللہ عنہما کی سوانح حیات پر تحقیق میں مجیب الرحمن (دہلی۔ انڈیا) اور محمد اسد

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



خان سروری قادری (لاہور) نے تحقیقی تعاون فرمایا۔

- (2) سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانیؒ کی سوانح حیات پراچھ پور شرقیہ میں تمام تحقیق محمد راشد سروری قادری (اوج شریف) اور محمد ریاض نجم سروری قادری (اوج شریف) نے کی۔ سلطان التارکین سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانیؒ کی سجادہ نشینی کے تنازعہ کے کاغذات کی عدالتی نقول محمد نوید سروری قادری (بہاولپور۔ حال مقیم لاہور) جو کہ وکیل بھی ہیں، نے مہیا کیں۔
- (3) ”ملفوظات پیر محمد عبدالغفور شاہؒ مرتب پیر عبدالحقؒ“ محمود احمد (لاہور) اور حماد الرحمن سروری قادری (لاہور) نے 2008ء میں پیر محبوب الحق سے ڈشرف گڑھ مہاراجہ جھنگ سے حاصل کیئے۔
- (4) محمد اسد خان سروری قادری (لاہور) حماد الرحمن سروری قادری (لاہور) محمود احمد سروری قادری (لاہور) ناصر حمید سروری قادری (لاہور) محمد ندیم سروری قادری (گوجرہ) نے سجادہ نشین دربار پیر محمد عبدالغفور شاہؒ جناب محمد ایوب قریشی اور سجادہ نشین دربار سید محمد عبداللہ شاہؒ جناب پیر شمس الحق صاحب سے ملاقات کر کے پیر محمد عبدالغفور شاہؒ اور سید محمد عبداللہ شاہؒ کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔
- (5) برخوردار ناصر حمید سروری قادری نے نہ صرف اس کتاب کو بلکہ اس فقیر کی تمام کتب کو کمپوز کر کے محفوظ کیا۔



## مجتہبی آخر زمانی

مجتہبی آخر زمانی مشائخ سروری قادری کی اولین سوانح حیات ہے۔ تصنیف مبارکہ مجتہبی آخر زمانی میں سلطان العارفین حضرت نخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان الفقہ ششم حضرت نخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی کامل اور مکمل سوانح حیات اور تعلیمات موجود ہیں۔

اس کے علاوہ سلسلہ سروری قادری کے مشائخ حقیقی جن سے سلسلہ سروری قادری اور امانت الہیہ کا سلسلہ اب تک جاری ہے، کی سوانح حیات پہلی بار کامل اور مکمل طور پر پردہ اخفا سے باہر لائی جا رہی ہے جن میں یہ مشائخ شامل ہیں:

- ۱۔ سلطان التارکین حضرت نخی سلطان سید محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۔ سلطان الصابریں حضرت نخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ ہاشمی قریشی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۔ شہباز عارفاں حضرت نخی سلطان پیر سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ
- ۴۔ سلطان الاولیاء حضرت نخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

سلطان العارفین حضرت نخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے بعد یہ سلسلہ سروری قادری کے مشائخ اور امانت الہیہ کے حقیقی وارث ہیں۔ سلطان العارفین حضرت نخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا فیض اسم اللہ ذات کی صورت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے انہی نائین کے وسیلہ سے طالبان مولیٰ کیلئے جاری و ساری ہے۔

سلسلہ سروری قادری کے اکتیسویں شیخ کامل خادم سلطان الفقہ حضرت نخی سلطان محمد نجیب الرحمن مدظلہ الاقدس نے جب مسند تلقین و ارشاد سنبھالی تو سلسلہ سروری قادری کے حقیقی مشائخ کی سوانح حیات پر تحقیقی کام کا آغاز فرمایا اور سات سال کی انتھک کوششوں سے زیر نظر کتاب تصنیف فرمائی جو اپنی صحت و واقعات کے لحاظ سے تحقیق کی ہر کسوٹی پر پوری اترتی ہے۔

مجتہبی آخر زمانی کی تصنیف کا ایک اہم مقصد سلسلہ سروری قادری کے حقیقی مشائخ کی حیات طیبہ پر پڑے اسرار کے پردوں کو ہٹانا اور ان کی عظمت سے عوام الناس کو روشناس کرانا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصل دین حنیف کو زندہ رکھنے کے لئے ان مشائخ نے انتہائی گراں قدر خدمات سر انجام دی ہیں۔ اپنی حیات کے ہر لمحے کو دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے وقف کر دیا۔ ظاہر و باطن میں انتہائی کٹھن آزمائشوں سے گزرتے ہوئے اس مقام پر پہنچے جہاں انہیں امانت فقر کا وارث بنایا گیا اور پھر انہوں نے طالبان مولیٰ کی راہ حق پر بے مثال راہنمائی فرمائی اور آج تک کر رہے ہیں لیکن خود کو ہمیشہ دنیا کی نظروں سے پوشیدہ رکھا کیونکہ ان کی خواہش اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس تک محدود ہے۔ خواہش عز و جاہ سے یہ مشائخ ہمیشہ دور رہے اس لئے آج کے دور میں سوائے طالبان مولیٰ کے انہیں کوئی نہیں جانتا۔ لیکن اب وہ دور آنے کو ہے جب فقر کو عام ہونا ہے۔

چنانچہ مناسب سمجھا گیا کہ صراط الذین انعمت علیہم ط کے مظہر سلسلہ سروری قادری کے حقیقی مشائخ کی سوانح حیات اور دین حنیف کے لئے کی گئی ان کی تعلیمات کو عوام الناس تک پہنچایا جائے تاکہ وہ ان فقرا کی عظمت و مقام اور قرب الہی کو سمجھ سکیں اور اس گمراہی اور ظاہر پرستی کے دور میں ان کی حیات و تعلیمات پر عمل کر کے معرفت اور قرب الہی حاصل کر سکیں۔ خادم سلطان الفقہ حضرت نخی سلطان محمد نجیب الرحمن مدظلہ الاقدس پر ذات حق تعالیٰ کا خاص فضل اور کرم ہے کہ یہ خاص تحفہ عوام الناس کی راہنمائی کیلئے آپ مدظلہ الاقدس کی وساطت سے ظہور پذیر ہوا ہے۔

سلطان الفقہ پبلیکیشنز (جز ۱)  
لاہور

سلطان الفقہ پبلیکیشنز

سلطان الفقہ ہاؤس

4/A- ایسٹیشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ ڈاکخانہ منصورہ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 54790

Tel: 042-35436600, 0322-4722766

ISBN: 978-969-9795-07-7



9 789699 795077

● www.tehreek-dawat-e-faqr.com ● www.sultan-ul-faqr.com  
E-mail: sultanulfaqr@tehrekdawatefaqr.com